Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

1168

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम इख़लाके नासिरी

लेखक मुल्ला हुसैन अल वाइज़ काशफी

प्रकाशन वर्ष 1912

आगत संख्या 1168

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

1168

1168;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

116842
11
1208

ناشع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ اخلاق ناصری بعبارت اُردو سلیس طور پر

جبکہ مطلوب اِس کتاب کا ایک جُزو اجزائے حکمت سے ہے اِسلئے
پہلے بیان کرنا معنی حکمت کا اور منقسم ہونا اوسکا چند اقسام پر لازم اور
ضروری ہوا تاکہ معنی اوس چیز کے جبکا اِسمیں ذکر اور بحث ہے معلوم
ہوجاویں۔ پس بیان کرتا ہوں میں کہ معنی حکمت کے نزدیک اہل
دانش کے جاننا ہر چیز کا ہے جیساکہ اصل میں وہ چیز ہو اور عمل
کرنا امورات میں جیساکہ چاہیئے بقدر طاقت انسانی کے تا نفس انسانی
جس کمال کے حاصل کرنے کیواسطے اسکی اصلی توجہ ہے اوسپر فائز ہو
جب معنی حکمت کے یہ ہوئے پس حکمت منقسم ہوئی اوپر دو قسم کے ایک
علم دوسرا عمل علم خیال کرنا حقیقت ہا موجودات کا اور تصدیق کرنا احکام اور
لوازم اوسکے کا جیساکہ نفس الامر میں ہوں عمل کثرت استعمال کا صناعات
میں مراد ظاہر کرنے ایک شئے کے قوۃ سے فعل پر اِس شرط سے کہ وہ
حد نقصان سے کمال کو پھونچے بموجب طاقت بشری کے جو شخص اِن دونوں
وصفوں سے متصف ہو اسکو حکیم کامل اور انسان فاضل جاننا چاہیئے اور
رتبہ اوسکا اعلی درجہ کے مراتب بنی نوع انسان میں شمار کیا جاوے گا *
اللہ تعالےٰ جلشانہٗ نے وصف حکمت میں فرمایا ہے یُؤْتِی الْحِکْمَةَ
مَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا یعنے اللہ تعالے
دیتا ہے حکمت جسکو چاہتا ہے اور جو شخص دیا گیا ہے حکمت پس آہ
اُنکی بہت جب معنی علم حکمت کے جاننا تمام چیزوں کا ہے جیساکہ وہ
اصل میں ہیں اور کثرت استعمال کے کاموں میں جیساکہ چاہیئے۔ پس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جتنی قسموں پر موجودات منقسم ہے اوتنی ہی اقسام پر حکمت منقسم ہے۔
موجودات دو قسم ہیں ایک وہ کہ وجود اُنکا موقوف اوپر حرکات ارادی
اشخاص بشری کے نہو دوسرا وہ کہ وجود اُنکا تصرف اور تدبیر انسانی پر
منحصر ہو۔ پس بموجب اِس انقسام کے علم احوال موجودات کا بھی دو قسم
پر منقسم ہوا ایک علم پہلی قسم موجودات کا اسکو حکمت نظری کہتے ہیں
دوسرا علم دوسری قسم موجودات کا اسکو حکمت عملی کہتے ہیں۔ حکمت نظری
کے دو قسم ہیں ایک جاننا اُن چیزوں کا کہ آمیزش مادہ کی اوسکے وجود
کے واسطے شرط نہو۔ دوسرا جاننا اُن اشیاء کا کہ جب تک مادہ اُسمیں مختلط
نہو وہ شئے موجود نہوسکے اور یہہ دوسرا قسم حکمت نظریکا پھر دو قسموں پر
منقسم ہے۔ ایک وہ کہ اگرچہ آمیزش مادہ کے شرط موجود ہونے اُسکے کی
ہے مگر دریافت اور تصور وجود اُسکے کے واسطے اعتبار اختلاط مادہ کا شرط
نہو۔ دوسرا وہ کہ تصور اور علم اوسکا بھی باعتبار اختلاط مادہ کے حاصل ہو
پس اِس سبب سے حکمت نظری تین قسموں پر منقسم ہوئی پہلی قسم
کو علم مابعد الطبیعة کہتے ہیں دوسرے کو علم ریاضی تیسرے کو علم طبعی
اور ہر ایک اِن تینوں علموں سے مشتمل ہیں اوپر چند جزو کے جو بعضے اِنمیں
سے مثل اصول کے ہیں اور بعضے بمنزلہ فروع کے۔ اصول پہلے علم یعنے
علم مابعد الطبعة کے دو فن ہیں ایک جاننا ذات پاک اللہ تعالیٰ کا اور مقربان
بارگاہ اوسکے کا جو اوسکے حکم سے وہ مقرب بارگاہ کے سبب اور موجب پیدایش
دیگر موجودات کے ہوئے ہیں مثل عقول اور نفوس کے اور احکام اور
افعال اُن کے۔ اِس فن کو علم الٰہی کہتے ہیں۔ دوسرا فن جاننا امور کلی کا جو
متعلق احوال موجودات کے ہو اِس حیثیت سے کہ وہ موجود ہیں مثل وحدت
و کثرت و وجوب و امکان و حدوث و قدم اور سوائے اِسکے اسکو فلسفہ کہتے
ہیں۔ فروع علم مابعد الطبعة کے چند نوع ہیں مثل معرفت نبوت و امامت
و احوال عاقبت وغیرہ مثل اِسکے۔ اصول علم ریاضی کے چار ہیں پہلا جاننا
مقادیر اشیاء کا اور احکام اور لوازم مقادیر کا اسکو علم ہندسہ کہتے ہیں۔
دوسرا جاننا اعداد اور خواص اعداد کا اسکو علم عدد کہتے ہیں۔ تیسرا جاننا
اختلاف اوضاع اجرام علوی کا بنسبت ایک دوسرے کے اور بنسبت اجسام
سفلی کے اور اندازہ حرکات اور اجرام کا اور بعد اُنکے کا اِنکو علم ہیئت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہتے ہیں احکام نجوم سے اس نوع خارج ہیں۔ چوتھا جاننا نسبت مؤلفہ
اور احوال اوسکے کا اسکا علم تالیف کہیں جب اس فن تالیف کو صوت
اور آواز کے کام میں وینگے باعتبار نسبت ایک آواز کے دوسری آواز
سے اور بلحاظ مقدار زمانہ حرکت اور ان اُس آواز کی تو اسکو علم موسیقی کہیں
گے۔ فروع علم ریاضی کے چند قسم، علم مناظرہ علم مرایا، علم جبر و
مقابلہ علم جر ثقیل وغیرہ اصول علم الہی کے آٹھ قسم ہیں پہلا جاننا مبادی
متغیرات یعنے جو اصل بنیاد ہیں وے تغیر دینے کے مثل زمان و مکان
و حرکت و سکون اور نہایت و لا نہایت وغیرہ اسکو اسماء طبعی کہتے ہیں دوسرا
جاننا اجسام بسیط و مرکب اور احکام بسائط علوی اور سفلی کا اسکو اسماء اور
عالم کہتے ہیں تیسرا اجرام ارکان وغیرہ کا اور متبدل ہونا صورت کا اوپر مادہ
مشترک کے اسکو عالم کون اور فساد کہتے ہیں چوتھا جاننا موجبات اور اسباب
پیدا ہونے حوادث ہوا اور اراضی مانند رعد و برق و صاعقہ و باران
و برف و زلزلہ وغیرہ اسکے اسکو آثار علوی کہتے ہیں۔ پانچواں جاننا اشیاء
مرکبات اور کیفیت ترکیب اوسکے کا وہ علم معادن کہتے ہیں چھٹا جاننا اجسام
نامیہ اور نفوس اور قوی اوسکے کا وہ علم نبات کہتے ہیں ساتواں جاننا اُن
اجسام کا جو بحرکت ارادی متحرک ہیں اور مبادی حرکات اور احکام نفوس
اور قوتوں اُنکے کا اسکو علم حیوان کہتے ہیں آٹھواں جاننا احوال نفس ناطقہ
انسانی کا اور کیفیت تدبیر اور تصرف کرنے اوسکے کے بدن میں اور سوائے
بدن کے اسکو علم النفس کہتے ہیں فروع اس علم طبعی کے بھی بہت ہیں
مانند علم طب و علم احکام و نجوم علم فلاحت وغیرہ۔ مگر علم منطق کا جو
حکیم ارسطاطالیس نے ایجاد کیا ہے اور قوۃ سے فعل میں لایا ہے وہ
علم مشتمل اوپر جاننے کیفیت چیزوں کے اور طریق حاصل کرنے
مجہولات کے یعنی نامعلوم چیزوں کے حاصل کرنیکا طریقہ اُس سے حاصل
ہوتا ہے پس درحقیقت علم بمنزلہ آلات کے ہے واسطے تحصیل دیگر علوم
کے یہ تمام اقسام نظری کے ہی ہیں ÷
الا حکمت عملی وہ مصلحتہائے حرکت ارادی اور افعال صناعی انسانوں
کا ہے اوپر اُس کے کہ وہ پیدا کرے انتظام احوال معاش اور معاد کا
نوع انسان کا اور ہووے پیدا کرنے اُس کمال کا کہ جسکے انجام

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے توجہ ہے۔ وہ بھی دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ کہ رجوع اور حصہ اُسکا
خاص تنہا ایک شخص ہی کی ذات پر منحصر ہو دوسرا وہ کہ رجوع اُسکا بمشارکت
ایک جماعت کے ہو۔ اور یہ دوسرا قسم پھر دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ کہ
رجوع اُسکا ایک ایسی جماعت کے ساتھ ہو کہ مشارکت اُنکی باہم ایک منزل اور
ایک گھر میں ہو دوسرا وہ کہ مشارکت اس جماعت کی باہم مگر ایک شہر یا ولایت
یا اقلیم اور مملکت میں ہو۔ پس حکمت عملی بھی منقسم ہوئی اوپر تین قسم کے
پہلی قسم کو تہذیب اخلاق کہتے ہیں دوسرے کو تدبیر منزل تیسرے کو سیاست
مدن جاننا چاہئے کہ موجب اخلاق نیک اور افعال پسندیدہ نوع انسان کا۔ جو
متضمن ہووے اوپر انتظام امور اور احوال اُنکے کے۔ اصل میں یا طبع ہوگی یا
وضع لیکن جو افعال کہ مبداء اُسکا طبع ہے اُنکی وہ صفت ہے جو مقتضائے
اُنکا عقل اہل بصارت اور تجربہ دانشمندوں کا ہے اور وہ انقلاب دور زمانہ اور
مختلف ہونے حالات جہانسے متبدل اور متغیر نہیں ہوتے۔ یہ اقسام حکمت
عملی سے ہیں جو بیان کیئے گئے ہیں۔ اور وہ افعال جو مبداء اُسکا وضع ہو اگر
وہ وضع اتفاق رائے ایک جماعت سے ہو تو اُسکو آداب اور رسوم کہتے ہیں
اگر سبب اُس وضع کا اقتضائے رائے ایک ایسے بزرگ کا ہو جو تائید آلہی سے
مؤید ہووے مثل پیغمبر یا امام کے اسکو نوامیس آلہی کہتے ہیں اور یہہ تین قسم
پر ہے پہلا وہ قسم کہ ایک ایک بشر انسانی پر واجب ہے مثل عبادات اور
احکام کے دوسرا وہ کہ رجوع اسکا بمشارکت اہل منزل کے ہو مانند نکاح وغیرہ
معاملات کے تیسرے وہ کہ رجوع اُسکا اہل شہر اور اقلیم کے ساتھ ہو مانند حدود
اور سیاسات کے اس علم کو فقہ کہتے ہیں۔ جب مبداء ایسے افعالوں کا وضع
ہے تو انقلاب احوال زمانہ اور تغیر روزگار اور متبدل ہونے حالات انسانوں
سے متبدل ہوجاتے ہیں۔ یہ قسم ازروئے تفصیل کے اقسام حکمت سے
خارج ہے کیونکہ نظر حکیم کی منحصر اور محدود ہے اُپر اُن فضائل کلی اور اخلاق
عقلی کے جو تغیر اور تبدل سے محفوظ ہوں اور پورانے ہونے مذاہب وغیرہ
متبدل نہوویں مگر ازروئے اجمال کے داخل مسائل حکمت عملی کے ہوا ہے
چنانچہ پیچھے سے احوال اسکا اپنے محل پر بیان کیا جائیگا۔ انشا اللہ تعالے

ابتداء غرض مطلوب میں اور فہرست کتاب کی فصلوں کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بموجب اِن مقدمہ کے جو بیان کرنے اقسام علوم حکمت ہیں مذکور ہوا کہ حکمت
عملی کی تین شاخیں ہیں اوّل حکمت خلقی دوئم حکمت منزلی سیوم حکمت مدنی
پس واجب ہوا بنیاد رکھنا اِس رسالہ کا جو مشتمل ہے اوپر اقسام حکمت عملی کے
اوپر تین مقالہ کے اور ہر ایک مقالہ مشتمل ہے اوپر ایک قسم کے اِن اقساموں
سے اور ہر ایک قسم مشتمل ہے اوپر چند فصل کے بموجب علوم اور مسائل کے
اُس طرز پر جو اُس مقالہ میں مندرج ہیں ؛

فہرست کتاب

یہہ مشتمل ہے اوپر دو قسم کے پہلا قسم بیچ بیان کرنے مبادی کے اور وہ مشتمل
ہے اوپر سات فصلوں کے پہلی فصل بیچ معلوم کرنے موضوع اور مبادی
اِس علم کے دوسری فصل بیچ معلوم کرنے نفس انسانی کے جسکو نفس ناطقہ
کہتے ہیں تیسری فصل بیچ شمار کرنے قوتوں نفس انسانی کے اور فرق کرنے
اُسکے دیگر قوائے سے چوتھی فصل بیچ بیان کرنے اثبات کے کہ انسان
اشرف موجودات عالم کا ہے پانچویں فصل بیچ اِس بیان کے کہ نفس انسانی
کیواسطے کمال اور نقصان ہے چھٹی فصل اِس ذکر میں کہ کمال نفس انسانی کا
کِن کِن باتوں میں ہے اور رد کیئے ہیں اُن اشخاص کے اقوال جنہوں نے اثبات
میں کلمۃ الحق سے مخالفت کی ہے ساتویں فصل بیچ بیان کرنے معنے خیر
اور سعادت کے جو مطلوب اور غلبہ غائی کمال حاصل کرنے کا ہے دوسرا
قسم مقاصد کے بیان کرنے میں ہے اور مشتمل ہے اوپر دس فصلوں کے پہلی
فصل تعریف اور حقیقت خلق کے بیان میں اور اثبات کا ذکر کہ تغیر اخلاق کا
ممکن ہے دوسری فصل اثبات کے بیان میں کہ فن تہذیب اخلاق کا سبب فنون
سے شریف تر ہے تیسری فصل اِس ذکر میں کہ اجناس فضائل کے کہ مکارم
اخلاق اُس سے مُراد ہے کِسقدر ہیں۔ چوتھی فصل اُن انواع کے بیان میں
جو تحت انواع فضیلتوں کے ہیں۔ پانچویں فصل بیچ بیان اور حصر اُن اخلاق
کے جو ضد فضیلتوں کے ہیں۔ جنکو رذائل کہتے ہیں چھٹی فصل بیچ فرق اور
امتیاز کرنے فضیلتوں کے اور اُن چیزوں کے جو فضیلتوں سے مشابہت رکھتے
ہیں اور دراصل فضیلت نہیں ہیں ساتویں فصل بیچ ذکر شرف عدالت کے
دیگر فضائل سے اور تشریح احوال اور اقسام اُسکے [illegible] آٹھویں فصل بیچ بیان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنے ترتیب حاصل کرنے فضیلتوں کے اور مراتب سعادت کے نویں فصل بیچ محافظت کرنے صحت نفس کے جو کہ اوپر محافظت فضیلتوں کے منحصر ہے دسویں فصل بیچ بیان کرنے علاج امراض نفس کے جو کہ اوپر زائل کرنے رذائل یعنے اخلاق بد کے موقوف ہے۔

دوسرا مقالہ۔ بیچ بیان کرنے تدبیر منازل یعنے خانہ داری کے اور اوسمیں پانچ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل بیچ بیان کرنے سبب احتیاج خانہ داری کی اور جاننا ارکان خانہ داری کا اور اظہار مقدمات اُسکے کا دوسری فصل بیچ ذکر سیاست اور تدبیر حفظ مال اور روزی کے تیسری فصل بیچ واقفیت حاصل کرنے سیاست اور تدبیر عیال کے چوتھی فصل بیچ علم سیاست اور تدبیر و تادیب اولاد کے اور رعایت رکھنے حق والدین کے پانچویں فصل بیچ جاننے سیاست اور تدبیر خدمتگاراں اور غلامان کے۔

تیسرا مقالہ بیچ بیان کرنے سیاست مدن کے اسمیں آٹھ فصلیں ہیں پہلی فصل بیچ بیان کرنے سبب احتیاج تمدن یعنے سکونت شہر کے اور بیان کرنا ماہیت اور فضیلت اس علم کا دوسری فصل بیچ فضیلت محبت اور راستی کے جسپہ پیوند اور رابطہ جماعات انسانوں کا موقوف ہے اور بیان کرنا اقسام اسکے کا تیسری فصل بیچ بیان کرنے اقسام جماعات اور شرح احوال مدن کے چوتھی فصل بیچ سیاست ملک اور اداب بادشاہوں کے پانچویں فصل بیچ سیاست خدمت اور تابعداران بادشاہوں کے چھٹی فصل بیچ بیان فضیلت دوستی صادق کے اور کیفیت برتاؤ کے دوستان صادق کے ساتھ ساتویں فصل بیچ بیان کرنے کیفیت برتاؤ کے عام لوگوں کے ساتھ اٹھویں فصل میں اُن نصیحتوں کا بیان ہے جو حکیم افلاطون نے بیان کیئے ہوئے ہیں اور ہر باب میں وہ سودمند اور نافع ہیں اور ختم کتاب کا اسی پر کیا جائیگا ذات پاک اللہ تعالیٰ سے ہی ہے ہر امر کی توفیق۔

پہلے شروع کرنے مطلوب سے یہہ بات کہتا ہوں میں کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا گیا ہے مسائل حکمت عملی ہے اوپر طریقہ نقل اور حکایات اور اخبار اور روایات کے حکماء متقدمین اور متاخرین سے وہ بجنسہ لکھا ہے بغیر اثبات کے کہ بیچ تحقیق کرنے حق کے اور باطل کرنے دروغ کے خیال کیا گیا ہو تا بموجب اپنی رائے اور اعتقاد کے کسیکو بہتر اور کسیکو ناقص تصور کیا جائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پس اگر کسی صاحب سیر کنندہ اس کتاب کو کسی نکتہ میں شبہ ہو یا کسی مسئلہ کو محل اعتراض کا جانے تو اُسکو جاننا چاہئے کہ محرر اس کتاب کا ذمہ وار جواب کا نہیں ہے اور ضامن تشریح وجہ صواب کا نہیں ہے ہر ایک کو اللہ تعالی کے بارگاہ سے جو چشمہ فیض رحمت اور مصدر نور ہدایت کا ہے توفیق نیکی حاصل کرنیکی استدعا کرنی چاہیئے اور واسطے دریافت اصل حق کے اور حاصل کرنے خیر کلی کے ہمت مصروف رکھنی چاہئیے تا مطلب جاودانی اور مقاصد دوجہانی پہ فائز ہوں۔ اللہ تعالی ہی ہے صاحب فضل کا اور بخشنے والا عقل کا اُسی سے ہے ابتداء اور اسی کیطرف ہے رجوع اور انتہا۔

پہلا مقالہ تہذیب اخلاق میں

اور وہ مشتمل ہے دو قسم پر ایک مبادی دوسرا مقاصد پہلا قسم مبادی کے بیان میں اور اسمیں سات فصلیں ہیں پہلی فصل مبادی اور موضوع اس نوع کے بیان میں۔ ہر ایک علم کا وہ موضوع ہوتا ہے کہ جس سے بحث کیجاتی ہے جیسا کہ بدن انسانکا بیماری اور تندرستی کے لحاظ سے علم طب کا موضوع ہے اور مقدار علم ہندسہ کا۔ مبادی وہ ہوتے ہیں کہ اگر اس علم میں واضح نہوں تو دوسرے علم سے جو اس علم کی نسبت بلند مرتبہ پر ہے اُس سے واضح ہوں اُنکو وہاں سے لیکر اس علم میں مقرر کیا جائے جیسا کہ مبادی علم طب سے ہے کہ عناصر چار سے زیادہ نہیں کیونکہ یہہ مسئلہ علم طبعی سے ظاہر ہوا طبیب کو چاہئے کہ علم طبعی سے لیکر علم طب میں مقرر رکھے۔ اسی طرح مبادی علم ہندسہ سے ہے کہ مقادیر متصلہ قارہ موجود ہیں اور نوع اسکے تین ہیں خط سطح جسم کیونکہ یہہ حکم بیچ علم آلہی کے جسکو علم مابعد الطبیعۃ کہتے ہیں مقرر ہوا مہندس کو چاہئے کہ علم آلہی سے اس حکم کو لیکر اپنے علم میں استعمال کرے۔ علم مابعد الطبیعۃ وہ ہے کہ تمام علموں کا انتہا اُسکے طرف ہے اس علم کے مبادی غیر واضح نہیں ہوتے مسائل اُسکو کہتے ہیں کہ اس علم میں اُنکے بحث کیجائے اور خود تمام ہونا اُس علم کا اُنہیں پر منحصر ہوتا ہے۔ بیاں اسمقدمہ کا علم منطق میں تمامہ ہے۔ جبکہ یہہ علم اخلاق کا وہ علم ہے کہ جسمیں یہہ ذکر ہے کہ نفس انسانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کسطرح سے وہ اخلاق حاصل کرسکتا ہے جو تمام افعال اور کردار جو بالارادہ صادر ہوویں سب پسندیدہ اور نیک ہوں پس موضوع اس علم کا نفس انسانی ہوا اس جہت سے کہ اُس سے افعال نیک یا بد صادر ہو سکتے ہیں بموجب ارادہ اُسکے کے۔ جب ایسا ہوا تو پہلے جاننا چاہئے کہ نفس انسانی کیا ہے اور نہایت کمال اوسکے کا کیا ہے اور قوتیں اُسکی کون کون ہیں کہ جب اسکو ایسے وجہ پر استعمال کیا جائے جیسا کہ چاہئے تو کمال اور سعادت جو مطلوب اُسکا ہے اُسکو حاصل ہو جائے اور وہ کونسے چیزیں ہیں جو پہونچنے کمال سے اسکو مانع ہوتے ہیں تاکہ تمام امور پر جو پاک کرنے والیں نفس کی اور موجب نیکی اوسکی کا ہیں مطلع ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ نے فرمایا ہے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور اکثر مبادی اس علم کے علم طبعی سے تعلق رکھتے ہیں اور محل بیان کرنے اس دلیل کا مسائل اُس علم کے ہیں مگر اس سبب سے کہ یہہ علم علم طبعی کے نسبت سے زیادہ تر نافع ہے تو جملہ ان مقدمات کا بالکل حوالہ اُس علم پر کرنا باعث محرومی طالبان اس فن کا ہے پس بر وجہ اختصار حکایت کے طریق پر تھوڑا سا ذکر جو واسطے حاصل کرنے تصورات ان مطالب کے کافی ہو بیان کیا جائیگا اور بتمامہ بیان کرنا اور جمیع دلائل کا ظاہر کرنا اپنے مقام پر ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

دوسری فصل معرفت نفس انسانی میں ہے جسکو نفس ناطقہ کہتے ہیں

نفس انسانی ایک جوہر بسیط ہے خاصیت اوسکی یہہ ہے کہ ادراک اور دریافت کرنا معقولات کا بذات خود کرتا ہے اور تدبیر اور تصرف اُسکا اس بدن میں جو ظاہر نظر آتا ہے اور جسکو اکثر لوگ انسان کہتے ہیں بوسیلہ قوتوں اور آلات کے ہے۔ اور وہ جوہر نہ جسم ہے اور نہ جسمانی اور نہ وہ معلوم ہوتا ہے کسی حواس کے ذریعہ سے۔ اس مقام میں ضرورت پڑی چند چیزوں کے بیان کرنیکی تا یہہ سلسلہ بات کا تمام ہووے۔ پہلے ثابت کرنا وجود نفس کا دوسرا ثابت کرنا جوہریت اوسکے کا تیسرا ثابت کرنا بساطت اُسکے کا چوتھا بیان اثبات کا کہ وہ جسم اور جسمانی نہیں پانچواں تحقیق اثبات کی کہ وہ مدرک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بالذات ہے اور منحصر بآلات چھٹا یہہ کہ وہ محسوس اور معلوم نہیں ہوتا کسی حواس
کیر ذریعہ سے لیکن دفعہ اول میں جو ثابت کرنا وجود نفس کا مطلوب ہے تو اس
کے ثبوت کیواسطے کسی دلیل کی حاجت نہیں کیونکہ عقلمند کے نزدیک ہونا
اپنی ذات کا اور حقیقت اسکی کا سب امور سے زیادہ تر واضح اور ظاہر ہے
حتی سویا ہوا براہ خواب کے حالت میں اور بیدار بیداری کے موقع پر اور مست
مستی کے بیہوشی میں اور ہشیار ہوشیاری کے حالات میں تمام چیزوں سے
غافل اور بیخبر ہوسکتا ہے مگر اپنے آپ سے یعنے ہستی اپنی سے غافل نہیں
ہوسکتا پس کیونکر ہوسکے جو دلیل بیان کریں اپنی ہستی پر کیونکہ خاصیت
دلیل کی یہہ ہے کہ ایک واسطہ درمیانی ہووے تا دلیل طلب کرنیوالے کو مدعا
پر پہونچاوے پس اگر اپنی ہی ہستی پر دلیل بیان کیجائے تو وہ دلیل واسطہ
ہوئی تنہا ایک چیز میں پس اپنے آپ کو ساتھ اپنے پہونچانا ہوا اور انسان
ہمیشہ اپنے ساتھ تو ہوا ہی کرتا ہے پس دلیل کہنے اپنی ہستی پر محال اور
باطل ہوئی - دوسری دفعہ میں جو مطلوب ہے ثابت کرنا جوہریت نفس کا
تو ہم کہتے ہیں کہ جو موجود ہے سوائے ذات اللہ تعالی کے یا جوہر ہے یا
عرض تشریح اسکی بموجب اس محل کے اسیطرح پر ہے کہ جو شئے موجود ہے
یا وجود اسکا تابع کسی دوسرے موجود کے ہوگا جو اپنی ذات میں مستقل
ہے مانند سیاہی کے جو جسم میں جاں ہے اور شکل تختت کی جو تابع وجود
لکڑی کے ہے - کیونکہ اگر جسم نہو سیاہی بھی نہوگی اور اگر لکڑی یا مثل
اسکے اور کوئی شئے نہو تو صورت تختی بھی وجود نرکھے گی ایسے موجود کو
عرض کہتے ہیں - یا وہ جسم اس صفت کا نہوگا بلکہ وہ اپنی ذات میں بغیر
تابعداری کسی اور جسم مستقل کے بذاتہ مستقل ہے مثل جسم اور چوب کے
جو مثال مندرجہ بالا میں مذکور ہے اسکو جوہر کہتے ہیں جب یہہ تقسیم مقرر
ہوئی تو کہتا ہوں میں کہ نہیں ہوسکتا کہ ذات اور حقیقت انسان کے عرض
ہووے کیونکہ خاصیت عرض کی یہہ ہے کہ وہ کسی چیز پر عارض ہو جو
وہ چیز اپنی ذات میں استقلال رکھتے ہو تا اوس عرض کو قبول کرے
اور اوٹھائے اور اسصورت میں انسان کی ذات قابل اور حامل صور معقولات
و معانی مدرکات کے ہے اور ہمیشہ ایک طرح کے معنے اور صورتیں اُس میں
منقوش ہوتے ہیں اور دوسرے زائل ہوتے رہتے ہیں اور بھی خاصیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منافی عرض ہونے کی ہے پس نفس انسانی عرض نہیں ہو سکتا جب عرض نہوا تو جوہر ہونا اُسکا ثابت ہوا۔

اور بیان بساطت اوسکے کا اس طرح پر ہے کہ جو شئے موجود ہے یا لایق تقسیم قبول کرنیکے ہوگی یا نہوگی اور جو قابل تقسیم قبول کرنیکے نہیں ہے اس مقام میں اوسکو ہم بسیط کہتے ہیں اور جو لایق تقسیم قبول کرنیکے ہے وہ مرکب۔ پس بیان کرتا ہوں میں کہ نفس ناطقہ تصور معنے واحد کا کرتا ہے کیونکہ بنسبت اشیاء کے وحدت اور نفی وحدت کے ساتھ حکم کرتا ہے اور کسی نوع کے کثرت کو تصور نہیں کرتا جب تک کہ واحد کو جو جزو اُس کثرت کی ہے تصور نکرلے اگر نفس کو قابل قسمت کے کہا جاوے تو منقسم ہونے محل سے انقسام حال کا لازم آتا ہے پس معنے واحد جو اسمیں حال ہیں وہ بھی قابل قسمت کے ہوئے اور یہ محال ہے کیونکہ واحد قابل قسمت کے نہیں ہوتا پس یہ بات لازم آئی کہ نفس منقسم نہوگا یا تصور معنے واحد کا نکریگا جب شق دوسری باطل ہے تو بسیط ہونا نفس کا ثابت ہوا اور نہونا اوسکا جسم اور نہ جسمانی اس دلیل سے ثابت ہے کہ جو جسم ہے وہ مرکب ہے اور لایق قسمت قبول کرنیکے ہے اس دلیل سے کہ جو جسم کہ ہم فرض کرینگے جب وہ واسطہ ہوگا درمیان دو جسم دوسرے کے اور وہ دونوں جسم اپنے دونوں طرف سے اُس جسم درمیانی کو مماس اور ملنے والے ہوں تو ضرور وہ درمیانی جسم جس جہت اور جانب سے ایک جسم کو مماس ہوا ہے اسی جانب سے دوسرے جسم کو مماس نہوگا ورنہ اُن دونوں جسموں کو باہم مماس ہونے اور ملنے سے وہ مانع نہوسکے گا اور اُسکو واسطہ درمیانی نکہا جائیگا جو پہلے فرض کر چکے ہیں اور تداخل اجسام بھی لازم آئیگا جب مماس ہونا اور ملنا دونوں جسموں کا جسم درمیانی کو مختلف جہتوں سے ہوا تو وہ ضرور لایق قسمت قبول کرنیکے ہوگا۔ جب جسم کا مرکب ہونا ثابت ہوا تو چیز جسمانی یعنے جو جسم میں حلول کرنیوالی اور سرایت کرنے والی ہے وہ بھی ضرورتاً مرکب ہوگئی کیونکہ منقسم ہونے محل سے انقسام حال کا لازم آتا ہے پس کوئی جسم اور جسمانی بسیط نہیں ہوتا اور نفس ناطقہ بسیط ہے یہ بھی نہ جسم ہوا نہ جسمانی دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی جسم کسی نقش اور صورت کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ پہلا نقش جو اسمیں منقش ہوا ہے زائل نہو جائے مثلاً ایک جسم جو مثلث شکل کا ہے جب تک اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے صورت تثلیث کی زائل نہوگی وہ مربع نہ بن سکے گی ایک پارہ موم کا
جنمیں نقش ایک مہر کا لگا ہوا ہے جب تک وہ نقش دور نہ ہوگا دوسری
مہر کا نقش اُسمیں صورت پذیر نہیں ہوتا کیونکہ اگر باوصف قائم ہونے
نقش اولین کے دوسرا نقش لگایا جاوے تو دونوں باہم ایسے مختلط ہونگے
جو اُن دونوں میں سے ایک بھی تمام اور کمال نہ تصور کیا جائیگا اور یہ
حکم جملہ اقسام اجسام میں برابر ہے اور حال نفس ناطقہ کا برخلاف اسکے
ہے اس دلیل سے کہ جسقدر صور معقولات اور محسوسات علی التواتر اُسپر
وارد ہوں سب کو قبول کرتا ہے بغیر اسبات کے کہ پہلی صورتوں کا زوال
ہووے بلکہ جمیع صورتیں ہشت کا مل اور تمامہ اپنے پر اسمیں متمثّل اور
منقّش رہتے ہیں اور ہرگز یہہ نوبت نہیں پہونچتی کہ کثرت صور متمثلہ
سے وہ عاجز آجائے دوسرے کسی صورت کے قبول کرنے سے۔ بلکہ بسبب
منقّش ہونا صورتوں کا اُسمیں اعانت اور مدد دینا اُسکو اوپر آسان قبول
کرنے دوسرے صورتونکی۔ اور اسی سبب سے ہے کہ انسان جسقدر علم اور
آداب زیادہ حاصل کریگا اُسیقدر فہم اور عقل اوسکی زیادہ تر ہوگی یہہ
خاصیت منافی خاصیت اجسام کی ہے پس نہونا نفس کا جسم متحقق اور ثابت
ہؤا تیسری دلیل اسی مدعا پر یہہ ہے کہ جو چیزیں کہ باہم ضد ہیں اُنکا
ایک جسم میں بیچ ایک وقت کے جمع ہونا محال ہے کیونکہ ایک ہی چیز
ایک حالت میں ہم سفید اور ہم سیاہ نہیں ہوسکتی اور جو کیفیت جس جسم
کو لاحق ہوتی ہے اُسکے لحوق کے باعث اُس جسم کو ایک طرحکی صفت
عارض ہوجائیگی جیساکہ وہ گرمی سے گرم ہوجاتا ہے اور سیاہی سے سیاہ
ہوجاتا ہے نفس ناطقہ کا حال برخلاف اسکے ہے کہ صور متضادہ یعنے وہ
صورتیں جو باہم ضد ہیں ایک ہی حال میں اُسمیں جمع ہوجاتے ہیں جیسا
تصور سپیدی اور سیاہی کا ایک ہی حالتمیں کرتا ہے اور نیز تصور کیفیات
اور عوارضات سے متکیف اور متصف نہیں ہوتا نہ تصور گرمی سے وہ گرم
ہوتا ہے اور نہ تصور طول اور عرض سے وہ طویل اور عریض ہوجاتا ہے
وعلیٰ ہذالقیاس پس نفس جسم نہ ہؤا۔
چوتھی دلیل یہہ ہے کہ جو قوتیں جسمانی ہیں اور لذات بدنی کیطرف مائل ہوتی
ہیں جیساکہ قوۃ باصرہ نیک صورتوں کے دیکھنے کے طرف اور قوت سامعہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خوش آواز کے سننے کے لئے راغب ہیں اور اسی طرح قوائے شہوانی اپنے
مطلوبات کے لذت کے جانب اور قوت غضبی تغلب اور تحکم کے طرف شایق
ہے یہہ جملہ قوائی جسمانی اپنے مطلوبات کے حاصل ہونے سے قوت اور کمال
پاتے ہیں اور نفس ناطقہ غلبہ اِن مدرکات اور ملذذات جسمانی سے ضعیف
تر اور مغلوب تر ہوجاتا ہے اِس سبب سے کہ اشتغال لذات اور شہوات سے
جسقدر نفس دور رہے اوسیقدر رائے اور معقولات صحیح اوسکو ظاہر ہوتے
ہیں اور رغبت اور خواہش اوسکے واسطے معرفت الٰہی اور طلب امور شریفہ
اور جاودانی کے جو امور جسمانی سے بہت بلند پایہ پر ہیں ہوتی ہے یہہ دلیل
اثبات پر دال ہے کہ نفس نہ جسم ہے اور نہ جسمانی کیونکہ ہر چیز اپنی جنس
سے قوت پکڑتی ہے اور ضد سے ضعیف ہوتی ہے اور نفس غلبہ جسمانیات
سے ضعیف ہوتا ہے اور اُن چیزوں کے پرہیز کرنے سے قوت پکڑتا ہے
پانچویں دلیل یہہ ہے کہ ہر قوۃ جسمانی سوائے اپنے محسوس خاص کے کسی
چیز کا ادراک نہیں کرسکتی چنانچہ قوت باصرہ سوائے دیکھنے کے اور
کچھ کام نہیں کرسکتی اور سامعہ بجز سننے کے کسی شئے کو دریافت نہیں
کرتی اور اسیطرح کوئی حس اور قوت خاص ذات اپنے احساس کو اور جو
مافوق احساس کے ہووے حس اور دریافت نہیں کرسکتی جیساکہ قوت باصرہ
نہ بینائی کو دیکھ سکتی ہے اور نہ آنکھوں کو اور نیز جو غلطی اِن حواس جسمانی کے
پڑتے ہے نہ اوس سے آگاہ اور مطلع ہوتے ہیں جیساکہ جسم آفتاب کا جو ایکسو
ساٹھ حصہ زمین سے بڑا ہے قوۃ باصرہ ایک بالشت کے برابر دیکھتی ہے
اور اِس تفاوت ظاہر سے آگاہ نہیں ہوتی اور جو کہ پانی کے کنارہ پر درخت
ہوتے ہیں پانی کے اندر سے وہ معکوس اور نگونسار دکھلائی دیتے ہیں قوۃ
باصرہ ہرگز سبب اور علت اُنکے اُلٹا دکھلائی دینے کا دریافت نہیں
کرسکتی اور اسیطرح غلطیاں دوسرے حواسوں کی ہیں اور نفس ناطقہ
محسوسات جملہ حواس کو ایک ہی دفعہ اِدراک کرتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ
آواز اِس مبصر کی ہے اور یہہ مبصر آواز کے قابل نہیں اور اسیطرح سے
ادراک کرتا ہے کہ ہر ہر حس کی کیا کیا قوت ہے اور آلہ اُسکا کون ہے اور
موجبات غلطی ما دوسرے حواسوں کو وہ ثابت اور دریافت کرتا ہے اور احکام
اِن حواسوں کے حق اور باطل ہونے میں تمیز اور فرق کرتا ہے پس بعض

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو اُنمیں سے تصدیق کرتا ہے اور بعض کو تکذیب- یہہ امر مخفی نہیں ہے کہ یہہ جملہ معلومات کچھ حواس جسمانی کے وسیلہ سے اُسکو حاصل نہیں ہوئی کیونکہ جو چیز اُن حواس کو ہی حاصل نہیں ہے دوسرے نے کیا اُن سے حاصل کرنی ہے جب حکم اُسکا باطل کرنے والا حکم حس کا ہے تو وہ حکم حس کے طفیل سے کیونکر اُسکو حاصل ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ نفس انسانی جوہر جسمانی میں سے نہیں ہے بلکہ اُس سے شریف تر اور ادراک کیواسطے کامل تر ہے +

ثبوت اسبات کا کہ نفس انسانی مدرک بالذات ہے اور متصرف بالآلات اس وجہ سے ہے کہ نفس اپنی ذات کا علم رکھتا ہے اور یہہ بھی جانتا ہے کہ میں اپنے آپ کو جانتا ہوں- نہیں ہوسکتا کہ جاننا اُسکا کسی آلہ کے ذریعہ سے ہو جو آلہ درمیان اُسکے اور ذات اُسکی کے وسیلہ ہوا ہو اور یہہ ہی سبب ہے کہ جو چیز مدرک بآلہ ہے وہ اپنے آپ کو اور آلہ اپنے کو ادراک نہیں کر سکتی جیسا کہ قوت باصرہ کے نظر میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ آلہ درمیان اُسکے اور ذات اُسکے کے اور ذات اپنی کے واسطہ نہیں ہو سکتا یہہ ہی مراد حکما کی ہے اُس قول سے جو کہتے ہیں کہ عاقل اور عقل اور معقول نفس الامر میں ایک ہی ہے- اور تصرف نفس کا بدنمیں آلات کے وسیلہ سے ہوتا ہے اور یہہ امر ظاہر ہے کیونکہ احساس حواسوں کے ذریعہ سے اور تحریک عضلات اور اعصاب کے وسیلہ سے کرتا ہے تفصیل اسکی علم طبعی میں مقرر ہے +

ثبوت اسبات کا کہ وہ محسوس اور معلوم نہیں ہوتا حواس جسمانی کے ذریعہ سے اس دلیل سے ہے کہ حواس بدنی جسم اور جسمانیات کے سوائے اور کسی چیز کو ادراک نہیں کر سکتے اور نفس نہ جسم ہے اور نہ جسمانی ہے پس محسوس حواسوں سے نہیں ہو سکتا- واسطے آگاہی حقیقت نفس ناطقہ کے جو مطلوب تھا بوجب ضرورت اس موقع کے وہ مینے بیان کردیا اور یہہ مقدار کافی ہے معرفت نفس ناطقہ کے لئے +

جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ بعد شکستہ ہو جانے ترکیب بدن کے باقی رہنا ہے

خلاصہ یہہ ہے کہ موجود ممکن میں بقا بالفعل ہوگی اور فنا بالقوۃ مگر محل فرد نہیں دو ہونگے اور باہم تلاقی ہونگے اور ملاقی ہونا ضروری بطریق حلول کے ہونا ہی پس ملاقات باقی بالفعل ثانی بالقوۃ کے ساتھ بطریق حلول کے ہوسکے یعنی فانی بالقوت حال اور باقی بالفعل محل ہوگا اور حال یا صورت ہوتی ہے یا عرض پس فانی ہونا ان دونوں کا خاصہ ہوا اور نفس ان دونوں میں سے نہیں کیونکہ وہ قائم بالذات ہے پس فنا اوسپر ناجائز ہوگی +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

موت اُسپر وارد نہیں ہوتی بلکہ کسی وجہ سے معدوم ہونا اسکا جائز نہیں اِس دلیل
سے کہ جس موجود بالفعل کا فانی ہونا ممکن ہے بقا اُسمیں بالفعل ہوگی اور
فنا بالقوۃ پس چاہئیے کہ محل بقا بالفعل کا غیر محل فنا بالقوۃ کا ہو کیونکہ
جس چیز میں بقا بالفعل موجود ہے اگر فنا بالقوۃ بھی بعینہٖ اُسی میں موجود
ہووے تو لازم آتا ہے کہ جب فنا قوۃ سے فعل میں آویگی تو وہ چیز ایک
ہی وقت اور ایک ہی حالتمیں جامع بقا اور فنا کے ہو اور یہہ محال ہے
پس چاہئیکہ جس چیز میں بقا بالفعل موجود ہے غیر اُس چیز کا ہو جسمیں
فناء بالقوۃ ہے مگر ضرور اِن دونوں چیزوں میں باہم ملاقات اور
اتصال ہوگا ورنہ ہمارا یہہ قول کہ اُسی چیز میں فنا بالقوۃ ہے صحیح نہوگا
کیونکہ متصف ہونا ایک چیز کا ساتھ اِمکان عدم چیز دوسری کے جو یہہ دونو
چیزیں باہم ضد ہیں مثل سیاہی اور سفیدی کے صحیح نہیں ہوتا جب
باہم ملنا اُن چیزوں کا فرض کیا جائے تو یہہ اِتصاف صحیح ہوگا مثل
متصف ہونے جسم کے ساتھ امکان عدم اُس سیاہی کے جو اُسمیں حالّ
ہے اور ملاقات معنوی یا حال اور محل کے درمیاں ہوگی یا درمیان دو
حال کے ایک محل میں اور ملاقات دو حال کی ایک محل میں اتفاقی
ہوتی ہے اور حال اور محل کی ملاقات ضروری ہوگی پس ملاقات اُس
چیز کی کہ بالفعل اُسمیں موجود ہے اُس چیز کے ساتھ کہ فناء بالقوۃ اُسمیں
ہے اوپر طریق حلول ایک کے دوسرے میں ہوگی۔ اور باقی رہنا حال کا
بعد فنا محل کے محال ہے۔ پس جو چیز کہ فناء بالقوۃ اُسمیں موجود ہے
اُسکا محل وہ موجود ہوگا جسمیں بقا بالفعل ہے اور اِس سے ثابت ہُوا
کہ موجود بالفعل جو قابل فانی ہونے کے ہے محل کسی حال کا ہوگا اور حال
یا صورت ہوگی یا عرض پس وارد ہونا فنا کا سوائے صورت اور عرض
کے جائز نہوا۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نفس کسی محل میں حال
نہیں بلکہ ایک جوہر قائم بالذات ہے نہ جسم ہے نہ جسمانی پس فانی ہونا
اُسکا جائز نہوا اور ترکیب بدنی کے دور ہونے سے وہ معدوم نہیں ہوتا
اگر کوئی شخص بخوبی تلاش اور جستجوئی کے ساتھ نظر کرے احوال اجسام
کیطرف اور ترکیب اور تالیف جسموں کے حال میں جو اجزائے متضادہ
سے مرکب ہیں اور فکر دقیق عمل میں لاوے اور عالم کون و فساد سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باخبر ہوئے تو اُسکو معلوم ہوجائے کہ کوئی جسم بتمامہ معدوم نہیں ہوتا بلکہ اعراض واوضاع وترکیبات وتالیفات وصور وکیفیات ایک محل محل مشترک پر متبدل ہوتے رہتے ہیں اور حامل اِن تمام احوال کا ہمیشہ قایم رہتا ہے مثلاً پانی ہوا بن جاتا ہے اور ہوا آتش ہوجاتی ہے اور مادہ اِن تمام صورتوں کا جسپر یہہ وارد ہوتے ہیں تمام حالتوں میں موجود رہتا ہے ورنہ ناممکن تھا کہ پانی ہوا ہوجائے اور ہوا آتش بن جائے اگر کوئی موجود بالکل معدوم ہوجائے اور دوسرا پیدا ہوجائے جو اِندونوں میں کوئی چیز مشترک نہیں ہے تو یہہ نہیں ہم کہہ سکتے کہ یہہ موجود نو پیدا وہ ہی پہلا موجود ہے - اور مادہ مشترکہ اجسام کا حامل قوت فنا صورتوں کا ہوتا ہے - جب مواد جسمانی قابل فنا کے نہیں ہے تو جواہر مجردہ جو آلودگی ہیولی سے پاک ہیں قابل نا قبول کرنے فنا کے بطریق اولی ہونگے - غرض اِسکے بیان کرنے سے یہہ ہے کہ تا بیہ اور غوص کرنیوالے اِس علم پہ واضح ہوجائے کہ بدن ایک آلہ نفس کا ہے مانند آلات کاریگراں اور اہل حرفہ کے نہ جیساکہ بعض لوگ تصور کرتے ہیں کہ بدن محل یا مکان نفس کا ہے کیونکہ نفس جسم اور جسمانی نہیں جو محل اور مکان کا تعلق اُسکے واسطے ضروری ہو پس موت بدن کے بہ نسبت نفس کی یہہ مثال رکھتی ہے جیساکہ کسی صنع اور کاریگر کے پاس سے آلہ صناعت کا جاتا رہے یہہ مسئلہ کتب علم نظری میں بہُت تشریح اور دلایل حقیقی سے مذکور ہے اِسموقع پر اتنا ہی کافی تھا واللہ اعلم

تیسری فصل شمار کرنے قوتوں نفس انسانی کی بیان میں اور فرق کرنا اُنکا دیگر قوائے سے

نفس باعتبار اسم کے کئی معانی پر شامل ہے مگر اُن معانی سے جو متعلق اِس بحث کے ہیں تین ہین - اول نفس نباتی جو ظہور آثار جملہ نباتات اور حیوانات اور انسانوں پہ شامل ہے - دوسرا نفس حیوانی اِسکا تصرف جملہ انواع حیوان پر شامل ہے - تیسرا نفس انسانی کہ نوع اِنسان کا اِسی نفس کے طفیل دیگر حیوانات سے ممتاز اور مخصوص ہے اور واسطے ہر ایک نفس کے اِن نفوس سے چند قوتیں ہیں اور ہر ایک قوۃ اُنمیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے مبداء ایک فعل خاص کا ہے۔ نفس نباتی کے واسطے تین قوت ہیں
پہلی قوت کو غاذیہ کہتے ہیں۔ عمل اُسکا چار قوتوں کے تائید سے تمام ہوتا
ہے۔ جاذبہ ماسکہ ہاضمہ دافعہ دوسری قوت کو نامیہ کہتے ہیں اسکا فعل
قوت غاذیہ اور قوت معتبرہ کی تائید سے اِتمام کو پہونچتا ہے۔ تیسری قوت
قوت مولدہ اِسکا عمل قوت غاذیہ اور مصورہ کی تائید سے کامل ہوتا ہے
اور نفس حیوانی کیواسطے دو قوتیں ہیں ایک قوت اِدراکی دوسری
قوت تحریک اِرادی قوت ادراکی دو قسم پر ہے ایک وہ کہ آلات ادراک
اُسکی کے حواس ظاہری ہیں اور وہ پانچ ہیں باصرہ سامعہ ذائقہ شامہ
لامسہ دوسری وہ جسکے آلات ادراک کے حواس باطنی ہیں اور وہ بھی
پانچ ہیں۔ حس مشترک خیال فکر وہم ذکر۔ قوت تحریک ارادی کے دو
قسم ہیں ایک وہ جو چیز نافع کے حاصل کرنیکے لیئے برانگیختہ کرتی ہے
اِسکو قوت شہوی کہتے ہیں۔ دوسری وہ جو واسطے دفع کرنے مضر چیز
کے مستعد اور آمادہ کرتی ہے اِسکا نام قوت غضبی ہے۔ نفس اِنسانی
کو جملہ نفوس حیوانات سے صرف ایک قوت سے خصوصیت ہے جسکو قوت
نطق کہتے ہیں یہہ قوت بغیر ذریعہ کسی آلہ کے اِدراک معقولات اور تمیز
کرنا درمیان مدرکات مختلف کے کرتی ہے۔ پس جب توجہ اُسکی واسطے
دریافت کرنے حقایق موجودات اور احاطہ کرنے اقسام موجودات کے ہوگی
اِس اعتبار سے اِس قوت کو عقل نظری کہتے ہیں اور جب توجہ اِسکی
تصرف کرنے موجودات میں اور تمیز کرنے امورات نیک اور بد میں اور
پیدا کرنے انواع انواع صناعات کے بنظر انتظام معاش ہوگی اِس
اعتبار سے اِس قوت کو عقل عملی کہتے ہیں اور بسبب منقسم ہونے
اِس قوت کے دو قسم پر علم حکمت بھی دو قسم پر منقسم ہوا۔ ایک نظری
دوسرے عملی جیسا کہ ابتداء کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور تفصیل افعال
اِن قوتوں کے اور اُن امور کے جو دلالت کرتے ہیں اِنکے وجود پر اور
فرق کرنا ہر ایک کا اپنیں سے دیگر قوائے سے اور بحث اِثبات کی کہ
مبداء اِن قوتوں کا اشخاص حیوانی میں صرف ایک ہی نفس ہے یا
نفوس اور قوائے مختلف یہہ متعلق علم طبعی کے ہے اور اِس موقع
پر اِسقدر بیان کرنے سے مطلب یہہ ہے کہ تا درمیان اُن قوتوں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جنکے آثار اور افعال بموجب ارادہ اور قصد کے صادر ہوتے ہیں اور
کمال ہونا اُنکا کوشش اور کسب پر منحصر ہے اور اُن قوتون کے
جنکے آثار صرف طبیعت پر ہی موقوف نہیں اور جسقدر اصل پیدایش
میں اونکو طاقت حاصل ہے اُس سے زیادہ کمال ہونا ناممکن ہے
فرق ظاہر ہوجاوے کیونکہ اصلی غرض اِس علم اخلاق کی پہلے
قسم کے ساتھ متعلق ہے اور اِن جملہ قوتوں سے جو میں نے بیان
کئے ہیں تین قوت ہیں جو مبادی اُن افعال اور آثار کے ہیں
جو رائے اور فکر اور تمیز اور ارادہ کی مشارکت سے ظہور میں
آتے ہیں پہلی قوت معقولات کے ادراک کرنے والی۔ اور فرق
کرنے والی درمیان نیک اور بد کے اِسکو قوت نطق کہتے ہیں۔
دوسری قوت شہوی جو نافع اور لذیذ شئے کو طلب کرنا چاہتی ہے
مثل ماکولات و مشروبات اور مناکح وغیرہ کے تیسری قوت غضل
غضبی جو دفع کرنا مضر چیز کا اور اقدام کرنا خوفناک مقاموں پر اور
شوق بلندی اور غلبہ کا اُسے پیدا ہوتا ہے۔ یہہ دونوں قوتیں جو
اخیر میں مذکور ہیں سوائے اِنسان کے دیگر حیوانات میں بھی
ہوتی ہیں۔ اور پہلی قوت خاص انسان کے ہی لئے ہے اور واسطے
ہر ایک کے اِن تینوں قوتوں سے بدن میں ایک ایک عضو محل ظہور
آثار اُنکے افعال کا ہے مثل آلہ کے جیسا دماغ قوت ناطقہ کے
لئے جو محل فکر اور رویت کا ہے اور دل قوت غضبی کے لئے جو
معدن حرارت غریزی کا اور منبع حیات کا ہے۔ اور جگر قوت شہوی
کیواسطے کہ غذا پہنچانا تمام بدن میں اور تقسیم بدل ما یتحلل کا
سب اعضاؤں میں اُسکے متعلق ہے۔ اور کبھی اِن تینوں قوتوں
کو اِن الفاظ سے پکارا جاتا ہے قوت ناطقہ کو نفس ملکی سے اور
قوت غضبی کو نفس سبعی سے اور قوت شہوی کو نفس بہیمی سے
اور دیگر قوائے جنکا میں نے پہلے ذکر کیا مثل غاذیہ اور نامیہ وغیرہ
اُنکا تصرف اور دخل صرف اپنے اپنے موقع اور محل پر بموجب اصل
پیدایش کے ہوتا ہے ارادہ اور فکر کو اُنمیں دخل نہیں بلکہ کمالات
اُنکے زیادہ اُس انداز سے جو اصل پیدایش میں اُنکو دیئے گئے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ناممکن ہے +

چوتھی فصل اس بیان میں کہ انسان جملہ موجودات عالم سے اشرف ہے

جمیع اجسام بنظر حیثیت جسم ہونیکے اُنمیں باہم برابر ہیں ایک کو دوسرے پر فضیلت اور شرف نہیں کیونکہ جو اصلی معنے جسم کے ہیں وہ سب پر شامل ہیں اور صورت جنسی جسم کے تمام پر یکسان لاحق ہے پہلا اختلاف جو انہیں ظاہر ہوا جسکے سبب سے علٰحدہ علٰحدہ عنصر بنے وہ باعث ایسے مغایرت کا جو ایک کو دوسرے پر شرف ہو نہیں. ہوا بلکہ ابھی تک جسم ہونے میں سب برابر ہیں جب عنصروں میں باہم امتزاج اور اختلاط پیدا ہوا تو جسقدر اُس مرکب کا اعتدال حقیقی کے ساتھ قرب ہوتا ہے اُسیقدر اُسمیں اثر مبادی عالیہ اور صور شریفہ کے قبول کرنے کی استعداد اور قابلیت زیادہ ہوتی ہے اور انمیں بعض کو بعض پر فرق ظہور میں آتا ہے۔ پس اقسام جمادات سے جو مادہ بسبب اعتدال مزاج کے قبول کرنے صورتوں کے واسطے زیادہ استعداد رکھتا ہے وہ شریفتر ہے دوسروں کی نسبت سے اور اس شرف کے بھی بہت درجہ ہیں تا اس پایہ تک جو اُس مرکب میں قوت قبول کرنے نفس نباتی کی حاصل ہوجاتی ہے پس نفس نباتی اُسپر فایض ہوجاتا ہے اور کئی بڑی بڑی خاصیتیں مثل طلب غذا و جذب ملایم و غیر ملایم اُسمیں ظاہر ہوجاتے ہیں۔ اور یہہ قوتیں بھی اُسمیں یکسان نہیں ہوتیں بلکہ نسبت تفاوت استعدادوں کے متفاوت ہوتے ہیں۔ اقسام نباتات سے جو شئے کنارہ اور حد جمادات کو نزدیک ہے وہ مثل مرجان کے ہے جو معدنیات سے زیادہ تر مشابہ ہے اور جو کہ اِس حد سے کچھ متجاوز ہے وہ مانند اُس گھاس وغیرہ کے ہیں جو بغیر تخم اور کاشت کے بمجرد امتزاج عناصر از تاثیر طلوع آفتاب اور ہوا سے پیدا ہوجاتے ہیں اور اُنہیں قوت زیادہ عرصہ تک باقی رہنے کی یا ثمردار ہونیکی نہیں ہوتی پس اسیطرح فضیلت اُنکی درجہ بدرجہ بڑھتی چلی جاتی ہے تا نباتات تخمدار و درختان میوہ دار تک پہونچ جاتی ہے جو بہ خود دیرپا رہے ہیں اور تخم بھی اِنمیں ایسا پیدا ہوتا ہے کہ اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے مثل اُسکے اور درخت پیدا ہوجاتے ۔ اور بعضی قسم نباتات کے جو اس سے
بھی فضیلت میں بڑھکر ہیں اُنہیں بعضے نر ہوتے ہیں جو مبادی صور موالید
کا ہیں اور بعضے مادہ کہ مواد موالید کا اُنکو کہا جاتا ہے اور چنبیر درخت
خرما جو چند خواص حیوانات سے مخصوص ہے اور وہ یہہ ہیں کہ اصل
بنیاد اُسکے میں ایک ایسی جزو مکمن ہے جو اُسمیں حرارت عزیزی بہت
ہوتی ہے مثل دل دیگر حیوانات کے شاخہائے اور فروعات اُسی سے برآمد
ہوتے ہیں جیساکہ شرائین دل سے اور بار دار ہونا اُسکا بذریعہ شگوفہ نر کے
اور مشابہت بوئے اُس شگوفہ کے بوئے نطفہ حیوانات کے ساتھ یہہ سب
باتیں مانند حیوانات کے ہیں اور اس وصف سے بھی کہ جب اُسکا سر کاٹا
جائے یا دل اُسکے پر کوئی آفت وارد ہو یا پانی میں غرق ہوجاوے تو وہ
خشک ہوجاتا ہے حیوانات سے مشابہت رکھتا ہے ۔ بعضی زمیندار لوگ
اس درخت کے ایک اور عجیب خاصیت بیان کرتے ہیں کہ بعضے انہیں
سے ایسے درخت ہوتے ہیں کہ میل اور رغبت اُنکی خاص ایک درخت
کے ساتھ ہی ہوتی ہے کہ جب تک خاص اُس درخت سے اثر شگوفہ کا
اُسکو نہ پہنچے دوسرے درخت کے شگوفہ سے بارور نہیں ہوتا یہہ خاصیت
اُلفت اور عشق کی خاصیت کے ساتھ ملتی ہے مثل دیگر حیوانات کے
الغرض ایسے ایسے خواص اسمیں بہت ہیں اسکے حیوان ہونے میں فقط ایک
چیز باقی رہگئی یعنے جدا ہونا اُسکا زمین سے اور حرکت کرنے طلب غذا کے
واسطے فرمودہ پیغمبر ہمارے کا صلی اللہ وسلم اَکْرِمُوا عَمَّتَکُمُ النَّخْلَةَ
فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ بَقِيَّةِ طِيْنِ اٰدَمَ یعنے اکرام کرو تم عمہ اپنی کو کہ وہ
درخت خرما کا ہے پس تحقیق وہ پیدا کی گئی ہے مٹی باقیماندہ وجود آدم
سے ۔ تحقیق اشارہ اِن معنے کی طرف ہے یہہ درجہ نہایت کمال نباتات کا
ہے اور یہہ پایہ اتّصال کا ہے اُفق انواع حیوانات کے ساتھ جب اس
مرتبہ سے تجاوز ہوجائے اُن حیوانات کے مرتبہ کو فایز ہوتا ہے جو مبداء
اُسکا کنارہ نباتات کو ملحق ہے مثل اُن حیوانات کے جو مثل گھاس کے
پیدا ہوجاتے ہیں اور تزاوج و توالد اور حفظ نوع سے عاجز ہوتے ہیں
مثل خاک کی کیڑیوں کے اور بعضے قسم حشرات کے اور اُن جانوروں کے
جو کسی فصل سال میں پیدا ہوتے ہیں اور کسی فصل میں نیست و

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نابود ہوجاتے ہیں اور شرف انکا نباتات پر بقدر قوت حرکت ارادی اور
احساس کے ہے جسکے ذریعہ سے طلب ملایم اور جذب غذا کا کرتے ہیں
جب اس اندازہ سے تجاوز ہوجائے تو وہ حیوان ہوتے ہیں جنمیں قوت
غضبی ظاہر ہے تا شئے مضرات اور مخالف سے پرہیز کریں اور یہہ قوت
بھی انمیں متفاوت ہوتی ہے اور ہر ایک کیواسطے آلہ دفع کرنیکا حسب
حیثیت اُسکے کے عطا کیا گیا ہے اور جو حیوان اسباب میں کمال درجہ
کو پہنچے ہوئے ہیں وہ بہت سامان اور سلاحہائے سے ممتاز ہیں
بعضوں کے سلاح بمنزلۂ نیزہ کے ہوتے ہیں مثل شاخ اور نیش اور
بعضے مثل چھری اور خنجروں کے مانند دندان اور ناخنوں کے اور بعضے
بمشابہ تیر اور تازیانہ کے ہیں مثل سُم وغیرہ - اور جن حیوانات میں قوت
دفع دشمن کی کم ہے اُنکے لئے اور اسباب اپنی حفاظت کے مثل بھاگنے
اور حیلہ کرنیکے دئے گئے ہیں مثل آہو اور روباہ کے اگر تامل کیا جائے
جملہ اقسام جانوران اور مرغان میں تو یہہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ جسکو
جسطرحکے اسباب اور آلات کی احتیاج تھی وہ اُسکے واسطے مہیا اور
طیار ہے ہم زور اور قوت اور ترتیب آلات کے جیسا ذکر کیا گیا ہے اور
ہم سنایت مصلحت اپنے کاموں کیواسطے اُنکو شعور دیا گیا ہے کہ جس سے
انکی ذات کا کمال اور حفظ نوع کا رہے مثل شرائط ازدواج و طلب نسل
و حفظ فرزند اور پرورش انکی اور ساختگی اپنے اشیائیوں کی حسب ضرورت
اور ذخیرہ کرنا اپنی غذا کا اور اپنے ہمجنسوں سے موافقت یا مخالفت رکھنی
اور احتیاط اور فراست کو عمل میں لانا ہر امر میں اس درجہ تک کہ عقلمند
اُنمیں حیران رہتے ہیں اور حکمت اور قدرت آلٰہی پر اقرار کرتے ہیں
سُبْحَانَ الَّذِيْ اَعْطٰى كُلِّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى یعنے پاک ہے وہ ذات
جسنے عطا کی ہر شئے کو پیدایش پس ہدایت بخشی - حیوانات کے اقسام میں
اختلاف تفاوت مزاج کا زیادہ ہے بسنبت اختلاف اقسام نباتات کے
اس سبب سے کہ بسایط کے ساتھ حیوانات کا قرب ہے اور نباتات
کا بُعد اور شریفترین انواع حیوانات سے وہ ہے کہ جسمیں ادراک اور شعور
اس حد تک ہو کہ تادیب اور تعلیم کو قبول کرے تا وہ کمال جو نوع
اُسکے میں پیدا نکیا گیا تھا اُسکو حاصل ہوجائے مانند گھوڑے مؤدب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

1168

اور باز تعلیم یافتہ کے- اور جسقدر یہہ لیاقت اُنہیں زیادہ ہوگی مرتبہ اُسکا بلند ہوگا حتی کہ اِس حد تک پہونچ جائیگا کہ صرف دیکھنا افعال کا اُنکی تعلیم کیواسطے کافی ہو جو دیکھیں اور کریں بغیر زیادہ کوشش اور محنت کشی کے یہہ نہایت مرتبہ حیوانات کا ہے ادنیٰ مرتبہ انسانوں کا اِس مرتبہ سے متصل ہے* اِس قسم کے آدمی ہیں جو اطراف اور کنارہ آبادی دنیا میں رہتے ہیں مثل حبشیان مغربی وغیرہ کے کیونکہ حرکات اور افعال اِس قسم کے لوگوں کے مناسب افعال حیوانات کے ہوتے ہیں تا اِسمقام اور حد تک کہ تفاوت وقوع میں آویگی مقتضائے طبیعت سے ہوگی اور بعد اِسکے جو مراتب کمال اور نقصان انسانی کے ہیں وہ ارادہ اور فکر پر منحصر ہیں پس جن آدمیوں میں قوت فکر اور تمیز کی زیادہ ہوگی اور استعمال آلات اور استنباط مقربات سے اُسکو حد نقصان سے پایۂ کمال کو پہنچائیں گے اُنکی فضیلت اور شرف دیگر آدمیوں کی نسبت سے جنہیں یہہ وصف موجود نہیں زیادہ ہوگا* پہلا پایۂ اِن مراتب سے اُن لوگوں کیواسطے حاصل ہے جو عقل کے وسیلہ اور قوت فہم سے عُمدہ عُمدہ صناعات اور حرفتہائے لطیف اور آلات باریک ایجاد کرتے ہیں- بعد اِسکے اِس سے بلند پایۂ پر وہ لوگ ہیں کہ جو عقل اور فکر کے زور سے علوم اور حقائق اور حاصل کرنے فضائل میں خوض کرتے ہیں اور اِس درجہ سے اعلیٰ مرتبہ کے وہ اشخاص ہیں جنکے دلوں پر وحی اور الہام کے ذریعہ سے معرفت حقائق موجودات اور احکام مقربان الٰہی کے بغیر وسیلہ اجسام کے پر تو انداز ہوتے ہیں- اور تکمیل خلائق اور انتظام امور معاش اور معاد کے سبب سے تمام جہاں کے لوگوں کو نیکی اور راحت پہنچاتے ہیں یہہ سب سے اعلیٰ مرتبہ مراتب انسانی کا ہے- تفاوت مراتب انواع اِنسانی کے نسبت تفاوت اِقسام حیوانات کی زیادہ تر ہے اُس دلیل سے جو اختلاف مراتب حیوانات اور نباتات میں بیان کی گئی ہے*

جب کوئی فرد اِنسان اِس اعلیٰ مرتبہ پر فایز ہو تو یہہ ابتداء اِتصال کا ہے عالم اشرف کے ساتھ- اور فایز ہونا ملائکہ مُقدس کے مراتب اور عقول اور نفوس مجردہ کے مدارج پر- تا اُس غایت تک جو مقام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وحدت کا ہے اور اسجگہ دایرہ وجود کا باہم پیوستہ ہوجاتا ہے مانند ایک خط مستدیر کے جو نقطہ سے شروع ہوکر آخر اوسی نقطہ پر ختم ہوجاوے پس وسائل اور وسائط درمیانی اسمقام پر سب مرتفع ہوجاتے ہیں ضدیت منتفی ہوجاتی ہے مبداء اور معاد ایک ہی ہوجاتا ہے سوائے اصل حقیقت اور غایت مطلوب کے جو وہ ذات پاک اللہ تعالی واحد حقیقی کی ہے کچھ باقی نہیں رہتا یَبقیٰ وَجهُ رَبِّکَ ذُو الجَلالِ وَالاِکرَام یعنے باقی رہتی ہے ذات تیرے رب کی جو صاحب بزرگی اور بزرگی کا ہے۔ پس اس شرح اور بیان سے فضیلت اور شرف رتبہ انسان کا دیگر موجودات عالم سے اور خصوصیت جو اُسکو عطا ہوئی ہے معلوم ہوئی بلکہ فضیلت وجہ اُن لوگونکی کہ جنکے دلوں پر انوار آلہی اور فیض وحدت کا پرتو انداز ہے اور وجود انکا علت غائی تمام موجودات کا ہے انبیاء اور اولیا علیہ السلام کے جو برگزیدۂ موجودات کے ہیں ظاہر ہوئے مصداق کلام لَولاکَ لِمَا خَلَقتُ الاَفلاکَ کے یہی معنے ہے اور غرض تشریح کرنے ان مراتب سے یہ ہے کہ تا معلوم ہوجاوے کہ انسان ابتدا پیدایش اپنی میں ایک مرتبہ درمیانی پر واقع ہے اُسکے لیئے ایک رشتہ ہی مرتبہ اعلے کے پہونچنے کیواسطے ارادہ اور عزم کے ذریعہ سے اور ایک طریق اونی مرتبہ کے پہونچنے کا ہے طبیعت کی متابعت اور پیروی ہے کیونکہ جیساکہ حسب ظاہر جن جن چیزوں کیطرف دیگر حیوانات محتاج ہیں مثل غذا کے جو بدل یا متحلل کا ہوتا ہے اور مواد ریشم کے جو سختی گرمی اور سردی کیواسطے کارآمد ہے اور دیگر آلات جسکے ذریعہ سے دشمن کو دفع کیا جاوے یہ سب چیزیں اُنکے لئے مہیا اور موجود ہیں تردد ساختگی اُن چیزوں سے انکو فراغت ہے مگر جن چیزوں کے طرف انسان کو حاجت ہے مثل ایسے ایسے سامان کے وہ تدبیر اور فکر اور تصرف اور ارادہ انسانوں پر موقوف ہے جیسا مناسب سمجھتا ہے عمل میں لاتا ہے نہ غذا اسکے بغیر بونے اور کاٹنے اور پیسنے اور خمیر کرنے اور نان پکانے کے حاصل ہوتی ہے اور نہ لباس بغیر کاتنے اور بُننے اور سینے کے میسر ہوسکتا ہے اور نہ سلاح اسکے بغیر طیاری اور ساخت کے دُرست ہوتے ہیں اسیطرح کمالات باطنی ہر نوع کے انواع مرکبات نباتی وحیوانی سے اصل سرشت اُنکی میں پیدا رکھے گئے ہیں اور خاص فطرت اور پیدایش میں متمکن کئے گئے۔ اور کمال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسانی اور شرف فضیلت اُسکے کا فکر و تامل اور عقل و ارادہ اُسکے پر منحصر
کیا گیا اور کلید نیکبختی و بدبختی اور کمال اور نقصان کے اُسکے ہاتھ میں دی
گئی اگر حسب مصلحت اپنے ارادہ سے راہ راست پر چلے اور بتدریج علوم
اور حقایق اور فضایل کے حاصل کرنیمیں میل اور رغبت رکھے اور اُس
شوق کو جو طبیعت اُسکے میں واسطے حاصل کرنے کمال کے پیدا کیا گیا ہے
راہ نیک اور ارادہ پسندیدہ پر پایہ بپایہ اور درجہ بدرجہ ترقی دے تو در ذات
اللہ تعالی کا اُسکے دل کو روشن کریگا۔ اور عالم بالا سے قُرب حاصل ہوگا۔ اور
مقربان بارگاہ الٰہی میں سے ہوگا۔ اور اگر اپنے اصلی پایہ پر سکون اور اقامت
اختیار کرے اگر اختیار طبیعت پر چھوڑ دے تو اُسکو نقصان کے طریق سے
ادنی مرتبہ کیطرف میلان ہوتا ہے علاوہ اِسکے شوق فاسد اور تباہ مانند اُن
خراب خواہشوں کے جو بیماروں کے طبایع میں پیدا ہوتے ہیں عارض ہوجاتا
ہے تا کہ روز بروز اور لحظہ بلحظہ ناقص ہوتا جاتا ہے اور انحطاط اور نقصان
پڑتا جاتا ہے مثل اس پتھر کے جو بلندی سے نیچے کو ڈالیں تو ایک لمحہ میں
نہایت نیچے کے درجہ پر پہونچ جاتا ہے اصل مقام نیست و نابود ہونے انسان
کا یہ ہی ہے جیسا کہ عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ اگر نفس کو بیکار چھوڑ دیا جائے
تو خساست کو لازم پکڑتا ہے اگر حاصل کرنے فضیلتوں کیواسطے برانگیختہ کیا جائے
تو اُسپر حریص اور شایق ہو جاتا ہے اور اِسی سبب سے کہ انسانوں کی اصل پیدائش
میں استعداد اِن دونو حالتوں کے موجود ہے یعنے ترقی اور تنزل کی پس ضرورت
اور احتیاج پڑی پیغمبران اور حکیمان اور امامان اور رہنمایان اور مؤدبان اور
معلمان کے تا بعض کو نرمی سے اور بعض کو سختی سے بدبختی اور زیان کاری
کیجانب میل کرنے سے کہ انہیں زیادہ سعی کرنیکی حاجت نہیں ہے فقط
سکون اور نہ کوشش کرنے فضایل کے حاصل کرنیمیں ہی کافی ہے باز
ہوں اور توجہ اُنکے سعادت اور نیکبختی کے حاصل کرنیکے واسطے جو کوشش
سعی سے حاصل کرنیکے لایق ہے اور سوائے دلی ارادہ اور عزم کے مرتبہ فضیلت
کو کوئی نہیں پہونچ سکتا مصروف کریں تا راست روی اور تادیب اور تعلیم کے ذریعہ
سے اعلے مرتبہ انسانی کو فایز ہوں۔ توفیق بخشے ہمکو اللہ تعالی اُس چیز کی
جسکو وہ دوست رکھتا ہے اور جس سے وہ راضی ہوتا ہے اور پرہیزگاری
عطا کرے ہمکو تابعداری حرص اور ہوا سے ✦

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پانچویں فصل اس بیان میں کہ نفس انسانی کے لیئے کمال و نقصان ہے

واسطے ہرایک موجود کے موجودات سے ایک ایک خاصیت ہے بنفسہٖ یا بجنسہٖ کہ اُس خاصیت میں کوئی دوسرا موجود اُسکے ساتھ شریک نہیں حاصل ماہیت موجود مذکور کی حسب متعین اور متحقق ہوتی ہے یہہ خاصیت اُسکے ساتھ لازم آتی ہے اور یہہ ہوسکتا ہے کہ اُس موجود کے لیئے سوائے خاصیت مذکور کے اور ایسے افعال ہوں جو اُن افعالوں میں دیگر موجودات بھی اُسکے ساتھ شریک ہوں۔ مثلاً تلوار کے واسطے صفائی اور سرعت سے کاٹنا ایک خاصیت ہے۔ اور گھوڑے کے لیئے فرماں برداری سوار کے اور سبک چلنا اور بھاگنا خاصیت ہے کہ کسی دوسری چیز کو اندونوں صفتوں میں اُنکے ساتھ شرکت نہیں ہے اگرچہ تلوار کو تیشہ کے ساتھ تراشنے میں اور گھوڑے کو گدھے کے ساتھ بار اُٹھانے میں مشارکت ہے۔ مگر کمال ہر شئے کا اُسی صورت میں متصور ہوسکتا ہے کہ اُس سے خاصیت اُسکی تمام اور پوری ظہور میں آوے۔ اگر صدور اُس خاصیت کا بتمامہ نہو یا کم ہو تو اُس شئے کو ناقص تصور کیا جاتا ہے جیسا کہ تلوار جسقدر وہ کامل زیادہ ہوگی صفائی اور جلدی سے کاٹتے ہیں۔ بغیر اسباب کے کہ قوت اور زور اہل شمشیر کا زیادہ صرف میں آوے فعل اُسکا اتمام کو پہونچے اپنے وصف اور خاصیت میں کامل تر ہوگی اور گھوڑا جسقدر فرماں برداری سوار میں زیادہ بھاگنے والا ہوگا اور حرکت لگام کی قبول کرنے میں اور اشارہ فہمی میں استعداد رکھتا ہو اُسیقدر کامل متصور ہوگا اور ویسی ہی حالت ہے نقصان کے جانب یعنے اگر تلوار بدشواری کسی شئے کو کاٹے یا بالکل نہ کاٹے مثل دیگر لوہے کے وہ کارآمد متصور نہوگی اور اِس سبب سے قدر و منزلت اُسکی نہوگی۔ یا گھوڑا اگر اچھی طرح سے نہ بھاگے یا سوار کی اطاعت سے سرکش ہو تو اُسکو ایک بار بردار خیال کرکے گدھوں میں شمار کیا جائیگا۔ اور بے ہنر اور خسیس کہلائیگا* اِسیطرح آدمی کے واسطے ایک خاصیت ہے جس خاصیت سے وہ ممتاز ہے دیگر موجودات سے۔ اور ماسوائے اُسکے اِسمیں اور افعال اور قوتیں ہیں کہ منجملہ اُنکے بعض میں انواع حیوانات اُسکے ساتھ شریک ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور بعض میں نباتات اور بعض میں جمادات و دیگر اجسام شامل ہیں چنانچہ تھوڑا سا بیان اس کا پہلے آچکا ہے مگر وہ خاصیت جو غیر کو اس کے ساتھ اُس میں شرکت اور دخل نہیں وہ نطق ہے کہ جس سبب سے اُس کو ناطقہ کہتے ہیں اور اس نطق سے نطق بالفعل مُراد نہیں ہے کیونکہ جو آدمی گونگا ہوگا اُسمیں نطق بالفعل نہ پایا جائیگا اور ادراک جو اصلی معنے اُسکے ہیں وہ پائے جائینگے - پس مُراد نطق سے ادراک معقولات کا اور قوت تمیز اور فرق کرنے کے امور نیک اور بد میں کہ جس میں اپنے عزم اور ارادہ سے تصرف کرے اور اسی قوت کے سبب سے افعال انسانی دو قسم پر منقسم ہیں - نیک اور بد جسکو سعادت اور شقاوت کہتے ہیں - بخلاف دیگر حیوانات اور نباتات کے - پس جو شخص افراد انسانی سے اس قوت کو جیسا کہ چاہئے کام میں لاوے اور سعی اور ارادہ سے جس فضیلت کے حاصل کرنے کے واسطے اسکو پیدا کیا گیا ہے حاصل کرے تو یہ شخص نیک اور سعید ہوگا - اور اگر بسبب شوق واہیات باتوں کے یا بالکل سُست اور بیکار رہنے سے اپنی خاصیت کے رعایات کو چھوڑ دیگا تو شریر اور شقی ہوگا الّا وہ امور کہ جنمیں دیگر حیوانات اور مرکبات کے ساتھ انسان شریک ہے سب غالب ہوجائیں گے اور ہمت اپنی کو اُن کیطرف مصروف رکھیگا - اپنے مرتبہ اور قدر سے فروتر ہوکر چارپاؤں کے مرتبہ پر بلکہ اُن سے بھی کمتر سمجھا جائیگا - اور غلبہ اُن امور کا اس طرح پر ہوجاتا ہے کہ انسان لذات اور شہوات بدنی میں جو حواس اور قوائے جسمانی مشتاق ان باتوں کے ہوتے ہیں مصروف ہو - مثل شوق کھانے پینے لذیذ اور لباس فاخرہ اور شہوت رانی کے جو نتیجہ غلبہ قوّت شہوی کا ہے - یا لوگوں کے حال پر سختی کرنا اور اپنی ذات کو غالب سمجھنا اور انتقام لینا جو ثمرہ قوت غضبی کا ہے - ایسی باتوں سے رغبت رکھے - کیونکہ اگر نظر تامل سے دیکھے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ ایسی باتوں پر ہمت اپنی مصروف رکھنی عین رذیلت اور محض نقصان ہے اور اکثر حیوانات ان باتوں میں انسان سے کفایت رکھتے ہیں اور اپنی مُراد پر زیادہ تر قدرت رکھتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ سگ میں حرص کھانے کی اور خوک (سور) میں رغبت شہوت کی اور شیر میں قوت قہر اور درندگی کی سب سے زیادہ ہے اور علٰے ہذا القیاس دیگر انواع درندگان اور چارپاؤں جانوروں اور حیوانات آبی وغیرہ کا ایسا ہی حال ہے - پس کیونکر عقل پسند کرتی ہے - اُس امر میں سعی کرنی کہ اگر نہایت کے درجہ پر سعی اور کوشش بھی کیجائے تو انسان سگ کے پایہ کو بھی نہ پہنچے - اور کب کوئی اہل ہمت اس بات کو جائز اور روا سمجھیگا کہ اُس امر کی جستجو اور تلاش میں ایک مدت عمر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی صرف کیجائے جو نہایت بذل توجہ سے خوگر سے بھی برابری نکرسکے اور
ایسا ہی حال ہے قوت غضبی کے باب میں کہ اگر انسان اپنے آپ کو ایک
کمتر درندہ کے ساتھ نسبت کرے تو بہر حال وصف درندگی میں وہ اسپر
سبقت لیجائیگا فضیلت انسانی کا قوۃ سے فعل میں اوسوقت ظہور ہوتا ہی
جب نفس کو ایسے رذایل ظاہری اور خراب ہاتوں سے پاک کرے کیونکہ
طبیعت جب تک مادہ مرض سے پاک نہو امید صحت کی نہیں ہوتی اور
یرنگ ساز جب تک کپڑے کو اثر میل اور چکنائی سے صاف نکرلے قابل رنگ
کے متصور نہیں ہوتا جب رغبت نفس انسانی کو اون چیزوں سے جو موجب
نقصان اور فساد کا ہے منع کیا جائیگا تو ضرور قوت ذاتی اوسکی حرکت میں آویگی
اور اپنے خاص فعلوں کیطرف جو وہ طلب کرنا علوم حقیقی اور معرفت ماہیئے
کلی کا ہے مشغول ہوگا اور اپنی ہمت کو سعادت اور نیک امور کے حاصل
کرنے میں مصروف رکھے گا اور جسقدر طلب فضائل اور پرہیز کرنے رذائل
اور موانع میں سعی عمل میں لاویگا اوسیقدر قوت اسکے تزاید اور ترقی میں ہوگی
مثل آگ کے کہ جب تک نمناک جگہ پر ہوگی مشتعل نہوسکیگی اور جب بعد رفع
ہونے نمناکی کے اشتعال پکڑے گی تو ہر لحظ غلبہ اوسکا زیادہ تر ہوتا جائیگا اور
قوت جلانے کی اوسمیں زیادہ ہوجائیگی تا اپنے فعل کو اتمام پر پہونچاویگی۔

جیسا کہ نقصان کے کئی وجہ ہیں بعضے بسبب اسکے کہ اپنی قوت اور
فکر کو بتمامہ طلب مقصد میں صرف نہیں کرتے اور بعضے وہ جو فکر اپنا صرف
کرتے ہیں مگر کم بسبب موانع کے اور بعضے بسبب غلبہ قوت شہوت اور غضب
اور مشابہت چارپائیوں اور درندوں اور مغرور ہونے لذات جسمانی کے اور جو چیزیں
کہ ضد فضیلتوں کے ہیں انکی طرف توجہ اونکی ہے اور جس مقصد کیواسطے
پیدایش اونکی ہے اوس سے محروم رہجاتے ہیں تا لیست و نابود ہونے کیحالت
کو پہونچ جاتے ہیں۔ اسیطرح کمال کے مراتب بھی نسبت مدارج نقصان سے
زیادہ ہیں کبھی مراد اوں سے سلامتی اور سعادت کبھی نعمت اور رحمت
اور کبھی ملک باقی اور جاودانی اور اصل سرور حقیقی اور قرۃ عین یعنی ٹھنڈک
آنکھوں کی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن
قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ معنے اسکے بس نہیں جانتا کوئی نفس اوس
چیز کو جو پوشیدہ رکھا گیا اوسکو اور وہ روشنی آنکھوں کی ہے یہ جزا اور بدلہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے اوسکا جو دنیا میں عمل کیا ہے۔

اور اسکو بعضے مقامات میں حور و قصور و غلمان و ولدان سے تشبیہہ دیتے ہیں اور بعض صورتوں میں اُس لذت سے مراد رکھتے ہیں جو نہ آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے اور نہ کانوں سے سُنی جاتی ہے اور نہ کسی کے دلپر اوسکی کیفیت معلوم ہوتی ہے ایسے راہِ راست کے چلنے سے مرتبہ قرب الہی کو فائز ہو جاتا ہے مشاہدہ جلال او سبحانہٗ تعالی اور نعمت ہائے ابدی پر کامیاب ہوتا ہے۔ پس جو شخص بسبب قریب طبع کے ایسی نعمتیں جاودانی سے روگردانی کرے اور خسیس ناپائدار باتوں کیطرف مثل اسکے کہ جیسا پیاسہ آدمی کلر کو پانی خیال کرکے اوسطرف توجہ کرتا ہے اور وہاں پہونچکر کچھہ نہیں پاتا سعی کریگا تو وہ سزاوار قہر اور غضب الہی کا ہوگا اور دنیا میں استحقاق اسبات کا پیدا کریگا کہ اوسکے وجود سے جہاں کو پاک کیا جاوے اور اوسکی گندگی اور فساد کو اوسکی ذات سے دور کیا جائیگا اور عاقبت میں سزاوار زیاں اور عذاب اور سختی اور ہلاکی کا ہوگا پناہ بخشی اللہ تعالے ایسی حالت سے اپنے فضل اور رحمت کے ساتھہ یہ ہے بیان کمال اور نقصان نفس کا بموجب اسموقع کے اللہ تعالے ہے توفیق بخشنے والا۔

چھٹی فصل اس بیان میں کہ کمال نفس انسانی کا کن کن باتوں میں ہے اور روکرنا قول اون اشخاص کا جنہوں نے اسباب میں حق سے مخالفت کی ہے

جب فصل گذشتہ سے معلوم ہوا کہ نفس انسانی کے لئے کمال اور نقصان دونوں وصفیں عارض ہوسکتی ہیں ذکر اسکا مجمل طور پر ہوچکا ہے اب بشرح تمام بیان کرنا اوس کمال کا واجب ہوا اس غرض سے کہ جب اصل حقیقت کمال انسانی پر علم ہو جائیگا تو اوسکے حاصل کرنے کے لئے نہایت سعی عمل میں لائنگی پس بیان کرتا ہوں میں کہ کمال موجود مرکب کا غیر کمال اجزائے اسکیے ہوتا ہے جیسا کہ سکنجبیں جو شہد اور سرکہ سے مرکب ہے اس کا کمال غیر کمال سرکہ اور شہد کے ہے اور کمال گھر کا غیر کمال لکڑی اور پتھر کی ہے جب آدمی بھی مرکب ہے تو اسکا کمال بھی غیر کمال بساط اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اجزائے اسکے ہوگا بلکہ خاص اُسکے لئے وہ کمال ہے جو کسی موجود کو اوس کمال
میں اسکے ساتھہ شرکت نہیں اور زیادہ تر کامل وہ شخص ہوتا ہے جو نہایت
قدرت رکھے اوپر اظہار اوس خاصیت کے اور اوسکو ایسا لازم سمجھے کہ بغیر
سُستی اور تغیر کے ہمیشہ یکساں لزوم اوسکا رہے۔ جب حال فضیلت اور
کمال کا معلوم ہوا تو حال رذیت اور نقصان کا جو مقابلہ اونکے میں ہے
خود واضح ہوسکتا ہے۔ کمال انسانی کا دو نوع پر ہے کیونکہ نفس ناطقہ کے
دو قوتیں ہیں ایک قوت علمی دوسرے قوت عملی کمال قوت علمی کا وہ ہے
جو شوق اوسکا دریافت حقائق اور تحصیل علوم کیطرف ہوتا بموجب اوس شوق
کے مراتب موجودات پر احاطہ کرنے اور حقائق اونکے پر حسب طاقت اپنی
کے مطلع ہوجائے بعد اسکے مطلوب حقیقی اور غرض کلی کی معرفت میں جو
انتہائی جملہ موجودات کا اوسکی طرف ہے مشرف ہووے تا عالم توحید بلکہ مقام
اتحاد کو فائز ہوجاوے اور دل اسکے کو قرار اور طمانیت حاصل ہوجاے حیرانی
اور شک سب مرتفع ہوجائے حکمت نظری بتمامہ تفصیل اس نوع کے
کمال پر مشتمل ہے۔ مگر قوت عملی کا وہ کمال ہے کہ اپنے افعال اور قوتاں
خاص کی ایسی ترتیب اور انتظام رکھے کہ باہم وہ موافق اور مطابق ہوجاویں
ایک کا دوسرے پر غلبہ نرہے پس انکی موافقت سے افعال انکے پسندیدہ
ہوجاویں بعد اسکے دیگر مرداں کے کامل کرنے کے مرتبہ پر جو وہ تدبیر منازل
اور مدن کی ہے فائز ہوجائے تاوہ حالات جو بود و باش مشارکتی کے
سبب سے وقوع میں آویں انتظام پذیرا ہوجاویں اور تمام لوگ اوس سعادت
پر جسمیں باہم شرکت رکھتے ہیں فائز ہوں۔ یہ نوع کمال کا حکمت عملی
سے مطلوب ہے اور یہ کتاب مشتمل ہوگی اوپر بیان اس نوع کے۔ پس
پہلا کمال جو فکر اور نظر سے تعلق رکھتا ہے بمنزلہ صورت کے اور دوسرا
کمال مثل مادہ کے جیسا کہ صورت بغیر مادہ کے اور مادہ بغیر صورت کے
ثبوت اور قیام نہیں رکھتا ویساہی علم بغیر عمل کے ضائع اور عمل بغیر
علم کے محال ہے پس علم مبداء ہوا اور عمل تمام ہونا اوسکا اور جو کمال
جو اندونوں یعنے علم اور عمل سے مرکب ہوتا ہے وہ ہے اصلی غرض وجود
انسانی سے ہے کیونکہ کمال اور غرض کے معنے ایک ہی ہیں صرف اتنا فرق
اعتباری ہے کہ غرض اوسکو کہتے ہیں کہ ہنوز حد قوت میں ہو بموجب فعل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں اوسکا ظہور ہوگا تو کمال کہیں گے جیسا کہ گھر جب تک کہ وجود اوسکا بنا کرنے والے کے ذہن اور تصور میں ہے اسکو غرض کہیں گے جب وہ خارجاً بنکر تیار ہوجائیگا اسوقت اسکو کامل کہا جائیگا - پس جب انسان ایسے رتبہ پر فائز ہوجائے جو تمام مراتب موجودات پر بر وجہ کلی واقفیت حاصل کرلے تو جزئیات نا متناہی جو ماتحت کلیات کے مندرج ہوتے ہیں اونپر بھی اوسکو ایک وجہ کا علم اور واقفیت حاصل ہوجائیگی پس جب اس جملہ معلومات کے ساتھ عمل بھی شامل ہوجاوے تو افعال اور کردار اوسکے پسندیدہ ہوجائینگے اور صرف تنہا اپنی ذات سے عالم تمام موجودات کا ہوگا اور استحقاق اسبات کا کہ اوسکو عالم صغیر کہا جاوے پیدا کریگا پس درمیان خلقت کے خلیفہ آلہی ہوجائیگا اور خاص اولیاؤں سے شمار کیا جائیگا انسان تام مطلق ہوگا اور تام مطلق اوسکو کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ باقی رہے تا سعادت ابدی اور نعمتہائے سرمدی سے کامیاب ہو اور فیض آلہی کے قبول کرنے سے سعادتمند ہو بعد ازاں درمیان اسکے اور ذات باریتعالی کے کوئی حجاب مانع نہیں ہوگا بلکہ رتبہ اور شرف قرب اللہ تعالی کا پائیگا یہ مرتبہ تمام مراتب سے اعلی اور نہایت درجہ سعادت کا ہے جو بنی نوع انسان کے واسطے حاصل ہونا ممکن ہے اگر انسانوں کے واسطے یہ رتبہ ممکن نہوے تو مثل دیگر حیوانات اور نباتات کے انسانوں کیواسطے بھی سبیل اور طریق حاصل ہونے اسکے کا محال ہوتا اور انسان کی کچھ فضیلت اور بزرگی دیگر موجودات پر نہوتی جن لوگوں کے عقل تصور ان معنے سے قاصر ہے اونکے نزدیک بعد شکستہ ہونے بناء بدن اور متفرق ہونے اجزاء اوسکے کے انسان فانی ہوجاتا ہے اور عاقبت کے حال سے وہ غافل ہیں پس وہ لوگ بتمامہ اپنی ہمت کو حصول لذات اور شہوات جسمانی پر مصروف رکھتے ہیں اور اونکو یہ گمان ہے کہ وجود نفس ناطقہ کا اون افعال اور امور کے ترتیب اور تہذیب کے واسطے ہے کہ جسکے ذریعہ سے لذات دنیاوی حاصل ہوں مثلاً وہ بیان کرتے ہیں کہ مطلب اور غرض قوت ذکر اور فکر سے جو یہ دونوں منجملہ قوای نفس انسانی میں یہ ہے کہ قوت ذکر کے ذریعہ سے یاد رکھے اون لذات کو جو کسی قسم کے کہانے یا پینے یا شہوت رانی سے اسکو حاصل ہوئی ہو اور قوت فکر کے وسیلہ سے طریق حاصل کرنے ان مطلوبات کا نکالے پس اونہوں نے نفس نفیس کو ایک خادم اور مزدور قوت شہوت خسیس کا شمار کیا اور ذات شریف کو جو رتبہ میں ملاء اعلی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شریک ہے بہت کمینہ اور ناقص چیز یعنی نفس بہیمی کی خدمتگاری اور بندگی کے واسطے مقرر کیا جو لوگ خلقت میں سے کمینہ اور جاہل ہیں اُنکا یہ رائے ہے۔ ایسی رائے سے نزدیک ہے رائے اوس جماعت کی جنھوں نے عاقبت کے مدارج سے یہ تصور کیا ہے کہ جس قسم کے لذائذ اور شہوات دنیا میں ہیں اوسی قسم کے عاقبت میں بھی ہونگے تا حاصل ہونے بہشت اعلی اور قرب بارگاہ الہی سے زیادہ تر حاصل کرنے مطعومات اور امور شہوت کی قدرت ہوگی اور کھانے پینے کی چیزیں مرغوب اور لذیذ ملینگی مطلب اونکا عبادت اور بندگی الہی سے یہ ہی ہے ترک دنیا اور زہد و ریاضت ان چیزونکی رغبت کے باعث بنظر سوداگری اور امید سود کے کرتے ہیں اور ناپائدار چیز کو بامید وافر اور باقی رہنے والی چیز کے متروک کرتے ہیں لنفس الامر میں یہ جماعت سب خلقت سے لذات اور شہوات کے زیادہ تر حریص اور طامع ہیں اِنکو قانع اور زاہد نہیں کہنا چاہئے۔ باوصف اِن باتوں کے اگر انکے ساتھ عالم ملکوت اور ملاء اعلی کا ذکر کیا جائے اور یہ اونکو سُنایا جائے کہ فرشتگاں جو مُقرب بارگاہ الہی کے ہیں اِن واہیات اور خسیس خواہشوں سے پاک ہیں تو علو درجہ ہونے کے اونکے قائل ہوتے ہیں بلکہ جانتے ہیں کہ ذاتِ پاک اللہ تعالے کی جو خالق کل کائنات کا ہے پاک اور مُنزہ ہے اطلاق لذت اور تمتع اِن باتونکا اوسکی ذات پاک پر جائز نہیں یہ لوگ اِن خواہشوں کے سبب سے کُتّے اور سُور بلکہ نجاست کے کیڑوں سے شارک ہیں اور عقل اور تمیز کی جہت سے فرشتوں سے مشارکت رکھتے ہیں بیشک ایک دلمیں باوجود پہلی رائے کے اِس عقیدہ کا جمع ہونا ایک نہایت تعجبات سے ہے اگر وہ لوگ تھوڑا سا بھی فکر اور تامل کریں تو اونپر یہ بات واضح ہوسکتی ہے کہ جب تک پہلے بھوک کی تکلیف نہ اوٹھائی جائے لذت لقمہ ملائم کی حاصل نہوگی اور جب تک سختی پیاس میں مبتلا نہوگا پانی سرد سے راحت نہیں پائیگا اور ہمچنیں تکلیف امتلاء مادہ منی میں جبتک اپنی ذات کو گرفتار نہ سمجھے گا لذت استفراغ اسکی نصیب نہوگی اور جبتک گرمی اور سردی کی مصیبت کا تحمل نہیں کریگا زینت لباس سے بہرہ یاب نہوگا پس جب اِس قسم کی لذتوں سے جو حقیقت میں بمنزلہ علاج کے ہیں امراض اور تکلیف بدنی سے نجات پاکر سلامتی اور راحت حاصل کرتے ہیں اور آرام اور لذت انکے طبائع پر وارد ہوتی ہے تو یہ گمان کرتے ہیں کہ یہی لذائذ انسان کے لئے کمال اور سعادت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں اور اس بات سے غافل ہیں کہ اگر کسی طعام سے لذت نصیب ہوئی ہی تو پہلے سختی بھوک کی بھی اوٹھانی پڑی اور اگر پینے کسی شربت سے راحت پائی ہے تو رنج پیاس کا پہلے تکلیف رساں ہوچکا ہے اسی مطابق جالینوس کا قول ہے اس جماعت کے حق میں کہ یہ جماعت خلبیث نہایت خراب خصلت میں گرفتار ہیں کہ جسکو اپنے مذہب اور رویہ میں شریک پاتے ہیں اوسکی مدداور دوستی کرنے کے لئے مستعد ہوتے ہیں اس مقصد کے لئے کہ تا لوگونکو دکھلاویں کہ ہم تنہائی اس طریقہ میں نہیں ہیں اور بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں جب کوئی ارباب عقل اور فضل سے انکا شریک ہوجائے تو قریب انکا دوسری قوم میں بھی پھیل جائیگا یہ جماعت نو آموز اور نو عمر لوگونکو بہت خراب کرتی ہے یہ تقریر اونکے ذہن نشین کرتے ہیں کہ فضائل ملکی اصل ہیں کچھ حقیقت اور وجود نہیں رکھتے اگر کچھ ہے تو ممکن الحصول نہیں جبکہ آدمی بالطبع نفسانی خواہشوں کیجانب مال ہوتی ہے تو اکثر ایسی باتونکے بباعث رغبت طبع خریدار ہوجاتے ہیں اس سبب سے اس جماعت کے بہت لوگ مطیع اور تابع ہیں اگر کوئی شخص کسیکو انہیں سے تنبیہ کرتا ہے کہ اس قسم سے لذات ضرورت قیام بدن کیواسطے ہیں کیونکہ بدن طبائع متضادہ یعنی گرم اور سرد اور تر اور خشک چیزوں سے مرکب ہے غالب ہونا ایک کا دوسرے پر موجب شکستہ ہونے ترکیب بدن کا ہے علاج کھانے پینے کا واسطے حفاظت اوسکے ہے تا جہاں تک ممکن ہو باقی اور قائم رہے اور بیماری کے علاج کو سعادت تام اور غلبہ غائی اور خیر محض نہ تصور کرنا چاہئے کیونکہ سعید تام وہ ہوتا ہے جو اوسکو کسیطرحکا رنج نہو تا علاج کی حاجت پڑے اور فرشتے جو مقرب بارگاہ الٰہی کے ہیں ایسے امراض سے فارغ ہیں اور ذات اللہ تعالیٰ واحدہٗ لاشریک کے ایسے اوصاف سے بالکل پاک اور بلند ہے۔ اسکے جواب میں بیان کرتے ہیں کہ ایسے آدمی ہیں جو فرشتوں سے فاضل اور کامل زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو مخلوق سے نسبت نہیں کرنی چاہئے پس اسباب میں بحث مباحثہ اور جھگڑا بپا کرکے رائے تدمقابل کو کمینگی سے منسوب کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنی شہوات واہیات اور بے اصل کو اوسکے دلپر قدر اور منزلت دیں طرفہ بات یہ ہے کہ باوجود ایسے مذہب اور رائے کے جب کسیکا حال ایسا سنتے ہیں کہ ہمارے طریقہ یعنی پیروی لذات جسمانی کو اوسنے ترک کردیا ہے اور اہانت اور مذمت اس طریقہ کی کرتا ہے کم کھانا اور بے التفاتی خواہشوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نفسانی سے اختیار کی ہے ضرورتاً چند لقمہ بے مزہ کھانے پر حصر کرلیا ہے تو اوسکے حال سے متعجب ہوکر اوسکو مستحق تعظیم اور کرامات کا جانتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ وہ ولی اور دوست خدا کا ہے اور خلقت میں فرشتہ سیرت اور بزرگ زیادہ اوس سے کوئی نہوگا جب اوسکو دیکھتے ہیں تو ہرطرح تواضع اور عاجزی سے پیش آتے ہیں اور اپنے آپکو اوسکی نسبت گنہگار اور بدبخت تصور کرتے ہیں اگرچہ یہ حالت اونکی اصلی عقیدہ سے بہت مخالف ہے مگر سبب اسکا یہ ہے کہ باوجود خراب ہونے عقیدہ اور عادات بد کے ابھی اونکے دلونپر کچھہ اثر ضعیف قوت نفس شریف کا پرتوانداز ہے اوس سبب سے اہل فضل کی فضیلت پر واقف ہوجاتے ہیں اور تعظیم اونکی کرتے ہیں بیخبری مخالف ہونے اصلی عقیدہ کے اس رائے کے ساتھہ اونکو اسبات پر مرتکب کرتی ہے۔ دلیل روشن ضعف رائے اس جماعت پر یہ ہے کہ اگرچہ نفس بہیمی انکا نفس عاقلہ پر غالب ہے اور خراب خواہشوں پر انکا عمل ہے مگر بسبب اسکے کہ قدرے قلیل اثر قوت عقل کا اونمیں ابھی باقی ہے اپنے معاملات اور در بارہ ناشائستہ سے شرم رکھتے ہیں اپنے فعلوں پر پردہ اور اخفا سے کہ جہاں لوگ نہ دیکھیں ارتکاب کرتے ہیں اگر کوئی اونکے حالات کو مشاہدہ کرے شرمندگی اور حیا سے وہ حالت اونپر وارد ہوتی ہے کہ زندگی سے موت کو بہتر جانتے ہیں الا وہ شخص جو نہایت خسیس ہو اور وصف انسانیت کی بالکل اوسکے ذات سے زائل ہوئی ہو اور بیحیائی کا ملکہ اوسکی طبع پر کامل پیدا ہوا ہو اصلاح نفس ایسے آدمی کی ناممکن متصور ہوتی ہے اور علاج ایسے امراض مزمنہ اور متمکنہ کا ثمرپذیر نہیں ہوتا۔ مگر پہلا فرقہ جنکی طبائع میں اثر حیا کا ہنوز باقی ہے اور حصول صحت نفس اونکے کی امید قائم ہے چاہیے کہ وہ لوگ اسبات میں تامل کریں کہ حیا دلیل امر قبیح کی ہے کیونکہ ہرایک طبیعت فعل جمیل اور نیک کام کو ظاہرا دوست رکھتی ہے پس جو امر شنیع قباحت کا ہو اور اوسکے اظہار سے شرم اور حیا طبع پر وارد ہے وہ ضرور اصل میں نقصان رکھتا ہوگا جو لازم طبع انسانی کا ہے اوسکا دور کرنا حتی الوسع واجب ہے کوئی تدبیر بہتر واسطے دور کرنے ایسی عادات ناشائستہ کے بجز اس امر کے نہیں ہے کہ جسطرح سے ہو طبع سے بیخ اور جڑھ اوسکی نکالی جاوے جو پھر کبھی کسیطرح اثر اوسکا نمودار ہونا پاوے۔ اگر کوئی شخص امتحاناً چاہے کہ اس جماعت کی ضعف عقیدہ پر اطلاع حاصل کروں تو چاہیے کہ اپنے سوال کرے کہ اگر یہ افعال تمہارے نیک اور پسندیدہ ہیں تو پھر کسواسطے پوشیدہ اور مخفی کرنے کو تم بہتر جانتے ہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اظہار کرنے اور اقرار کرنے کو خساست اور بیحیائی سمجھتے ہو پس لاجوابی اور سکوت
اونکا دلیل کافی ہے واسطے ثبوت بدخصلتی اونکے کے پس عقلمند کو چاہئے کہ جن معائب
اور نقصانات میں مبتلا ہیں اونکے دور کرنے میں ہمت اپنی مصروف رکھیں اور
غذا بقدر حفظ اعتدال مزاج و قوام حیات کے اختیار کریں اور تناول غذا سے حصول
لذت کو مدنظر نہ رکھیں تندرستی مطلوب سمجھیں کہ خود لذت تابع اسکے ہے اور
بالعرض حاصل ہوتی ہے اور اگر کچھ تکلف غذا ایں اس نظر سے کیا جاوے کہ
اپنا قدر اور منزلت لوگونکی نظر میں حقیر نہ دکھلائی دے اور بخل اور کمینگی کے
ساتھ اسکو نسبت نہ کریں تو روا ہے اس شرط سے کہ کسی رنج اور بیماری کو نہ
پیدا کرے اور سوا اسکے کوئی غرض دیگر درمیاں ہنو اور لباس بھی اوس حیثیت
کا اختیار کرنا چاہئے جو سردی اور گرمی کو اسکی ذات سے دفع کرے اور بدن کو
محفوظ اور پوشیدہ رکھے اگر اس انداز سے بہ مصلحت اس بات کے کہ میری ذات
لوگونکی نظر میں حقیر اور کم رتبہ نہ متصور ہو تھوڑا سا تجاوز کرے باین شرط کہ فخر
اور غرور مدنظر نہو تو جائز ہے بہرحال طریق اعتدال سے ان باتوں میں زیادتی
نہیں کرنی چاہئے اور مجامعت کے باب میں بھی انداز ملحوظ رکھنا چاہئے کہ جستجو
حفظ نوع اور حصول اولاد کا ظہور میں آوے اگر قدرے زیادتی بھی کیجاوے تو
بہرحال قاعدہ حکمت سے متجاوز نہونا چاہئے اور غیر عورتوں کیطرف بالکل خیال
نہ کرنا چاہئے اور مکان سکونتی و دیگر چیزہا کہ جنکی آدمی کو احتیاج ہوتی ہے اُن
میں بھی اسیطرح طریق اعتدال کا نگاہ رکھنا چاہئے بعد اسکے اوس فضیلت اور سعادت
کے حاصل کرنے کے واسطے کہ جس سے انسانیت پیدا ہو اور نفس عاقلہ اپنے کمال
مطلوب کو پہنچے کوشش کرے اور نقصانات کو حتی الامکاں دور کرے کیونکہ
فضیلت وہ ہوتی ہے کہ اوسکے پوشیدہ کرنے کیواسطے شرم اور حیا متقاضی ہنو
اور اخفا اسکے کے لئے دیواروں کے پردے اور راتوں کی اندھیری کی حاجت
نہ پڑے حاصل کلام کا یہ ہے کہ انساں میں تین قوتیں ہیں جیسا کہ پہلے بیاں
کیا گیا سب سے ادنی نفس بہیمی اور اوسط نفس سبعی اور اشرف نفس ملکی
انساں چارپائوں کے ساتھ نفس ادنی سے مشارکت رکھتا ہے اور نفس سبعی
سے مغائر اونکا ہے اور درندوں کے ساتھ نفس سبعی سے مشارکت رکھتا ہے
نفس ملکی کے شرف سے اونسے ممتاز ہے اور فرشتوں سے مشارکت نفس ملکی
کے سبب ہے اور دیگر انواع سے مغائر پس عناں اختیار کی اسکے ہاتھ میں ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر چار پایوں کے رتبہ پر پہنچنا چاہے تا ایک چار پایہ ہوگا اگر چاہتا ہے کہ درندوں کی خصلت حاصل کرے تو ایک درندہ ہوگا اگر ملائکہ کے درجہ کی خواہش ہے تو ایک فرشتہ ہوگا قرآن مجید میں یہ تینوں نفس نفس امّارہ اور نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کے نام سے مذکور ہیں نفس امّارہ شہوات کے ارتکاب کے لئے رغبت اور اصرار پیدا کرتا ہے اور نفس لوامہ بعد ظہور عمل ناشائستہ کی ندامت اور ملامت کرنے کا اثر پیدا کرتا ہے اور نفس مطمئنہ بجز فعل جمیل اور کار نیک کے اور کسی بات پر راضی نہیں ہوتا حکما کا مقولہ ہے کہ منجملہ ان تینوں نفسوں کے ایک اہل ادب و کرم ہے اور وہ نفس ملکی ہے۔ دوسرا اگرچہ ادب دینے والا نہیں مگر لائق قبول کرنے ادب اور فرماں برداری مؤدب کی ہے اور وہ نفس سبعی ہے تیسرا بالکل خالی ادب دینے اور ادب قبول کرنے سے اور وہ نفس بہیمی ہے اور حکمت پیدا کرنے نفس بہیمی سے باقی رہنا بدن کا جو محل نفس ملکی کا ہے اوس مدت تک کہ جسمیں وہ نفس اپنا کمال حاصل کرسکے اور اپنے مقصد پر فائز ہوجاوے اور نفس غضبی کی پیدائش واسطے قہر اور جبر نفس بہیمی کی ہے کہ جو فساد غلبہ اوسکے سے ظہور میں آتے ہیں وہ دفع ہوجاویں کیونکہ نفس بہیمی قابل ادب کے نہیں ہے اور افلاطون نے نفس سبعی اور بہیمی کی مثال میں بیان کیا ہے کہ نفس سبعی مثل سونے کے ہے نرمی اور لطافت میں اور نفس بہیمی بمنزلہ لوہے کے ہے ازروئے کثافت اور سختی کے۔ پس جو کوئی عمل نیک کرنا اختیار کرے اگر خواہش نفسانی اسباب میں اوسکو مدد نہ دیں تو قوت غضبی سے استعانت کرنی چاہئے جو برانگیختہ کرنے والی غیرت کی ہے تا اوسپر قہر اور جبر کرے اگر باوجود اسکے پھر بھی غلبہ قوت شہوت کا ہو تو دیکھنا چاہئے کہ اگر اوسکو بعد ارتکاب امر ناشائستہ کے پشیمانی اور ندامت لاحق ہوتی ہے تو ہنوز اصلاح اوسکی ممکن ہے۔ اور مرض اوسکی قابل علاج ہے پھر اوسکے ارادہ کو دوبارہ اوس کام کے کرنے سے ضعیف کرنا چاہیے ورنہ اوسکی وہ مثال ہے کہ جو حکیم اول نے بیان کیا ہے کہ بہت آدمیوں کو میں ایسا دیکھتا ہوں جو دعوے محبت عمل نیک کا کرتے ہیں اور محنت اوسکی کا تحمل نہیں کرسکتے تا سستی اور کاہلی انکی مزاج پر غالب ہوجاتی ہے پس کچھ فرق نہیں انمیں اور اون جاہلوں میں جو بالکل عمل نیک اور فضیلت کو دوست نہیں رکھتے کیونکہ اگر بینا اور نابینا دونوں کنوئے میں گریں گے تو ہلاک ہونے میں برابر ہیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بنیا مستحق ملامت اور سرزنش کا ہوگا۔ حکماء متقدمین نے اِن تینوں نفس کی مثال اسطور پہ بیاں کی ہے جیسا کہ تین حیواں مختلف نوع کے ایک مکان میں جمع کیئے جاویں فرشتہ اور کتا اور سور انہیں سے جو غالب ہوگا اوسی کا حکم چلیگا۔ بعضوں نے بیاں کیا ہے کہ آدمیوں کی مثال اِن تینوں نفسوں کے ہونے سے مثل اسکے ہے کہ ایک آدمی کسی قوی چارپایہ پہ سوار ہو اور اوس سواری میں ایک کتا یا چیتا بھی شریک اسکا ہو اور بارادہ شکار جنگل کو جائے اگر اوس آدمی کا سب پر حکم ہے اور دیگر حیوانات اطاعت پذیر اوسکے ہیں تو اِن سب کو مناسب طور پر انداز اور اعتدال سے کام پر لگائے گا اور اپنے اور انکے حفاظت مد نظر رکھیگا اور خوراک وغیرہ میں حد انصاف وعدالت کی ملحوظ رہیگی وہ حیوانات ہمراہی اِن باتوں سے فارغ البال رہینگے اگر انہیں سے چارپایہ غالب ہوگا تو سوار کی اطاعت نکریگا جہاں گھاس اچھا نظر آئیگا بے تامل اسطرف بھاگنا شروع کریگا ہمواری حرکت اور نشیب وفراز رستہ کا کچھ لحاظ نہیں ہوگا خواہ چاہ میں گرے خواہ کسی درخت کے صدمہ سے سر ٹوٹے خواہ کسی اور خطرناک جگہ میں ڈالے سب کو ہلاک کریگا اگر سلامت بھی کسی گھاس سبز کی جگہ پہونچ جائیگا تو اپنا پیٹ بھرلیگا اور دوسروں کو گرسنگی سے ہلاک کریگا۔ ایسا ہی حال ہے اگر درندہ غالب ہوگا جب وہ صید کو مشاہدہ کریگا تو وہی قبائح جو مذکور ہوچکے ہیں اسکی چالاکی اور نا اعتدالی سے وقوع میں آئینگے بلکہ احتمال ہے کہ صید کے مقابلہ کے وقت کوئی صدمہ اور زخم ایسا لاحق ہو جو نوبت ہلاکی کی پہونچے اور جب یہ کسی ایسے شخص کے زیر حکومت ہونگے کہ جو منصب حکومت کے لائق ہے تو اِن آفات سے سب محفوظ رہینگے۔ حال موافقت اور اختلاط اِن تینوں قوتوں کا برخلاف حال اجسام کے ہے کیونکہ نفس ملکی کی تدبیر سے اِن دونوں نفسوں میں وہ دوستی اور موافقت پیدا ہوجاتی ہے کہ گویا یہ تینوں حقیقت میں ایک ہی بنجاتے ہیں اور باوجود اسکے افعال اور آثار جو ہر ایک سے مطلوب اور متوقع ہیں علیں اپنے وقت اور موقع پہ ایسے ظہور کرتے ہیں جیسا کہ یہ سمجھا جائے جو ہر ایک اپنے پہلی حالت پہ ہیں اور از روئے موافقت اور مطابقت ایک دوسرے کے اوس حالت میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب نتیجہ ایک ہی قوت کا ہے کچھ تنازع اور ضدیت نہیں ہے اور اسی باعث سے اختلاف علماء کا اسباب میں ہے کہ آیا یہ تینوں قوتیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک نفس کے متعلق ہیں یا خود تینوں نفس علیحدہ علیحدہ ہیں - اگر اختیار اور تدبیر نفس ملکی کے ہاتھ میں نہو تو نزاع اور مخالفت برپا ہوگی اور ہر ساعت ضدیت بڑھتی جائیگی تا اِس حد تک کہ بدن اور تینوں قوتیں نیست و نابود ہوجائینگی - کوئی حالت اس سے بدتر نہیں ہے کہ جیسیں سستی اور فروگذاشت اون باتوں کی ظہور میں آوے کہ جنمیں اللہ تعالے نے کئی طرح کے مصلحتیں رکھیں ہیں کیونکہ ایسیں نعمتیں الہی کو ضائع سمجھنا اور حقوق اور احسانوں اوسکیکا کفراں کرنا ہے جو نفس الامر میں کفر اسی نام کا ہے اور نہ رکھنا شے کا اپنے محل اور موقع پر یعنی رئیس کو خدمتگار اور بادشاہ کو غلام بنانا نہایت ظلم ہے یہ سب باتیں اغوائے شیطاں اور فریب ابلیس سے عمل میں آتے ہیں پناہ چاہتا ہوں میں ساتھ اللہ تعالی کے اِن باتوں سے اور اُسی درگاہ سے پرہیزگاری اور توفیق مانگتا ہوں -

ساتویں فصل بیان معنی خیر اور سعادت میں ہے جو مطلوب کمال حاصل کرنے سے وہ ہے

جب ہر ایک کام اور فعل کے کرنے سے کوئی مطلب اور غرض مد نظر ہوتی ہے تو تکمیل نفس انسانی کے لئے بھی کوئی غرض ہونی چاہئے اور غرض اوسکی جیسے پہلے اثنائے کلام میں بیاں کیا گیا ہے سعادت ہے جو اوسکے حق میں عین خیر ہے پس مناسب ہے جو معرفت ماہئیت خیر اور سعادت کے باب میں کچھ بیان کیا جائے تاکہ اسکی واقفیت سے جو شخص کہ بالکل اسطرف مائل نہیں اوسکے طبع میں شوق طلب اور تحصیل کمال کا پیدا ہو اور جو کہ پہلے سے طالب ہے اوسکا اس سے شوق غالب ہوجائے اور جو کامل ہے اوسکو اسکے دریافت سے فرح اور خوشی زیادہ ہو - حکیم ارسطاطالیس نے شروع کتاب اخلاق کا اسی فصل سے کیا ہے اور بیشک رائے صواب اسباب میں وہی ہے جو اوسنے کی ہے کیونکہ جو چیز پہلے فکر میں آتی ہے عمل میں اخیر پر آتی ہے اور جو اخیر پر فکر میں گذرتی ہے وہ عمل میں پہلے آتی ہے - جیساکہ جملہ صناعات میں یہ قاعدہ مقرر ہے کیونکہ نجار جبتک پہلے تصور فائدہ تخت کا نکرے گا اوسکے بنانیکا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فکر نہوگا اور جب تک تمام کیفیت بنانے اوسکی ذہن میں خیال نکریگا تو بنانا اوسکا شروع نہ کریگا اور جبتک وہ تخت بالکل طیار نہوگا فائدہ اوسکا جو پہلے فکر میں گذرا ہے ظہور میں نہیں آئیگا۔ وہچنیں جبتک عقلمند خیر اور سعادت کو جو نتیجہ کمال نفس انسانی کا ہے خیال کرلے تو فکر تحصیل کمال کا اوسکے دل میں بخوبی متمکن نہوگی اور جبتک تحصیل کرنے میں کوشش نہوگی خیر اور سعادت نصیب نہوگی۔ اوستاد شیخ ابوعلی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارسطاطالیس نے کتاب اخلاق میں لکھا ہے کہ نوخیز آدمیوں یا اون لوگوں کو جو مثل نوخیزوں کے ہیں اس کتاب سے کچھ زیادہ منفعت نہیں ہوتی اور نوخیزوں سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ جو سن و سال اونکا کم ہو کیونکہ سن سال عمر کو اسمیں دخل نہیں ہے بلکہ اُنسے وہ لوگ مراد ہیں جو خصلت اونکی آلودہ شہوات جسمانی سے ہو اور ان باتونکی رغبت اونکے دلوں پر غالب ہو اور میں کہتا ہوں کہ وجہ کہنا اس فصل کا جو مشتمل اوپر بحث سعادت اور خیر کے ہے کتاب اخلاق میں اس مطلب سے نہیں ہے کہ تا وہ نوخیز آدمی اس مرتبہ پر فائز ہوں بلکہ اس تذکار سے ہے کہ یہ تقریر اونکے سمع رس ہوجائے تاکہ وہ معلوم کریں کہ آدمیوں کے واسطے ایسے مراتب ہیں اور انسان کو طاقت اسبات کی ہے کہ اون مراتب پر فائز ہوجائے تا اس بات سے اونکے دلوں میں شوق پیدا ہو اور اگر توفیق مدد دے تو اس رتبہ کو حاصل کریں۔ شیخ ابوعلی رحمۃ اللہ نے آغاز اس فصل میں فرق درمیان خیر اور سعادت کے بیان کیا ہے پس رائے ہر ایک فرقہ حکماء کے نقل کئے اور بعد اوسکے مذہب حکماء متاخرین کا اور جو کہ اوسکا اپنا مقتضائے عقل کا تھا ظاہر کیا چنانچہ خلاصہ اون معانی کا بیان کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے۔ اب بیان کرتا ہوں میں کہ حکماء متقدمین کے نزدیک خیر دو نوع پر ہے۔ ایک خیر مطلق دوسرا خیر اضافی خیر مطلق اوسکو کہتے ہیں جو وجود موجودات سے اصلی مقصود ہے اور غائت تمام غایات کا ہے خیر اضافی اون چیزوں کو کہتے ہیں جو اوس غائت کے وصول ہونے کے واسطے نافع ہوں سعادت بھی خیر کے قبیلہ سے ہے لیکن ایک ایک شخص کی نسبت سے اسکو اعتبار کیا جاتا ہے اور وہ فائز ہونا اوس شخص کا ہے حرکت ارادی نفسانی کے ذریعہ سے کمال اپنے کو پس ان معنی کے سبب سے سعادت ہر شخص کی مغائر سعادت دوسرے شخص کی ہوگی۔ اور خیر تمام اشخاص میں یکسان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یکساں ہوگی - ایک جماعت نے اطلاق لفظ سعادت کا حیوانات پر بھی جائز رکھا ہے راست اور دراصل بات یہ ہے کہ اطلاق اسکا حیوانات پر مجازاً ہو سکتا ہے کیونکہ حیوانات کا اپنے کمال پر فائز ہونا رائے اور فکر کے وسیلہ سے نہیں ہوتا بلکہ اوس استعداد کے سبب سے ہوتا ہے جو اصل طبیعت انکی میں پیدا کی گئی ہے پس وہ سعادت حقیقی نہیں ہوسکتی - جو کہ بعضے حیوانات کو سامان کھانے پینے اور آرام و آسائش وغیرہ کا نسبت دیگر ہمجنسوں کے اچھا میسر ہوجاتا ہے اوسکو کچھ سعادت میں دخل نہیں ہے بلکہ یہ باتیں بخت اور مقسوم اور اوّر اتفاق سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور انسانوںمیں بھی ایسے بہت ہیں - الا سبب بیاں کرنے اسبات کا کہ خیر مطلق کے ایک ایسے معنے ہیں کہ تمام اشخاص کو شامل ہیں یہ ہے کہ ہر حرکت کسی مطلب کے حاصل کرنے کیواسطے ہوتی ہے اور ہر ایک فعل کے کرنے سے کوئی غرض مد نظر ہوتی ہے کیونکہ عقل اسبات کو روا نہیں رکھتی کہ کوئی شخص حرکت اور سعی بے نہائت کرے اور مطلوب اوسکا اوس سے کچھ نہو اور جو کہ غرض فعل سے ہوگی چاہئے کہ اوسمیں کوئی خیر فاعل کے حق میں متصور ورنہ فعل اوسکا لغو اور بیفائدہ ہوگا اور عقل اوسکو قبیح جانیگی پس اگر وہ غرض فی ذاتہ خیر ہے اوسکو خیر مطلق کہا جائیگا اور اگر وہ سب ایک اور خیر کا ہے جو اوسکی خیریت اِس غرض سے زیادہ ہے اوسکو یعنی غرض کو خیر اضافی کہا جائیگا اور اوس خیر کو خیر مطلق - جب صناعات اور افکار جملہ عقلمندوں کے ایسے خیر کی تحصیل میں متوجہ ہیں پس خیر مطلق ایک معنی سے ہے تمام پر شامل ہوئی جاننا اِن معنوں کا واجب تھا تا جمیع اشخاص ہمت اپنی اسکے حاصل کرنے میں مصروف رکھیں خیرات اضافی اور اغراض پراگندہ سے احتراز کریں اور غلطی میں نہ پڑیں کیونکہ جو غرض فی ذاتہ خیر ہے اوسے سمجھنا چاہئے تا اُس مرتبہ مطلوبہ پر یا جو کہ نزدیک اوس مرتبہ سے ہیں فائز ہوں انشاءاللہ تعالےٰ -

تقسیم خیرات

خیرات کے چند قسم ہیں حکیم فرفوریوس نے ارسطاطالیس سے یوں نقل کیا ہے کہ اوسنے تقسیم خیرات کی اسطرحپر کی ہے کہ بعضے قسم خیرات کے شریف ہوتے ہیں اور بعضے ممدوح اور بعضے خیر بقوۃ اور بعضے نافع طریق خیر ہیں الا شریف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ ہیں جو شرف اونکا ذاتی ہو اور دوسرے چیزونکو شرف اونسے حاصل ہو اور یہ وہ ہیں عقل اور حکمت الا ممدوح انواع فضائل و دیگر افعال نیک ہیں اور خیر بقوۃ استعداد ان خیرات کو کہتے ہیں الا نافع در طریق خیرات اون چیزونکو کہتے ہیں کہ بذاتہ وہ مطلوب نہوں بلکہ کسی دوسرے خیر کے سبب سے مطلوب ہوں مثل دولت اور حشمت کے ۔

دوسری وجہ تقسیم خیرات کی

خیرات یا غایات ہونگے یا غیر غایات اور غایات یا تام ہونگے یا غیر جو تام ہے وہ سعادت ہے کہ جب حاصل ہوجائے تو صاحب اسکا اس سے طالب زیادتی کا نہیں ہوتا۔ اور وہ جو غیر تام ہیں مثل صحت اور دولت کے کہ جب یہ حاصل ہوجائیں توانپر ہی کفایت نہیں ہوتی بلکہ انکے ذریعہ سے مطلوب دیگر کے طلب پیش نہاد ہوتی ہے۔ اور غیر غایات مانند تعلم علم اور علاج مرض اور ریاضت اور ریاضت کے ۔

دوسری وجہ تقسیم کی

خیرات یا نفسانی ہونگے یا بدنی یا ان دونوں سے خارج اور معقول ہونگے یا محسوس اور بعض نے اقسام خیرات کو مقولات عشرہ میں جو جملہ انواع موجودات پر شامل ہیں مقرر رکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ خیر جوہر میں مثل جوہر عقل کے ہے کہ سب سے پہلی پیدا کی گئی ہے اور جملہ موجودات کا کمال حاصل کرنیکی طریق میں انتہا اسکی جانب ہے اور اسکا انتہا ذات پاک اللہ العالمیں سے ہے اور خیرات کم میں مثل مقدار معتدل اور عدد تام کے ہے اور کیف میں مثل لذات نفسانی اور جسمانی کے ہے اور اضافت میں مثل ریاست اور صداقت کے اور این میں مانند مکان پاک کے اور متی میں مثل زمانہ موافق کے اور وضع میں مانند تناسب اجزاء کے اور ملک میں مثل منفعت لباس کے اور فعل میں مانند نفاذ حکم کے اور انفعال میں مانند دریافت محسوسات نیک کے جیسے آواز خوش اور صورت مرغوب یہ تقسیم خیر کی ہے بموجب حکم حکماء کے ۔

تقسیم اقسام سعادت

سعادت کو چند اقسام پر تقسیم کیا ایک جماعت نے حکماء متقدمیں سے جو پہلے زمانہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں گذر چکے ہیں مثل فیثاغورث اور سقراط اور افلاطون وغیرہ جو ارسطاطالیس سے پہلے ہوئے ہیں اُنہوں نے سعادت کو صرف نفس انسانی پر ہی منحصر رکھا ہے بدن کو اس سے کچھ حظ اور نصیبہ نہیں پس سب کی رائے اسی پر متفق ہوئی کہ سعادت کے چار قسم ہیں جسکو فضائل چہارگانہ کہتے ہیں۔ حکمت شجاعت عفت عدالت چنانچہ اِس مقالہ کا دوسرا قسم اکثر اوسی کے بیان میں مشتمل ہے اور اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ حاصل ہونا اِن چار فضلیتوں کا کافی ہے حصول سعادت کے واسطے دیگر فضائل بدنی وغیرہ بدنی کے کچھ حاجت نہیں ہے کیونکہ اگر صاحب اِن فضیلتوں کا گمنام ہو یا درویش اور فقیر ہو یا ناقص الاعضاء یعنی لولا لنگا ہو یا تمام مرضوں اور محنتوں میں مبتلا ہو تو اوسکے سعادت کو کچھ کسیطرحکا ضرر اور نقصان نہیں پہونچتا اِلّا وہ مرض کہ جسکے عارض ہونے سے نفس کو کسیطرحکا خلل اور ضرر پہونچے اور اوسکو اپنے فعل سے مانع ہو چنانچہ فساد عقل اور دیوانگی تو اسحالت میں اسکے کمال کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور اِس رائے پر سب کا اتفاق اس سبب سے ہوا ہے جو انکے نزدیک بدن ایک آلہ نفس کا ہے اور انسان از روئے ماہیت اور نفس الامر کے صرف نفس ناطقہ ہے۔

وہ جماعت حکما کی جو بعد ارسطاطالیس کے ہوئے ہیں مثل رواقیاں اور تابعداران اونکے اور بعضی طبیعیاں جو بدن کو ایک جزو اجزائے انسان سے جانتے ہیں اونہوں نے سعادت کو دو قسم پر منقسم کیا ہے۔ ایک قسم نفسانی دوسرا قسم جسمانی اونکے نزدیک جب تک سعادت نفسانی سعادت جسمانی سے منضم نہو یعنی دونوں سعادتیں جبتک حاصل نہوں تو اوسپر اطلاق کمال کا نہیں کیا جاتا اور جو چیزیں جو بدن سے خارج ہیں قسمت اور اتفاق سے تعلق رکھتی ہیں اونکو قسم سعادت جسمانی سے شمار کیا ہے۔ یہ رائے حکماء محققین کے نزدیک ضعیفہ ہے کیونکہ بخت اور اتفاق کو بقا اور پائداری نہیں ہوتی فکر اور رائے کو اوسکے حصول کے لئے دخل نہیں ہے پس سعادت جو سب چیزوں سے اشرف اور اعلیٰ ہے اور تغیر اور زوال سے محفوظ اور حاصل ہونا اسکا عقل اور فکر پر منحصر ہے پس کسطرح اوس کو ایسے خسیس ناپایدار چیزوں میں شمار کیا جائے لیکن ارسطاطالیس نے جب اسباب میں نظر کی اور اختلاف اکثر مردم اور تحیر اونکا معنی سعادت میں معلوم کیا کیونکہ درویش اور محتاج آدمی سعادت اپنی دولت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور فراخی رزق میں تصور کرتا ہے اور بیمار صحت اور سلامتی میں اور ذلیل عزت اور جاہ میں اور حریص اپنی خواہش کے پورا ہونے میں اور اہل غضب غلبہ اور دبدبہ میں اور عاشق معشوق کے ملنے میں اور فاضل اشاعت فضیلت میں وغیرہ علیٰ ہذالقیاس پس اُسنے ازروئے حکمت اور مقتضائے عقل کے ترتیب کرنا مراتب سعادت کا حسب مدارج ہر قسم کے مقرر کرنا واجب تصور کیا کیونکہ ہر چیز اپنے اپنے موقع اور اپنے اپنے محل پر نسبت ہر شخص معین کے ایک گونہ سعادت ہے جزوی اور نظر فیلسوف کی چاہیئے کہ تحقیق کرنے تمام حقائق پر شامل ہووے۔ پس اس نظر سے سعادت کو پانچ قسم پر منقسم کیا پہلی وہ کہ صحت بدن اور سلامتی حواس اور اعتدال مزاج سے تعلق رکھے دوم جو مال اور مددگاراں کے وجود سے متعلق ہو تاکہ اُنکے وسیلہ سے اظہار کرم اور دوستی کا یا ارباب خیر اور دیگر افعال قابل مدح اور تعریف کے صادر ہوں سوم وہ جو ذکر خیر اور حسن کلام اور نیکنامی سے خلقت میں تعلق رکھے بموجب احساں اور فضیلت اُسکے کے نیکنامی اُسکی شائع ہو چہارم جو کہ اغراض اور مطلب روائی اہل حاجات سے متعلق ہو۔ پنجم وہ جو جودت رائے اور صحت فکر اور واقفیت امر صواب کی امور مشورہ طلب میں اور نگہداشت ارادہ کی خطا سے کل معاملات میں عموماً اور امور دینی میں خصوصاً رکھتا ہو جس شخص کی ذات ان پانچ اوصاف سے جامع ہوگی وہ سعید کامل ہوگا علی الاطلاق اگر انہیں سے کوئی وصف نہیں رکھتا تو اوسیقدر وہ ناقص ہوگا۔ اور حکیم موصوف کا مقولہ ہے کہ یہ امر نہایت دشوار ہے کہ بغیر موجودگی مادہ کے مثل فراخ دستی اور کثرت دوستاں اور یاوری طالع کے اُس سے افعال نیک اور اعمال صالح صادر ہوں اور اسی سبب سے ہے کہ حکمت اظہار اپنے شرف میں محتاج ہے ملکداری کی اور سعادت منجملہ نعمائے آلہی سے ہے کیونکہ یہ نعمت اور بخشش خاص بارگاہ اوسبحانہ تعالیٰ سے نہایت اعلیٰ اور اشرف مدارج کے انساں تام کے حق میں مرحمت ہوتی ہے غیر تام انسانوں کو مثل اطفال وغیرہ کے اسمیں شرکت اور دخل نہیں ہے۔

اور ایسا ہی حکماء کا اختلاف ہے اس بات میں کہ سعادت عظمیٰ انسان کو ایام حیات میں نصیب ہوتی ہے یا بعد ممات۔ پہلا فرقہ حکماء متقدمین کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس بات پر متفق ہے کہ بدن کو سعادت میں کچھ دخل نہیں ہے جبتک کہ
نفس انسانی بدن سے متصل ہے اور کدورت طبیعت اور نجاست جسم
میں مبتلا ہے اور حاجات اور ضروریات نے اوسکو بہت کاموں کیطرف
مشغول کیا ہوا ہے تب تک وہ سعید مطلق نہیں ہوسکتا بلکہ ظلمت ہیولی اور
اور حجاب مادہ کا کماحقہ کشف حقائق معقولات سے مانع ہے جب ان کدورت
سے مفارقت کریگا اور جہل سے پاک ہوگا تو عین صفائی اور خالص ہونے جوہر
اپنے سے لائق و قابل انوار الٰہی کے ہوکر اطلاق عقل تام کا اوسپر جائز ہوگا پس
سعادت حقیقی اوسکے نزدیک بعد از وفات ممکن ہوئی۔ ارسطاطالیس و دیگر حکما
جو تابعدار اوسکے ہیں اونکا یہ قول ہے کہ نہایت قبیح اور نامناسب ہے یہ امر
کہ ہم اس بات پر اقرار کریں کہ کوئی شخص حالت حیات میں موصوف ہووے
اوصاف صواب رائے اور نکوکاری سے اور جامع ہو ذات اوسکی فضائل کمال
سے اور دوسروں کے کامل کرنے کی استعداد رکھتا ہو اور بمنصب خلافت رب الکریم
کے معزز اور ممتاز ہو اور انواع موجودات کی اصلاح کرکے اپنے وقت عزیز کو
فخر کرتا ہو باوجود ان تمام فضیلتوں اور بزرگیوں کے پھر وہ شقی اور ناقص رہے اور جب فوت ہوجائے
اور سب افعال اور اعمال اوسکے باطل ہوجائیں تو اوسوقت سعید تام ہوجائے بلکہ رائے ان حکیموں کی
اثبات پر متفق ہو کہ سعادت کے کئی درجہ اور کئی مراتب ہیں اور حسب مقدار کوشش اور سعی کے
بتدریج حاصل ہوتے ہیں جب انسان نہایت کے درجہ اور اعلی مرتبہ پر فائز
ہوجائے تو سعید تام ہوجائیگا اگرچہ قید حیات میں ہو جب وہ سعادت تام
حاصل ہوجائیگی تو پھر بعد مرنے کے وہ زائل نہیں ہوتی۔ یہ ہیں قول حکماء متقدمین
کے اسباب میں۔ جب آخرین نے ان دونوں آراء پر نظر کی اور توجہ
اور قانون حکمت اور عقل سے اسکا مقابلہ کیا تو اونہوں نے اسطور پر بیان کیا
کہ جب انسان کے واسطے ایک فضیلت روحانی ہے جو اوس سے ملائک اعلی
سے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور ایک رذیلت جسمانی ہے کہ جس سے چارپایوں
کے ساتھ مشابہ ہے اور واسطے حاصل کرنے کمال جزو روحانی کے چند
روز تعلق اسکا جزو جسمانی کے ساتھ اس عالم میں ہے کہ تا اس عرصہ میں اپنے
امور کو انتظام بخش کر تحصیل فضائل کا کرے اور بعد اوسکے بذریعہ جزو روحانی
کے عالم علوی کی طرف انتقال کرے اور ابد الآباد صحبت ملاء الاعلی میں رہے
مراد انکی عالم علوی اور سفلی سے بلندی اور پستی مکان کی نہیں جو ظاہر نظر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آتی ہے بلکہ جو کہ حس سے محسوس ہوتی ہے وہ سفلی ہے اگرچہ مکان اُسکا بلند ہو اور جو کہ عقل سے مدرک اور معقول ہے وہ اعلیٰ ہے اگرچہ پست مکان سے ادراک اوسکا کیا گیا ہے۔ اور جبتک کہ انسان اس دنیا میں ہے اوسپر اطلاق لفظ سعادت کا اس شرط سے جائز ہوگا کہ جب اوسکی ذات میں دونو طرحکی فضیلت موجود ہوگی یعنی جو چیزیں کہ سعادت کے حاصل کرنے کے واسطے نافع ہیں وہ بھی اوسکو حاصل ہوجائیں اور نیز حالت حیات میں جواہر شریف اور مجردہ کے مطالعہ میں کوشش رکھے اور اونکے ادراک کے جو شایق اور مائل رہے یہ پہلا مرتبہ مراتب سعادت کا ہے پس جب اس جہان سے انتقال کرے سعادت بدنی سے مستغنی ہوگا اور سعادت اُسکی صرف اوپر مشاہدہ جمال مقدس علویات کے جو حکمت حقیقی سے مراد ہے منحصر ہیگی تا مستغرق ذات رب العالمین میں ہوجائیگا اور اوصاف جلال الٰہی سے متصف ہوگا۔ یہ دوسرا مرتبہ سعادت کا ہے۔ پہلے مرتبہ سعادت کے دو درجہ ہیں درجہ اول میں وہ لوگ ہیں کہ جنمیں خصائل جسمانی بخوبی موجود ہیں اور واسطے ادراک اور حصول اُخروی کے اُن کے دلونمیں شوق اور رغبت غالب ہے۔

اعلیٰ درجہ کے وہ لوگ ہیں کہ فضائل روحانی اون میں بالفعل حاصل ہیں اور بسبب زیادتی کمال اپنے کے دوسرے آدمیوں کے کامل کرنے میں بالذات ملتفت اور دیگر امور عالم میں بالعرض معروف ہیں اور باوجود اسکے بنظر دلائل قدرت الٰہی اور حصول اطلاع حکمت ہائے نامتناہی باریتعالی کے اور حتی الامکان پیروی کرنے اُنکی سے خوش اور کامیاب ہیں۔ جو شخص اِن دونوں قسموں سے بے بہرہ اور محروم ہے اُسمیں انسانیت نہیں وہ چارپایوں کے مرتبہ پر شمار کیا جائیگا بلکہ اونسے بھی فروتر اولیک کالانعام بل ہم اضل یعنے وہ لوگ مثل چارپایوں کے ہیں بلکہ اونسے بھی گمراہ زیادہ کیونکہ چارپایوں کے لئے یہ کمال نہیں تجویز کیا گیا تا اونکے نفس کو خسیس اور کوتاہ ہمت تصور کیا جائے بلکہ ہر ایک قسم حیوانات کا بموجب استعداد اصلی اور فطرتی اپنی کے اپنے کمال پر فائز ہے۔ اور اس فرقہ کے بلئے طریق حاصل کرنے کمال کا میسر ہے اور چند وجہ سے ترغیب اور سیاست بھی اسکے حاصل کرنے کے واسطے اُنکو دیجاتی ہے اور سامان اور اسباب اسکا بھی مہیا ہے پھر یہ فرقہ سستی اور فرو گذاشت کرتا ہے بلکہ جو چیزیں مخالف اور ضد فضیلتوں کی ہیں اونکو

یہ گروہ ... جو دونوں قسموں ... کمال ...

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنا پیشہ مقرر کر رکھا ہے اور تمام عمر میں قواۓ شریفہ اپنی کو خسیس اور ادنیٰ باتوں میں صرف کرتے ہیں پس چارپایوں کے لئے عذر محرومی کا تحصیل قرب ارواح مقدسہ اور سعادت اشرف سے واضح ہے اور یہ فرقہ مستحق مذمت اور حسرت اور ندامت اور ملامت کا ہے جیساکہ پہلے بیان کیا گیا کہ اگر بینا اور نابینا دونوں رستہ بھول کر کوئے میں گریں اگرچہ ہلاک ہونے میں دونوں برابر ہیں مگر بینا لائق ملامت اور سرزنش کے ہے اور نابینا معذور پس ظاہر ہوا کہ انسان جب تک انسان ہے سعادت اوسکی کے دو درجہ ہیں پہلا درجہ کے لوگ حسرت اور نقصان سے خالی نہیں ہیں بسبب محروم رہنے درجہ اعلیٰ کے اور ہم بنظر مصروف اور مشغول ہونے امور جسمانی میں پس حقیقت میں سعادت اونکی ناقص ہے سعادت تام صاحبان درجہ دوم کے لیے مستحق ہے جو ان معانی سے ذات انکی پاک ہے اور روشنی انوار الہی سے آراستہ اور منور ہے جو کوئی اس رتبہ پر فائز ہوجائے نہایت اعلیٰ مرتبہ پر متمکن اور مشرف ہوجائیگا پس اوسکو نہ فراق کسی مطلوب سے اندیشہ اور نہ فوت ہونے کسی لذت اور نعمت سے افسوس اور حسرت ہوتی ہے بلکہ تمام مال اور نعمتیں دنیاوی حتی کہ جسم اور بدن اوسکا جو سب سے نزدیک اور عزیز ہے اگر کسی معرض زوال میں مبتلا ہوجائے بنظر نجات اور خلاصی اپنی کے اوسکے تردد سے اوسکو ایک بڑی نعمت اور بخشش الٰہی تصور کرتا ہے اگر کچھ ضرورتاً تھوڑا سا تصرف امور دنیاوی میں وہ کرے تو بنظر قائم رہنے ترکیب بدنی کے جو اوسکے دور کرنے اور شکستہ کرنے میں اوسکو کسیطرحکا اختیار اور مجال نہیں ہے ہوگا پس اس سے کوئی امر برخلاف ارادہ اور مشیت ازلی کے صادر نہیں ہوتا قریب اور مخالف طبع کی ہرگز اوسمیں اثر پذیر نہوگی پس نہ فوت ہونے مطلوب اور فقدان محبوب سے اوسکو غم ہوگا اور نہ حصول مراد سے کسیطرح کی خوشی ہوگی۔

ایک فصل کتاب مصنفہ حکیم ارسطاطالیس جو فضائل نفس میں ہے اور ابوعثمان دمشقی نے کمال احتیاط سے اوسکو یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا اور استاد شیخ ابوعلی نے بعینہ وہ فصل کتاب الطہارت میں درج کی اور اوسمیں اشارہ ان دونوں حال کا ظاہر ہے اور اس مقام میں بھی اوس فصل کو بجنسہ فارسی میں نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلا مرتبہ مراتب فضائل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سو کہ جسکو سعادت کہتے ہیں یہ ہے کہ انسان ارادہ اور تلاش اپنے مصالح اور امور اس عالم ظاہری میں اور وہ امور ظاہری جو نفس اور دل سے تعلق رکھتے ہیں اور جو اُنکے متصل اور مشارک ہیں صرف کرے اور تصرف اوسکا احوال محسوسات میں حد اعتدال سے جو مناسب اون حالات کے ہو متجاوز نہوجائے اور اسحالت میں ابھی تک طبیعت انسان کی حرص وہوا سے پیوستگی رکھتی ہے مگر وہ شخص جو اعتدال نگاہ رکھتا ہے اور افراط سے تجاوز کرتا ہے اُس مقام پر وہ شخص اون چیزوں سے جو لائق حاصل کرنے کے ہیں نزدیک تر ہوتا ہے نسبت اون چیزوں کے کہ جن سے پرہیز اور احتراز کرنا واجب ہے کیونکہ امور اوسکے متوجہ نیک تدبیروں پر ہیں اور متوسط ہیں فضیلت میں اور اندازہ قوت فکر سے خارج نہیں ہوتے اگرچہ آلودہ ہوں تصرف محسوسات کے ساتھ۔

پس دوسرا مرتبہ سعادت کا وہ ہے کہ انسان ارادہ اور ہمت اپنی اوس امر میں صرف کرے کہ اصلاح حال نفس اور بدن سے بہتر ہے بغیر اسکے کہ حرص وہوا سے کچھ تعلق اور پیوستگی ہو اور جسمانی خواہشوں کیطرف التفات ہو مگر بقدر لاچاری اور ضرورت کے پس فضیلت آدمیوں کی اس قسم مرتبہ میں بھرتی جاتی ہے کیونکہ اس قسم مرتبے بہت درجہ ہیں ایک دوسرے سے بلندتر اور سبب کثرت ان مدارج کا اولاً بسبب اختلاف طبیعتوں کے ہوتا ہے اور ثانیاً بباعث اختلاف عادات کے اور ثالثاً بسبب تفاوت مدارج علم اور معرفت اور فہم کے رابعاً بموجب اختلاف ہمتوں اور کوششوں کے خامساً حسب تفاوت شوق اور محنت کشی کے۔ اور نیز کہا ہے بعضوں نے کہ اختلاف بخت اور اتفاق کے باعث اس قسم فضیلت کے آخر مرتبہ سے صرف فضیلت الٰہی کی طرف انتقال ہوتا ہے جو اُس درجہ میں نہ کسی منتظر کی طرف التفات ہوتی ہے اور نہ کسی حال آیندہ کا خیال اور نہ گذشتہ کی رغبت اور نہ کسی دوری سے میل اور نہ نزدیکی سے بخل اور نہ کسی حال سے خوف اور اندیشہ اور نہ کسی بات کا شوق اور محبت اور نہ حظوظ نفسانی سے کسی حظ کی رغبت لیکن جزو عقل کے ذریعہ سے فضائل مراتب اعلیٰ میں متصرف ہوتا ہے اور وہ صرف کرنا ہمت کا ہے امور الٰہی میں اور کوشش اور طلب اون امور میں بلا توقع اور امید عوض کے یعنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب اُسکا طلب اور تصرف کرنے اُن امور میں صرف ذات اور حقیقت اُن امور کی ہے نہ کوئی اور چیز اَور یہ مرتبہ بھی اشخاص انسانی میں مختلف اور متفاوت ہوتا ہے بموجب اختلاف شوق اور ہمت اور توجہ اور طلب اور قوت طبع اور صحت عقیدہ کے اور اِن حالات میں جو پہنے اس فصل میں بیان کئے ہیں مشابہت ہرایک کی علت اولی کے ساتھ اور پیروی اُسکے افعال کی بموجب قدر اور مرتبہ اوس شخص کے ہوتی ہے۔ آخر کا مرتبہ فضیلت کا وہ ہے کہ آدمیوں کے کُل افعال محض افعال الٰہی ہوجائیں اور افعال الٰہی خیر محض ہوتے ہیں اور جو فعل کہ خیر محض ہوتا ہے سوائے ذات اور فعل کے فاعل کی نظر میں اَور کوئی غرض نہیں ہوتی کیونکہ خیر محض عین علت غائی اور بذاتہ مطلوب اور لنفسہ مقصود ہوتی ہے اور وہ جو علتِ غائی ہوگی علی الخصوص جو نہایت نفیس ہو وہ کسی دوسری چیز کے واسطے نہیں ہوتی۔ پس جب جملہ افعال آدمیوں کے محض افعال الٰہی ہوئے تو صدور اُن افعال کا عین لُب لباب اور حقیقت ذات اوسکی سے جو وہ عقل الٰہی ہے ہوگا۔ اور دیگر بدنی خواہشیں اور نفس بہیمی اور غضبی کے عوارض اور اون خیالات کے عوارض جو اِن دونوں نفس اور خواہشوں نفس حسی سے پیدا ہوتے ہیں یہ سب منتفی اور معدوم ہوجاتے ہیں پس اوسوقت اوسکو کوئی ارادہ اور عزم سوائے اوس فعل کے جو عین مطلب اوسکا ہے باقی نہیں رہتا بلکہ تصرف اوسکا افعال میں بغیر ارادہ اور قصد دوسری چیز کے ہوتا ہے یعنی غرض اُسکی ہرفعل سے سوائے ذات اوس فعل کے نہیں ہوتی یہ ہی طریق فعل الٰہی کا ہے۔ پس یہ حال آخر مرتبہ اول فضائل کا ہے جو انسان اونمیں پیروی کرتا ہے افعال مبداء اول کے ساتھ جو خالق کل کا ہے عزاسمہٗ جلشانہٗ۔ یعنی اپنے افعال سے طالب کیطرح کو حظ اور پاداش اور عوض اور زیادتی کا نہیں ہوتا۔ بلکہ اوسکا فعل عین غرض اوسکی ہوتی ہے۔ پس فعل اوسکا کسی ایسی چیز کے واسطے نہیں ہوتا جو اوسکی ذات اور اوسکے فعل کی ذات سے غیر ہو۔ اور ذات فعل کی عین حقیقت فعل کی ہوتی ہے۔ اور ذات خود اوسکی وہ ہے جو حقیقت عقل الٰہی کی ہے اور اسیطرح سے افعال باریتعالے کے صرف ذات اوسکی کے واسطے ہوتے ہیں نہ کسی دوسری چیز خارجی کے لئے۔ پس فعل انسانی اسحالت میں محض خیر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور محض حکمت ہوتے ہیں اور غرض اُنسے صرف اظہار فعل کا ہوتا ہے نکوئی
ایسی غرض کہ جسکا ظہور منظور ہو۔ اور خاص افعال اللہ تعالی کے یہ ہی حکم رکھتے
ہیں کہ اوس چیز کی جانب جو خارج ذات اوسکی سے ہو قصد اوّل سے متوجہ نہیں
یعنے افعال آلہی واسطے سیاست کسی چیزوں کے مثل ہم لوگوں وغیرہ کے نہیں
ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تمام افعال اوسکے بسبب حصول امور خارجی اور تدبیر
اُن امور کی۔ اور تدبیر احوال اُنکی کے اور قصد اونکا پورے ہونے کیے ہوتے۔
پس امور خارجی علتیں اور اسباب اُسکے افعال کا ہوتیں اور یہ امر شنیع اور
قبیح ہے۔ ذات اللہ تعالی کی ایس سے بہت برتر ہے۔ اِلّا توجہ ذات باریتعالی
کی امور خارجی اور ایسے فعل کیطرف جو واسطے تدبیر اور ترتیب امور خارجی کے
ہووے وہ بقصد ثانی ہے اور اُس توجہ کو بھی نہ صرف اوس چیز کے سبب
کیواسطے کرتا ہے بلکہ صرف اپنی ذات مقدس کے لئے کرتا ہے کیونکہ فضیلت
ذات باریتعالی کی اپنی ذات سے ہے نہ باعتبار دوسری چیزوں کے کہ جن پر
اونکا فضل ہے اور سوائے اللہ تعالے کے جو چیز ہے وہ مفضل علیہ ہے
کہ جنپر خداتعالی کا فضل ہے۔ اور یہ ہی طریق اون اشخاص کا ہے جو حتی الامکان
پیروی ذات باریتعالی میں نہایت اعلیٰ رتبہ پر فائز ہیں تا بموجب قصد اول
کے افعال اونکے ذات اُنکی کے لئے ہوتے ہیں۔ کہ وہ عقل آلہی ہے اور
واسطے ذات فعل کے اور اگر وہ ایسا فعل کرے جو سبب فائدہ اور نفع غیر کا ہو
قصد اول میں واسطہ اوس غیر کے نکریگا بلکہ غیر کی جانب توجہ قصد ثانی سے
ہوگی کیونکہ فعل اوسکا بموجب قصد اول خاص نفس فعل کے باعث ہوگا یعنے
خاص ذات فضیلت اور ذات چیز کے لئے کیونکہ فعل اوسکا فضیلت اور خیر
محض ہے۔ پس فعل اُسکا بنظر حصول کسی منفعت کے ہوتا ہے اور نہ واسطے دفع
کسی مضرت کے اور نہ واسطے فخر اور اعزاز اور طلب ریاست اور بزرگی کے
یہ ہے غرض حکمت اور منتہائے سعادت کی۔ مگر یہ بات ہے کہ انسان اِس
درجہ پر فائز نہیں ہوسکتا جبتک کہ جملہ توجہ اور ارادہ اپنا جو امور خارجی کیطرف
ہے اور دیگر عوارض نفسانی کو بالکل نیست و نابود نہ کرے اور جملہ موانعات جو
اون عوارض کے سبب سے پیش آتے ہیں وہ بالکل زائل اور مرتفع نہوجائیں
تا باطن اوسکا شعار آلہی اور حکمت نامتناہی سے ممتلی ہوجائے۔ اور یہ نور باطنی
تب ممکن ہے کہ جب امور طبعی سے باطن اسکا کماحقہ پاک ہوجائے کا پس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُسوقت معرفت آلہی سے روشنی باطن کی حاصل ہوگی اور امور آلہی پر یقین کامل پیدا ہوگا اور جو چیزیں کہ نفس اور ذات اوسکی ہیں جو عقل محض سے حاصل ہونگی وہ مثل قضایا اولے جسکو اوائل عقلی کہتے ہیں آسان ہوجائینگی مگر یہ کہ تصور عقل اور فکر اسکیکا اوسحالت میں امور آلہی کیطرف اور یقین لانا اونپر اچھی طرز اور شریف طریق پر اور زیادہ تر روشن سلیقہ پر ہو نسبتا قضایا اولے سے جسکو اوائل عقلی کہتے ہیں ؞

اِس فصل میں اِس مقام تک قول ارسطاطالیس کا بیان کیا گیا ہے اور ضمن اِن کلمات میں بہت فوائد ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جاننا چاہیئے کہ جن لوگوں کی توجہ اور کوشش بعض اقسام اخلاق کی تہذیب اور آراستگی میں معروف ہے اور بعض میں نہیں ہے یا ایک وقت میں توجہ کرتے ہیں اور ایک وقت نہیں کرتے انکو مرتبہ سعادت کا حاصل نہیں ہوتا جیساکہ تدبیر منزل اور ترتیب مدن میں اگر بعض لوگوں کی اصلاح اور انتظام کا خیال کیا جائے اور بعض کا نہ کیا جائے اور ایک وقت اُسکے انتظام کیجانب توجہ ہو اور ایک وقت نہو تو سلسلہ انتظام اور تدبیر کا خراب ہوجاتا ہے۔ حکیم ارسطاطالیس نے اسباب میں مثال بیان کی ہے کہ ایک بُلبُل کا ظاہر ہونا کسی وقت میں موسم بہار کے آنے پر دلالت نہیں کرتا اور اسیطرح اگر ایک دن معتدل ہوجائے تو وہ آنے موسم اعتدال کی نشانی نہیں ہے۔ پس طالب سعادت کو چاہیئے کہ اوس لذت کا طالب ہو جو کہ سیرت حکمت میں ہے تا اوسکو اپنے پر لازم پکڑلے۔ اور دوسری چیزوں کیطرف ہرگز میل نکرے تاکہ وہ خصلت ثابت اور ہمیشہ کے لیئے قائم ہوجائے۔ کیونکہ انسان سعید مطلق اوسوقت ہوتا ہے کہ اوسکی سعادت پر زوال اور انتقال کا امکان نہو اور کمی اور انحطاط سے بے غم ہوجائے۔ متغیر ہونے احوال اور گردش زمانہ سے اوسمیں اثر پیدا نہو۔ کیونکہ اہل سعادت جبتک کہ اِس عالم میں ہے تو وہ گردش فلک اور تصرف طبائع اور سعد و نحس ستارونکی تاثیر میں اور اِنکے تغیرات کے سبب مصائب اور محنتوں کے مقام میں دوسرے اپنے ہمجنسوں کے ساتھ شریک ہے اِلّا یہ حالات اسکو اسقدر ذلیل اور شکستہ نکرینگے جیساکہ دوسروں کو۔ کیونکہ اِسکی ذات مثل دوسروں کے اثر این

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حالات کا کم قبول کریگی نہ اضطراب اور بیقراری اسکو لاحق ہوگی اور نہ ناسپاسی اور بے صبری اور اگر بتقدیر مثل مصائب اور آلام حضرت ایوب میں بھی ماخوذ اور مبتلا سختیونکا ہوجائیگا تو حد سعادت سے منحرف نہیں ہوگا۔ اور بدبختیوں کے افعال کی جانب میل نہ کریگا کیونکہ حفظ شجاعت اور شرائط صبر اور ثبات قدمی کے جو اسکو ملکہ ہوگئے ہیں اور عاقبت محمود کا وثوق اور نااندیشہ کرنا عوارض دنیاوی سے جو اُسکے دل پہ متمکن ہوگیا ہے واہیات باتوں کیطرف میل کرنے سے مانع ہوجاتا ہے اور اُن لوگوں سے جو اِن فضائل سے موصوف نہیں ہیں ممتاز کردیتا ہے۔ اور جماعت غیر فاضلوں کی یا بباعث اپنی ضعف طبع اور غلبۂ بیمردگی کے اِن باتونکا اثر ایسا قبول کرتی ہیں کہ ظاہرا اضطراب اور واویلا کرنے سے اپنے آپ کو فضیحت میں ڈالتی ہیں اور عام لوگوں کی تکلیف اور دوستوں کی دلسوزی اور دشمنوں کی خوشی کا باعث ہوتی ہیں۔ اور یا وہ جو اہل سعادت سے اپنے آپ کو مشابہ کرتے ہیں ظاہرا صبر اور سکون تکلف سے بجالاتے ہیں اور باطن میں نہایت درد رسیدہ اور بیقرار ہوتے ہیں اور بباعث نادانی اور عدم واقفیت اور نہ ہونے یقین سلامتی عاقبت کے حرکات نامناسب اُنسے صادر ہوتی ہیں بلکہ انکے افعال اور حرکات کی مشابہت حرکات عضو مفلوج سے ہے کہ جب اسکو یمین کی سمت پر حرکت دیں تو شمال کیطرف ہوجاتی ہے۔ اور برعکس اسکے ایسا ہی اونکا حال ہے جنکے نفس ریاضت کشیدہ اور مہذب نہیں ہیں وہ متجاوز کرنے حد اعتدال اور میل افراط و تفریط سے محفوظ نہیں ہوتے

حکیم ارسطاطالیس کا قول ہے کہ سعادت ایک چیز ثابت اور قائم اور ناتغیر ہونے والی ہے جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے اور انسان پر بہت طرح کے تغیرات اور تبدلات وارد ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص خوشی اور عیش میں رہنے والا ہو وہ سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوجاتا ہے جیساکہ احوال برناس میں اشارتاً بیان کیا گیا ہے اور برناس زبان یونانی میں نام حضرت ایوب پیغمبر کا ہے اگر ایسا شخص اِن مصائب اور سختیوں میں فوت ہوجائے تو اُسکو سعید نہیں کہتے۔ پس اس قیاس کے روسے کسی آدمی کو سعید نہیں کہنا چاہیئے جبتک کہ آخر عمر اسکی کا حال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معلوم نہو۔ یہ بات بہت مذموم اور شنیع ہے۔ بعد اسکے حکیم مذکور نے جواب اس شبہہ میں بیاں کیا ہے کہ جب خصلت اور سیرت آدمی کی نیک ہوگی۔ خواہ کیسی ہی حالت اُسپر عارض ہو۔ فعل نیک اور مناسب اُس حال کے اُسکی ذات سے صادر ہوگا۔ مثل صبر کے حالت مصیبت میں اور سخاوت اور فیاضی حالت فراخ دستی میں اور تحمّل ایّام فقر و فاقہ میں تا جملہ حالات میں وہ سعید رہیگا سعادت اُسکی منتقل اور متبدل نہوگی۔ جب یہ بات مسلم ہوئی تو اگر نحوست عظیم اُسپر وارد ہوجائیگی تو صبر اور مدارا سے اوقات گذاری کریگا تا خصلت اُسکی افزونی سعادت کو حاصل کرے۔ کیونکہ اگر خلاف اسکے عمل میں لائیگا تو سعادت اُسکی کدورت ناک اور ناقص متصور ہوگی اور حالت غم اور اندوہ کی دوچنداں ہوکر افعال جمیلہ سے اُسکو باز رکھیگی ؛؛

اور جب انسان سعید سے حالات مصیبت میں افعال جمیل اور نیک صادر ہونگے روشنی اور حسن سعادت اُسکیکا زیادہ ہوگا۔ کیونکہ مصائب عظیمہ میں تحمل کرنا اور مصیبتوں کو ہیچ جاننا۔ جب عدم اطلاع اور نقصان فہم سے نہو بلکہ نہایت شجاعت ذاتی اور بزرگی نفس اور علو ہمتی کے سبب ہو۔ تو نہایت عمدہ خصلت ہے۔ پس حکیم مذکور کا قول ہے کہ جب اصل وجود خصلت سعید کا صدور افعال جمیلہ پر منحصر ہے۔ تو پس کوئی سعید شقی نہیں ہوتا۔ کیونکہ کسی حالت میں اُس سے فعل نامناسب سرزد نہوگا۔ جب یہ بات متحقق ہوئی تو سعید ہمیشہ مضبوط ہوگا۔ اگرچہ جو مصیبتیں حضرت ایوبؑ پر وارد ہوئی تھیں اُسپر وارد ہوجائینگی۔ کیونکہ کوئی آفت اور مصیبت سعید کو سعادت اپنی سے محروم نہیں کرتی۔ تمام حالات میں اپنے طریقہ اور خصلت پر وہ قائم رہتا ہے۔ اس مقام تک مقولہ حکیم ارسطاطالیس کا ہے۔

جب بیان کیا ہے ہمنے کہ سعادت اُسوقت حاصل ہوسکتی ہے۔ کہ جب اہل سعادت لذت سیرت حکمت سے بہرہ یاب ہو۔ اب واجب ہوا بیان کرنا اقسام سیرت کا اور تشریح کرنی اس لذت کی جو سعدا کو حاصل ہوتی ہے تا قواعد مذکورہ کے ساتھ وہ منضم ہوکر یہ بات تمام اور کامل ہوجائے۔ پس بیان کرتا ہوں میں۔ کہ جملہ انواع خلقت کی سیرتیں بموجب بساطت یعنی مفرد ہونے کے تین نوع پر ہیں کیونکہ انکے فعلوں کی علت غائی بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تین نوع پر ہے۔ اوّل سیرت لذت جو علت غائی شہوی کا ہے۔ دوم سیرت بزرگی کہ افعال نفس غضبی کی علت غائی ہے۔ سوم سیرت حکمت جو افعال نفس عاقلہ کی علّت غائی ہے۔ اور سیرت حکمت کی سب سیرتوں پر اشرف اور اعلیٰ ہے اور وہ شامل ہے بزرگی اور لذت کو۔ مگر اُس بزرگی اور لذت کو جو ذاتی ہے یعنے پائدار ہے نہ اُسکو جو سریع الزوال ہے۔ برخلاف دونوں سیرتوں دیگر کے۔ کیونکہ جو کچھہ حکیم سے صادر ہوگا۔ سب پسندیدہ اور ممدوح ہوگا اور اپنی وضع سے کبھی انتقال نکریگا۔ جب ہر ایک شخص کی لذت اپنے مطلوب کے حاصل ہونے پر منحصر ہے۔ پس عادل عدل سے لذت پائیگا۔ اور حکیم حکمت سے۔ اور جب نفس فاضل کا غائت مطلوب حصول فضائل ہیں ہے پس حاصل ہونا انکا اُسکے نزدیک سب لذتوں سے زیادہ تر لذیذ ہے۔ جب وہ انتقال اور زوال پذیر نہیں ہیں۔ تو اونکو ذاتی کہا جائیگا۔ لیکن شہوت کی لذت جب کثرت اور تواتر سے عین درد اور الم کا باعث ہوجاتی ہے۔ تو پس وہ عرضی ہوئی۔ اور ایسا ہی بزرگی کا حال ہے۔ اور رائے حکیم جیساکہ مینے بیان کیا ہے یہ ہے۔ کہ اگرچہ سعادت الٰہی تمام چیزوں سے اشرف ہے اور سیرت اُسکی سب لذتوں سے لذیذ مگر بنظر اظہار فضیلت اُسکیے بیان کرنا دیگر سعادات خارجیہ کا بھی ضروری ہوا ورنہ اُسکا شرف مخفی رہتا اور صاحب سعادت موصوفہ کی یہ مثال ہوتی جیساکہ کوئی فاضل سویا پڑا ہو۔ جو فعل اوسکا اوس سے ظہور نہ پکڑے لیکن اگر حقیقت اُس شرف اور بزرگی پر بخوبی اطلاع ہوجائیگی تو بسبب اظہار آثار اوسکیے لذت اُسکی لذت تام اور بالفعل ہوجائیگی اور سرور اوسکا سرور حقیقی ہوگا اور پاک ہوگا۔ طمع کاری اور رغبت واہیات سے۔ اور اسوقت ہیں وہ محبّت اور شوق حصول کمال کا جو اُسکے دل میں ہے حد عشق اور شیفتگی کو پہونچ جائیگا۔ اور اسبات کو عار جانیگا کہ بادشاہ عالیمقدار کو شیطان شکم وزور شہوت کا مطیع کرے یا اشرف چیز سے خدمت اخس چیز کی کرے اور ایسی واہیات لذتوں میں مصروف ہووے جسمیں حیوانات بھی اِس سے شرکت رکھتے ہیں کیونکہ یہ لذت جب ہر تغیر اور زوال پذیر ہے تو اثر اور کثرت اُسکی عین موجب ملالت اور کراہیت کا ہوتا ہے اور لذت عقلی برخلاف اسکے۔ پس ثابت ہوا کہ لذت عقلی ذاتی ہے اور لذت حسّی عرضی اور جس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شخص نے لذت حقیقی ادراک نہ کی ہوگی کیونکہ اسکی طرف رغبت کریگا اور جبتک ریاست ذاتی کو معلوم نہیں کریگا طالب اسکا کیونکر ہوسکتا ہے اور ہمچنیں جبتک خیر مطلق اور فضیلت تام پر وقوف حاصل نکریگا نشاط اور خوشی ظہور میں نہ آئیگی - حکما، قدیم کی ایک مثال ہے کہ بڑے بڑے مکانات اور مسجدوں کی پیشانی پر اسکو لکھا کرتے تھے اور وہ یہ ہے کہ جو فرشتہ دنیا پر موکل ہے وہ پکارتا ہے کہ دنیا میں خیر بھی اور شر بھی ہے اور ایک ایسی چیز ہے کہ نہ خیر ہے نہ شر- جو کوئی ان تینوں کو اچھی طرح جیسا کہ چاہئے جانیگا - وہ میرے سے خلاصی پائیگا اور سلامت رہیگا - جو کوئی انکو نہیں شناخت کریگا اُسکو بہت خراب حالت سے میں ہلاک کرونگا نہ اسطرح سے کہ یکبارگی اسکو مار دیا جائیگا بلکہ اُسکو آہستہ آہستہ ایک مدت دراز میں ہلاک کیا جائیگا - اگر اس مثال کو نظر تامل سے دیکھا جائے تو معانی اُن مسائل پر جو بیان ہوچکے ہیں بہت تنبہ پائی جاتی ہے ❊

شرح لذت سعادت

لذت دو قسم پر ہوتی ہیں- ایک فعلی- دوسری انفعالی- لذت فعلی ازروئے ظاہری اور مجازی معنے کے مانند لذت آدمیوں کی مجامعت میں و لذت انفعالی مثل لذت نسوان کی مباشرت میں- لذت انفعالی سریع الزوال ہوتی ہے- کیونکہ وارد ہونے حالات مختلفہ سے منتقل اور متبدل ہوجاتی ہے اور لذت فعلی ذاتی ہوتی ہے اس سبب سے کہ وہ حالات واردہ سے اثر قبول نہیں کرتی اور نہ متغیر ہوتی ہے- پس کل لذات حیوانی اور حسی حقیقت میں قسم لذات انفعالی سے ہیں کیونکہ زوال پذیر ہیں اور متبدل و متغیر ہوجاتی ہیں- بلکہ بعینہ یہی لذات ایکوقت میں درد اور الم ہوجاتی ہیں اور مکروہ معلوم ہوتی ہیں اور لذت سعادت کی مخالف اسکی ہے کیونکہ وہ ذاتی اور عقلی ہے عرضی اور حسی نہیں اور وہ لذت الٰہی ہے نہ بہیمی پس وہ لذت فعلی ہوئی اور اسیی سبب سے حکماء کہتے ہیں کہ لذت صحیح اہل لذت کو درجہ نقصان سے مرتبہ کمال کو اور بیماری سے صحت کو اور ذلت سے فضیلت کو پہونچا دیتی ہے و حال ابتدائی انتہائی ان دونوں قسم کی لذتوں کا مختلف ہے لیکن لذت حسی ابتدا میں نہایت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مرغوب ہوتی ہے اور بموجب غلبۂ قوت حیوانی کے زیادتی اُسکی ہوتی رہتی ہے۔جب کثرت اور مداوست عمل میں آوے اور طبع عادت پذیر ہوجاوے تو شے قبیح اور زشت بھی اسکی آنکھوں میں حسین اور جمیل دکھلائی دیتی ہے۔جب غایت درجہ کو پہونچے۔تو وہ لذت بالکل دور ہوجاتی ہے۔ اور نظر میں زشت اور قبیح معلوم ہوکر اُسوقت بدانجامی اسکی خیال میں گذرتی ہے۔پس اسحالت میں کوئی بدلہ اور عوض نظر نہیں آتا۔اور لذت عقلی حالت ابتدائی اور انتہائی میں مخالف اس لذت کی ہے۔کیونکہ ابتداء میں یہ لذت طبع کو ایکگونہ ناخوش اور مکروہ معلوم ہوتی ہے یصبر اور ریاضت اور ثبات قدمی کے سبب اُسپر قیام رہتا ہے۔بعد حصول صفائی اور کشف کے۔روشنی حسن اور شرف اور فضل اُسکے کی اسپر پرتو انداز ہوتا ہے اور وہ لذات جو اسوائے اِن لذات کے ہیں معلوم ہونی شروع ہوتی ہیں اور حسن عاقبت اور معاد حقیقی کا نظر آتا ہے اور ایسے سبب سے بنی نوع انسان میں ابتدائے عمر میں ماں باپ کی تادیب کی احتیاج ہوتی ہے اور بعد اُسکے تہذیب اخلاق اور درستی عقیدہ اور اختیار کرنا طریق کا بموجب طریقہ حکمت کے۔جب اس مرتبہ پر فائز ہوجائے۔اگر اِس سیرت کو لازم پکڑکے پیروی اسکی کرے اِس وجہ پر کہ موجب حصول سعادت کا ہو۔تو تربیت کامل حاصل کریگا۔جب یہ بات ثابت ہوئی کہ لذت سعادت کی لذت فعلی ہے۔پس جیساکہ لذت انفعالی کی خاصیت ہے کہ دوسری چیز سے اثر اور فیضان قبول کرے۔تو ایسی طرح لذت فعلی کا خاصہ ہے کہ اپنی ذات سے دوسری چیز کو اثر اور فیضان بخشے۔اِس تقریر سے معلوم ہوا کہ سعادت مستلزم بخشش کے ہے کیونکہ کمال لذت سعادت کا اظہار فضیلت اور حکمت میں ہے۔جیساکہ افراط لذت کاتب خوش خط کا اظہار کتابت میں اور کمال لذت آدمی خوش الحان کا آواز میں ہوتا ہے۔اور بباعث اسکے کہ فیض اور جود انسان سعید کا جو تکمیل غیر کی ہے سب نعمتوں سے افضل اور اشرف ہے۔تو لذت اُسکی بھی تمام لذتوں سے اعلا اور عمدہ ہوگی اور طرفہ بات یہ ہے کہ اس فیض اور جود حقیقی کے باوجود شرف اور علو رتبہ کی ایک خاصیت ضد خاصیت فیض مجازی کی ہے کیونکہ دولت اور حشمت دنیاوی خرچ سے کم ہوجاتی ہے۔خزائن اور ذخیرہ خالی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوجاتے ہیں اور اس دولت کو جسقدر زیادہ صرف کیا جائے اُسیقدر جمعیت اور ذخیرہ اسکا افزوں ہوتا ہے۔نقصان سے بالکل محفوظ ہے اور باوجود اِسکے نعمتیں دنیاوی اور مجازی محل تلف اور تباہ ہونے اور تسلط دشمنان اور مخالفاں میں ہیں اور نعمتیں حقیقی اِن آفات سے بالکل محفوظ۔ جب حال لذتِ سعادت کا معلوم ہوا۔تو رنج شقاوت کا جو ضد سعادت کی ہے اور درد حسرت اور ندامت محرومیت اُسنعمت کا خود واضح ہوسکتا ہے۔اور حکما کا اختلاف ہے اس باب میں۔کہ آیا سعادت ممدوح ہے یا نہیں۔ حکیم ارسطاطالیس کا قول ہے کہ جو چیز نہایت اور اعلےٰ درجہ فضل اور شرف کو پہونچے اُوسکی مدح نہیں کرنی چاہئے۔بلکہ دوسری چیزوں کی مدح اُوسکے طفیل کرنی چاہئے۔ نظیر اسکی ذات واحدلاشریک اور خیر محض جو فیض ذات مقدس اُوسکیکا ہے کیونکہ مدح دوسری چیزوں کی بطفیل اور نسبت کرنے سے ساتھ باریتعالےٰ اور یا متصف ہونے سے ساتھ وصف خیریتہ کے ہوگی اور خاص ذات پاک اللہ تعالےٰ کی مدح سے بلند اور اعلےٰ ہے۔ پس ذات پاک اُس کی کی بزرگی اور تمجید کرنی چاہئے۔نہ مدح۔ اور جب سعادت قسم خیر سے ہے۔کیونکہ ایک امر الہی ہے۔تو لائق بزرگی کے ہے اور اندازہ مدح سے بلندکے اور آدمیوں کو بسبب وصف سعادت یا اُوس وصف کے کہ ذریعہ حصول سعادت کا ہو۔مدح کرنی چاہئے۔چنانچہ وصف عدالت سے جو باعث حصول سعادت کا ہے آدمی کی مدح کیجاتی ہے۔پس معلوم ہوا کہ سعادت سعید مدح کے ہے۔نہ قابل مدح کے۔ واللہ اعلم بالصواب

قسم دوم مقاصد کے بیان میں اور یہ دس فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل تعریف اور حقیقت خُلق اور بیان اسکا کہ تغیر اخلاق کا ممکن ہے

خُلق ایک ملکہ ہے نفس کے لئے۔جو اُوسکے سبب سے افعال اُوس سے سہل اور آسان بلا احتیاج فکر اور تامل کے صادر ہوتے ہیں۔ اور حکمت نظری میں یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ کیفیات نفسانی سے جو چیز سریع الزوال ہے اُوسکو حال کہتے ہیں اور جو بطی الزوال ہے اُوسکو ملکہ کہتے ہیں۔پس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملکہ ایک کیفیت ہے کیفیات نفسانی سے یہ تعریف خلق کی ہے۔ علت اُسکی یعنی سبب وجود اُسکے کا نفس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک طبیعت۔ دوسرا عادت۔ طبیعت اسیطرح پر ہوتی ہے کہ اصل مزاج کسی شخص کی ایسا تقاضا کرے جو مستعد ایک حالت کے ہو حالات سے مثل اُس شخص کے کہ ادنیٰ سبب سے قوت غضبی اُسکی حرکت میں آوے یا وہ کہ تھوڑا سا آوازہ جو اُسکے کانوں میں پہنچے یا کوئی خبر قدرے اندیشہ ناک سُنے۔ خوف اور بیدلی اُسپر غالب ہوجائے یا وہ جو کسی تھوڑی ایسی حرکت سے جو موجب تعجب کا ہو ہنسی بہت بے تکلف اُسپر غلبہ کرے۔ یا وہ کوئی جو کسی ضعیف سبب سے غم اور دلتنگی بہت اُسپر وارد ہوجائے۔ اِلّا عادت وہ ہے جو پہلے فکر اور تامل سے کسی کام کو اختیار کیا جائے۔ اور شروع اُسکا تکلف سے ہوتا اُسمیں کثرت اور تواتر اور فرسودگی سے اُس کام کے ساتھ الفت ہوجائے اور بعد الفت پکڑنے کے وہ کام آسانی سے بغیر صرف کرنے فکر کے اُس سے صادر ہوتا اُسکے حق میں ایک خلق ہوجاتا ہے اور متقدمین کا اختلاف ہے اسباب میں کہ خلق نفس حیوانی کے خواص میں سے ہے یا نفس ناطقہ کو اُسکے لزوم میں شرکت ہے اور ویسا ہی اختلاف کیا ہے۔ اس امر میں کہ خلق ہر ایک شخص کا اُسکی ذات میں طبیعی ہوتا ہے۔ یعنی ممتنع الزوال مثل گرمی آگ کے یا غیر طبیعی ہوتا ہے۔ ایک قوم کا مقولہ ہے کہ بعض اخلاق طبیعی ہوتے ہیں اور بعض دوسرے سببوں سے پیدا ہوتے ہیں اور کثرت استعمال کے سبب سے مثل خلق طبعی کے محکم ہوجاتے ہیں۔

اور ایک گروہ کا قول ہے کہ جملہ اخلاق طبیعی ہوتے ہیں انتقال اُنسے ناممکن ہے۔ اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ کوئی خلق نہ طبیعی ہے اور نہ مخالف طبیعت کے۔ بلکہ آدمی کو ایسا پیدا کیا گیا کہ جس خلق کو پیدا کرنا چاہے حاصل کرسکتا ہے آسانی یا بدشواری وہ خلق جو موافق خواہش مزاج اُسکے ہو چنانچہ مثالین مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے اُسکو آسانی ہے اور جو مخالف اُسکے ہو اُسکو دشواری ہے۔ اور ہر خلق جو طبیعت ایک قسم کے آدمیوں میں غالب ہوتا ہے سبب اسکا ابتداے میں ارادہ ہوتا ہے۔ مداومت اور کثرت استعمال کے سبب ملکہ ہوجاتا ہے۔ اب تینوں مذہبوں سے اخیر کا مذہب حق ہے کیونکہ ظاہر مشاہدہ کیا گیا کہ لڑکے اور جوان پرورش اور ہمنشینی یا مشا[illegible] اور لزوم افعال اُن لوگوں کے سے جو ایک کسی خلق سے وہ نامزد ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی خلق پکڑ لیتے ہیں اگرچہ وہ پہلے کسی اور خلق سے موصوف ہوں۔ مذہب
اول و دوم باطل کرنے والا قوت فکر اور تمیز کا اور رد کرنیوالا انواع تادیب
اور سیاست کا ہے اور بطلان کرتا ہے احکام شرائع اور دینیات کو اور بیکار
اور سست کرتا ہے نوع انسان کو تعلیم اور تربیت سے۔ تا ہر شخص بموجب
خواہش طبع اپنی کے عمل کرے اور یہ دونوں مذہب انتظام اور بقائے نوع
انسانی کو دور کرنیوالے ہیں۔ کذب اور قباحت اسبات کی ظاہر ہے۔ ارباب
مذہب اول میں سے ایک جماعت حکماء کا جسکو رواقیان کہتے ہیں۔ قول
ہے کہ جملہ انسانوں کو ابتدائے پیدائش میں نیک طبیعت پر پیدا کیا گیا ہے
ہمصحبتی شریروں اور کثرت ارتکاب شہوات اور نہ ہونے تادیب اور زجر
کے بُری باتوں سے اُس نوبت کو پہنچ جاتے ہیں کہ نیک و بد امور میں
فکر نہیں کرتے اور جسطرح سے جو قابو پاویں مطلوب اور مرغوب اپنا حاصل
کرتے ہیں تا آہستہ آہستہ عادت بدی کی ان میں محکم اور راسخ ہوجاتی
ہے۔

ایک گروہ حکماء کا جو پہلے انسے ہوا ہے انکا یہ قول ہے کہ نوع انسانکو
خاک سفلی اور میل و چرک طبائع سے پیدا کیا۔ تمام جہان کی کدورات اسکے
مادۂ وجود میں صرف کی گئی ہیں ایسے سبب سے اصل طبیعت میں شر
اور بدی انہیں متمکن ہے۔ نیکی کا قبول کرنا تعلیم اور تادیب کے سبب سے
کرتے ہیں بعضے انمیں سے جو نہات شریر ہیں تادیب سے بھی اصلاح پذیر
نہیں ہوتے اور بعضے جو اصلاح پذیر ہیں اگر ابتدائے نشوونما سے اہل فضیلت
اور نیک آدمیوں کے ساتھ نشست رکھیں تو نیک ہوجاتے ہیں ورنہ
اپنی اصلی طبیعت پر قائم رہتے ہیں ؛؛

جالینوس کا مذہب یہ ہے کہ بعض آدمی بالطبع نیک ہیں اور بعضے بالطبع
شریر اور باقی متوسط ہیں ان دونوں حالات میں اور لایق ہیں ان دونوں
وصفوں کے قبول کرنے کے۔ اور ہر دو مذہب اول کو باطل کیا ہے اس دلیل
سے کہ اگر جملہ مردم اصل پیدائش میں نیک ہوں اور بدی کیطرف کسب سے
انتقال کرتے ہیں تو بالضرور حاصل کرنا شر کا یا اپنی ذات سے کرینگے یا غیر سے اگر
اپنی ذات سے کرینگے پس ایسی قوت انمیں ہوئی جو پیدا کرنیوالی شر کی ہے
جب ایسا ہوا تو بالطبع نیک نہ ہوئے بلکہ شریر ہوئے اگر انمیں قوت شر کی بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے اور قوت خیر کی بھی ہے۔ اِلّا قوت شر کی غالب ہے قوت خیر پر۔ تو بھی لازم آتا ہے کہ شریر بالطبع ہوں۔ لیکن اگر شر غیر سے حاصل کرتے ہیں تو وہ غیر جو بالطبع خیر تھے شریر ہوئے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام آدمی بالطبع نیک نہیں ہوتے۔ اور یہی دلیل بعینہ باطل کرتی ہے۔ اُس قول کو جو تمام آدمی بالطبع شریر ہوتے ہیں۔ جب ان دونوں مذہبونکو باطل کرکے مذہب اپنے کو ثابت کیا تو کہا کہ ظاہرا مشاہدہ سے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعضونکی طبیعت نیکی کیطرف تقاضا کرتی ہے اور کسی وجہ نیکی سے انتقال نہیں کرتی۔ اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ اور بعضونکی طبیعت بدی کا تقاضا رکھتی ہے کسیطرح نیکی کو قبول نہیں کرتی۔ یہ لوگ بہت ہیں۔ اور باقی درمیانی حالت پر ہیں جو ہم نشینی نیکوں سے نیک ہوجاتے ہیں اور ہمصحبتی شریروں سے شریر ۔

اور حکیم ارسطاطالیس نے کتاب اخلاق اور کتاب مقولات میں بیان کیا ہے کہ شریر لوگ تعلیم اور تادیب سے نیک ہوجاتے ہیں۔ اگرچہ یہ حکم عام نہیں ہے۔ اِلّا تکرار وعظ اور نصیحت کا اور متواتر ہونا تہذیب اور تادیب اور مواخذہ سیاستہائے پسندیدہ کا البتہ کچھ اثر پیدا کردیتا ہے۔ پس ایک ایسا گروہ ہوتا ہے کہ بہت جلد آداب قبول کرتے ہیں اور اثر فضیلت کا بلا توقف و درنگ انمیں ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور ایک ایسے ہوتے ہیں کہ لزوم فضائل اور تادیب اور راستی کیطرف حرکت انکی درنگ اور دیر سے ہوتی ہے ۔

حکمائے متاخرین کی دلیل اثبات پر کہ کوئی خُلق طبعی نہیں۔ یہ ہے۔ کہ ہر خُلق تغیر کو قبول کرتا ہے اور جو چیز تغیر قبول کرتی ہے۔ وہ طبعی نہیں ہوتی۔ نتیجہ اسکا یہ ہے کہ کوئی خلق طبعی نہیں ہوتا اور یہ قیاس صحیح ہے اوپر صورت ضرب دوم کے شکل اوّل سے۔ صدق مقدمہ صغریٰ کا اُس بیان سے جو پہلے کرچکے ہیں مشاہدہ حال آدمیونکا اور واجب ہونا تادیب غیر لوگونکا اور نیکی احکام دین کی جو سیاست الٰہی ہے، ظاہر ہے۔ اور مقدمہ کبریٰ بھی اپنی ذات میں عیاں ہے۔ کیونکہ ضرور ہر ایک شخص جانتا ہے تقاضائے طبع پانی کا کہ اسفل کیجانب میل اُسکی ہے یہ ہرگز متغیر نہیں ہو سکتی کہ دوسری طرف میل کرے۔ اور آگ کی طبع کو وصف جلالی سے کوئی مبدل نہیں کرسکتا۔ اور ہمچنین دیگر امور طبعی کا یہ ہی حال ہے۔ پس اگر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خلق طبیعی ہوتے تو دانشمند لوگ تادیب لڑکونکی اور تہذیب جوانونکی اور درستی عادات اور اخلاق اسکے کی نفرماتے۔ اور ان باتوں پر اقدام نہ کرتے۔ اگر کوئی شخص اخلاق اور احوال لڑکوں میں تامل کی نظر سے دیکھے خصوصاً وہ لڑکے جو اُنکو غلام بناکر کہیں سے کہیں بیجاتے ہیں تو یہ حال بخوبی اُسپر روشن ہوجاوے۔ لڑکا ابتدائے پیدائش میں اپنا اصلی مقتضائے طبیعت کا ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ قوت فکر اُسکے کی اس درجہ تک فائز نہیں ہوتی کہ احوال اور ارادہ اپنے کو حیلہ اور مکر سے پوشیدہ رکھے۔ جیسا کہ دوسرے لوگ جو صاحب عقل اور فکر کے ہوتے ہیں کہ جو چیز قبیح ہو اُسکو مخفی رکھتے ہیں اور جو چیز مستحسن ہو اُسکو تکلف سے دکھلاتے ہیں۔ اور لڑکوں میں یہ بات ظاہر ہے کہ بعضے آسانی سے مستعد قبول کرنے آداب کے ہوتے ہیں اور بعضے دشواری سے۔ اور بعض کی طبیعت قبول کرنے ادب سے متنفر ہوتی ہے اور انکی مزاجونکے تقاضاء مثل حیا اور بیحیائی اور سخاوت اور بخل و سخت دلی و نرم دلی وغیرہ احوال اُنسے صادر ہوتے ہیں۔ اور بعد اسکے بعضے اُن باتونکو جو ضد ان حالات کی ہیں آسانی سے قبول کرتے ہیں اور بعضے دشواری سے۔ اور بعضے ممکن القبول اور بعضے ممتنع القبول۔ تا منجملہ اُنکے بعضے نیک نکل آتے ہیں اور بعضے شریر اور بعضے متوسط۔ جب مشابہت رکھتے ہیں حالات خُلق کے صورت پیدائش کے ساتھ۔ کہ جیسا کوئی شکل دوسری شکل سے مشابہ نہیں ہے ویساہی کوئی خُلق دوسرے خُلق کی مناسبت نہیں پایا جاتا۔ اگر سیاست اور تادیب میں سستی کریں اور عنان اختیار ہر ایک کی طبیعت کے ہاتھ دی جاوے۔ تو تمام عمر اُسحالت پر جو اصل پیدائش میں مقتضائے مزاج اُسکی کے ہے یا کسی اتفاق سے اُسکو عارض ہوئی ہے قائم رہیگا۔ بعضے قید غصہ میں۔ اور بعضے دام شہوت میں۔ اور بعضے حرص و ہوا کے مبتلا۔ اور بعضے تکبر اور غرور میں گرفتار۔ الا مودب اول عموماً سب جماعت انسانونکا شریعت الہی ہے۔ اور مودب ثانی خصوصاً ارباب تمیز اور ذہن سلیم کے لئے حکمت ہے۔ تا مراتب حکمت سے مدارج کمال پر فائز ہوں۔ پس واجب ہے والدین پر کہ پہلے اپنے فرزندوں کو شریعت الہی کے پابند کریں اور انواع ادیب اور سیاستوں سے اُنکی عادت کی اصلاح کریں وہ جماعت جو مارپیٹ اور سرزنش کی مستحق ہوں تو تھوڑا سا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بقدر ضرورت تادیب اُنکے لئے اِس قسم کی سیاست بھی لازم سمجھیں۔ اور جو گروہ اُنمیں سے بذریعہ وعدہ ہائے انعام اور بخشش کے اصلاح پر آسکے۔ تو اُنکے لئے یہ باتیں عمل میں لائیں۔ الغرض کہ انکو جبراً یا اختیاراً جسطرح ہوسکے آداب ستودہ اور عادات پسندیدہ پر رکھیں۔ تا اِن باتونکو ملکہ کرالیں اور جب کمال عقلی پر فائز ہوں۔ تو اِن عادات پسندیدہ کے ثمرات سے بہرہ یاب ہوں اور اسبات کی دلیل کو سمجھیں کہ جس طریق پر ہمکو تربیت دی گئی ہے وہ راست اور درست طریقہ ہے۔ اگر بڑے درجہ اور بڑی سعادت کا استحقاق رکھیں گے تو آسان اُن پر فائز ہوجائینگے انشاالله تعالےٰ وہو ولی التوفیق

دوسری فصل اس بیان میں کہ صناعت تہذیب اخلاق کی سب صناعات سے شریف تر ہے

شرف اُس صناعت کا جو متضمن ہے اوپر اصلاح ایک موجود کے موجودات سے بموجب شرف اُس موجود کے ہوتا ہے اپنی ذات میں اور یہ بات تمام عقلمندوں پر بخوبی ظاہر اور ہویدا ہے۔ کیونکہ فن طب کا جو غرض اُس سے اصلاح بدن انسان کی ہے شریف تر ہے صناعت دباغت سے۔ جو غرض اُس سے اصلاح کرنے پوست حیوانات مردہ کی ہے۔ جب تمام موجودات سے نوع انسان کا شریف تر ہے جیساکہ علوم نظری میں ظاہر ہوچکا ہے اور ہمنے چوتھی فصل قسم اول میں بیان کیا ہے۔

وجود بنی نوع انسان کا قدرت اور صنع خالق جل علےٰ کے متعلق ہے اور آراستگی وجود اور کمال جوہر اُسکے کی فکر اور تامل اور تدبیر اور ارادہ اُسکے پر مفوض ہے جیساکہ ہم بیان کرچکے ہیں۔ جب کمال ہر چیز کا منحصر ہے اسبات پر کہ خاص فعل اُس کا اُس کی ذات سے کامل طور پر صادر ہو اور درصورت قصور صدور فعل کے ناقص متصور ہوگا جیساکہ گھوڑے اور تلوار کے حال میں ہمنے بیان کیا تھا کہ اگر اُنسے اچھے طور پر خاصیت اُنکی صادر نہوگی تو مثل گدھے کے باربرداری کے لائق ہوگا۔ یا مثل گوسفند کے ذبح کے قابل۔ اور اظہار خاصیت انسان کا جو اُسکے خاص افعال کے صدور کا باعث ہوتا وجود اُسکا اپنے کمال کو پہنچے بغیر وسیلہ صناعت تہذیب اخلاق کے نہیں ہوسکتا۔ پس وہ صناعت کہ جسکا ثمرہ کمال کرنا اشرف موجودات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس عالم کا ہے۔ وہ تمام صناعات اس عالم سے اشرف ہوگی ؛
اور جاننا چاہیئے کہ اشخاص ہر ایک قسم میں اقسام حیوانات سے بلکہ اقسام نباتات سے اور جمادات سے تفاوت فاحش ہے کیونکہ گھوڑا چالاک عربی یابو سست پالانی سے اور تلوار ہندی نیک مصقل تلوار لوہے نرم اور زنگ خوردہ کے ساتھ مساوی نہیں ہوسکتی اور افراد انسانی میں تفاوت اُسسے بہت زیادہ ہے بلکہ کسی قسم میں اقسام موجوات سے اِسقدر اختلاف اور مغائرت نہیں جسقدر نوع انسانی میں ہے۔ قول اُس شاعر میں جو کہا ہے اوسنے شعر ولا ار امثال الرجال تفاوتاً ؛ لذی المجد حتی عُدّ الف بواحد ؛
اگرچہ مبالغہ بہت سمجھا جاتا ہے ولیکن حقیقت میں مقصر رہا ہے کیونکہ نوع انسان میں ایک شخص ایسا پایا جاتا ہے جو تمام موجودات سے اخس ہے اور ایک شخص ایسا پایا جاتا ہے جو تمام کائنات سے افضل اور اشرف ہے اور اس فن کے وسیلہ سے یہ بات ہوسکتی ہے کہ اونے مراتب انسانی کو اعلے مدارج پر پہنچاویں بموجب استعداد اور مقدار صلاحیت اُسی کے۔ اگرچہ تمام آدمی ایک نوع کمال پیدا کرنے کے لائق نہیں ہوتے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ پس وہ فن اور صناعت کہ جسکے ذریعہ سے اخس موجودات کو اشرف کائنات کا بنایا جاوے کیا شریف صناعت ہوگی اس باب میں اسیقدر بیان کرنا کافی تھا تا کلام حد طوالت کو نہ پہونچے اور اللہ تعالیٰ ہے میسر کرنیوالا خیرات کا اور توفیق بخشنے والا حسنات کا ؛

تیسری فصل شمار اور حصر کرنے اجناس فضائل میں جو مکارم اخلاق کی اس عبارت سے ہے

بیان احوال نفس ناطقہ میں مقرر ہوچکا ہے کہ نفس انسانی کے لئے تین قوتیں متباین ہیں جو اُن قوتوں کے اعتبار سے افعال اور آثار مختلف بمشارکت ارادہ کے اس سے صادر ہوتے ہیں جب ایک ان قوتوں سے دوسری پر غالب ہوجائے تو دوسری قوتیں مغلوب یا مفقود ہوجاتی ہیں۔ پہلی قوت ناطقہ جسکو نفس ملکی کہتے ہیں اور وہ مبداء ہے فکر اور تمیز اور شوق نظر کرنیکا حقایق امور میں۔ دوسری قوت غضبی جسکو نفس سبعی کہتے ہیں اور وہ مبداء ہے غضب اور دلیری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

gitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اقدام کرنیکا خوفناک جگہہ پر اور شائق ہے متصرف ہونے اور بلندی اور زیادتی جاہ کا۔ تیسری قوت شہواتی جسکو نفس بہیمی کہتے ہیں وہ مبداء ہے شہوات اور طلب غذا اور شوق حصول لذات کا کھانے پینے اور مجامعت والی چیزوں سے جیساکہ پہلی قسم میں اسکا اشارہ کیا گیا ہے ؏

پس تعداد فضائل نفس بموجب تعداد ان قوتوں کے ہے۔ کیونکہ جس وقت حرکت نفس ناطقہ کی اپنی ذات میں باندازہ اعتدال ہوگی اور شوق اسکا واسطے حاصل کرنے حقایق یقینی کے ہوگا نہ وہ حقایق کہ جنکے یقینی ہونیکا گمان ہو اور اصل میں جہل محض ہوں تو اس حرکت سے فضیلت علم کی پیدا ہوگی اور بمتابعت اسکے فضیلت حکمت کی لازم آتی ہے۔ اور جس وقت کہ نفس سبعی کی حرکت اعتدال پر ہوتی ہے اور وہ فرماں بردار ہوتا ہے نفس عاقلہ کا اور جو کچھ کہ نفس عاقلہ اسکا حصہ مقرر کرے اسپر قناعت کرے اور بیچ حالات میں اور حرکت بیجا میں اور حد مناسب سے تجاوز نہ کرے تو اس حرکت سے نفس کے لئے فضیلت حلم کی پیدا ہوتی ہے اور بمتابعت اسکے فضیلت شجاعت کی لازم آتی ہے۔ اور جس وقت نفس بہیمی کی حرکت اعتدال پر ہووے اور مطیع ہووے نفس ناطقہ کا اور جو کچھ نفس عاقلہ نصیبہ اور حصہ اسکا مقرر کرے اسی پر بس کرے اور اپنی حرص ہوا کی پیروی میں نفس عاقلہ سے مخالفت نہ کرے تو اس حرکت سے فضیلت عفت کی پیدا ہوتی ہے اور بمتابعت اسکے فضیلت سخاوت کی لازم آتی ہے۔ جب یہ تینوں قسم کی فضیلت حاصل ہوجائے اور یہ تینوں باہمدیگر مختلط اور صلح پذیر ہوجاویں تو ان تینوں کے مرکب ہونے سے ایک ایسی حالت متشابہ پیدا ہوجاتی ہے کہ تمام اور کمال ہونا فضائل مذکورہ کا اسحالت متشابہ سے ہوتا ہے تو اسکو فضیلت عدالت کہتے ہیں اور اسی سبب سے جملہ حکماء متقدمین اور متاخرین کا اسبات پر اتفاق اور اجماع ہے کہ اجناس فضائل کی چار ہیں حکمت شجاعت عفت عدالت اور کوئی شخص تعریف اور فخر کا مستحق نہیں ہوتا مگر بسبب ایک کے ان چاروں فضیلتوں سے یا چاروں سے کیونکہ جو لوگ شرف نسبت اور بزرگی خاندان سے فخر کرتے ہیں تو مرجع اور اصل اسکا یہ ہی ہے کہ باپ دادا اور بزرگاں ان میں سے کوئی ان اوصاف اور فضائل سے موصوف ہوچکا ہے اور اگر کوئی شخص تکبر اور تغلب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا کثرت مال سے فخر کرے تو وہ اہل عقل کے نزدیک پذیرا نہیں ہے۔ پہلے اس سے ایک دوسری طرز عبارت سے بیان کیا گیا ہے کہ نفس کے لئے دو قوت ہیں۔ ایک ادراک لذات اور دوسرا تحریک بآلات۔ اور ہر ایک کی اِن دونوں قوتوں سے دو شاخیں ہیں۔ قوت ادراک کی۔ قوت نظری اور قوت عملی۔ اور قوت تحریک کی۔ قوت دفع یعنے غضبی اور قوت جذب۔ یعنی قوت شہوی پس اس اعتبار سے چار قوتیں ہوئیں۔ جب تصرف ہر ایک کا اپنے مقامات میں اعتدال کے طور پر جیساکہ چاہیئے اور جسقدر لائق ہے بلا افراط اور تفریط ہوگا تو ایک فضیلت پیدا ہوجائیگی۔ پس فضائل بھی چار ہوئے ایک تہذیب قوت نظری سے اور وہ حکمت ہے۔ دوم تہذیب قوت عملی سے اور وہ عدالت ہے۔ سوم تہذیب قوت غضبی سے اور وہ شجاعت ہے۔ چہارم تہذیب قوت شہوی سے اور وہ عفت۔ ہے جب کمال قوت عملی کا وہ ہے جو اُسکے تصرفات اُن امور میں جو عمل سے تعلق رکھتے ہیں کماحقہ اور کماینبغی ہوویں اور حصول اِن فضائل کا عمل سے تعلق رکھتا ہے اِسی سبب سے حصول عدالت کا اِن تینوں فضائل دیگر کے حصول پر موقوف ہے جیساکہ اعتبار اول میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس جگہ ایک اعتراض وارد ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حکمت کو تقسیم کیا ہے ہمنے نظری اور عملی سے اور پھر حکمت عملی کو تین نوع پر جو ایک انمیں سے مشتمل ہے اوپر فضائل چہارگانہ کے جو منجملہ اُنکے ایک حکمت ہے پس حکمت ایک قسم ہوئی اقسام حکمت سے تقسیم شے کی اپنی ذات کیطرف لازم آئی۔ جواب اِس اعتراض کا اِسطرح پر ہے کہ جیساکہ عمل کو علم کے ساتھ تعلق ہے اور اِسی سبب سے اقسام علوم میں وہ قسم جو مشتمل تھا اوپر علم اُن امور کے جو وجود اُن کا تصرف عالم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نام اُس کا قسم عملی رکھا گیا ہے ویسا ہی علم کو عمل کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ علم اُن امور سے ہے جو وجود اُنکا تصرف عالم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ پس اِس سبب سے حاصل کرنا اصل حکمت کا ایک قسم اقسام حکمت عملی سے ہوا تا جیساکہ عدالت قسم حکمت سے ہے اور حکمت قسم عدالت ہے۔ یا اسطرح پر ہو کہ مراد حکمت سے اِس مقام میں استعمال کرنا عقل عملی کا ہے جیساکہ چاہیئے اور اسکو حکمت عملی بھی کہتے ہیں۔ بسبب مختلف ہونے اعتبارات کے خلل تقسیم کا زائل ہوا اور شک مرتفع

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوا اور ہر ایک فضیلت اِن فضائل سے صاحب فضیلت کو مستحق مدح کا کرتی ہے۔ اس شرط سے کہ وہ فضیلت اسکی ذات سے غیر کیطرف تجاوز کرے۔ کیونکہ جب تک اثر اُس فضیلت کا تنہا اُسکی ذات میں ہو اور غیر کو فیض اُسکا نہ پہنچے تو باعث استحقاق مدح کا نہیں ہوتا مثل اُس صاحب سخاوت کے جو سخاوت اُسکی ذات سے غیر کیطرف متجاوز نہوئی ہو اُسکو متفاق کہینگے نہ سخی۔ اور اہل شجاعت جو اسی صفت کا ہوگا اُسکو غیور کہینگے۔ نہ شجاع اور صاحب حکمت کو مستبصر کہینگے نہ حکیم۔ اِلّا جب فضیلت عام ہوگی اور اثر فیض اسکے کا غیر تک پہنچیگا تو البتہ سبب خوف اور امید دوسرونکا ہوگا۔ پس سخاوت سبب امید کا ہوتی ہے۔ اور شجاعت سبب خوف کا۔ مگر دنیا میں۔ کیونکہ یہ دونو فضیلتیں نفس حیوانی فانی سے تعلق رکھتی ہیں اور علم ہم سبب امید کا ہے اور ہم سبب خوف کا دنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی۔ کیونکہ یہ فضیلت نفس ملکی باقی سے تعلق رکھتی ہے۔ جب امید اور خوف جو سبب سرداری اور بزرگی کا ہیں حاصل ہوجائیں تو مدح اہل فضیلت کی لازم ہوتی ہے ؎

تعریف اِن فضائل میں بیان کیا ہے کہ حکمت وہ چیز ہے کہ ہر ایک موجود کی معرفت حاصل ہوجائے۔ جبکہ موجودات یا الٰہی ہیں یا انسانی پس حکمت دو نوع پر ہوئی۔ ایک لائق جاننے کے۔ اور دوسری لائق کرنیکے۔ یعنی نظری و عملی۔ اور شجاعت وہ ہے کہ نفس غضبی اطاعت نفس ناطقہ کی کرے۔ تاکہ خوفناک امور میں مضطرب نہو اور حسب مصلحت اسکے کاموں میں اقدام کرے تاکہ جو فعل کرے وہ بھی پسندیدہ ہو۔ اور جو صبر کرے وہ بھی نیک ہو اور عفت وہ ہے کہ قوت شہوت مطیع نفس ناطقہ کے ہو۔ تاکہ تصرفات اسکے بموجب رائے نفس ناطقہ کے ہوں اور اثر نیکی کا اسمیں ظہور کرے اور بندگی حرص ہوا نفسانی اور خدمتگاری لذات سے فارغ رہے ؎

اور عدالت وہ ہے کہ یہ تمام قوتیں باہمدیگر اتفاق کریں اور قوت تمیز کی فرمانبرداری کریں۔ تا اختلاف خواہشوں اور کشمکش قوتوں کی اہل فضیلت کو ورطۂ حیرت میں نہ ڈالے اور اثر انصاف اور راستی کا اُسمیں ظاہر ہو واللہ اعلم بالصواب

چوتھی فصل اُن انواع کے بیان میں جو تحت اجناس فضائل کے ہیں

تحت ہر ایک فضیلت کے اِن اجناس فضائل چارگانہ سے انواع بیشمار ہیں الّا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ جو زیادہ تر مشہور ہیں اُنکو بیان کرتا ہوں۔ امّا وہ انواع جو تحت جنس حکمت کی ہیں سات ہیں۔ اوّل ذکاء۔ دوئم سرعت فہم سوئم صفائی ذہن چہارم سہولت تعلّم پنجم حُسن تعقل۔ ششم تحفظ ہفتم تذکر۔

اِلّا ذکا اُسکو کہتے ہیں جو کثرت استعمال مقدمات نتیجہ دینے والوں سے جلدی نتیجہ نکالنے مقدمات کا اور آسانی سے استخراج کرنا نتائج کا ملکہ ہوجائے مثل برق روشن کے ؛

اِلّا سرعت فہم وہ ہے کہ نفس کے لئے ملزومات سے لوازم کیطرف حرکت کرنیکا ملکہ ہوجائے تا اُسمیں زیادہ درنگ کرنیکا محتاج نہو۔

اِلّا صفائی ذہن کے یہ معنے ہیں کہ نفس کے لئے بغیر عارض ہونے تشویش اور اضطراب کے استخراج کرنے مطلوب کی استعداد حاصل ہوجائے ؛

اِلّا سہولت تعلّم وہ ہے کہ نفس ایسی تیزی نظر اور فکر کی حاصل کرے تا بلا ممانعت اندیشہ ہا پریشان کے مطلوب کی طرف توجہ کُلّی کرے ؛

اِلّا حُسن تعقل وہ ہے کہ بحث اور طلب تحقیق میں ہر حقیقت کی نسبت حد اور اندازہ جو لائق ہے نگاہ رکھے نہ کسی امر ضروری کو ترک کرے اور نہ غیر ضروری کا اعتبار رکھے ؛

اِلّا تحفظ اُسکو کہتے ہیں کہ جن صورتوں کو عقل یا وہم نے قوت تفکر یا تخیل سے خالص اور پاک کیا ہو اُنکو بخوبی نگاہ رکھے اور ضبط کرے ؛

اِلّا تذکر وہ ہے کہ نفس کے لئے ملاحظہ صورتوں محفوظہ کا جسوقت چاہے آسانی سے حاصل ہو بسبب اُس ملکہ کے جو حاصل کیا ہوا ہے ؛

لیکن وہ انواع کہ تحت جنس شجاعت کی ہیں گیارہ نوع ہیں اوّل کبر دوئم دلیری سوئم بلند ہمتی چہارم ثبات پنجم حلم ششم سکون ہفتم شہامت ہشتم تحمل نہم تواضع دہم حمیت یازدہم رقت۔

اِلّا کبر اُسکو کہتے ہیں کہ نفس بزرگی اور خواری کا اندیشہ نہ کرے اور زیادہ ہونے دولت اور نہ ہونے اُسکے کیطرف التفات نہ کرے بلکہ امور ملائم و غیر ملائم کے تحمل کرنے پر قادر ہو

اِلّا دلیری وہ ہے کہ نفس محکم ہو اپنے ثبات میں تا خوف کی حالتیں بے صبری اُسپر عارض نہوں اور حرکات نا منتظم اور نا مناسب اُس سے سرزد نہوں ؛

اِلّا بلند ہمتی وہ ہے کہ نفس ذکر جمیل کی طلب میں سعادت اور شقاوت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس جہان کا لحاظ نکرے اور اُس سے اُسکو خوشی اور تنگدلی نہو۔ اس حد تک کہ اندیشہ موت سے بھی خوف نرکھے ؛؛

الا ثبات وہ ہے کہ نفس کے لئے قوت برابری کرنے آلام اور سختیوں کی قائم اور قرار پذیر ہوجائے تا عارض ہونے اُنکے سے شکستہ نہو ؛؛

الا حلم وہ ہے کہ نفس کو ایسی طمانیت حاصل ہوجائے جو غصہ آسانی سے تحریک اُسکی نکرسکے اگر کوئی چیز مکروہ اُسپر لاحق ہو تو شور اور فریاد نکرے ؛؛

الا سکون وہ ہے کہ نفس جھگڑوں اور لڑائیوں میں جو بنظر محافظت عزت اور نگہداشت شریعت کے وقوع میں آئے خفت اور سبکساری نکرے اور اسکو عدم طیش بھی کہتے ہیں ؛؛

الا شہامت وہ ہے کہ نفس حاصل کرنے بڑے بڑے کاموں کے لئے بتوقع نیکنامی کے حریص ہو ؛؛

الا تحمل وہ ہے کہ نفس حصول امور پسندیدہ کے استعمال میں آلات بدنی کو فرسودہ کرے ؛؛

الا تواضع وہ ہے کہ جو لوگ درجہ میں اس سے کم ہیں اُنکی نسبت سے اپنی ذات کو فضیلت نہ دے ؛؛

الا حمیّت وہ ہے کہ جن چیزوں سے دین یا عزت کی حفاظت واجب ہے اُنکے حفاظت کرنے میں سُستی نکرے ؛؛

الا رقت وہ ہے کہ نفس مشاہدہ درد ابنائے جنس سے اثر قبول کرے بغیر اسبات کے کہ اضطراب اُسکے افعال میں پیدا ہو ؛؛

الا وہ انواع جو تحت جنس عفت کے ہیں بارہ ہیں اول حیا۔ دوم رفق سوم حسن ہدی چہارم مسالمت پنجم دعت ششم صبر ہفتم قناعت ہشتم وقار نہم ورع دہم انتظام یازدہم حریت۔ دوازدہم سخا ؛؛

الا حیا بند کرنا نفس کا ہے خوف پنہانی کیساتھ ارتکاب امر قبیح سے بنظر پرہیز کرنے کے استحقاق مذمت سے ؛؛

الا رفق فرمانبرداری نفس کی اُن امور کی نسبت جو پیدا ہوویں احسان کے طور پر اسکو نرم دلی بھی کہتے ہیں ؛؛

الا حسن ہدی وہ ہے کہ نفس کو اپنی کمال حاصل کرنے کے واسطے حیلہ ہائے پسندیدہ کی رغبت صادق پیدا ہو ؛؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الّا مسالمت وہ ہے کہ نفس نیکی کرے تنازعہ مختلف رایوں کے وقت اور حالات متباینہ میں بسبب قدرت اور ملکہ کے جو اضطراب کو اُسمیں دخل ہو ۔

الّا دعت وہ ہے کہ نفس ساکن ہو حرکت شہوت کے وقت اور اپنے اختیار کا مالک ہو ۔

الّا صبر وہ ہے کہ نفس خواہشوں سے مقابلہ کرے تا اطاعت لذات قبیحہ کی اس سے صادر ہو ۔

الّا قناعت وہ ہے کہ نفس سہل اور آسان جانے کھانے پینے اور لباس وغیرہ کے کاموں کو اور ہر جنس کی مقدار ضروری پر رضامند ہو جائے ۔

وقار وہ ہے کہ نفس جبوقت اپنے مطالب اور مقاصد کیطرف برانگیختہ ہووے تو آرام کرے تا شتاب زدگی کے سبب حد سے متجاوز ہو جائے مگر بایں شرط کہ مطلوب فوت نکرے ۔

الّا ورع وہ ہے کہ نفس اعمال نیک اور افعال پسندیدہ کو لازم پکڑے کبھی اسمیں قصور ظہور میں نہ آئے ۔

الّا انتظام وہ ہے کہ نفس کو نگاہداشت ترتیب کرنے امور کا نیک وجہہ اور مصلحت کے طریق پر ملکہ ہو جائے ۔

الّا حریت وہ ہے کہ نفس قادر ہووے اوپر تحصیل مال کے نیک کسب کے ذریعہ سے اور صرف کرنا اُسکا مصارف پسندیدہ میں اور پرہیز رکھے اُس وجہہ تحصیل مال سے جو مکاسب ذمیمہ کے ذریعہ سے ہو ۔

الّا سخا وہ ہے کہ خرچ کرنا مال اور دیگر اشیاء کا اُسپر سہل اور آسان ہووے جیسا کہ چاہئے اور جسقدر مناسب ہے مستحق لوگوں کو دے ۔ اور سخا ایک نوع ہے اُسکے تحت میں بہت انواع ہیں تفصیل بعض کی اُنمیں سے یہ ہے ۔

اول کرم دوئم ایثار سوئم عفو چہارم مروت پنجم نیل ششم مواسات ہفتم سماحت ہشتم مسامحت ۔

الّا کرم وہ ہے کہ نفس پر آسان ہو خرچ کرنا بہت مال کا اُن امور میں جو نفع اُنکا عام ہو اور قدر اُسکا بڑا ہو جیسا مصلحت تقاضا کرے ۔

الّا ایثار وہ ہے کہ نفس پر آسان ہو اُس احتیاج سے درگذر کرنی جو خاص اُسکی ذات سے تعلق رکھتا ہو اور خرچ کرنا اُس شخص کے حق میں جو اُسکو استحقاق اُسکا ثابت ہو ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الا عفو وہ ہے کہ نفس پر باوجود قدرت اور اختیار سزا دینے کے آسان ہووے ترک کرنا انتقام بدی کا اور رانیکی کے ساتھ بدلا کرے ۔۔

الا مروت وہ ہے کہ نفس کی رغبت صادق ہو طرف اپنی آراستگی کے نیت فائدہ پہنچانے اور خرچ کرنے مال کی سے بقدر ضرورت یا زیادہ تر اُس سے ۔۔

الا نبل وہ ہے کہ نفس خوش ہووے لازم پکڑنے افعال پسندیدہ اور عادات سیرت ستودہ سے ۔۔

الا مواسات مدد کرنی دوستوں اور رفیقوں اور مستحقوں کی ہے امر معاش میں اور اُنکو شریک کرنا اپنے ساتھ مال اور روزی میں ۔۔

الا سماحت خرچ کرنا بعض اُن چیزونکا ہے اپنی خوشی کے ساتھ جنکا صرف واجب نہو ۔۔

الا مسامحت ترک کرنا بعضی اُن چیزونکا ہے از راہ اختیار کے کہ جنکا ترک کرنا واجب نہو ۔۔

الا وہ انواع جو تحت جنس عدالت کے ہیں وہ بارہ ہیں اول صداقت دوسم الفت سوم وفا چہارم شفقت پنجم صلہ رحم ششم مکافات ہفتم حسن شرکت ہشتم حسن قضا نہم تودد دہم تسلیم یازدہم توکل دوازدہم عبادت ۔۔

الا صداقت وہ محبت صادق ہے جو باعث اُس کوشش کے ہو کہ جملہ اسباب فراغت کے دوست کے لیئے مہیا ہوں اور جو چیز اسکے امکان میں ہے اُسکو دوست کے حق میں صرف کرنا ۔

الا الفت وہ ہے کہ رائے اور فکر ایک جماعت کے ایک دوسرے کی مددگاری میں تدبیر معاش کے لیئے متفق ہوں ۔۔

الا وفا وہ ہے کہ سبب لازم پکڑنے طریقہ مواسات اور مدد دینے کے انحراف اُس سے روا نہ رکھے ۔۔

الا شفقت وہ ہے کہ حالت سختی سے جو غیر کو پہنچے اندوہناک ہو اور ہمت اپنی اُسکے دور کرنے میں مصروف رکھے ۔۔

الا صلہ رحم وہ ہے کہ اپنے خویش و اقربا اور متعلقاں کو اپنے ساتھ نعمتین دنیاوی میں شریک رکھے ۔

الا مکافات وہ ہے کہ جو احسان اسکے ساتھ کریں عوضہ اُسکا مثل اُسکے یا زیادہ اُس سے ادا کرے ۔ اور بدی میں تھوڑے عوضہ پر کفایت کرے ۔۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الا حسن شرکت وہ ہے کہ لین دین معاملات میں اعتدال کے اندازہ پر عمل میں لائے جیساکہ لوگونکی طبائع کے موافق ہو ٭

الا حسن قضا وہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے حقوق جو بدلہ کے طور پر یہ ادا کرتا ہے وہ احسان اور ندامت سے خالی ہوں ٭

الا تودد وہ ہے کہ طلب کرنا دوستی کا اپنے ہمقوموں اور اہل فضلوں کے ساتھ خوش روئی اور کشادہ پیشانی سے کرے ٭

الا تسلیم وہ ہے کہ جو فعل اللہ تعالےٰ کی ذات پاک سے تعلق رکھتا ہو یا اُن لوگوں کی ذات سے کہ جنپر اعتراض کرنا جائز نہیں اُسکو رضامندی سے قبول کرے اور خوشی خاطر اور تازہ روئی سے اُسکو مانے اگرچہ اُسکی طبع کے موافق

الا توکل وہ ہے کہ جن کاموں میں قدرت اور اختیار بشری کو دخل نہیں اور فکر و اندیشۂ مخلوق کو مجال تصرف کرنیکی نہیں اُنہیں کمی اور بیشی اور تعجیل اور تاخیر کا طالب نہووے جسطرح سے وہ ہے اُس سے برخلاف ہونیکی میل نہ کرے ٭

الا عبادت وہ ہے کہ تعظیم اور بزرگی خالق کریم جل وعلےٰ اپنے کی اور مقرّبان بارگاہ اُسکیکی مثل فرشتوں اور پیغمبروں اور اماموں اور اولیاؤں علیہم کے اور اطاعت اور فرمانبرداری احکام صاحب شریعت کو ملکہ کرے اور پرہیزگاری کو جو کامل اور تمام کرنیوالی عبادت کی ہے طریقہ اپنا کرے۔ یہ ہے حصر اور شمار انواع فضائل کا اور بسبب مرکب ہونے ایک فضیلت کے دوسری سے بے اندازہ فضلیتیں متصور ہوسکتی ہیں جو بعض کے اُنمیں سے نام خاص ہیں اور بعض کے نہیں اور اللہ تعالےٰ ہے صاحب توفیق کا ٭

پانچویں فصل میں بیان اور حصر کرنا اُن چیزونکا ہے جو ضد فضیلتونکی ہیں جنکو رذائل کہتے ہیں

جب فضیلتونکا حصر چار جنسوں میں ہے تو اضداد اُنکی جنکو رذائل کہتے ہیں ابتدائے نظر میں وہ بھی چار جنس پر متصور ہوسکتی ہیں اور وہ جہل ہے جو ضد حکمت کی ہے اور جبن ضد شجاعت کی اور حرص ضد عفت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی اور جو رضد عدالت کی - الاّ بموجب نفس الامر کے ہر فضیلت کے لئے
ایک حد اور اندازہ ہے کہ جب اُس سے تجاوز کریں خواہ زیادتی کیجانب خواہ
کمی کیطرف تو اُسکو رذیلت کہینگے بلکہ جو قید اور شرط فضیلت کی حد مقرر کرنے
میں معتبر ہے جب اُسکو ترک کریں یا جو قید کہ نا معتبر ہے اُسکا بھی لحاظ اور
اعتبار کیا جائے تو وہ فضیلت رذیلت ہو جائیگی - پس ہر ایک فضیلت مثل ایک
وسط کے ہے اور رذائل جو مقابلہ اُسکے ہیں ہیں بمنزلہ اطراف کے مثل مرکز
اور دائرہ کے تا جیساکہ سطح دائرہ پر ایک نقطہ جو مرکز اُسکا ہے محیط کی نسبت
سب نقطوں سے دور ہے اور دوسرے نقطے جو تعداد اُنکی شمار سے خارج ہے
ہر طرف سے جس جانب کیطرف واقع ہونگے نسبت مرکز سے محیط کیطرف نزدیک
ہونگے - اسیطرح سے فضیلت کے واسطے بھی ایک حد ہے جو وہ حد رذیلتوں
کی نسبت نہایت بُعد میں ہے انحراف اُس حد سے جس جانب اور جہت میں
ہوگا موجب قرب رذیلت کا ہوگا یہ ہے مراد حکما کی اُس چیز سے جو بیان کرتے
ہیں کہ فضیلت وسط میں ہے اور رذائل اطراف میں پس اس سبب سے
ہر فضیلت کے مقابلہ بیشمار رذیلتیں ہوئیں کیونکہ وسط محدود ہوتا ہے اور اطراف
نا محدود اور لازم پکڑنے فضیلت کی وہ مثال ہے جیساکہ ایک خط مستقیم پر
حرکت کیجائے اور رذیلوں پر ارتکاب کرنا مثل انحراف کے ہے اُس خط مستقیم
سے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دو حد کے درمیان خط مستقیم ایک کے سوائے دوسرا
نہیں ہوگا اور خط غیر مستقیم بیشمار ہوسکتے ہیں ایسا ہی راست روی فضیلت
کے طریق پر سوائے ایک طریق کے نہیں ہوتی اور انحراف اُس سے نا محدود
ہے اور اسی سبب سے ہے وہ سختی جو لازم پکڑنے فضیلت کے طریق سے
پیش آتی ہے - اور وہ جو بعض احکام شریعت میں سے ہے کہ صراط اللہ تعالیٰ
کی بال سے باریکتر اور تلوار سے تیز تر ہے - وہ اِن معنی سے مراد ہے - کیونکہ
حصول کرنا وسط حقیقی کا اطراف نامتناہی کے درمیان سے بہت مشکل ہے
اور قیام کرنا اُسپر بعد حصول کے اُس سے دشوار تر - اور وہ جو قول حکماء کا
ہے کہ اصابۃ نقطۃ الہدف اعسر من العدول عنہا ؛ و لزوم الصواب بعد
ذالک حتیٰ لا یخطیہا اعسر و اصعب ؛ یعنے پہنچنا نشانہ کے نقطہ پر دشوار تر ہے
خطا اُسکی سے اور لازم پکڑنا اُس نشانہ کا بعد اُسکے اس حد تک کہ کبھی خطا
واقع نہو بہت ہی زیادہ مشکل اور دشوار ہے - اس سے یہ ہی معنے مراد ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاننا چاہئے کہ وسط کے دو معنے ہیں ایک وہ کہ فی ذاتہ وسط ہے درمیان دو چیز کے مثل چار کے جو وسط ہے درمیان دو کے اور چھ کے۔ انحراف اسکا وسط کے درجہ سے محال ہے۔ دوسرا وہ جو وسط اضافی ہو مثل اعتدالات نوعی اور شخصی کے اطبا کے نزدیک۔ اور علم اخلاق میں جو وسط معتبر ہے تو قسم دوم میں سے ہے اور اسی سبب سے ہے کہ ہر فضیلت کی شرائط نسبت ہر شخص کے مختلف ہوتی ہیں اور بموجب اختلاف افعال اور احوال اور زمانہ وغیرہ کے بھی مختلف ہوجاتی ہیں۔ اور بمقابلہ ہر فضیلت کے فضائل شخص معین کے ہے رذیلتیں بیشمار ہوتی ہیں جیساکہ بیان کیا ہے ہمنے۔ پس رذائل ہر ایک شخص کے شمار میں نہیں آسکتے اور اسی سبب سے ہے کہ موجبات شر کے زیادہ سے زیادہ ہیں اور موجبات نیکی کے کم۔ لیکن حصر کرنا ان اشخاص اور اعداد کا اہل صناعت اخلاق پر لازم نہیں کیونکہ اہل صناعت پر عطا کرنا اصول اور قوانین کا ضروری ہے نہ شمار کرنا جزئیات کا جیساکہ نجار اور زرگر کے تصور اور خیال میں واسطے بنانے دروازہ اور انگشتری کے ایک قانون اور قاعدہ ہوتا ہے جو اسکے ذریعہ سے بہت سے دروازہ اور انگشتری ہا بنا سکتے ہیں اور ہر جگہہ حسب مصلحت وقت اور موقع کے جیسا مناسب ہو سب رعائتیں مدنظر رکھتے ہیں اور ان پر یہ واجب نہیں کہ تصور کریں اعداد جملہ انگشتری ہا اور دروازہ ہائے مختلف کا جو بنا سکیں گے جب انحراف کی دو نوع ہیں۔ ایک وہ جو حد وسط سے افراط کیطرف متجاوز ہو۔ دوسرا وہ کہ تفریط کیجانب ہو پس مقابلہ ہر فضیلت کے دو جنس کی رذیلت ہوئی۔ وسط کا درجہ فضیلت ہے اور دونوں طرف اُسکے رذیلت۔ اور جب بیان کیا گیا ہے کہ اجناس فضیلتوں کی، چار ہیں پس اجناس رذیلتوں کی آٹھ ہوئیں۔ انمیں سے دو بمقابلہ حکمت کے ہیں اُنکو سفہ اور بلہ کہتے ہیں۔ اور دو شجاعت کے مقابلہ میں تہور اور جبن اور دو عفت کے مقابلہ میں۔ شرہ اور خمود شہوت اور دو عدالت کے مقابلہ میں ظلم اور انظلام۔ اما سفہ افراط کی جانب ہے اور وہ استعمال کرنا قوت فکری کا اُس چیز میں کہ جسمیں واجب اور ضروری نہو یا بمقدار مناسب اور واجب سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ بعضے اسکو کربزی کہتے ہیں۔ اما بلہ جانب تفریط میں ہے اور وہ معطل اور بیکار کرنا قوت فکری کا ہے قصداً و ارادتاً نہ ازروئے اصلی پیدائش کے۔ اما تہور وہ جانب افراط کے ہے اور وہ اقدام کرتا ہے اُس چیز پر کہ جسکا اقدام نیک نہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

الّا جبن وہ جانب تفریط کی ہے اور وہ خوف کرنا اُس چیز سے جو لائق خوف کرنے کے ہو۔ الّا شرہ وہ جانب افراط کی ہے اور وہ حرص کرنی ہے اوپر لذات کے زیادہ مقدار مناسب سے۔ الّا خمود شہوت وہ جانب تفریط کی ہے اور وہ سکون ہے طلب کرنے لذات ضروری سے کہ از روئے عقل اور شرع کے طلب کرنا اُنکا جائز ہو ازراہ قصد نہ ازروئے پیدائش۔ الّا ظلم وہ جانب افراط کی ہے اور وہ اسباب معاش کا حاصل کرنا ہے طریق ناپسندیدہ سے۔ الّا انظلام وہ جانب تفریط کی ہے اور وہ قبول کرنا ظلم ظالم کا ہے بطریق ذلت کے اور اِس سبب سے کہ طریق حاصل کرنے مال اور روزی وغیرہ کے بہت ہیں ظالم اور خائن ہمیشہ بہت مالدار ہوتے ہیں اور مظلوم کم مایہ اور عادل متوسط حال اور اسیطرح پر وہ انواع جو تحت اجناس فضائل کی ہیں اُنکا اعتبار کرنا چاہئے تا بمقابلہ ہر ایک نوع کے دو رذیلتیں معلوم ہوجائیں۔ ایک افراط درجہ کی۔ دوسری تفریط کے مرتبہ کی۔ اور ممکن ہے جو ہر ایک کا نام اِن انواع اور اصناف سے ہر زبان میں مقرر کیا ہو۔ جب معانی تصور میں آجائیں تو عبارت کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ عبارت کی ضرورت صرف معانی کے حاصل کرنے کے واسطے ہوتی ہے ؞

الّا مثال کے طور پر جو بمقابلہ چند نوع کی رذیلتیں لازم آتی ہیں اُنکو میں بیان کرتا ہوں تا دیگر انواع کو اسپر قیاس کرلیں ؞

انواع حکمت کے سات نوع بینے بیان کئے ہیں۔ ذکاء۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن۔ سہولت تعلم۔ حسن تعقل۔ تحفظ۔ تذکر۔ الّا ذکاء وسط ہے خبث اور بلادت کے درمیان۔ خبث جانب افراط۔ بلادت جانب تفریط۔ مراد ہماری اس بلادت سے وہ ہے جو اختیاری ہے نہ وہ کہ پیدائش میں ہے۔ الّا سرعت فہم وسط ہے درمیان اُس سرعت تخیل کے جو برق درخشندہ کیطرح بلا لحاظ شرائط فہمید کے ہو اور اُس رنگ میں جو دیر فہمی کے سبب سے ملکہ ہو جائے۔ الّا صفائی ذہن کی وسط ہے درمیان اُس التہاب کے جو بباعث تجاوز حد کے نفس کو مطلوب کے پہونچنے سے باز رکھے اور اُس ظلمت کے جو نفس میں پیدا ہو۔ تا بباعث اُسکے استخراج نتائج میں تاخیر اور درنگ واقع ہو۔ الا سہولت تعلم وسط ہے درمیان اُس مبادرت اور دلیری کے جو استنباط صورتوں کے لئے فرصت نہ دے اور اُس دشواری کے جو مشکل سے مطلوب کو پہنچے۔ الّا حسن تعقل وسط ہے درمیان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صرف کرنے فکر کے واسطے ادراک اُس چیز کے جو مطلوب سے زائد اور فضول ہے اور درمیان اُس فکر کے جو دریافت کرنے تمام مطلوب سے قاصر ہے۔ الّا تحفظ وسط ہے درمیان توجہ ضبط اُس چیز کے کہ جسکا ضبط بیفائدہ ہو اور درمیان غفلت استنباط صورتوں کے جو بالغ ہو محافظت اُس چیز سے کہ جسکی نگہداشت ضروری ہو۔ الّا تذکر وسط ہے درمیان اُس جستجو کے جو موجب ضایع کرنے وقت اور کند اور سست کرنے ذہن اور فہم کا ہو اور درمیان اُس نسیان کے جو باعث فروگذاشت اُس امر کا ہو کہ جسکی رعایت واجب ہو اور بموجب ایسے طریق کے انواع دیگر اجناس میں قیاس کرنا چاہئے۔ اور ہوسکتا ہے کہ بعض رذائل کے لئے خاص نام بھی مشہور ہوں، جیساکہ وقاحت اور خرق جو فضیلت حیا کی دو طرفیں ہیں۔ اور اسراف اور بُخل فضیلت سخا کی دو طرفیں ہیں۔ اور تکبر اور تذلل فضیلت تواضع کی دو طرفیں ہیں۔ فسق اور تخرج فضیلت عبادت کی دو طرفیں ہیں۔ اور ہوسکتا ہے کہ بعض فضیلت بہ نسبت اوسط کے وجودی ہوں مثل سخاوت اور شجاعت کے۔ اور بعضے ناقص نظروں کے نزدیک جانب افراط ان فضائل کا اصل فضیلت سے ملتبس ہوجاتا ہے۔ رذیلت اور ذات فضیلت میں کچھ فرق نہیں کرتے تاجقدر وہ اسراف اور تہور زیادہ تر دیکھتے ہیں گمان کرتے ہیں کہ فضیلت کامل تر ہے اور ان فضائل کی تفریط کی جانب یہ اشتباہ نہیں پڑتا جیسا کہ بخل اور جُبن میں کیونکہ یہ جانب عدمی ہے۔ اور فرق اور مغائرت وجود اور عدم کی بہت ظاہر ہے۔ اور جو فضیلت بہ نسبت اوسط کے عدمی ہو حکم اُسکا برعکس اسکے ہے۔ مثلاً تواضع اور حلم جانب تفریط اُنکی کے اصل فضیلت سے ملتبس ہوجاتی ہے اور جانب افراط اسکی کے جو وجودی ہے اُسمیں التباس نہیں پڑتا۔ اور اُس فضیلت میں جو زیادتی غلبہ ایک طرف سے وہ موصوف نہو مثل عدالت کے اُسکی دونوں طرفیں ظاہر ہیں ؂

یہی ہے بیان اقسام رذائل کا بطور اجمال۔ اور بعضے اِن اقسام سے نفس کے لئے امراض ہوجاتے ہیں چنانچہ بعد اس کے اُن اسباب اور علامات اور علاجات کی تشریح بیان کی جاویگی۔ انشاءاللہ تعالےٰ

چھٹی فصل میں فرق بیان کیا ہے درمیان فضائل کے اور اُن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حالات کے جو مشابہ فضائل کے ہیں

پہلے اس سے اُس باب میں جو بیان کرنے خیر اور سعادت پر مشتمل تہا مینے بیان کیا ہے کہ موجبات سعادت کی تکمیل قوائے ناقصہ کی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ تکمیل قوّتوں کی فضائل چارگانہ کے حاصل کرنے سے میسّر آتی ہے پس موجبات سعادت کے اجناس فضائل چارگانہ اور وہ انواع جو تحت اِن اجناس کے ہیں ہوئے ۔ اور سعید وہ شخص ہوتا ہے جو ذات اُسکی جامع اِن صفات کی ہو ۔ جب ایک جنس اِن فضائل سے قوّت نظری سے تعلّق رکھتی ہے اور وہ حکمت ہے ۔ اور تین جنس باقی عمل سے متعلق ہیں پس مظہر آثار حکمت کا نفس ناطقہ ہوا ۔ اور مظہر آثار تینوں اجناس باقیماندہ کا بدن جب لوگوں سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو افعال اہل فضائل سے مشابہ ہوں تو احتیاج پڑی دریافت کرنے اصل حقیقت ہر فعل کی اور تمیز کرنے کی اُس چیز میں جو مبداء فضیلت کا ہو اور اُسمیں جو مبداء حالت دیگر غیر فضیلت کا ہو ۔ واسطے تمیز اور فرق کرنے کے فضیلت اور غیر فضیلت میں ۔ پس اس فصل میں تشریح اِن معانی کی مینے بیان کی ہے ؀

الّا حکمت میں ایک ایسی جماعت ہوتی ہے کہ مسائل علمی یاد اور حفظ کر لیتے ہیں اثنائے گفتگو اور مناظرہ میں ہر نکتہ نکات حقایق سے جو بطریق نقل اور چالاکی کے یاد کیا ہوا ہوتا ہے ایسی وجہ پر بیان کرتے ہیں جو سُننے والے تعجب کرتے ہیں اور وفور علم اور کمال فضل اُسکے کی گواہی دیتے ہیں اور نفس الامر میں اُنکے دلوں میں فضیلت نفس کی اور محکمی یقین کی جو ثمرہ حکمت کا ہے مفقود ہوتی ہے اُنکے عقائد اور علوم کا خلاصہ شک اور حیرت ہے نظیر انکی تقریر علمی میں مثل بعضے حیوانات کے ہے جو افعال انسانی کی نقل کریں اور مثل لڑکوں کے جو بالغ آدمیوں کے افعال عمل میں لاویں ۔ پس آثار اس جماعت کے آثار حکماء سے مشابہ ہوتے ہیں کیونکہ مقصد حکمت کا نفس ہے ۔ ایسے قسم کی مشابہت پر اطلاع کم حاصل ہوتی ہے اور اسی طرح سے عمل اعفّا یعنی پرہیزگاروں کا اُن لوگوں سے صادر ہوتا ہے جو اصل میں پرہیزگار نہیں ہیں مانند اُس جماعت کے جنہوں نے لذّات اور شہوات دنیاوی کو ترک کر دیا ہے یا بنظر توقع حصول زیادتی اُسی قسم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لذت کے دنیا اور آخرت میں یا بسبب اسکے کہ لذت اور ذائقہ اُس قسم کا کبھی
اُنکے نصیب نہیں ہوا اور مزہ اُسکا نہیں پایا استعمال اور تجربہ اُسکے سے غافل
ہیں مثل بعضے باشندگان کوہستان اور جنگلوں اور دیہات کے جو شہروں سے
دور دراز ہوں یا بباعث اسکے کہ ہمیشہ اور متواتر کہانے سے بدن اور عروق
اُنکے ممتلی اور پُر ہو گئے ہوں ماندگی اور رنج عارض ہو رہا ہے یا اصل پیدائش
میں شہوت سرد ہوتی ہے اور خلقت میں نقصان واقع ہے یا بعد خلقت کے
کسی مرض کے سبب سے شہوت زائل ہو گئی یا بلحاظ اسکے کہ اسکے کھانے
سے کوئی مرض اور رنج پیدا ہو جائیگا جو لازمہ افراط اور مداومت کا ہے یا کسی اور
مانع کے سبب سے۔ کیونکہ عمل پرہیزگارونکا اس جماعت اور مثل انکی سے صادر
ہوتا ہے بغیر اس بات کے جو ذات انکی صفت عفت سے موصوف ہووے
اور حقیقت میں عفیف وہ شخص ہے کہ حد اور حق عفت کا نگاہ رکھے اور اس
فضیلت کے اختیار کرنے کا باعث عفت ہو کہ زینت قوت شہواتی کی جو بقائے
شخص اور نوع انسانی کا بغیر اُسکے محال ہے وہ ہے جو اس زیور سے آراستہ
ہو بغیر مد نظر ہونے کسی غرض دوسرے کے مثل طلب نفع یا دفع ضرر کے اور
بعد تحصیل اس فضیلت کے تناول کرے ہر ایک قسم مطعومات مرغوب پر بقدر
ضرورت جیساکہ مناسب ہو حسب تقاضائے مصلحت اقدام کرے ؛

اور اسیطرح عمل سخیونکا صادر ہوتا ہے اُن لوگوں سے جو سخاوت حقیقی انکی
ذات سے مفقود ہے مثل اُن لوگوں کے جو خرچ کرنا مال کا کرتے ہیں طلب نفع
شہوات میں یا بنظر خود نمائی اور ریا کے یا بطمع افزونی جاہ اور مرتبہ اور قرب
بادشاہ کے یا واسطے دفع کرنے کسی ضرر کے حفظ مال اور عزت اور حرم کے لئے یا
اُن لوگوں کے حق میں صرف کریں جو استحقاق نرکھتے ہوں مثل شریر لوگونکے
یا وہ لوگ جو مسخرہ پن اور خوش طبعی اور انواع لہو و بازی سے مشہور ہوں یا
صرف مال کا بنظر توقع زیادتی مال کے کریں اور یہ فعل مثل افعال سوداگران
اور سود خواراں کے ہے۔ اور اُن لوگوں سے صرف ہونا مال کا اور صدور افعال
اہل سخاوت کا باعث یہ ہے کہ بعضے حرص اور طمع میں مبتلا ہوتے ہیں اور بعض
کی طبیعت میں لاف زنی اور ریا کی عادت متمکن ہوتی ہے اور بعضے رنج اور
محنت کشی اور تجارت کے معتاد ہوتے ہیں۔ اور بعضے بطریق فریب کے مال
صرف کرتے ہیں۔ سبب ان باتونکا ناقدردانی مال کی ہے یہ حال زیادہ تر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میراث خواروں کا ہوتا ہے یا اُن لوگوں کا جو کہ مصائب اور سختی پیدا کرنے مال سے بیخبر ہیں کیونکہ مال کا حاصل اور جمع کرنا مشکل ہے اور خرچ کرنا آسان اور حکماء نے نظیر اسکی میں بات اُس شخص کی جو پتھر سنگین پہاڑ بلند پر لیجائے اور اُسجگہ سے نیچے کیطرف چھوڑ دے گواہی کے طور پر بیان کی ہے کیونکہ کسب کرنا مال کا مثل لیجانے پتھر سنگین کے ہے پہاڑ کی بلندی پر اور آسانی خرچ کرنے مین مثل چھوڑنے اُسکے کے ہے نیچے کیجانب۔ اور مال کیطرف بنظر تدبیر معاش احتیاج ضروری ہے اور وہ نافع ہے حکمت اور فضیلت کے اظہار میں۔ اور کسب کرنا اُسکا پسندیدہ کسبوں سے مشکل ہے کیونکہ نیک کسب تھوڑے ہیں اور چلنا اُس راہ پر نیک آدمیونکو مشکل ہے اور سوائے نیکوں کے جسکو کچھ اندیشہ نیکی بُرائی کا نہیں ہے آسان ہے اور اسی سبب سے بہت لوگ جو نیک نیتی سے آراستہ ہیں اور قلیل البضاعت ہوتے ہیں اور بخت اور زمانہ سے انکو شکایت ہوتی ہے اور مخالف اُنکے جو لوگ جو خیانت اور طریق ہائے ناپسندیدہ سے مال جمع کرتے ہیں فراخ دست اور خوش عیش اور عوام لوگونکی جائے حسد ہوتے ہیں لیکن عاقل آدمی اپنے دل کو بری رکھنا بُرائی سے اور محفوظ اور پاک رکھنا عزت کا اعتراضات سے اور پرہیز کرنے میں خیانات اور چوری سے اور بچنا ظلم اقربا اور غربا سے اور پاک رہنا اُن چیزوں سے جو موجب فضیحت اور ملامت اور عار کا ہوں مثل فریب دینے احمقوں کے اور پیروی بدکرداروںکی اور رواج دینا اسباب خباثت کا دولتمندوں اور بادشاہوں سے نزدیک اور مدودینی اُنکو قبائح اور بدکرداری میں اور بُری باتوں کی بموجب رغبت اُنکی طبائع کے اُنکے پاس تحسین کرنی اور چغلی کرکے عیب لوگوں کے اُنکے پاس تحفہ کے طور پر لیجانے اور دیگر انواع شرارت اور فساد کے جو طالب مال کے عمل میں لاتے ہیں۔ اختیار کرتا ہے اوپر اُس منفعت اور راحت کے جو ایسے افعال کے ذریعہ سے حاصل ہوں۔ نہ بخت پر ملامت کرتے ہیں اور نہ زمانہ سے شکایت اور نہ ایسے دولتمندوں پر حسد کرتے ہیں۔ لیکن سخی حقیقت میں وہ شخص ہے کہ صَرف کرنا مال کا سوائے اسبات کے کہ سخاوت لذاتہ نیک اور جمیل ہے دوسری کسی غرض کے واسطے نہ کرے اور اگر غیر کا نفع مد نظر رکھے تو بالغرض اور قصد ثانی سے ہو تا اللہ تعالے کے افعال سے مشابہت اور کمال حقیقی حاصل ہو ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اسیطرح عمل شبیہہ بشجاعت صادر ہوتا ہے اُن لوگوں سے کہ جنکی ذات میں شجاعت موجود نہیں ہے مثل اُن لوگوں کے کہ معرکہ لڑائیوں اور خوفناک مقاموں اور خطرناک محلوں پر اقدام کرتے ہیں طلب مال یا ملک کے لئے یا دیگر ایسے انواع مرغوبات کی ہوس سے جو شمار اُنکا ناممکن ہے کیونکہ باعث اس اقدام کا حرص ہے نہ تقاضائے فضیلت کا اور صبر اور ثبات ایسے خوفناک مقاموں پر نہ کمال شجاعت سے ہے بلکہ نہایت حرص اور طمع سے ہے کیونکہ نفس شریف کو محل خطر میں ڈالنا اور مکروہات عظیم پر اقدام کرنا طلب مال یا دیگر مثل مال کے لئے نہایت خساست ہمت اور کمینگی طبع کی ہے اور بہت عیار پیشہ ارباب عفت اور شجاعت سے مشابہت کرتے ہیں اور حالانکہ تمام خلقت میں بزرگی فضیلت سے دور اور محروم ہوتے ہیں ۔ اس حد تک کہ خواہش نفسانی سے دست بردار ہوجاتے ہیں اور عقوبات سلطانی پر مثل ضرب تازیانہ اور قطع عضو و دیگر جراحات و تکلیفات پر کہ جنکا یہ ہونا محال ہوتا ہے صبر کرتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ نہایت کے درجہ صبر کو پہونچیں جو ہاتھ پانوں اور کانونکا کاٹنا اور آنکھونکا نکالنا اور رنگا رنگ عذاب اور مصیبتوں کا اُٹھانا اور پھانسی ہونی اور قتل ہونے پر راضی ہوجاتے ہیں تا نام اپنا اپنے ہمقوم اور ہمجنسوں اور شرکا میں جو بے اختیاری اور نقصان فضیلت میں مثل انکے ہیں مشہور کریں اور ایساہی شجاعت عمل میں لاتا ہے وہ شخص جو قوم اور اقربا کی ملامت یا خوف سلطان یا دور ہونے جاہ سے متحرز ہو ۔ یا وہ شخص جو بارہا بطریق اتفاق کے اپنے ہمسروں پر فتحمند ہوا ہو تا اُسکے خیال میں بارہا فتحیابی سے ایک گونہ دلیری راسخ ہوجائے اور عدم واقفیت حالت اتفاقات کے باعث ہوتی ہے اور تکرار اور معاودت اُن حالات کے اور ویساہی عاشق لوگ طلب معشوق میں نہایت رغبت فسق اور فجور کے سبب سے یا کمال حرص تمتع مشاہدۂ معشوق کے لئے اپنی ذات کو خوفناک مقاموں میں ڈالتے ہیں اور حیات پر موت کو اختیار کرتے ہیں ۔ الا شجاعت شیر اور فیل و دیگر حیوانات کی اگرچہ مشابہ شجاعت کے ہے الا اصل میں شجاعت نہیں ہے کیونکہ شیر اپنی قوت اور زور پر وثوق رکھتا ہے اسواسطے فتحمند ہوتا ہے پس دلیری اُسکی بباعث غلبہ اور قدرت اور قوت کے ہے نہ از راہ شجاعت باوجود اسکے اکثر موقع پر مقابلہ سے عاجز ہوتا ہے اور نظیر اسکی اپنے شکار کے ساتھ مانند

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس پہلوان کے ہے جو تمام ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر قصد۔ کسی شخص ضعیف بے سلاح کا کرے پھر بھی جو شرط فضیلت کی ہے وہ اسمیں مفقود ہے۔ اِلّا اصل میں شجاع وہ شخص ہے جو خوف ارتکاب امور بد اور قبیح کا اُسکے دلمیں خوف مرگ سے زیادہ تر ہو اور اِس سبب سے موت نیک کو حیات بد پر اختیار کرے اگرچہ لذت شجاعت کی ابتدائے شجاعت میں معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ابتدائے حال شجاعت میں مرگ کا اندیشہ ہوتا ہے لیکن اخیر اور انجام کے وقت لذت اُسکی معلوم ہوتی ہے کیا دنیا اور کیا آخرت میں خصوصاً اُس موقع پر جو حمایت حق اور خدائے جلّ شانہٗ کی راہ پر اور اپنی مصلحت و وجاہت اور اہل دین میں اپنی جان کو صرف کیا جائے کیونکہ جس کیکو یہ خصلت نصیب ہوگی وہ جانتا ہے کہ بقا میرا دنیا میں چند روز ہوگا آخرکار فنا اور موت ہے۔ اور وہ محبت الٰہی میں محکم رائے اور طلب فضیلت میں ثابت قدم ہوتا ہے۔ پس حفاظت دین کی اور حمایت عزت کی دشمنوں سے اور کوتاہ کرنا ہاتھ زبردستوں کا احوال دوستوں اور قریبیوں اور اہل دین سے اور جہاد کرنا راہِ الٰہی میں اختیار کرتا ہے اور بھاگنے کو عار جانتا ہے کہ نامرد واسطے طلب بقا اُس چیز کے بھاگنا اختیار کرتا ہے جو کسی حال میں وہ باقی نہیں رہیگی اور نفس الامر میں وہ طالب محال کا ہے اور بر تقدیر اگر چند روز اُسکی زندگی وفا کرے تو عیش اُسکا منغص اور زندگی اُسکی مکدر ہوتی ہے اور خواری اور ذلّت اور مشقت اور مذمت سے روزگار بسر کرتا ہے۔ پس جلدی لاحق ہونا مرگ کا فضیلت شجاعت اور ذکر باقی اور ثواب ابدی کے ساتھ عزیز جاننا ہے تاخیر اُسکی سے جو اسقدر محنتوں اور مصیبتوں کے ساتھ ہو۔ اور کلام شجاع متفق علیہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو محض تقاضائے شجاعت سے صادر ہوئی ہے مصداق اِن معنے کا ہے اور وہ یہ ہے "قال رضی اللہ عنہ الاصحابہ یا ایھا الناس انکم ان لا تقتلوا تموتوا والذی نفس ابن ابی طالب بیدہ لالف ضربۃ السیف علی الراس اھون من میتۃ علی الفراش" یعنے فرمایا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے یاروں کو اے مرداں تحقیق تم اگر نہ قتل کیے جاؤگے تو موت سے ہلاک ہوگے قسم ہے اُس ذات کی جو جان بن ابی طالب کی اُسکے ہاتھ میں ہے کہ البتہ ہزار ضرب تلوار کی سر پر آسان ہے موت سے اوپر بستر کے۔ اور حال شجاع کا نفسانی خواہشوں کے دور کرنے میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور شہوات کے پرہیز کرنے سے ہی یہی ہے جو بیان کیا گیا ہے اور جو شخص تعریف شجاعت کی جو پہلے اس سے بیان کی گئی ہے تصور کر لے تو جان لیتا ہے کہ وہ افعال جو میںنے بیان کئے ہیں اگرچہ شجاعت سے مشابہ ہیں الا اصلی معنے شجاعت سے خارج ہیں اور اُسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ جو شخص خطرناک جگہ پر اقدام کرے یا امور بد سے اندیشہ نہ کرے وہ شجاع نہیں ہوتا کیونکہ جو لوگ دور ہونے شرف اور خرابی عزت سے خوف نہیں رکھتے یا ہلاک کرنے والی آفتوں مثل سخت زلزلوں اور مصائب متواترہ سے یا امراض مزمنہ اور دردناک سے یا مفقود ہو جانے مربیوں اور دوستوں سے یا آشوب دریائی سے درحالیکہ اِن بلاؤں میں مبتلا ہوں خوف نکریں وہ بیحیا اور مجنوں ہیں نہ شجاع اور ہمچنیں وہ شخص جو امن اور فراغت کی حالت میں اپنے آپکو تہلکہ میں ڈالے اس وجہ سے کہ بطریق امتحان کسی بلند جگہ سے کود پڑے یا کسی دیوار یا پہاڑ بلند خوفناک پر چڑھے یا بغیر مہارت شناوری کے اپنے آپکو گرداب میں ڈالے یا بلا ضرورت کسی شتر مست یا گاؤ نا آموختہ یا اسپ تند ناریاضت یافتہ کے مقابلہ میں آجائے اِس مراد سے جو مجکو شجاع تصور کریں اور مردی اور قوت میری لوگوں پر ظاہر ہو وہ شخص حماقت اور لاف زنی سے منسوب ہوتا ہے نہ شجاعت سے۔ اِلّا افعال اُن لوگوں کے جو پھانسی لے مرتے ہیں یا زہر کھا لیتے ہیں یا کنوئیں میں گر مرتے ہیں بباعث خوف فقر یا خوف دور ہونے جاہ اور مرتبہ کے یا اندیشہ کسی امر ناسزا کے اُنکو نامرد اور بددل کہنا لائق ہے نہ شجاع کیونکہ موجب اِن افعال کا تقاضائے طبع نامردی کا ہے نہ شجاعت کیونکہ شجاع صابر ہوتا ہے اور تحمل کرنے سختیوں پر قدرت رکھتا ہے اور جو حالت اُسپر وارد ہو اُسمیں فعل مناسب اُس حال کے اُس سے صادر ہوتا ہے اور اسی سبب سے تعظیم کرنی مرد شجاع کی واجب ہے عقلمندی اور حکمت کا مقتضا یہ ہے کہ بادشاہ یا وہ شخص جو قائم کرنے والا امور دین اور ملک کا ہو۔ وہ مرد شجاع کے ساتھ مناقشہ اور دریغ نکرے اُسکی قدر اور منزلت کرے اور اُسکے رتبہ میں اور اُن لوگوں کے رتبہ میں جو شجاعت میں اُسکے ساتھ مشابہت کریں اور اصل میں شجاع نہوں۔ تمیز اور فرق کرنا چاہئے کیونکہ مرد شجاع عزیز الوجود ہوتا ہے نیک امور میں جو مصیبتیں پیش آویں اُنکو ناچیز جانتا ہے اور مکروہات زمانہ پر صابر ہوتا ہے اور جو چیزیں عوام کی نظر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

میں بزرگ ہیں مثل قتل ہونے کے اُنکو خفیف سمجھتا ہے نہ اُس مکروہ سے
کہ جسکا تدارک ناممکن ہے اندوہگیں ہوتا ہے نہ کسی حادثہ ناگہانی سے مضطرب
ہوتا ہے۔ جب غصہ اُسکو لاحق ہوتا ہے تو ایک واجبی مقدار پر ہوتا ہے عین
موقع میں اُس شخص کے حال پر جو مستحق سزا اور ایذا کا ہووے اور جب
کسی سے انتقام لیتا ہے تو وہ بھی اِن شرائط سے اور حکماء کا قول ہے کہ جو
شخص کسی سے انتقام لینے کا مستعد ہو اور کسی سبب سے انتقام لینے سے
باز رہے تو نفس اُسکا پژمردہ اور افسردہ ہوجاتا ہے اور وہ افسردگی نفس
کی تب زائل ہوتی ہے جب انتقام لیا جائے اور جب انتقام لینے کی مراد پر
فائز ہوجاتا ہے تو جو خوشی اُسکی طبیعت میں مرکوز تھی وہ عود کرآتی ہے اور
یہ انتقام اگر حسب شجاعت کے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم اور بہت لوگ ایسے
ہوئے ہیں کہ بادشاہ قاہر یا دشمن غالب پر واسطے انتقام لینے کے مرتکب ہوئے
ہیں اور اپنے آپ کو ورطہ ہلاک میں ڈالا ہے بغیر اسباب کے جو کسی طرحکی
مضرت یا نقصان اُنکو پہونچادیں ایسا انتقام وبال جان اور موجب مزید ذلت
اور عجز کا ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ عفت اور شجاعت اچھی طرح ظہور میں نہیں آتی
اِلّا مرد حکیم سے اور شرائط اسکی تمام نہیں ہوتیں بجز حکمت کے تا ہر ایک قسم
کو اپنے موقع اور وقت پر حسب مصلحت بمقدار ضرورت عمل میں لاوے
پس ہر عفیف اور شجاع حکیم نہیں ہوتا اور ہر حکیم عفیف اور شجاع ہوتا ہے
اور ویسا ہی عمل شبیہ بعدالت صادر ہوتا ہے اُن لوگوں سے کہ جنکی ذات
میں فضیلت عدالت کی موجود نہیں ہے اور عادل لوگوں کے اعمال کے
مطابق اپنے افعال ظاہر کرتے ہیں بنظر ریاکاری اور شہرت کے۔ تا اسکے وسیلہ
سے مال یا جاہ یا کوئی مرغوب چیز حاصل کریں اور کسی غرض کیواسطے مثل اُن
چیزوں کے جنکا دیگر فضائل کی تشریح میں بیان کیا گیا ہے۔ اور لایق نہیں کہ
ایسے لوگوں کے افعال کو عدالت سے نسبت کریں کیونکہ عادل حقیقی وہ
شخص ہے جو قوتیں نفسانی کی تعدیل اور افعال اور اقوال جو اُن قوتوں
سے صادر ہوتے ہیں اُنکی تقویم جیساکہ ایک دوسرے پر غالب نہوجائے
بخوبی کرلے بعد اسکے جو چیزیں کہ اسکی ذات سے خارج ہیں مانند معاملات اور
کرامات وغیرہ کے اسیطرح پہ اُن میں رعایت رکھے اور نظر اسکی ہمیشہ عموماً حال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنے فضیلت عدالت کیواسطے ہو نہ کسی غرض وغیرہ کے لئے۔ یہ حالت اُس وقت حاصل ہوتی ہے جبوقت نفس کو وہ ملکہ باطنی جو اندازہ اور حد ہر چیز کو نگاہ رکھنے والا ہو حاصل ہوجائے تا افعال اور آثار اُسکے منتظم ہوجائیں اور دیگر فضائل کے واسطے یہ ہی طریقہ محافظت کا عمل میں لانا چاہئے تا اصل حقایق فضائل کو اور وہ جو متشابہ فضائل کے ہیں شناخت کرلے۔ اللہ تعالےٰ راہ نیک دکھلانے والا اور عقل بخشنے والا ہے ؛؛

ساتویں فصل بیان شرف عدالت میں اوپر دیگر فضائل کے اور تشریح احوال اور اقسام اُسکے کی

لفظ عدالت کا دلالت کے رو سے خبر دیتا ہے معنے مساوات پر اور دریافت کرنا مساوات کا بغیر اعتبار وحدت کے محال ہے جیساکہ وحدت نہایت کے درجہ اور اعلےٰ مرتبہ مدارج شرف اور کمال پر مخصوص اور ممتاز ہے اور سرایت کرنا آثار اُسکے کا اللہ تعالےٰ کیجانب سے جو واحد حقیقی ہے جملہ معدودات کے درمیان مثل فیضان انوار وجود کے ہے علت اولےٰ کیطرف سے جو موجود مطلق ہے تمام موجودات کے درمیان پس جو کوئی وحدت سے نزدیک زیادہ ہے وجود اُسکا شریف زیادہ ہے اور اسی سبب سے نسبتوں میں کوئی نسبت شریف تر نسبت مساوات سے نہیں جیساکہ علم موسیقی میں مقرر ہوچکا ہے اور فضیلتوں میں کوئی فضیلت کامل تر فضیلت عدالت سے نہیں ہے جیساکہ صناعت اخلاق میں معلوم ہوتا ہے کیونکہ وسط حقیقی عدالت ہے اور جو چیز ماسوا اُسکے ہے نسبت عدالت کی اطراف ہیں اور سب کا مرجع عدالت کیطرف ہے۔ جیساکہ وحدت باعث شرف بلکہ موجب ثبات اور قوام موجودات کا ہے۔ اور کثرت باعث خساست بلکہ موجب فساد اور بطلان موجودات کا۔ اور اعتدال سایہ وحدت کا ہے جو قلت اور کثرت اور نقصان اور زیادتی کو اقسام متغائرہ سے دور کردیتا ہے اور زیور وحدت سے اُسکو پہنچتی نقصان اور رذیلت فساد سے اوج کمال اور فضیلت ثبات پر پہونچا دیتا ہے اگر اعتدال نہوتا تو دائرہ وجود کا ظہور میں نہ آتا کیونکہ پیدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتا مَوالیدِ ثلاثہ کا چاروں عنصروں سے اعتدالِ امتزاج اور اختلاط اُنکے پر منحصر
ہے الغرض کہ اسباب میں بحث اور سخن بہت ہی طوالت کے درجہ کو پہنچ جاتی
ہے بہتر یہ ہے کہ ہم مطلب کی طرف متوجہ ہوں - اور کہتے ہیں ہم کہ عدالت
اور مساوات انتظام بخشنے والی مختلف چیزوں کی ہیں اور جیساکہ علم موسیقی
میں جو نسبت کہ نسبت مساوات کی ہو تو اُسکو کسی وجہ سے جوڑ توڑ کرکے نسبت
مساوات کیطرف رجوع کرلیتے ہیں ورنہ حد تناسب سے خارج ہوجاتی ہے - اور
دیگر امور میں جنمیں انتظام ہوگا کسی نہ کسی وجہ سے اُنمیں عدالت موجود ہوگی
ورنہ اُنمیں فساد اور خلل واقع ہوجائیگا - بیان اسکا اِس وجہ پر ہے کہ نسبت
مساوات کے بعینہٖ اُس جگہ ہوگی جہاں مماثلت کہ جو مراد وحدت سے ہے جوہر یا
کمیت میں حاصل ہوگی اور جہاں مماثلت نہو وہاں مساوات ایسی ہوگی جیساکہ
کہو تم کہ نسبت اول کی دوم کے ساتھ مثل نسبت دوم کی ہے سیوم کے
ساتھ یا مثل نسبت سوم کی چہارم کے ساتھ پہلی کو نسبت متصلہ کہتے ہیں
اور دوسری کو نسبت منفصلہ - اور انواع منتسبات میں بہت طریق سے
استعمال کرتے ہیں مثل نسبت عددی اور نسبت ہندسی اور نسبت تالیفی وغیرہ
نسبتوں کے جیساکہ علوم میں بیان کیا گیا ہے - اور متقدمین کو نسبت کی
تعظیم میں بباعث استخراج کرنے علوم شریفہ کے اسکے ذریعہ سے مبالغہ بہت
ہے - پس جب عدالت کا اعتبار کیا جائے اُن امور میں جو باعث انتظام
معیشت کا ہیں اور ارادہ کو اُنمیں دخل ہو وہ تین نوع پر ہے - اول وہ
جو تقسیم مال اور منصب اور عہدوں سے تعلق رکھتی ہے - دوئم وہ جو تقسیم
لین دین و خرید فروخت اور عوض معاوضہ سے متعلق ہے - سوئم اُن امور
کی تقسیم سے متعلق ہے جنمیں سزا دینے کو دخل ہے مثل تادیبات و سیاسات
کے - پہلا قسم جیساکہ کہیں کہ جب نسبت اِس شخص کی اِس منصب اور
خدمت کے ساتھ یا اِس مال کے ساتھ مثل نسبت اُس شخص کے ہے کہ
وہ شخص رتبہ میں مثل اُسکے ہے یا منصب اور مال مثل اُسکے رکھتا ہے
پس یہ منصب یا یہ مال حق اُسکا ہے اُسکو دینا چاہئے اور اگر کمی بیشی ہو تو
اُسکو برابر کرنا چاہئے یہ نسبت مشابہ ہے نسبت منفصلہ کے ساتھ - اِلّا قسم
دوم میں کبھی نسبت مشابہ منفصلہ کے ہوتی ہے اور کبھی متصلہ کے مشابہ
ہوتی ہے - مشابہ منفصلہ کے ساتھ یہ ہے جیساکہ کہیں کہ نسبت اِس بزاز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی اس جامہ کے ساتھ مثل نسبت اس نجار کی ہے اس کرسی کے ساتھ پس
معاوضہ اسکے بیں کچھ ضرر نہیں ہے اور متصلہ جیسا کہ کہیں کہ نسبت اس
جامہ کی اس زر کے ساتھ مثل نسبت اس زر کی ہے اس کرسی کے ساتھ
پس جامہ اور کرسی کے معاوضہ میں کچھ ضرر نہیں ٭

الا تیسری قسم میں نسبت مشابہ نسبت ہندسی کے ہوتی ہے جیسا کہ کہیں
نسبت اس شخص کی اپنے رتبہ کے ساتھ مثل نسبت دوسرے شخص کی
ہے اپنے رتبہ کے ساتھ پس اگر وہ ضرر یا نقصان پہنچانے سے دوسرے
شخص کی نسبت مساوات کو باطل کرے تو اسیقدر ضرر اور نقصان اسکو پہنچانا
چاہیئے تا عدالت اور مساوات مثل پہلی حالت کے قائم رہے۔ عادل وہ
شخص ہوتا ہے کہ جو چیزیں نا متناسب اور نا متساوی ہیں انہیں مناسبت اور
مساوات پیدا کرے مثلاً اگر ایک خط مستقیم کو دو حصہ مختلف غیر مساوی پر
تقسیم کیا جائے اور پھر چاہیں کہ ان دونو حصوں کو باہم مساوی کیا جائے
تو البتہ جو حصہ بڑا ہے وہ کسیقدر کاٹا جائیگا اور جو کم ہے وہ زیادہ کیا جائیگا
تا مساوات حاصل ہوگی اور کمی اور بیشی اور نقصان اور زیادتی مرتفع ہوجائیگی
اور یہ وہ شخص کرسکتا ہے جو وسط کی طبیعت پر واقف ہوتا افراط اور
تفریط کو اس سے دور کرے اور ویسا ہی حال ہے خفت اور ثقل اور
اور کثرت اور دیگر انحرافات میں۔ پس اگر کوئی چیز خفیف چیز پر رکھدیں
اور ثقیل سے اٹھالیں تو برابری حاصل ہو جائیگی۔ اور اگر دونو برابر ہونگی
جب ایک کو کم کیا جائیگا تو وہ خفیف ہو جائیگی۔ اگر دوسری طرف میں
زیادتی کیجائے تو وہ ثقیل ہو جائیگی۔ اور کمی اور بیشی میں بھی یہ ہی
حال ہے اگر انداز اور حق سے کم لے گا تو زیان میں پڑیگا اگر زیادہ
لے گا تو رنج حاصل کریگا۔ ہر چیز کے وسط کا مقرر کرنیوالا اس صورت پر
کہ وسط کی واقفیت سے ہر چیز کو اعتدال کے مرتبہ پر پہنچاوے شریعت
الٰہی ہے پس نفس الامر میں عدالت اور مساوات کے وضع کرنے والی
شریعت الٰہی ہے کیونکہ ذات پاک اللہ تعالےٰ کی چشمہ وحدت کا ہے۔
جب آدمی مدنی بالطبع ہے اور معاش اسکی سوائے مدد ایک دوسرے
کے ممکن نہیں جیسا کہ بعد اسکے مشروحاً بیان کیا جائیگا اور مدد کرنی ایک
دوسرے کی منحصر ہے اس امر پر کہ بعضے خدمت بعض کی کریں بعضوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے خدمت کرائیں اور بعضوں کی خدمت کریں تا مکافات اور مساوات اور مناسبت مرتفع ہوجائے کیونکہ نجار اپنے عمل سے خدمت رنگریز کی بجا لائے اور رنگریز اپنے عمل سے خدمت نجار کی تاکہ برابری ہوجائے اور ہوسکتا ہے کہ عمل نجار کا عمل رنگریز سے بہتر اور زیادہ ہو یا برعکس اسکے پس ضرور تا کسی امر برابری کرنیوالا اور تقسیم کرنیوالا کی احتیاج پڑے اور وہ دینار رہے پس خلقت میں دینار عادل اور متوسط ہے لیکن عادل غیر ناطق اور بے زبان ہے اب عادل ناطق کی احتیاج باقی رہی تا اگر دینار کے ذریعہ سے جو عادل بے زبان ہے معاوضہ اور مبادلہ کرنے والوں میں فیصلہ ظہور میں نہ آئے تو عادل ناطق سے استمداد اور استعانت طلب کریں اور وہ دینار کی مدد کرے تا انتظام اور راستی بالفعل موجود ہوجائے اور عادل ناطق انسان ہے پس اس سبب سے حاکم کیطرف احتیاج پڑی۔ اس مباحثہ سے معلوم ہوا کہ محافظت عدالت کی خلقت میں ان تین چیزوں کے بغیر نہیں ہوتی۔ شریعت الٰہی اور حاکم انسانی اور دینار اور ارسطاطالیس نے بیان کیا ہے کہ دینار ناموس عادل ہے اور معنے ناموس کے زبان یونانی میں تدبیر اور سیاست ہے اور وہ چیز جو مثل اسکے ہو اور اسی سبب سے شریعت کو ناموس الٰہی کہتے ہیں۔ کتاب حکیم نیقوما میں مذکور ہے کہ ناموس اکبر اللہ تعالےٰ کیجانب سے ہے اور ناموس دوم ناموس اکبر کے قسم سے ہے اور ناموس سوم دینار ہے پس ناموس الٰہی سب ناموسوں کا پیشوا ہے۔ اور ناموس دوم حاکم ہے جسکو پیروی ناموس الٰہی کی کرنی چاہئے۔ اور ناموس سوم پیرو ناموس دوم کا ہے اور کلام اللہ شریف میں بھی یہ معنے بعینہ اس آیت سے پائے جاتے ہیں۔ "انزلنا معہم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید فیہ بأس شدید ومنافع للناس" نازل کیا ہے ہمنے پیغمبروں کے ساتھ کتاب اور میزان کو تاکہ قائم ہوویں لوگ حصہ اپنے پر اور نازل کیا ہمنے آہن اُسمیں خوف ہے سختی اور نفع ہے واسطے لوگوں کے۔ اور دیناروں کیطرف جو مختلف چیزوں میں مساوات دینے والا ہے اس سبب سے حاجت ہے کہ اگر فیصلہ مختلف چیزوں میں بذریعہ قیمت کے مختلف کے نہوتا تو امور مشارکتی اور معاملہ لین دین درست اور منتظم نہوتے۔ الّا جب دینار بعض چیزوں سے کم کئے جاویں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور بعض میں ایزاد کئے جاویں تو اعتدال حاصل ہو جاتا ہے اور معاملہ رنگریز کا نجار کے متساوی ہو جاتا ہے اور یہ قسم عدالت مدنی سے ہے جو مقولہ اُنکا ہے کہ آبادی دنیا کی عدالت مدنی کے ساتھ ہے اور خرابی دنیا کی جور مدنی سے اور بہت ہوا کرتا ہے جو قلیل عمل کثیر عمل سے متساوی ہوتا ہے مثل نظر مہندس کے مقابلہ رنج اور مشقت مزدور لوگونکے قدر و منزلت میں زیادہ ہے اور مانند تدبیر صاحب لشکر کے جو مقابلہ جنگ پہلوانوں میں زیادہ تر فوقیت رکھتی ہے۔ اور مقابلہ عادل کے جائر ہوتا ہے۔ اور جائر اُسکو کہتے ہیں جو مساوات کو باطل کرے اور بموجب قول ارسطاطالیس اور قواعد گذشتہ کے جائر تین نوع کے ہوتے ہیں اول جائر اعظم اُسکی وہ صفت ہے جو شریعت آلہی کا مطیع ہو۔ دوم جائر اوسط اُسکی یہ صفت ہے کہ حاکم کی اطاعت نکرے۔ سوم جائر اصغر اُسکی وہ صفت ہے کہ دنیا کے حکم پر نہ چلے۔ اور جو فساد اس تیسرے مرتبہ جور سے ظہور میں آتے ہیں وہ غصب اور لوٹ کرنا مال کا اور اقسام چوری اور خیانت کے ہیں۔ اور فساد دونوں پہلے قسم جور سے وقوع میں آتے ہیں وہ ان فسادوں سے بڑے ہیں۔ ارسطاطالیس کا قول ہے کہ جو شریعت الہی کا پابند ہو وہ مساوات کے طریق پر عمل کرتا ہے اور حصول خیر اور سعادت کا وجوہات عدالت سے کرتا ہے اور شریعت الہی بجز نیکی کے حکم نہیں فرماتی کیونکہ بارگاہ آلہی سے سوائے عمل جمیل کے کوئی امر صادر نہیں ہوتا اور حکم شریعت آلہی کا خیر کے ساتھ ہوتا ہے اور اُن چیزوں کے لئے ہوتا ہے جو موجب حصول سعادت کا ہوں اور شریعت آلہی فساد ہائے مدنی سے ممانعت کرتی ہے۔ پس حکم عمل شجاعت کا فرماتی ہے اور نگہداشت ترتیب کا معرکہ جہاد اور جنگ میں اور حکم عمل کرنے کا عفت کے ساتھ فرماتی ہے اور محافظت اور نگہداشت شہوات کے ناشائستہ امور سے اور گناہ افتراء سازی اور دشنام دہی اور بُرا کہنے سے باز رکھتی ہے۔ الغرض کہ فضیلت کے حاصل کرنے پر حرص پیدا کرتی ہے اور رذیلت سے امتناع۔ اور عادل آدمی پہلے عدالت کو اپنی ذات میں استعمال کرتا ہے اور بعد اُسکے اپنے شہر کے لوگوں میں۔ پس ارسطاطالیس نے بیان کیا ہے کہ عدالت جزو فضیلت کی نہیں ہے بلکہ کل فضیلت ہے بتمامہ اور جور جو ضد اُسکی ہے وہ بھی جزو رذیلت کی نہیں بلکہ کل رذیلت ہے۔ بتمامہ الا بعض اقسام جور کے نسبت بعض کے زیادہ ظاہر ہوتے ہیں مثلاً جو کہ خرید فروخت اور ضامنتوں اور مستعار چیزوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں عمل میں آتے ہیں وہ ظاہر تر ہیں اہل شہر کے نزدیک چوری اور مخفی گناہ کرنے اور دہوکا دہی اور فریب اور جھوٹی گواہی دینے سے۔ یہ اقسام جور کے خفاء اور پوشیدگی سے زیادہ تر نزدیک ہیں۔ اور بعضے قسم ایسے ہوتے ہیں کہ تغلب سے زیادہ نزدیک ہیں مثل عذاب دہی قید اور طوق ڈالنے کے وغیرہ مثل اس کے اور بادشاہ عادل مساوات سے حکم کرنے والا ہوتا ہے جو ان فسادات کو رفع اور باطل کرتا ہے اور حفظ مساوات میں شریعت الٰہی کا خلیفہ ہوتا ہے پس اپنی ذات کے لئے دوسروں کی نسبت سے حصہ خیرات اور حسنات کا زیادہ اور حصہ بدیوں کا کم نہیں اختیار کرتا۔ اور اسی سبب سے کہتے ہیں کہ الخلافۃ تتطہر یعنے درجہ خلافت کا پاک کرنیوالا ہے۔ بعد اسکے کہا ہے کہ عام لوگ مستحق رتبہ حکومت کا اُس شخص کو جانتے ہیں جو حسب و نسب کی بزرگی سے مشہور ہو یا وہ کوئی جو کثرت دولت اور مال سے جمعیت رکھتا ہو اور اہل دانش اور عقلمند لوگ حکمت اور عدالت کو شرط استحقاق اور استعداد میں اس رتبہ کے جانتے ہیں کیونکہ یہ دونوں فضیلتیں موجب ریاست اور سرداری حقیقی کا ہیں اور باعث ہیں اسباب کا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے درجہ اور رتبہ پر رکھا جائے اور موجبات جملہ اقسام مضرات کے چار نوع میں محصور ہیں اول شہوت رذالت اسکے تابع ہے۔ دوم شرارت جور اسکے تابع ہے۔ سوم خطا حزن اسکے تابع ہے چہارم شقا اور حسرت جو مقارن مذلت ہو۔ اندوہ تابع اسکے ہے۔ الّا شہوت جب باعث ہوتی ہے اوپر ضرر رسانی غیر کے تو انسان کو اس ضرر رسانی میں کچھ لذت حاصل نہیں ہوتی مگر جب یہ ضرر رسانی ذریعۂ حصول مشتہی اور مطلوب کا ہوتی ہے تو بالعرض اسپر راضی ہونا پڑتا ہے اور کبھی اس ضرر رسانی کا اکراہ اور رنج طبع کو معلوم ہوتا ہے اور باوجود اسکی قوت شہوت کے ارتکاب اُس مکروہ کا کرتی ہے الّا شریر جو دیدہ و دانستہ ضرر رسانی غیر کی از روئے اختیار کے کرے اور اُس سے لذت پائے مثل اُس شخص کے جو غمازی اور چغلی کسیکی ظالموں کے پاس اس نظر سے کرے کہ تا اسکے ذریعہ سے اُس شخص کی نعمتوں کا زوال ہوجائے بغیر اسبات کے جو اُسکی ذات کو بھی اس سے کچھ نفع ہو لیکن اُسکو اُس شخص کے تکلیف پہنچنے سے لذّت حاصل ہوتی ہے باعث تشفی حسد وغیرہ کے۔ الّا خطا جب سبب ہو واسطے ضرر رسانی غیر کے وہ اضرار قصداً و اختیاراً نہیں ہوتا اور نہ اُسمیں کسیطرح کی لذّت مقصود ہوتی ہے بلکہ قصد اور فعل کا ہوتا ہے اور وہ فعل موجب ہوجاتا ہے ضرر غیر کا مثل زخم اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تیر کے جو کسی شخص کے بدن پر از روئے قصد کے نہ عارض ہو۔ البتہ غم
اور اندوہ تابع انحالت کے ہوتا ہے الّا شقا موجب ایسے فعل کا ہوتا ہے
جو اُسکا آسیب ذات اُس شخص سے خارج ہوتا ہے اور اُسمیں اُسکا اختیار اور
قصد نہیں ہوتا جیساکہ صدمہ گھوڑے نا ریاضت یافتہ کا جو اُسپر کوئی شخص سوار
ہو کسیکو پہنچے جو اُس شخص کی اُسکے ساتھ وابستگی ہو اور اُسکو ہلاک کروے
ایسا شخص بے گناہ اور جائے رحم ہوتا ہے اور اس معاملہ میں لائق ملامت
کرنے کے متصور نہیں الّا وہ شخص جو بباعث مستی یا غصہ یا غیرت کے کسی قبیح
امر پر ارتکاب کرے وہ لایق عتاب اور عقوبت کے ہے کیونکہ جو اصل باعث
اُس فعل کا ہے یعنی مُسکر چیز کا کھانا اور قوت غضبی اور شہوی کی اطاعت
کرنی جو صدور قبائح کا اُسکی متابعت سے لازم ہے اُسکے اختیار اور ارادہ
سے ہوا ہے۔ یہ ہے تشریح عدالت اور موجبات اُسکے کی اقسام اور افعال اُسکے
اب میں بیان کرتا ہوں۔ حکیم اول یعنی ارسطاطالیس نے عدالت کو تین قسم
پر منقسم کیا ہے اول اداے کرنا حقوق الٰہی کا جو بخشنے والا نیکیوں اور بزرگیوں
کا ہے بلکہ سبب وجود ہر نعمت کا جو تابع وجود کے ہے اُسی کی ذات پاک ہے
اُسپر آدمیون کو قیام کرنا چاہئے اور عدالت کا یہ مقتضاے ہے جو بندہ حسب
مقدور اور طاقت اپنی کے جو امور اُسکے اور معبود اُسکے کے درمیان ہیں اُنمیں
افضل اور عمدہ طریقہ بجالانے کا عمل میں لائے اور رعایت کرنی شرائط اُن کی
میں نہایت جہد اور کوشش کرے۔ دوم حقوق انسانوں سے اور تعظیم روسا
کی اور ادا کرنا امانتوں کا اور انصاف کرنا معاملات میں ہے انمیں آدمیونکو قیام کرنا
چاہئے۔ سوم اداے کرنا حقوق گزشتگاں کا مانند قرضہ اداے کرنے کے اور وصایا
اُنکی پر تعمیل کرنی وغیرہ مثل اسکے۔ انپر قیام کرنا چاہئے اس مقام تک معنے
کلام ارسطاطالیس کے ہیں۔ اور وجوب اداے حقوق الٰہی میں تحقیق اسطرح پر
ہے جب شرط عدالت کی لین دین کے معاملات وغیرہ امور میں ظاہر کرنی چاہئے
تو پس چاہئے کہ مقابلہ اُن نعمتوں کے جو عطیات خالق کریم عزاسمہ اور نعماے
نا متناہی ذات پاک اُسکی سے ہمکو نصیب ہوتی ہیں اور حق اُنکا ہمارے پر
ثابت ہے کسیطرح طاقت اپنی اداے کرنے اُن حقوق میں صرف کریں کیونکہ
اگر کوئی شخص تھوڑا سا انعام کسی سے پاوے اور بدلہ اُسکا نکرے تو وہ شہرہ
تقصیر جور سے نسبت کیا جاتا ہے پس اگر نعمتہاے بیشمار اور عطیات بے انداز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے مخصوص ہو اور پھر متواتر و متوالی لحظہ بلحظہ نعمتہائے حال کی اسپر مدد حاصل ہوتی رہے توکسطرح سے مقابلہ اُن نعمتوں میں خیال کے ساتھ شکر گذاری کرنی یا بجا آوری احکام اُسکے سے کسی حق پر قائم ہونیمیں مشغول ہو بلکہ سیرت عدالت کی اسبات کا تقاضا کرتی ہے کہ اپنی کوشش اور سعی معاوضہ اور مبادلہ نعمتوں میں مصروف رکھے اور اسباب میں سستی اور کاہلی کو نا روا سمجھے کیونکہ اگر مثلاً کوئی بادشاہ عالم فاضل ہو جو اُسکے انتظام میں سیاست سے تمام ملک اور رستوں میں امن و امان اور آبادی ہو اور تمام اطراف اور آفاق میں عدل اُسکا ظاہر اور مشہور ہو اور لوگونکی عزت اور حرمت کی نگہبانی میں اور ممانعت ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے اور اسباب مصلحت معاش اور معاد خلائق کی اشاعت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرے تا فیض اُسکا عموماً رعایا اور غریبوں پر بھی شامل ہو اور احسان اُسکا ہر ایک قوی اور ضعیف کے حق میں بھی خصوصاً جاری ہو اور استحقاق اسبات کا کہ ہر ایک باشندہ ملک اُسکے کو علیحدہ علیحدہ پاداش اور بدلہ حسنات اُسکی پر قیام رکھنا چاہئے جو سستی کرنی اسمیں موجب متصف ہونیکا ہے صفت جور کے ساتھ اُسکو حاصل ہوجائے اگرچہ بسبب استغناء اُسکے کے کارگذاری رعایا سے پاداش اور بدلہ کرنا رعایا کے لوگوں کا بجز اسکے کہ اخلاص کے ساتھ دعا مانگیں اور اُسکی ثناء اور بزرگیوں کو مشہور کریں اور اُسکے احسانوں کا شکر بجا لائیں اور محبت صافی رکھیں اور اطاعت پر کمربستہ رہیں کسیطرح کی ظاہر اور باطن میں مخالفت نکریں اور حتی المقدور اُسکی خدمت بجا لائیں اور تدبیر منزل اور ترتیب عیال اور خانہ داری میں پیروی اُسکی کریں کیونکہ نسبت لوگوں کی اپنے گھرونکے ساتھ مثل نسبت پادشاہ کی ہے ملک کے ساتھ اور کچھ نہیں ہوسکتا اور چشم پوشی اور روگردانی لوگوں کی ایسی مراسم کے ادا کرنے سے اور نا قایم ہونا ان شرائط پر باوجود قدرت اور اختیار کے سوائے ظلم اور جور حقیقی اور منحرف ہونیکے طریق عدالت سے اور کچھ نہیں ہے کیونکہ لینا بغیر دینے کے انصاف سے خارج ہے۔ جسقدر فیض بخشی نعمتوں اور احسانوں کی زیادہ ہوگی جور جو مقابلہ اسکے میں ہوگا وہ بھی زیادہ تر فاحش ہوگا کیونکہ ظلم فی ذاتہ اگرچہ قبیح ہے الّا بعض قسم بعض کی نسبت سے زیادہ تر قبیح ہوتے ہیں جیساکہ زائل کرنا ایک نعمت کا نسبت ازالہ نعمت دوسری کے اور انکار کرنا ایک حق کا دوسرے حق کے انکار کی نسبت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے بدتر ہوتا ہے۔ جب قباحت قصور بدلہ اور پاداش حقوق سلاطین اور رؤسا کی
کے از روئے شکر گذاری اور فرمانبرداری اور محبت اور سعی صالح کے اس نوبت
تک معلوم ہے تو قیاس کرنا چاہیئے کہ بجا آوری حقوق ذات پاک اللہ تعالے
میں جو ہر ساعت بلکہ ہر لحظہ اسقدر نعمتیں اور بخششیں بیشمار فیض بخشی
اُسکی سے ہمارے نفس اور جسم پر فائز ہوتی ہیں جو اندازہ شمار اور بیان
سے افزوں ہے سستی اور تغافلی کرنی کسقدر مذموم اور شنیع ہوگی اگر پہلی
نعمت کا حال جو وجود ہمارا ہے بیان کریں تو اسکا بدلہ کچھ متصور نہیں اگر
ترکیب بنیاد بدن اور آراستگی صورتونکا حال کہا جائے تو مصنف کتاب تشریح
اور مولف کتاب منافع اعضاء نے زیادہ اکہزار ورق سے بیان کرنے اُن
چیزونمیں جو وہم انسان وہاں تک پہنچ سکے سیاہ کیا ہے اور ہنوز ایک قطرہ
دریائے تعریف سے بیان نہیں ہوا اور اظہار ایک نکتہ کا جیساکہ چاہیئے
ظہور میں نہیں آیا اور اصل حقیقت ایک دقیقہ کی بھی اُسکی دریافت میں
نہیں آئی۔ اگر نفوس اور قوے اور ملکات اور ارواح اور جسقدر مدد فیض
عقل اور نور اور خوبی اور برکات اور خیرات ذات پاک الٰہی سے ہمارے نفس
پر عطا ہوتی ہیں اُنکو تشریح دینی چاہیں تو مجال اور طاقت اشارت کرنے کی
بھی اسباب میں ہمکو حاصل نہیں ہے زبان اور بیان اور فہم اور وہم کو حقایق
اور دقایق اُس ذات پاک کے تصرف کرنے میں بالکل ہم قاصر اور عاجز جانتے
ہیں۔ اگر نعمت بقا ابدی اور ملک سرمدی اور قرب ذات پاک اُسکی کا حال
کہا جائے جو ہمکو رتبہ اور استحقاق تحصیل ان نعمتونکا عطا فرمایا ہے تو بجز عجز
اور حیرت اور قصور کے کچھ حاصل نہیں ولعمری ما یحصل ہذا النعم الاالنعم یعنے قسم
ہے عمر اپنی کی کہ نہیں فراموش کرتا ان نعمتونکو مگر چار پایہ اگرچہ اللہ تعالے
جل شانہ کوششوں ہماری سے بے نیاز ہے لیکن بہت اور نہایت سخت
بری بات ہے جو ہم اداے کرنے حق اور بذل اُس کوشش سے کہ جسکے وسیلہ
سے عیب جور اور ظلم کا اپنی ذات سے دور کریں قاصر رہیں۔ حکیم ارسطاطالیس
نے اُس عبادت کے بیان میں جو بندوں کو اسپر قیام کرنا چاہیئے یوں کہا
ہے کہ لوگونکا اختلاف ہے اسبات میں کہ کس نوع کی عبادت الٰہی پر بندونکو
قیام کرنا چاہیئے بعضوں نے کہا ہے کہ اداے نماز روزہ اور خدمت عبادت
گاہوں اور مسجدوں کے اور قربانیوں کے ذریعہ سے قرب حاصل کرنا چاہیئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

...aj Foundation Chennai and eGangotri

اور بعضوں کا مقولہ ہے کہ اقرار ربوبیت اور احسان اور بزرگی اُسکی کا حتی الوسع کرنا چاہئے۔ اور بعضوں کی یہ رائے ہے کہ تحصیل قرب بارگاہ اُسکی کا احسان کرنے کے وسیلے سے کرنا چاہئے یا احسان کرنا اپنے نفس پر ساتھ تزکیہ اور پاک کرنے اُسکیکے اور حسن تربیت کے یا اپنے ابنائے جنس کے ساتھ مدار اور حکمت اور نصیحت کے ہی اور بعض کا مقولہ ہے کہ امور آلہیات میں فکر اور تامل کرنا اور اُن باتوں میں کوشش کرنی جو موجب مزید معرفت باریتعالی کی ہیں تا اُنکے ذریعہ سے معرفت کے درجہ کمال کو پہنچے اور توحید اُسکی رتبہ تحقیق کو فائز ہو اور بعض کا قول ہے کہ جو حق اللہ تعالے کا خلقت پر واجب ہے وہ ایک چیز معین نہیں جو اُسکو لازم پکڑا جائے بلکہ بموجب ہر ہر فرقہ کے اور حسب اختلاف آدمیوں کے پایہ علمی میں مختلف طور پر ہے یہ مقولہ اس مقام تک حکایت الفاظ ارسطاطالیس کی ہے جو نقل کی گئی ہے اور اُس سے غلبہ اور ترجیح کسی قول کا ان اقوال سے پایا نہیں گیا اور گروہ حکمائے متاخرین کا یہ قول ہے کہ عبادت اللہ تعالے کی تین قسموں میں محدود ہے۔ اول وہ جو بدن سے تعلق رکھتی ہے مثل نماز روزہ اور کھڑے ہونا مقامات شریفہ میں بمراد دعا اور مناجات کے۔ دوم وہ جو روح کے ساتھ تعلق رکھتی ہے مثل اعتقادات صحیح کے مانند توحید اور بزرگی اللہ تعالے کے اور فکر کرنا کیفیت فیض رسائی وجود اور حکمت اُسکی کا جہان کے حال پر وغیرہ مثل اسکے۔ سوم۔ وہ جو خلقت کی مشارکت سے اسپر واجب ہو مثل انصاف کرنے کے معاملات اور امور کشتکاری اور نکاح کے امور میں اور اداء کرنا امانتوں کا اور نصیحت کرنی اپنے اہلِ جنس کو اور جہاد کرنا دشمنان دین کے ساتھ اور حمایت کرنی عزت کی اور اس جماعت حکماء سے جو اہل تحقیق کے ساتھ نزدیک ہیں اُنکا یہ مقولہ ہے کہ عبادت الہی تین چیزوں میں ہے اول اعتقاد حق دوم قول صواب سوم عمل صالح اور تفصیل ان ہر ایک کی ہر زمانہ اور ہر وقت میں بموجب مصلحت ہر وقت اور زمانہ کے مختلف طور پر ہوتی ہے جو انبیاء اور علماء و مجتہد کہ وارث انبیا کے ہیں بیان کرتے ہیں اور عام خلقت پر واجب ہے اطاعت اور فرمانبرداری اُنکی تا حکم آلہی کی محافظت کرنے والے ہوں اور جاننا چاہیے کہ نوع انسان کو بارگاہ الہی کی قرب پیدا کرنے کے چار مقام ہیں۔ مقام اول اہل یقین کا مقام ہے جنکو موقنان کہتے ہیں اور یہ مرتبہ حکمائے بزرگ اور علمای کبار کا ہے۔ مقام دوم اہل احسان کا مقام ہے کہ جنکو محسنان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہتے ہیں اور یہ رتبہ اُن لوگونکا ہے جو باوجود کمال علم کے حلیہ عمل سے آراستہ ہیں اور جن فضائل کو ہم ذکر کرچکے ہیں اُنسے موصوف ہیں۔ مقام سوم ابرار کا مقام ہے اور یہہ وہ جماعت ہے جو خلقت اور لوگونکی صلاح میں مصروف ہیں اور سعی اُنکی کمال کرنے خلقت میں مبذول ہے۔ مقام چہارم اہل فوز کا مقام ہے جنکو فائزان اور مخلصاں کہتے ہیں اور نہایت اسدرجہ کا مقام منزل اتحاد کی ہے سوائے اِن قسموں کے انسان کے لئے کوئی درجہ اور مقام قرب الٰہی کا نہیں ہے اور حاصل ہونا استعداد اِن درجوں اور مقامونکا چار خصلت کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اول طلب میں حرص اور سعی کرنی۔ دوم تحصیل کرنا علوم حقیقی اور معرفت شئے فرضی کا۔ سوم شرم رکھنی جہل اور نقصان طبیعت سے جو نتیجہ سستی کا ہے۔ چہارم لازم پکڑنا تحصیل فضائل کا بموجب طاقت کے۔ اِن اسباب کو اسباب اتصال حضرت حق تعالےٰ کا کہتے ہیں اِلّا اسباب انقطاع کے قرب بارگاہ الٰہی سے جو لغت عبارت اس سے وہ بھی چار ہیں۔ اوّل وہ سقوط اور افتادگی جو باعث رو گردانی کا ہو اور بمتابعت اسکے استہانت لازم آتی ہے دوم وہ سقوط جو موجب حجاب کا ہو اور تنگی تابع اسکے ہے سوم وہ سقوط جو موجب مردود ہونے کا ہو اور دشمنی تابع اسکی ہے۔ چہارم وہ سقوط جو باعث خسارہ اور زیان یعنی دوری بارگاہ الٰہی کا ہو اور بغض تابع اسکے ہے اور اسباب شقاوت کے جو موجب اِن جملہ اقسام انقطاع کا ہوتے ہیں وہ بھی چار ہیں اول سستی اور بیکاری ضائع کرنا عمر کا تابع اسکے ہے۔ دوم جہل اور کند ذہن ہونا جو باعث ترک کرنے فکر اور ریاضت نفس سے پیدا ہوتا ہے۔ سوم وہ بیشرمی جو سستی نفس اور فریب اور بیوفائی شہوتوں تقاضا سے پیدا ہوتی ہے چہارم اُن رذائل کے استعمال پر راضی اور خوشنود ہوجانا جو کثرت استعمال قبایح اور نا کرنے توبہ کے سبب سے مستلزم ہوجاتی ہیں۔ اور قرآن مجید میں یہ چاروں سبب اِن الفاظ سے بیان ہیں زَیغ۔ رَین۔ غشاوہ۔ ختم۔ معانی اِن چار لفظوں کے اِن چار سببوں کے معانی سے نزدیک ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے لئے اِن شقاوتوں سے علاج ہے جو بعد اسکے مجمل طور پر کیا جائیگا انشاءاللہ تعالےٰ۔ یہ ہے قول حکماء کا عبادت الٰہی میں۔ اور حکیم افلاطون الٰہی کا مقولہ ہے کہ جب فضیلت عدالت کی حاصل ہوجائے تو نور قوی اور لمعات نفیس اُسکی ذات میں درخشاں ہوتے ہیں کیونکہ عدالت جامع تمام فضیلتوں کے ہے پس نفس عمدہ طریق ادائے کرنے فعل خاص اپنے پر قادر ہوجاتا ہے۔ اور یہہ حالت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

نہایت کا درجہ قرب نفس انسانی کا ہے اللہ تعالےٰ کی ذات پاک سے اور نیز حکیم موصوف کا بیان ہے کہ توسط عدالت کا مثل توسط دیگر فضائل کے نہیں کیونکہ عدالت کی دونوں طرفوں میں جور ہے اور کسی فضیلت کی دونوں طرف میں ایک رذیلت نہیں ہے۔تشریح اسکی اسطرح پر ہے کہ زیادہ طلب کرنا حد وسط سے وہ بھی جور ہے اور کم طلب کرنا بھی جور ہے کیونکہ جائر آدمی جو چیز نافع ہے اپنی ذات کے لئے زیادہ طلب کرتا ہے اور دوسرے کیواسطے کم اور جو چیز ضرر پہنچانے والی ہو وہ اپنی ذات کے لئے کم چاہتا ہے اور دوسروں کے لئے زیادہ۔جب عدالت مساوات کو کہتے ہیں اور دونوں طرفیں مساوات کی زیادتی اور کمی ہے پس دونو طرفیں عدالت کی جور ہوا اگرچہ ہر فضیلت کے لئے توسط کی جہت سے اعتدال لازم ہے الّا عدالت عموماً شامل ہے تمام اعتدالات کو اور عدالت ایک ہیئت نفسانی ہے جو اسکی طفیل اہل عدالت سے پیروی اور پابندی شریعت الٰہی کی صادر ہوتی ہے کیونکہ . . جملہ چیزوں کے اور اوضاع اور اوساط کے تعین کرنیوالی شریعت الٰہی ہے پس اہل عدالت کی طبیعت میں کسی طرح پر مخالفت اور ضدیت اہل شریعت الٰہی کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ ہمہ ہمت اسکی مددگاری اور موافقت اور متابعت اسکی میں مصروف ہوتی ہے کیونکہ طبع اسکی مائل اور طالب مساوات کی ہوتی ہے اور معرفت مساوات کی اہل شریعت سے حاصل کرتا ہے۔ اور اقل درجہ مساوات کرنے کا دو شخصوں میں ہوتا ہے ایک چیز مشترک میں یا دو چیز میں پس نسبت متصل اور منفصل کے ارکان مقرر اور معین ہوجاتے ہیں اور جاننا چاہیئے کہ یہ ہیئت نفسانی ایک ایسا امر ہے کہ نہ فعل ہے اور نہ معرفت ہے اور نہ قوت ہے کیونکہ فعل بغیر اس ہیئت کے بھی صادر ہوجاتے ہیں جیساکہ بیان کیا گیا ہے کہ افعال عادلوں کے غیر عادلوں سے صادر ہوتے ہیں۔ اور قوت اور معرفت کا تعلق ضدین کے ساتھ یکساں ہوجاتا ہے کیونکہ علم دونوں ضدونکا اور قدرت دونوں ضدوں پر ایک ہی ہوتی ہے۔ الّا وہ ہیئت کہ قابل ایک ضد کے ہوگی وہ غیر اُس ہیت کا ہوگی جو قابل ضد دیگر کے ہے اور یہ مطلب تمام اقسام فضائل اور ملکات میں تصور کرنا چاہیئے کیونکہ یہ امر علم اخلاق کے اسرار وبیش سے ہے۔ اور عدالت کو فضیلت حریت کے ساتھ درباب معاملات اور لین دین کے امور میں اشتراک ہے کیونکہ عدالت بموجب شرائط مذکور کے تحصیل کرنے مال میں بکار آتی ہے اور حریت اُنہیں شرائط

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے ساتھ خرچ کرنے میں بکار آتی ہے اور تحصیل لینا مال کا ہے پر
یہ انفعال سے نزدیک تر ہے اور خرچ کرنا دینا مال کا ہے یہ فعل سے قریب
تر ہے۔ اسی سبب سے لوگ حر کو عادل سے زیادہ دوست رکھتے ہیں باوجود
اسبات کے کہ تعلق انتظام جہان کا عدالت کے ساتھ حریت کی نسبت سے
زیادہ ہے کیونکہ خاصیت فضیلت کی فعل خیر ہے نہ ترک شر اور خاصیت محبت
آدمیونکی تعریف کرنی لوگوں کی ہے فیض رسانی کے سبب سے اور نہ جمع کرنے
مال کے سبب سے۔ اور حر آدمی جمع کرنا مال کا جمعیت دولت کی نظر سے
نہیں کرتا بلکہ بمراد صرف کرنے کے کرتا ہے اور ظاہرا درویش صورت نظر
آتا ہے کیونکہ نہایت کوشش اسکی کسب مال میں پسندیدہ طریقوں سے ہوتی
ہے اور وہ کسب مال میں تغافل اور سستی نہیں کرتا کیونکہ تعلق اور توسل
اسکا اپنی فضیلت کے ساتھ مال کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ضائع کرنے مال
یا فضول خرچی کرنے اور یا بخل اور امساک بیجا سے محترز ہوتا ہے۔ پس جو حر
ہوگا عادل ہوگا الا جو عادل ہے وہ حر نہیں ہوتا۔ اس مقام پر ایک اعتراض
بیان کرتے ہیں اور اسکا جواب بھی دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب عدالت ایک امر
اختیاری ہے جو واسطے تحصیل فضیلت اور پیدا کرنے استحقاق تعریف اور ثناء
کے حاصل کرتے ہیں تو چاہیئے کہ جور جو ضد اسکی ہے وہ بھی امر اختیاری ہو
کہ واسطے تحصیل رذیلت اور پیدا کرنے استحقاق مذمت کے حاصل کریں اور عاقل
اور دانشمند سے آدمی کا رذیلت اور مذمت کو اختیار کرنا بعید از عقل ہے پس چاہیئے
کہ وجود جور کا محال ہو۔ اسکے جواب میں بیان کیا ہے کہ جو کوئی ایسے فعل پر ارتکاب
کرتا ہے جو موجب ضرر کا ہو تو وہ شخص اپنے نفس کا ظالم ہے کیونکہ باوجود قدرت
اسبات کے جو اپنے نفس کو نفع پہنچاوے پھر جو اسنے فعل مضر اختیار کیا ہے
تو مصلحت اور مشاورت عقل کو ترک کر دیا ہے۔ اور استاد شیخ ابو علی رحمتہ اللہ علیہ
نے جواب اس اعتراض کا اس سے بہتر دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب انسان کی
ذات میں مختلف قوتیں ہیں تو ممکن ہے جو بعض انمیں سے موجب ایسے فعل
کا ہوں جو وہ فعل مخالف تقاضائے دوسری قوت کا ہو جیسا کہ اہل غضب یا
صاحب شہوت یا وہ کوئی جو مستی کیحالت میں لڑائی سے پیش آوے ایسے افعال
بعید از عقل اختیار کرتا ہے جو بعد رفع ہونے ان حالات کے خود پشیمان اور نادم
ہوتا ہے اور سبب صدور ان افعال کا یہ ہوتا ہے کہ ایک حالت میں جو ایسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

قوت کا غلبہ ہو جو موجب اُس فعل کی ہے تو وہ فعل اُسکو نیک نظر آتا ہے
اور جب اُس قوت نے عقل کو بھی مثل خادم کے تصور کیا ہوا ہوتا ہے تو عقل
کو اُسحالت میں مجال اعتراض کی نہیں ہوتی جب تیزی اور غلبہ اُس قوت
کا فرو ہوجاتا ہے تو اُسوقت قباحت اور فساد اُس فعل کا ظاہر ہوتا ہے۔ الّا
وہ لوگ جو سعادت فضیلت سے موصوف ہیں اُنکی عقل کسی وقت میں مغلوب
نہیں ہوتی فعل جمیل کا صادر ہونا اُنکی طبائع پر ملکہ ہوجاتا ہے۔ ایک اور اعتراض
پہلے اعتراض سے مشکل تر بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تفضل محمود ہے
اور عدالت میں داخل نہیں کیونکہ عدالت مساوات کو کہتے ہیں اور تفضل زیادتی
کو اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ عدالت جامع تمام فضیلتوں کی ہے اور اُسکے لیے
مرتبہ وسط کا ہے پس جیسا کہ کمی اور نقصان حد وسط سے مذموم ہے ویساہی
زیادتی مذموم ہے پس تفضل مذموم ہوا اور یہ خلاف مفروض کا ہے۔ جواب اُسکا
اسطرح پر ہے کہ تفضل احتیاط ہے عدالت میں تا ظہور نقصان سے ایمنی اور
دلجمعی حاصل ہوجائے اور متوسط ہونا فضائل کا ایک طریق پر نہیں ہوتا کیونکہ سخاوت
باوجود اسکے کہ وسط ہے درمیان اسراف اور بخل کے زیادتی کرنی اس میں
احتیاط میں داخل ہے کمی کرنے کی نسبت سے۔ اور عفت باوجود وسط ہونے
کے شرہ اور خمود کے درمیان کمی کرنی اسمیں قرین احتیاط ہے زیادتی کی نسبت
سے۔ اور وجود تفضل کا ظہور میں نہیں آتا الّا بعد نہائت اور کمال شرائط عدالت
کے کہ پہلے جو چیزیں ضروری اور واجب تھیں وہ ادائے کرلی ہیں پھر احتیاطاً
زیادتی کو بھی اسکے ساتھ اضافہ کیا جائے۔ اور اگر مثلاً تمام مال کسی غیر مستحق
کو دیا جائے اور مستحق کو محروم چھوڑا جائے تو اسکو متفضل نہیں کہا جائیگا بلکہ مبذر
کہیں گے یعنی "فضول خرچ" کیونکہ حد عدالت کو چھوڑ دیا ہے۔ پس معلوم ہوا
کہ تفضل زیادتی عدالت کی ہے اور متفضل عادل با احتیاط ہے عدالت میں
اور خصلت اُسکی وہ ہے کہ نافع چیز میں اپنا حصہ کم کرے اور دوسروں کو زیادہ
دے اور مضر چیز میں اپنا حصہ زیادہ کرے دوسروں کی نسبت سے برعکس جور
کے اور معلوم ہوا کہ تفضل عدالت کی نسبت سے شریف تر ہے اس نظر
سے کہ اس میں عدالت کا مبالغہ ہے نہ اُس جہت سے کہ حد عدالت سے خارج
ہے۔ اور اشارت صاحب شریعت کی عدالت کی طرف اشارت کلی ہے نہ جزوی
کیونکہ عدالت جو معنے اسکے مساوات ہے کبھی جوہر میں ہوتی ہے اور کبھی کم میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور کبھی کیف ہیں اور اسطرح وغیرہ مقولات میں بیان اسکا اسطرحپر ہے کہ پانی اور
ہوا باہم برابر ہیں کیفیت میں۔ کمیت میں برابر نہیں کیونکہ اگر کمیت میں برابر
ہوتے تو وزن ان دونوں کا برابر ہوتا اور کیفیت میں ایک کا دوسرے پر
غلبہ ہوجاتا پس جسکی کیفیت زیادہ ہوتی وہ کم کیفیت والے پر غالب ہوجاتا اور کم
کیفیت والا فاسد ہوجاتا۔ اور ایساہی آگ اور ہوا میں اگر کیفیت کی رو
سے ان میں برابری ہوتی اور ایک دوسرے کو فانی اور فاسد کرسکتا تو جہان
تھوڑی مدت میں نیست اور نابود ہوجاتا الّا اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم
سے ایسا مقرر فرما دیا ہے کہ چاروں عنصر قوت اور کیفیت میں برابر اور مساوی
ہیں تا ایک دوسرے کو فنا نکرسکے لیکن وہ جزو جو طرف میں واقع ہوگی اُس پر
اگر جزو عنصر دیگر کی محیط ہوجائیگی تو اُسکو فانی کردیگی تا اُس سے کسی نوع کی حکمت
پیدا ہو اور ان معنی کی طرف ہے اشارہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
اس کلام سے جو فرمایا ہے بالعدل قامت السموات والارض یعنے عدل سے قائم ہیں
آسمان اور زمین غرض یہ ہے کہ شریعت الٰہی کا حکم واسطے عدالت کُلّی کے ہے
تا حصلت الٰہی کی پیروی حاصل ہو اور تفضل کلی کے واسطے حکم نہیں ہے کہ
تفضل کُلّی نامحدود ہے اور عدالت محدود ہے کیونکہ مساوات کی حد مقرر ہوتی
ہے اور زیادتی کی کوئی حد نہیں بلکہ عدالت کو کمال احتیاط سے عمل میں لانیکا
حکم فرماتی ہے اور ایسی پر ترغیب اور تحریص کرتی ہے کیونکہ تفضل عام کل امور
میں شامل نہیں ہوسکتا جیساکہ عدالت عام اور شامل ہوتی ہے۔ اور وہ جو ہمنے
بیان کیا ہے کہ تفضل احتیاط اور مبالغہ ہے عدالت میں وہ قول بھی عام نہیں
کیونکہ یہ احتیاط عادل کے واسطے سوائے اپنے نفیبہ اور حصہ کے نہیں ہوسکتا
مثلاً اگر حاکم ہوگا درمیان دو متخاصمین کے کسی کی نسبت تفضل نہیں کرسکتا بجز عدالت
محض اور مساوات مطلق کے اگر کچھ کمی بیشی کریگا تو قبیح ہوگی اور وہ جو ہمنے
بیان کیا کہ عدالت ایک ہیئت نفسانی ہے یہ قول ہمارا مخالف اور منافی اس قول
کا نہیں ہے کہ عدالت ایک فضیلت نفسانی ہے کیونکہ اُس ہیئت نفسانی کو
تین وجہ پر اعتبار کرتے ہیں۔ اول باعتبار ذات ہیئت کے۔ دوم باعتبار اہل اثر
ہیئت کے سوم باعتبار اُس شخص کے اُس ہیئت میں اُسکے ساتھ معاملہ پڑے
پہلے اعتبار سے اُسکو ملکہ نفسانی کہتے ہیں اور دوسرے اعتبار سے فضیلت
نفسانی اور تیسرے اعتبار سے عدالت۔ جملہ اقسام اخلاق اور ملکات میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

یہی اعتبارات ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ اور مرد عاقل پر واجب ہے عدالت کلی کا استعمال کرنا اس وجہ پر کہ اول خاص اپنی ذات میں استعمال کرے اور وہ معتدل کرنا قوائے اور کامل کرنا ملکات نفسانی کا ہے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کیونکہ اگر عدالت سے اپنی قوتونکی تعدیل اور درستی نہ کریگا تو شہوت اُسکو برانگیختہ کریگی کسی ایسے امر پر جو مرغوب طبع اُسکی ہے اور غضب کسی دوسرے امر مخالف اُسکے پر آمادہ کریگا تا مختلف خواہشوں کے تقاضائے سے بہت قسم کے مرغوبات اور کراہات کا طالب ہوگا اور اضطراب اور انقلاب اِن حالات اور کشمکش مختلف قوتوں کے باعث سے شر اور ضرر پیدا ہوگا اور ویسا ہی حال ہے اس جگہہ پر کہ جہاں ایک جماعت کثیر آدمیوں کی ہو بغیر ایسے افسر اور رئیس زبردست کے کہ اُنکو منتظم طور پر رکھے اور اتحاد اور وحدت کے ذریعہ سے جو ظل الٰہی ہے اُنکو ثبات اور قیام بخشے۔ اور ارسطاطالیس نے اُس شخص کو کہ جسکا حال کشمکش قوائے سے ایسا غیر منتظم ہو اُس شخص کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ جسکو دو جانب سے ایسا کھینچیں جو دو ٹکڑے ہوجائے یا بہت طرفوں سے کھینچا جائے تا پارہ پارہ ہوجائے لیکن جب قوت تمیز کو جو خلیفہ الٰہی ہے ذات انسانی میں حاکم جملہ قوائے کا بنایا جائے تا وہ اعتدال اور مساوات کی شرائط کو نگاہ رکھے تو ہر ایک حق پر قائم ہوجائے اور بے انتظامی جو کثرت کا نتیجہ ہے دور ہوجائے پس جب اس طریق پر نفس کی تعدیل اور درستی سے فارغ ہوجائے تو واجب ہے تعدیل اور درستی دوستوں اور عیال اقربا کی اسی طریق پر بعد اسکے غیر اجنبی آدمیونکی تعدیل واجب ہے اور اس سے بعد حیوانات کی تعدیل کرنی چاہئے تا شرف اس شخص کا اپنے جنس پر ظاہر ہوجائے اور عدالت اُسکی کمال کے درجہ کو پہنچے اور ایسا شخص جسکی عدالت اس غایت تک پہنچے وہ ولی اور خلیفہ خدا تعالےٰ کا اور بہترین خلقت کا ہوتا ہے اور مقابلہ اسکے میں تمام مخلوق سے بدتر وہ شخص ہے جو اول اپنی ذات پر ظلم کرے اور بعد اسکے دوستان اور متعلقاں اپنے پر اور بعد اسکے باقی تمام آدمیوں پر اور تمام حیوانات پر فروگذاشت کرنی سیاستوں کے سبب سے۔ کیونکہ تعلق علم کا دونوں حدوں سے ایک ہی ہوتا ہے پس بہترین انسانوں کا مرد عادل اور بدترین ظالم ہے۔ اور ایک جماعت حکماء کا مقولہ ہے کہ قوام موجودات کا اور انتظام جہانکا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محبت کے ساتھ ہے اور تردد آدمیوں کا واسطے حاصل کرنے فضیلت عدالت کے بسبب مفقود ہونے شرف محبت کے ہے کیونکہ اگر اہل معاملات ایک دوسرے کی محبت سے موصوف ہوویں تو آپس ہی انصاف ایک دوسرے کا دیویں اور مخالفت مرتفع ہوجائے اور انتظام ظہور میں آوے جب یہ بحث حکمت مدنی اور منزل سے متعلق ہے تو تشریح کرنی امر محبت میں توقف اولے ہے

واللہ اعلم بالصواب ؛؛

آٹھویں فصل ترتیب حاصل کرنے فضائل اور مراتب سعادت میں

علوم حکمت میں مقرر ہے کہ اسباب اقسام اُن حرکات کے جو موجب تحصیل انواع کمالات کا ہیں ایک ان دو چیزوں میں سے ہوگا یا طبیعت یا صناعت الا طبیعت کا مبادی ہونا مثل مبداء تحریک نطفہ کے ہے اکثر مراتب تغیرات اور بہت سے استحالات میں اس حد تک کہ وہ نطفہ کمال حیوانی پر فائز ہوجائے - الا صناعت کا مبادی ہونا مثل مبداء تحریک چوب کے ہے آلات کے ذریعہ سے ؛ اُس پایہ تک جو کمال تختہ ہونے کو پہنچ جائے - اور طبیعت مقدس ہے اوپر صناعت کے ہم وجود میں اور ہم رتبہ میں کیونکہ صدور اُسکا محض حکمت آلہی سے ہے اور صدور صناعت کا جستجو اور ارادہ انسانی سے ہے امور طبیعی کی مدد اور اشتراک سے - پس طبیعت بمنزلہ معلم اور اُستاد کے ہے اور صناعت مثل متعلم اور شاگرد کے جب کمال ہر چیز کا منحصر ہے اوپر پیدا ہونے مشابہت صناعت کے طبیعت کے ساتھ - اور مشابہت اُسکی طبیعت کے ساتھ اسطرح پر ہوتی ہے کہ اسباب کی تقدیم اور تاخیر میں اور ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنے میں اور ہر امر کی ترتیب نگاہ رکھنے میں پیروی طبیعت کی کرے تا وہ کمال جو قدرت الہی سے طبیعت کو بطریق تسخیر کے دیا گیا ہے صناعت سے بطریق تدبیر کے ظہور میں آکر اور باوجود اسکے جو فضیلت کہ لازمہ صناعت کا ہے اور وہ حاصل کرنا کمال . . . کا ہے اپنے ارادہ اور فکر سے کمال طبیعت کے ساتھ مقارن ہوجائے مثلاً جب انسان انڈے جانوروں کو کسی ایسی گرم جگہ میں رکھے جو گرمی اُسکے مطابق گرمی سینہ جانوروں کے ہو تو جو کمال یعنے برآمدگی چوزوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

اور بچوں کی جو طبیعت کے ذریعہ سے متوقع تھی وہ اس تدبیر سے ظاہر ہوجائیگی اور اسکے ساتھ ایک اَور فضیلت جو وہ یکبارگی پیدا ہونا بہت مرغوں کا ہے مقارن ہوجائیگی کیونکہ اسقدر مرغوں کا ایک دفعہ پیدا ہونا جانور کی سعی سے مشکل ہے - بعد اظہار اس مقدمہ کے میں بیان کرتا ہوں کہ جب تہذیب اخلاق اور تحصیل فضائل کہ جسکی معرفت اور علم حاصل کرنے کے لئے ہم ساعی ہیں ایک امر صناعی ہے تو اسباب میں طبیعت کی پیروی کرنی لازم ہے اور وہ اس طرح پر ہوسکتی ہے کہ ہم تأمل اور فکر کریں کہ ترتیب وجود اور ملکات اور قوتونکی اصل پیدائش میں کس روش اور طریق پر ہے پس تہذیب اخلاق میں بھی وہی طریق ملحوظ رکھیں اور ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بچوں کی طبع میں قوت طلب غذا کی پیدا ہوتی ہے اور غذاء کے حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں کیونکہ لڑکا جب شکم مادر سے جدا ہوتا ہے بلا تعلیم سابقہ کے پستانوں سے شیر طلب کرتا ہے جب قوت اُسکی زیادہ ہوتی ہے تو آواز کرنے اور رونے سے غذا طلب کرتا ہے اور جب قوت خیال اُسکے کی محافظت صورتوں پر قادر ہوتی ہے تو جو صورتیں حواسوں کے ذریعہ سے حاصل کی ہوتی ہیں اُنکا مطالبہ کرتا ہے مثل صورت مادر وغیرہ کے بعد اسکے قوت غضبی اُس میں ظاہر ہوتی ہے اور موذی چیزوں سے احتراز کرتا ہے اور جو امر نافع چیز کے وصول ہونے سے مانع ہو اُسکے ساتھ مقاومت اور کوشش شروع کرتا ہے پس اگر انتہا انتقام اور دفع اُسکا کرسکے تو تنہا اسپر قیام کرتا ہے ورنہ فریاد اور رونے سے استغاثہ کرتا ہے اور اپنی ماں اور دایہ سے اسباب میں استعانت چاہتا ہے اور بعد اسکے وہ قوتیں اور شوق جو موجب تحریک آلات کے ہیں زیادہ ہوتے ہیں تا اثر خاصہ نفس کا جو وہ قوت تمیز ہے ظاہر ہوتا ہے اور ابتدائی علامت ظہور اُسکے کی ظاہر ہونا قوت حیا کا ہے اور یہ دلیل ہے اوپر دریافت امور نیک اور بد کے پس یہ قوت بھی روز بروز ترقی پر ہوتی جاتی ہے اور ہر ایک ان قوتوں سے جب اُس کمال پر جو اُسکے وجود کے واسطے ممکن ہے فایز ہوجاوے تو کوشش کرتا ہے رعایت کرنی اُس کمال کی اپنی نوع میں جسطرح سے جو ہوسکے - الّا پہلی قوت جو سبب حاصل کرنے مرغوب چیز کا ہے اور واسطے پرورش وجود کے مقرر ہے جب اُس شخص کو غذا اور نمو کے ذریعہ سے اُس کمال کے نزدیک پہنچا دیوے کہ جسکی طرف توجہ اُسکی ہے تو پھر وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے اور سعی کرنے بقا نوع کے پس شہوت نکاح کی اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شوق تناسل کا اسکے وجود میں پیدا ہوتا ہے۔ الّا دوسری قوت جو دافع دشمن کی ہے جب محافظت اپنے وجود پر قادر ہوجاتی ہے تو اپنی نوع کی محافظت کے لئے اقدام کرتی ہے پس شوق بڑے بڑے منصبوں اور بزرگیوں اور ریاستوں کا ظاہر ہوتا ہے۔ الّا تیسری قوت جو سبب ادراک اور تمیز کا ہے جب اشخاص اور جزویات کے ادراک پر مہارت حاصل کرلیتی ہے تو واسطے دریافت انواع اور کلیات کے مشغول ہوتی ہے اور عقل کا اطلاق اسپر کیا جاتا ہے اسوقت انسانیت بالفعل کا نام اسپر واقع ہوتا ہے اور جو کمال طبیعت کی تدبیر پر مفوض تھا وہ تمام ہوجاتا ہے بعد اسکے نوبت تدبیر کی صناعت کے ذریعہ سے پہنچتی ہے تا اُس انسانیت نے جو طبیعت کے وسیلہ سے وجود تام حاصل کیا ہے صناعت کے ذریعہ سے بقائے حقیقی حاصل کرے۔ پس طالب فضیلت کو حاصل کرنے کمال کے لئے کہ جسکی طرف توجہ اسکی ہے اسی قانون کی پیروی کرنی چاہئے اور قوتوں کی تہذیب کے واسطے جو طریقہ اور ترتیب طبیعت سے آموختہ کیا ہے رعایت رکھنا چاہئے۔ پہلے قوت شہوت کی تعدیل۔ بعد اسکے قوت غضب کی پس تعدیل قوت تمیز پر ختم کرنا چاہئے۔ اگر ایسا اتفاق پڑا ہو جو لڑکپن کے دنوں میں موافق قاعدہ حکمت کے اسنے تربیت اور پرورش پائی ہو جیساکہ بعد اسکے بیان کیا جائیگا تو شکر نعمت اور احسان عظیم الٰہی کا ادا کرنا چاہئے کیونکہ اکثر مشکلات اسکی آسانی کے پایہ کو پہنچ گئی ہیں اور طریق تحصیل فضائل میں حرکت کرنی اسکو بہت سہل ہوگئی ہے اور اگر ابتدائے نشو و نما میں برعکس قاعدہ حکمت کے پرورش پائی ہو تو آہستگی اور تدریج سے نفس کو عادات بد اور ملکات ناپسندیدہ سے جدا کرنا چاہئے اور تصور سختی سے مایوس نہ ہونا چاہئے جو سستی اور فروگذاشت کرنی موجب شقاوت ابدی کا ہے اور روز بروز تلافی مافات کی مشکل اور دشوار ہوتی جائیگی تاکہ درجہ امتناع اور محال کو پہنچ جائیگا اور بجز افسوس اور تاسف کے کچھ حاصل نہوگا۔ پناہ بخش ہمکو اے اللہ تعالےٰ بدی کینہ سے اور پہنچا ہمکو اُس چیز کے ساتھ جو راضی ہووے تو اپنی رحمت سے۔ اور جاننا چاہئے کہ اصل پیدائش میں کسی شخص کو صاحب فضیلت کا نہیں پیدا کیا چنانچہ کوئی شخص کاتب یا نجار یا صانع پیدا نہیں ہوتا اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ فضیلت امور صناعی میں سے ہے الّا یہ بات کثیر الوقوع ہے کہ اصل پیدائش میں بعض لوگ فضیلت کو آسانی سے قبول کرتے ہیں اور استعداد اور قابلیت کی شرائط اُنکی طبائع میں زیادہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تر ہوتی ہیں۔ اور جیسا کہ طالب کتابت یا طالب تجارت کو اپنے حرفہ کی کثرت استعمال کرنی چاہیئے تا وہ ہیئت اور قاعدہ اُسکی طبیعت میں راسخ ہوجائے جسکے سبب سے فعل اُسکا اُسکی ذات سے عین مصلحت کے طریق پر صادر ہو اُسوقت اُسکو باعتبار اس ملکہ کے صانع اور کاریگر کہیں گے اور اُس حرفہ کے ساتھ اسکی نسبت ہونیگے ویساہی طالب فضیلت کو اُن افعال پر کہ وہ فضیلت تقاضائے اُنکا کرتی ہے اقدام کرنا چاہیئے تا وہ ہیئت اور ملکہ اُسکی ذات میں پیدا ہوجائے جو صادر کرنے اُن افعال میں بوجہ کمال اُسکو قدرت ہوجائے۔ اُسوقت اس فضیلت کی صفت سے موصوف ہوگا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ صناعت میں پیروی طبیعت کی کرنی چاہیئے اور جملہ صناعات سے صناعت طب کی اس صناعت کے ساتھ مناسب تر ہے جیسا کہ اس صناعت میں تہذیب اور تکمیل نفس کی مطلوب ہے ویساہی اُس میں تجوید اور تکمیل بدن کی مد نظر ہے۔ پس جو کہ اس صناعت میں پیروی طبیعت کی لازم ہے وہ مشابہہ اُس پیروی کے ہے جو کہ طب کی صناعت میں پیروی طبیعت کی ہے ؛؛

اسی سبب سے بعض حکما اِس صناعت کو طب روحانی کہتی ہے۔ جیسا کہ علم طبابت کے دو جزو ہیں ایک وہ جو موجب محافظت صحت نفس کا ہو۔ دوم وہ جو باعث ازالہ مرض کا ہو۔ ویساہی اس علم کے بھی دو فن ہیں ایک وہ جو موجب محافظت فضیلت کا ہو اور دوم وہ جو مقتضی ازالہ رذیلت کا ہو اور ہم ہر ایک فن کو کمال کوشش سے بیان کرینگے انشاءاللہ تعالے۔ پس اس مباحثہ سے معلوم ہوا کہ اوّل طالب فضیلت کو قوت شہوت کے حال سے بحث کرنی چاہیئے اور بعد اُسکے قوت غضبی کے حال سے اور نگاہ کرنی چاہیئے کہ آیا ہر ایک قوت اصل پیدایش میں قانون اعتدال پر ہے یا منحرف ہے اعتدال سے اگر اعتدال پر ہے پس محافظت اُس اعتدال میں اور اسباب کے ملکہ پیدا کرنے میں کہ جو فعل نسبت اُس قوت کے نیک اور پسندیدہ ہے وہ اُس سے صادر ہو کوشش کرنی چاہیئے اور اگر اعتدال سے منحرف ہے تو پہلے اُس انحراف کو دور کرکے اعتدال حاصل کرنا چاہیئے بعد اُسکے تحصیل اُس ملکہ کے لیئے سعی کیجائے۔ جب اِن دونوں قوتوں کی تہذیب سے فراغت حاصل ہو تو تکمیل قوت نظری میں مصروف ہونا چاہیئے اور اُس میں ترتیب ملحوظ رکھی جاوے پہلے جو تعلیم علوم کی شروع ہو تو وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علم اور فن شروع کرانا چاہئے جو ذہن اُسکے کو گمراہی اور ضلالت سے نگاہ رکھے اور طریق حاصل کرنے حقایق کی ہدایت کرے بعد اُسکے وہ فن شروع کرایا جاوے جو قوانین اُسکے میں وہم کو عقل کے ساتھ مدد ہو اور حیرانی اور پریشانی کو دخل نہوتا ذہن کو لذّت یقین کی حاصل ہوجائے اور حق امر کے لازم پکڑنیکا ملکہ ہوجائے اور بعد اسکے دریافت کرنے اہیات موجودات اور کشف حقایق اور احوال اُسکے میں بحث کرنی چاہئے اور ابتدا مبادی محسوسات سے ہوکر انتہا اس بحث کا معرفت مبادی موجودات پر کیا جائے۔ جب اُس مرتبہ پر فائز ہوجائے تو اِن تینوں قوتوں کی تہذیب سے فراغت یافتہ متصور ہوگا بعد اسکے محافظت عدالت کے قواعد میں سعی بلیغ کرنی چاہئے اور افعال اور احوال اور معاملات کو موافق عدالت کے عمل میں لانا چاہئے جب اِس دقیقہ کو بھی ادا کریگا تو انسان بالفعل ہوجائیگا اور استحقاق اطلاق حکمت اور فضیلت کا اسکو حاصل ہوگا پس اگر چاہے کہ سعادت خارجی اور سعادت بدنی دونوں میں کوشش کرے تو نوراً علے نور ہوجائیگا ورنہ اپنے ضروری کاموں کو انجام دیدیا ہے انکو معطل نہیں چھوڑا اور فضول باتوں میں اپنے اوقات صرف نہیں کئے ::

سعادت تین قسم پر ہے اوّل سعادت نفسانی دوم سعادت بدنی۔ سوم مدنی جو شہرت اور جمعیت آدمیوں سے تعلق رکھتی ہے۔ امّا سعادت نفسانی وہ ہے کہ تشریح اُسکی بیان کی گئی ہے اور ترتیب مدارج اُسکے کی پانچ قسم پر ہے اول علم تہذیب اخلاق۔ دوم علم منطق۔ سوم علم ریاضی۔ چہارم علم طبعی۔ پنجم علم الٰہی۔ یعنے طریقہ تعلیم کا اسطرح پر مقرر کرنا چاہئے تا نفع اُسکا دونوں جہان میں جلدی حاصل ہو۔ امّا سعادت بدنی وہ علوم ہیں کہ انتظام حال بدن کے ساتھ تعلق اُنکا ہے مثل معالجات اور حفظ صحت اور علم تربیت کے جو مراد اُس سے علم طب کا ہے اور مثل علوم نجوم کے جو فائدہ علم استقبال کا بخشتا ہے۔ امّا سعادت مدنی کے لئے وہ علوم ہیں کہ انتظام حال ملت اور دولت اور امور معاش اور جمعیت سے تعلق رکھتے ہیں مثل علم فقہ اور عقائد اور حدیث اور تفسیر اور تصوف کے جو علوم شریعت کے ہیں اور علوم ظاہر مثل علم ادب اور علم بلاغت اور علم نجوم اور کتابت اور حساب اور مساحت اور استیفا وغیرہ مثل اسکے منفعت ہر ایک علم کی موافق قدر اور منزلت اُسکی کے ہے۔ واللہ اعلم ::

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نانویں فصل محافظت صحت نفس مین جو وہ اوپر حفاظت فضائل کے منحصر ہے

جب نفس حُرّ اور فاضل ہوجائے اور ادراک فضیلت اور تحصیل سعادت میں کامل ہو اور حاصل کرنے علوم حقیقی اور حقایق یقینی میں شایق ہو تو واجب ہے صاحب اُسکے پر کوشش کرنی اُن امور میں جو موجب محافظت اِن شرائط اور قائم رکھنے اِن حالات کا ہوں جیساکہ حفظ صحت بدن کے لئے طب میں یہ قاعدہ ہے کہ جو چیزیں موافق مزاج کے ہیں اُنکو استعمال میں لایا جاوے ویساہی محافظت نفس کے واسطے یہ قانون مقرر ہے کہ اُن لوگوں کی صحبت اور اختلاط اور ہم نشینی اختیار کیجائے جنکی خصلتیں اور اطوار اسکے ساتھ مشاکل اور مشارک ہیں کیونکہ کسی چیز کی تاثیر نفس کے حق میں تاثیر ہمصحبتی اور ہم نشینی سے زیادہ نہیں ہے اور ہمنشینی محبت اور ہمصحبتی اُن لوگون سے پرہیز رکھنی چاہیئے جو اِن فضائل سے متحلّے اور آراستہ نہیں ہیں خصوصاً اختلاط ارباب شر اور نقصان سے مثل اُن لوگوں کے جو مسخراپن اور واہیات گفتگو کرنے میں مشہور ہیں یا وہ کہ ہمت اپنی استعمال قبائح شہوات اور تحصیل فواحش لذات میں مصروف رکھتے ہیں کیونکہ اس گروہ سے پرہیز کرنی حافظ صحت نفس کے لئے ایک امر اہم اور واجب ہے۔ اور جیساکہ ہمصحبتی انکی سے پرہیز واجب ہے ویساہی اُنکی باتوں اور حکایات اور اخبار اور اشعار اور بیہودہ گوئی کے سُننے سے اور انکی مجالس اور محافل کے حاضر ہونے سے خصوصاً اُس حالت میں کہ رغبت اور میلان طبع کے ساتھ ہو پرہیز واجب ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ ایسی مجلس کے حاضر ہونے یا اُنکی ایک بات عجیب یا شعر کے سُنے سے اس قدر کدورت اور خباثت نفس کو لاحق ہوجاتی ہے جو سوائے ایک زمانہ دراز اور بہت سے معالجات کے اُس کدورت کا رفع ہونا محال ہوتا ہے اور ایسا بہت ظہور میں آتا ہے کہ ایسے ایسے حالات سبب فساد اور خرابی بڑے بڑے فاضلوں اور موجب گمراہی عالمان اجل کا ہوجاتے ہیں تا نوعمر اور جوان لوگوں کے برقرار رہنے کا کیا پایہ ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ لذات بدنی کی محبت اور راحات جسمانی کا شوق انسان کی طبع میں بسبب نقصانات جبلّی اور فطرتی کے بنجوبی متمکن ہے اگر لگام عقل کی اور قید حکمت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی ہوتی تو بنی نوع انسان اس بلا میں مبتلا ہوجاتے اور راست روی اہل
فضیلت اور قناعت ورزی نیک بختوں کی مقدار ضروری پر اجرا نہ پاتی
اور چاہیئے کہ اس امر کو بخوبی جان لے کہ الفت کرنی دوستان حقیقی اور
یاران موافق کے ساتھ اور باتیں اور خوش طبعی پسندیدہ کرنی جو موجب لذت
کا ہو جائز اور مباح ہے مگر اس شرط سے جو مقتضائے اُسکا عقل ہو نہ شہوت
اور اندازۂ وسط سے درجہ اسراف اور مرتبہ نقصان کو نہ پہنچے تا اُن امور
میں داخل ہو جنسے ہمنے احتراز کرنا بیان کیا ہے کیونکہ مثل دیگر اخلاق کے خوش
طبعی کی بھی دو طرفیں ہیں ایک درجہ افراط کا اور وہ صفت مسخرہ پنے
اور مادر پدر آزاد ہونے اور فسق سے موصوف ہے دوسرا مرتبہ تفریط کا
اور وہ درشت خوئی اور ترش روئی اور تند مزاجی سے معروف ہے اور
مرتبہ وسط کا جو شرائط اعتدال پر مشتمل ہے وہ شادمانی اور خوش زبانی اور
حسن ور تازہ سے موصوف اور مشہور ہے اور اطلاق خوش طبعی کا اہل اس رتبہ
پر منحصر ہے۔ اور موجبات محافظت صحت نفس سے لازم پکڑنا شرایط اور وظایف
افعال جمیلہ اور نیک کا ہے ہم اقسام علوم اور نظریات سے اور ہم انواع
عملیات سے۔ اوپر ایسے وجہ کے جو ہر روز نفس کو وفا کرنے ذمہ واری ہر ایک
وظیفہ میں مواخذہ کرے اور سستی اور فروگذاشت اُسکی کو کسی وجہ پر جائز نہ سمجھے
اور یہ امر بمنزلہ ریاضت بدنی کے ہیں طب جسمانی میں جسقدر اطبائے نفس
نے تعظیم اور تکریم کرنے اس ریاضت نفسانی میں مبالغہ کیا ہے وہ اُس مبالغہ
سے جو تعظیم ریاضت بدنی کے لئے اطبائے بدنی نے کیا ہے زیادہ تر ہے۔ کیونکہ
نفس جب ریاضت نظر سے بیکار ہوجائے اور فکر کرنے حقایق اور خوض کرنے
معانی سے روگردانی کرے تو کند اور بے جودت ہوجاتا ہے اور فیضان حیات
عالم قدس کا اُسکے حال سے منقطع ہوجاتا ہے۔ جب عمل سے بیکار ہوا اور
سستی سے الفت پکڑی تو قرین ہلاکت ہوجائیگا کیونکہ یہ بیکاری اور سستی
اُسکو انسانیت سے خارج کر دیتی ہے چارپایوں کے مرتبہ پر رجوع کرنا اور
حقیقی نگونسار ہونا یہی ہے نعوذ باللہ منہ۔ الآ جب طالب تو آنور امور فکری
اور فضائل چارگانہ میں ریاضت کرنی شروع کرے تو راستی سے اُسکو اُلفت
ہوجاتی ہے اور محنت فکر اور نظر کی اُسکو گراں نہیں معلوم ہوتی راستی
دوست ہوجاتا ہے جھوٹ اور باطل سے طبع اُسکی متنفر ہوتی ہے تاجب کمال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے درجہ کو نزدیک ہوجائے اور مطالعہ کرنے کتب حکمت میں باریک بینی سے مشغول ہو اور تمام اسرار اور راز اور وقایق اُس علم پر حاوی ہوجاسے تو نہایت کے درجہ پر پہنچ جائیگا۔ اگر یہ طالب کمال علم اور فضل میں یگانۂ روزگار اور اپنے ہمسروں سے ممتاز ہوجائے چاہیئے کہ غرورت علمی اُسکو اپنے استعمال وظیفہ معتاد اور طلب زیادتی سے مانع نہو اور اپنے دل میں یہ بات مقرر کرلے کہ علم کی نہائت نہیں ہے بڑے سے بڑا عالم ہوتا ہے اور جو کچھ علم سے اُسپر ظاہر ہوتا ہے اسکو تکرار دیکھنے اور مطالعہ کرنے سے غافل نہونا چاہیئے تکرار اور مباحثہ سے اُسکو ملکہ کرلے کہ بڑی آفت علم کے حق میں نسیان ہے اور مقولہ حضرت حسن بصری کا ہر وقت یاد رکھے۔ اُقدعوا ہذہ النفوس فانہا طلیقۃ وحادثوا ہا فانہا سریعۃ الدثور" کینچو اِن نفسوں کو یعنے معطل نہ چھوڑو کہ تحقیق یہ ہرکام میں سبقت کرنیوالے ہیں اور کلام کرو یعنے یاد دلاؤ اُنکو تکرار سے کہ تحقیق یہ جلدی فراموش کرنے والے ہیں کیونکہ یہ کلمات باوجود قلت حرفوں اور نہائت فصاحت اور تمامی شرائط بلاغت کے بہت فواید پر مشتمل ہیں۔ اور چاہیئے کہ حافظ صحت نفس کا اپنے دل میں یہ مقرر کرے کہ میں بڑی بڑی نعمتیں شریف اور ذخیرہ ہاے عظیم اور دولت بیشمار کی حفاظت کر رہا ہوں اور وہ شخص جو بغیر خرچ کرنے ال اور تحمل محنتوں اور مشقتوں کے ایسی نعمتوں پر فائز ہوجائے اور پھر اُنکو روگردانی اور سستی اور تغافلی سے برباد کروے اور بالکل مُعرّا اور خالی رہجائے تو فی الحقیقت بڑا زیانکار اور قابل ملامت کرنے کے ہوتا ہے اور بزرگی اور توفیق سے بے بہرہ اور محروم۔ حالانکہ وہ دیکھتا ہے کہ نعمتہاے عرضی اور دولت مجازی کے طالب کس طرح سے محنتیں اور مشقتیں اور سفر دور دراز اور جنگل اور بیابانہاے خوفناک سے گذرنا اور ہولناک دریاؤں سے عبور کرنا اور دیگر نہایت سخت بلاؤں میں کہ جن میں اندیشۂ تلف ہوجانے جان کا ہو مثل خوف درندوں اور راہزنوں وغیرہ کے ان سب باتوں کو متحمل کرتے ہیں اور اکثر حالات میں باوجود اسقدر رنج اور تکلیف کھینچنے کے اُن نعمتوں سے نا اُمید اور محروم رہتے ہیں اور بہت ندامت اور حسرت میں کہ جو موجب ہلاکی کا ہو مبتلا ہوجاتے ہیں اور اگر کسی چیز پر اپنے مطلوبات سے فائز ہوجاتے ہیں تو خوف زوال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور انتقال اُسکے کا ہروقت لاحق ہے اُسکی قائمی اور بقا پر تسلی اور طمانیت نہیں کیونکہ بنیاد اُسکی امور خارجی اور اسباب عرضی سے حاصل ہے اور خارجی امور حوادثات سے محفوظ نہیں ہوتے حوادث زمانہ کے اُنپر وارد ہوتے رہتے ہیں۔ خوف اور اندیشہ اور سختی نفس کی جو مدت بقا اُسکے تک محافظت اُسکی میں نصیب ہوتی ہے وہ حد شمار سے خارج ہے اگر طالب اس قسم کی نعمتوں کا بادشاہ یا کوئی مقربان بارگاہ اُسکی سے ہو تو اُسکے حق میں یہ مکروہات اور سختیں دوچنداں ہوتی ہیں اور دشمنوں کی مزاحمت اور حاسدوں سے تنازعہ کیا نزدیک اور کیا دور سے باوصف زیادہ ہونے حاجت کثرت مال اور احتیاج کے جو اصلاح کاموں اور لشکر اور رعایت دوستان اور دفع دشمنان کے واسطے ضروری ہے یہ علاوہ اُسکے ہے۔ باوجود اسکے حاصل کرنا بہت کا اعتراض اور عیب جوئی خویش واقربا اور متعلقان سے جو اوپر خوشنود کرنے ایک کے ان میں سے انسان قادر نہیں ہوتا تو ایک جماعت کے راضی کرنے پر قدرت ہونی ناممکن ہے یہ مصیبت علی السبیل تواتر اُسکے ساتھ پیوستہ ہے۔ جو اشخاص اسکے ساتھ بہت پایہ خصوصیت کا رکھتے ہیں بلکہ عیال و اطفال اور خادماں سے وہ کلمات اسکو سننے پڑتے ہیں جو اُن کلمات کی سختی اور رنج اور برانگیختہ ہونے غصہ سے اور نا ہونے قدرت اظہار اُنکی کے بموجب مصلحت کے موت کو آرزو سے چاہتا ہے۔ باوصف ان تمام سختیوں کے حسد اور تنازعہ دوستاں اور مددگاراں اور فریب دشمنوں سے خوف جان کا ہے۔ جسقدر زیردست لوگ اور لشکر زیادہ ہوگا مصروفیت انکے کاموں میں اور محافظت پرورش اور روزی کی زیادہ تر ہوگی کیونکہ یہ قوم کسی مقدار گذارہ پر کفایت اور بس نہیں کرتی۔ ہروقت موجب افزونی فکر اور حیرت کا ہوتی ہے ایسا آدمی اگرچہ لوگوں کے تصور میں تونگر اور بے احتیاج ہوتا ہے مگر فی الحقیقت سب سے زیادہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ درویشی مراد احتیاج سے ہے اور احتیاج موافق خرچ کے ہوتی ہے پس جس شخص کی حاجت پورا ہونے میں سامان دنیاوی زیادہ بکار ہو درویشی اُسکی زیادہ ہوگی اور جسکی ضرورت تھوڑے سامان سے رفع ہوسکے گی تونگری اُسکی زیادہ ہوگی اور اسی سبب سے سب غنیوں سے بڑا غنی اللہ تعالے ہے جو اُسکو کسی چیز اور کسی شخص کی طرف احتیاج نہیں اور بادشاہ تمام خلقت سے مال اور دولت کے زیادہ تر محتاج ہیں پس سب خلقت سے زیادہ تر درویش

CC-0. In Public Domain: Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی لوگ ہیں۔ اور جناب حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق اکبر نے خطبہ میں فرمایا ہے کہ اشقی الناس فی الدنیا والآخرۃ الملوک یعنے تمام خلقت سے زیادہ تر بدبخت دنیا اور عاقبت میں بادشاہ ہیں بعد اسکے بادشاہوں کی صفت میں بیان کیا ہے کہ جو کوئی مرتبہ بادشاہی پر فائیز ہوتا ہے اللہ تعالےٰ رغبت اسکی اُس مال کی نسبت سے جو تصرف میں ہے دور کر دیتا ہے تا جو چیز جو لوگوں کے تصرف میں ہے اس کے مطالبہ کی حرص اُن کے دل میں پیدا ہوجاتی ہے اور انقطاع حیات اسکی کے لئے بہت سبب ہوتے ہیں اور خوف پنہانی اُسپر غالب ہوجاتا ہے تھوڑی بات پر حسد کرتا ہے اور کثرت سے غصہ میں آجاتا ہے اور سلامتی سے ملول اور دلگیر رہتا ہے اور اوراک لذتوں سے محروم نہ کسی چیز کا اعتبار اور نہ کسی شخص پر اعتماد کرتا ہے اور درہم کیطرح جیں پر جبیں اور کلہ کی مثل جائے فریب ظاہرا خوش اور باطن میں غمناک ہوتا ہے جب دولت اُسکی انجام کو پہنچتی ہے اور مادہ عمر کا منقطع ہوجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ موافق عدالت کے اسکی نسبت مواخذہ حساب کا کرتا ہے اور امر بخشش میں تنگی ہوتی ہے۔ الا ان الملوک ہم المرحومون یعنے خبردار ہو کہ بادشاہ لوگ روکے گئے ہوتے ہیں تا اس مقام تک فرمودہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے بیشک بادشاہوں کے احوال بیان کرنے میں تیر عین نشانہ پر لگایا ہے۔ اُستاد ابوعلی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ بادشاہان عظیم الشان روزگار سے مینے عضدالدولہ کو مشاہدہ کیا ہے جو ان کلمات کو تکرار سے پڑھتا تھا اپنے حال کے ساتھ مطابق ہونے مضمون اور معانی ان کلمات سے تعجب کرتا تہا۔ وہ لوگ جو ظاہر احوال بادشاہوں کا دیکھتے ہیں اور زینت اور مسند اور تخت اور سامان فرش اور لباس اور غلام اور نوکر اور نواب اور لشکر اور دربان اور گھوڑے اور کوتل اور دبدبہ اور حشمت انکی دیکھتے ہیں تو گمان کرتے ہیں کہ اس حشمت اور تجمل سے انکو بہت خوشی اور عیش اور لذت بے نہایت ہوگی۔ قسم ہے مجھکو اپنی عمر اور ذات اللہ تعالےٰ کی بادشاہ ایسے حالات کی اثناء میں ناظرین کے اندیشوں سے غافل ہوتے ہیں اور ضروری فکروں میں مثل تدبیر اور ترتیب اپنی کاموں کے جو بعض کی اُن میں سے تشریح بیان کی گئی ہے مشغول ہوتے ہیں اگر کوئی شخص چاہے تو اپنے حال مالکیت اور ملکیت کو اگرچہ قلیل ہو دلیل کرسکتا ہے اوپر حال بادشاہ اور ملک اُسکے کے اگرچہ وہ کثیر ہوتا جو کچھ مینے بیان کیا ہے تجربہ اور قیاس سے اُسپر واضح ہوجائے اور ممکن ہے کہ اگر کوئی شخص ناگاہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کسی ریاست یا پایۂ سلطنت پر فائز ہوجائے ابتدا میں چند روز اُسکو لذت
حاصل رہتی ہے جب اُسکی آنکھوں میں وہ منزلت سما جاتی ہے بعد اُسکے مثل
دیگر امور طبعی کے اُسکو شمار میں لاتا ہے اور اُن چیزوں پر نظر اُسکی جا پڑتی ہے
جو قبضہ تصرف اُسکے سے خارج ہیں اُنکے حاصل کرنے کی حرص اُس کے دل میں
پیدا ہوجاتی ہے اگر بالفرض تمام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اُسکو دیدیویں تو
پھر تمنا اور آرزو کسی اور عالم کے واسطے کرتا ہے یا ہمت اُسکی طلب بقاے ابدی
اور ملک حقیقی کے لئے ترقی کریگی۔ اس حدتک کہ جملہ امور پادشاہی اور اسباب
جہانداری کے اُسکے اوپر وبال ہوجاتے ہیں الغرض کہ محافظت ملک کی اور
ضبط سلطنت کا نہایت سخت امر ہے بسبب اُن تغیرات کے جو امور دنیا کے
واسطے لازم ہیں اور پراگندگی اور تفرقہ جو جمعیت خزانوں اور ذخیروں اور
فراہمی لشکر اور سپاہ کے لئے ضروری ہیں اور دیگر حادثات اور آفات کہ ہر قسم
دولت اور حشمت ظاہری کے حق میں وارد ہوتی ہیں۔ یہ ہی حال طالبان
نعمت مجازی کا ہے۔ اِلّا نعمتیں حقیقی جو صاحبان فضل اور ارباب کمال
کی ذات میں ہوتی ہیں اُنکی مفارقت کسی طرح پر نہیں ہوسکتی کیونکہ بخشش
بارگاہ الٰہی کی زوال پذیر نہیں ہوتی جیساکہ حکیم ثنائی کا قول ہے ؎
دادۂ خویش چرخ بستاند ٭ نقش اللہ جاوداں ماند ٭٭ اور اللہ تعالےٰ واسطے
طلب کرنے ثمرہ اسکے کے جو مراد شکر گذاری کے حکم ہے۔ اگر اس حکم کی
ہم فرمانبرداری کریں تو ہر لحظ نعمت دیگر بخشتا ہے۔ اس حدتک کہ نعمتیں
ابدی حاصل ہوجاتی ہیں اگر اُن نعمتوں کو ضائع کریں تو شقاوت اور ہلاکت
پر رضاے ہماری پائی جاتی ہے کونسی بات اس سے زیادہ زیانکاری اور
نقصان کی ہوگی کہ جوہر نفس ذاتی اور باقی رہنے والے اور حاضر رہنے والے
کو ضائع کیا جائے اور مطالب خسیس عرضی اور فانی ہونے والے اور گم ہوجانے
والے کی طلب میں کوشش کیجائے اگر بعد ترددات چنیں و چناں سے کوئی
چیز اُن مطالب سے حاصل ہوجائے یا مطالبہ اُسکا کریں تو ضرور وہ چیز
اسکی ذات سے علٰحدہ ہوجائیگی یا اسکو اُس سے جدا کیا جائیگا۔ حکیم ارسطاطالیس
کا بیان ہے کہ جو شخص اپنے گذارہ کی قدرت رکھتا ہو اور میانہ روی کے
طریق سے زندگی بسر کرسکتا ہو تو اسکو مناسب نہیں کہ زیادہ طلبی میں مصروف
ہو کیونکہ زیادہ طلبی کی کوئی حد اور نہایت مقرر نہیں ہے طالب زیادتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو وہ مکروہات پیش آئینگے کہ جنکا نہایت نہو۔ اور ہمنے پہلے گذارہ اور
میانہ روی کے باب میں بیان کیا ہے کہ اصلی غرض اُس سے معالجہ کرنا
درد اور بیماریوں کا ہے مثل بھوک اور پیاس کے۔ اور پرہیز کرنا بلاؤں اور
آفتوں کے مبتلا ہونے سے۔ نہ قصد اُن لذات کا جو اصل میں وہ درد اور
مرضیں ہیں اگرچہ ظاہرا لذت معلوم ہوتی ہیں بلکہ سب لذتوں سے کامل تر لذت
صحت کی ہے جو لازمہ میانہ روی کا ہے پس معلوم ہوا کہ اُس لذت سے
روگردانی میں صحت بھی ہے اور لذت بھی ہے اور اُسپر اقدام کرنے میں
نہ لذت ہے اور نہ صحت۔ الّا وہ شخص جو اپنے ایحیحاج کے گذارہ پہ قادر
نہو محتاج کوشش اور طلب کا ہو تو اُسکو چاہئے کہ اندازہ ضرورت سے تجاوز
نکرے غلبہ حرص اور اختیار کرنے کمینہ کسبوں سے پرہیز رکھے اور معاملات
میں نیکی کا طریقہ ملحوظ رکھے اور اپنی سعی کو لوگوں کی نظر میں ایسا دکھلائے
جو ضرورت کیواسطے خسیس کاموں میں خوض کرنا پڑا ہے۔ دیگر جانوروں کے
حال میں کہ جب شکم انکا پر ہو جاتا ہے تو زیادہ طلبی میں سعی کرنی چھوڑ دیتے
تامل کرے۔ بعضے اقسام حیوانات کے مردار اور بعضے سرگیں کے کھانے پر اوقات
اپنی بسر کرتے ہیں اور جبقدر حسب قسمت حاصل ہو جائے اُسپر قناعت کرتے
ہیں اور پرہیز اور نفرت کسی غذا سے نہیں کرتے سوائے اُس غذا کے جو وہ
چیز غذا ضد اُس جانور کی ہے مثل نجاست کے کرم اور شہد کی مگس کے۔
جب ہر حیوان کی نسبت اپنی قوت کیطرف مثل نسبت دیگر حیوانات کے ہے
اپنے اپنے غذاؤں کی طرف اور ہر ایک اُس مقدار پر جو واسطے حفاظت بقا
اُنکی کے کافی ہو قانع اور خوش ہے۔ انسان جو بباعث مشارکت نفس حیوانی
کے محتاج غذا کا ہے چاہئے کہ وہ بھی روزی اور غذا پینے میں یہ ہی طریقہ
اختیار رکھے اور غذا کو دفع کرنے فضلہ پر درباب رفع ضرورت اور احتیاج
کے فضیلت اور ترجیح نہ دے اور مشغول اور مستغرق کرنا اپنی عقلوں کو تیاری
اور درستی مطعومات میں اور فنا کرنا اپنی عمروں کو اِن لذتوں میں قبیح تصور
کرے جیسا کہ سستی اور فروگذاشت کرنی طلب مقدار ضروری سے قبیح ہے
اور یہ بات کو یقین سے جانے کہ فضیلت کھانے کی اوپر دفع فضلہ کے اور
نیک جاننا سعی کرنے کو واسطے طلب ایک کے سوائے دوسرے امر کے یہ مقتضیات
طبع سے ہے نہ ازروئے عقل کے کیونکہ طبیعت کو مادہ غذا کی طرف اس سبب سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ اُس سے بدل ما یتحلل کا حاصل ہوتا ہے زیادہ تر توجہ اور رغبت ہے اور وہ ایسی چیز پر مشتمل ہے جو جزو بدن کی بجائے اس باعث سے اُسکو مرغوب جانتی ہے اور دفع کرنے فضلہ میں جب یہ بات حاصل نہیں اور بسبب استفراغ اور خالی کرنے مکان کے منافی بدلہ کا ہے طبع اُس سے متنفر ہوتی ہے اور اس باب میں تابع ہونا عقل کا طبیعت کے ساتھ اُس قسم سے ہے جو اشرف چیز خسیس چیز کی خدمتگاری کرے جیساکہ بارہا ہمنے بیان کیا ہے حافظ صحت نفس کو چاہئے کہ قوت شہوت اور قوت غضب کو کسی حالت میں برانگیختہ نکرے بلکہ تحریک اُنکی طبیعت پر چھوڑ دے اور مطلب اس سے یہ ہے کہ ایسا بہت اتفاق پڑتا ہے کہ کسی ایسی لذت کے یاد کرنے سے جو حالت شہوت رانی یا موقع بلندی جاہ اور کر و فر کے زمانہ میں اسکو حاصل ہوئی ہو شوق تکرر کرنے اُسکے کا طبیعت میں پیدا ہوکر باعث تحریک اِن قوتوں کا ہوجاتا ہے اور واسطے حاصل کرنے اُس امر کے جو مطلوب شوق کا ہے فکر اور رویت کو استعمال کیا جاتا ہے اور پھر قوت تمیز اور عقل سے واسطے دور کرنے اُس شوق کے استعانت اور مدد لینی پڑتی ہے کیونکہ سوائے اسکے مقصد حاصل نہیں ہوتا اس حالت کی یہ مثال ہے کہ کوئی شخص کسی بیل تند یا سگ درندہ کو اول غصہ میں لاوے اور برانگیختہ کرے اور بعد اُسکے اُس سے خلاصی حاصل کرنے کی تدبیر میں مصروف ہووے اور ظاہر ہے کہ سوائے پاگلوں اور دیوانوں کے ایسے کام کوئی نہیں کرتا۔ اِلّا جب عقلمند برانگیختگی اِن قوتوں کی طبیعت پر چھوڑ دے تو خود طبیعت کی خواہشیں اس مہم کے انجام دینے کے لئے قیام کرینگی کیونکہ اُنکو اس باب میں فکر اور رویت سے استعانت اور مدد لینے کی چنداں حاجت نہیں ہوتی اور جب وقت برانگیختہ ہونے قوت کے بموجب اُس اندازہ اور مقدار کے جو واسطے حفظ صحت بدن اور بقائے نوع کے ضروری ہو فکر اور تمیز کے ذریعہ سے حصہ مقرر کرے تا استعمال میں حد مناسب سے تجاوز نہوجائے تو اجرائے سیاست الٰہی اور مقتضائے اور مشیت ربانی کو ادا کرنیوالا ہوگا۔ اور ویساہی چاہئے کہ اپنے انواع حرکات اور سکنات اور اقوال اور افعال اور تدابیر اور تصرفات میں باریک نظری رکھنی مقدم جانے تا عادت کے بموجب کوئی امر مخالف ارادہ عقلی کے اُس سے صادر نہو اگر ایک دو دفعہ وہ عادت ظہور کرے اور کوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فعل مخالف عزم اور ارادہ کے اُس سے وجود میں آوے تو بمقابلہ اُس گناہ سے تکلیف اور عذاب نہائی کو لازم پکڑے مثلاً اگر کسی طعام مضر کے کہانے پر نفس دلیری کرے جسوقت میں کہ پرہیز کرنی ضروری تھی تو اُسکو تنبیہ کرنی چاہئے تا دینے غذا سے اور روزہ رکھنے سے جسقدر مصلحت تقاضا کرے۔ اور سرزنش کرنے اور سزا دینے میں مبالغہ کیا جاے اور اگر نفس بیموقع اور بے محل غصہ میں جلب کرے تو اُسکو اس وجہ سے تادیب کرے کہ کسی ایسے کمینہ شخص کے ہاتھ اُسکو مبتلا کرے کہ جو اسکے جاہ اور عزورت کو توڑے یا نذر اور صدقہ جو ادا کرنا اسپر دشوار ہو وہ مقرر کرے۔ حکمت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ قلیدس صاحب ہندسہ اپنے شہر کے کمینہ لوگوں کو مخفی طور پر مزدوری دیکر ظاہرا اپنی ہتک کراتا تہا تا کہ نفس اُسکا اُس ہتک سے الش اور تنبیہ حاصل کرے۔ اگر نفس اپنے سے سُستی بیموقع معلوم کرے تو اُسکو نیک کاموں کی زیادہ شقت اور کثرت سختی میں تکلیف دے الغرض کہ ایسے کام اختیار کرے جو خلل کو دخل نہوتا باقی امور میں نفس مخالفت عقل کی نکرے اور اسکی تجویز سے تجاوز نکرے۔ اور چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حال میں آلودگی رذایل اور مددگاری اہل رذائل سے احتیاط رکھے اور چھوٹی چھوٹی برائیوں کو حقیر تصور نہ کرے اور اُنکے استعمال اور ارتکاب کرنے کے لئے مجوز رخصت نہوے کیونکہ یہ امر تدریج اور آہستگی سے باعث ارتکاب بڑے بڑے گناہوں کا ہوجاتا ہے اگر کوئی شخص ابتداء جوانی میں نفس کو اپنی خواہشوں سے باز رکھے اور تیزی غصہ میں حلم کرنے کی اور زبان کی حفاظت اور اپنے ہمسروں کی بات کے تحمل کرنیکی عادت کرے تو ان اداب کا لازم پکڑنا اسپر دشوار نہیں ہوتا کیونکہ جو خدمتگار کمینوں کی خدمتگاری میں مبتلا ہوجاتے ہیں وہ کمینہ پن ہونے اور دشنام کے برداشت کرنیمیں فرسودہ ہوجاتے ہیں ایسی قباحات کا سننا اُنپر آسان ہوجاتا ہے۔ اس حد تک کہ اِن باتوں کا اثر اُنکے دلوں میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی ایسی ایسی باتوں کے سُننے سے ہنسی کرتے ہیں اور اُسکو خوش طبعی میں تصور کرتے ہیں اگرچہ پہلے اس سے ایسی باتوں کا برداشت اور تحمل کرنا اُنکو ناجائز ہوتا ہے اور بدلہ اور جواب دینے سے پہلوتہی نہیں کرتے ویساہی حال ہے اُس شخص کا جو فضیلت کو دوست رکھے اور کمینوں کی ہمصحبتی اور ہم نشینی سے پرہیز کرے اور چاہئے کہ شہوت اور غضب کی حرکت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنے سے پیشتر استعداد صبر اور حلم کرنے کی پیدا کرے اور اُن بادشاہوں
ہوشیار کی پیروی کرے کہ جو پہلے ہجوم دشمنوں سے ایام فرصت اور مہلت
میں فکر طیاری سامان اور ہتھیاروں کا اور مُحکمی قلعوں کی کرکے مستعد جنگ
کے رہتے ہیں۔ اور حافظ صحت نفس کو چاہئے کہ اپنے جملہ معائب کی بخوبی
جستجو رکھے اور اس باب میں صرف اسی قول جالینوس پر انحصار نہ رکھے جو اُسنے
اُس کتاب میں جو واسطے دریافت عیوب آدمیوں کے تصنیف کی ہے بیان
کیا ہے کہ جب ہر ایک شخص اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے تو عیب اُس کے
اُسپر مخفی رہتے ہیں اگرچہ ظاہر ہوں مگر اُنکو دریافت نہیں کر سکتا۔ پس واسطے
تدبیر اس نقص اور خلل کے بیان کیا ہے کہ کوئی دوست کامل اور فاضل اختیار
کرنا چاہئے بعد ایک مدت دوستی کے اُسکو اختیار دے اور کہے کہ علامت صدق
دوستی کی وہ ہے جو کہ معائب نفسانی سے مجھکو مطلع کرنا واجب جانے تا اُن
سے پرہیز کیجائے اور اس باب میں اُس سے عہد اور اقرار سخنہ لے ... اور
اگر وہ یہ کہے ...... کہ تم میں کوئی عیب مجھکو نظر نہیں آتا تو اس بات پر
راضی نہو جائے بلکہ اُسکو عتاب کرے اور اسبات کا کہ وہ معلوم ہونا اُس پر
ظاہر کرے اور اُسکو دوستی کے معاملہ میں تہمت خیانت کی نسبت دے اور
پھر وہ ہی پہلا سوال کرے اور زیادہ الحاح اور تکرار عمل میں لاوے پس اگر
عیبوں پر اطلاع دینے سے بالکل انکار کرے تو اس بات سے اپنی تنگ دلی
اور اندوہ زیادہ تر اُسپر اظہار کرے تاکہ اس بات پر وہ قائم ہو جائے اور
جب وہ عیبوں سے اطلاع دے تو اُسکے روبرو دلتنگ و اندوہ ناک نہووے
بلکہ کشادہ پیشانی اور خوشی سے اُسکے ساتھ ملاقات کرے اور شکر گذاری
اُس کی خلوت کے وقت بعد ایک مدت کے ادا کرے تا وہ دوست عیبوں
سے خبردار کرنیکو ایک تحفہ اور ہدیہ تصور کرے پس اِن معائب کا معالجہ ایسی
تدابیر سے کرے جو بالکل بیخ اور جڑھ اُنکی جاتی رہے تا اعتماد اُس دوست
کا اسکی کلام پر اور اسبات پر کہ مطلب اسکا اصلاح نفس اپنے کی ہے محکم ہو جائے
اور مکرر نصیحت کرنے سے رو گردانی نہ کرے۔ اس مقام تک کلام جالینوس
کی ہے۔ اِلّا ایسا دوست کمیاب ہوتا ہے اور اکثر ایسے آدمیوں سے امید اس
قسم نفع کی نہیں ہوتی ممکن ہے کہ اس مطلب کے واسطے دشمن بہ نسبت
دوست کے زیادہ تر مفید اور کار آمد ہو کیونکہ دشمن عیبوں کے ظاہر کرنے میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھہ شرم اور باک نہیں رکھتا اور جسقدر جانتا ہے اُسی پر حصر نہیں رکھتا بلکہ حد سے متجاوز ہوکر افترا اور بہتان بھی ذمہ لگا دیتا ہے پس آدمیوں کو اپنے عیبوں پر آگاہی ہوجاتی ہے اور جو بات افترا ہوتی ہے اُسکو تہمت تصور کرتا ہے اور جس امر میں خلل واقع ہونے کا خوف ہوتا ہے اُسمیں احتیاط کرتا ہے اور نیز جالینوس نے دوسرے مقالہ میں بیان کیا ہے کہ نیک آدمیوں کو دشمنوں سے فائدہ ہوتا ہے اُسکا یہ ہی سبب ہے کہ ہمنے بیان کیا ہے۔

اور یعقوب کندی کہ حکماء اہل اسلام سے تھا اُسکا مقولہ ہے کہ طالب فضیلت کو چاہیئے کہ اپنے دوستوں اور آشناؤں کی صورت کو آئینہ تصور کرے تاجس صورت سے وضع بدی اور عیب کی معلوم کرے اُس سے اپنے عیبوں پر اطلاع حاصل کرے یعنے لوگونکے عیب دیکھکر بمقابلہ ہر ایک عیب کے اپنے آپ کو عتاب اور ملامت کرے کہ گویا وہ فعل اسکی ذات سے بھی صادر ہوا ہے رات دن میں جو عمل اسنے کیا ہے بغیر فروگذاشت کرنے کسی امر کے اخیر دن میں سب کا تفحص کرے کیونکہ یہ امر زشت اور قبیح ہے کہ محافظت اُس چیز کے لئے کہ جسکے خرچ کرنے کا اتفاق پڑا ہو مثل پتھر کے ٹکڑوں اور گھاس خشک کے ریزوں سے کہ اُن کے معدوم ہوجانے سے ہماری ذات سے کوئی چیز ناقص نہیں ہوجاتی۔ہم کوشش کریں اور اس چیز کی حفاظت میں جو ذات ہماری میں داخل ہے اور بقا ہماری اُسکی زیادتی پر منحصر ہے اور فنا ہماری اُسکی کمی پر موقوف ہے اُس میں ہم سستی کریں۔اور جب ہم بدی اور عیب پر واقفیت حاصل کریں نفس کے ملامت کرنے میں ہم مبالغہ کرنا واجب جانینگے اور اُسپر تقریر مقرر کرینگے اسمیں فروگذاشت عملیں نہ آئیگی کیونکہ اگر ہم ایسا کرینگے تو نفس بدیوں سے پرہیز کریگا اور نیکیوں کو دوست پکڑیگا۔اور چاہئے کہ ہمیشہ قبائح پیش نظر حاضر ہوں تا اُنکو ہم بھول نہ جائیں اور یہ بھی شرط حسنات اور نیکیوں میں ہم رعایت رکھینگے تاہم سے کوئی نیکی فوت نہوجائے بعد اسکے اُسنے بیان کیا ہے کہ ہمکو اس بات پر قناعت کرنی نہ چاہئے کہ مثل دفتر اور کتابوں کے غیر کو افادہ حکمت کا کیا جائے اور اپنی ذات اُس سے بے نصیب رہے یا ہم مثل سان کے پتھر کے ہوجائیں جو لوہے کو تیز کر دیتی ہے اور خود کسی چیز کو نہیں کاٹ سکتی بلکہ چاہئے کہ مثل آفتاب کے ہم فیضان نور کا کریں اپنی ذات سے باہ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوپر تا اُسکو اپنی ذات سے نور میں مشابہ کریں اگرچہ نور اُسکا آفتاب کے نور سے کم ہوتا ہے یہ ہی حال ہمارا ہے فضائل کی فیض دہی میں۔ اس مقام تک مقولہ حکیم کندی کا ہے۔ یہ معانی دوسروں کی کلام سے اس بات میں قرین مبالغہ ہیں واللہ اعلم بالصواب ❊

دسویں فصل امراض نفسانی کے معالجہ میں اور وہ دور کرنے رذائل پر منحصر ہے

جیسا کہ علم طب میں دور کرنا مرضونکا ضد کے استعمال کرنے سے کرتے ہیں طب نفسانی میں بھی رذیلتوں کا دور کرنا ضد اُن رذائل سے کرنا چاہئے اور ہمنے پہلے اس سے اجناس فضائل کو حصر کردیا ہے اور اجناس رذائل جو مثل اطراف اُن اوساط کی ہیں اُنکو شمار کیا جب فضیلتیں چار ہیں اور رذائل آٹھ اور ایک چیز کے واسطے ایک ہی ضد ہوتی ہے زیادہ نہیں ہوتی کیونکہ دو ضدیں باہم نہایت بُعد میں ہوتی ہیں پس اِس اعتبار کے رو سے رذائل کو ضد فضائل نہیں کہنا چاہئے مگر مجازاً۔ اِلّا دو رذیلتیں جو ایک جنس سے ہوویں ایک غائت افراط میں اور دوسری غائت تفریط میں اُنکو باہم ضدیں کہا جاتا ہے۔ اور جاننا چاہئے کہ عقل کے رو سے قانون مقررہ علاج امراض کے واسطے یہ ہے کہ پہلے اقسام بیماریوں کو معلوم کریں بعد اسکے موجبات اور علامات اُنکی دریافت کریں پھر معالجہ میں مشغول ہوں۔ مرض منحرف ہونا مزاج کا ہے حد اعتدال سے اور علاج دفع کرنا انحراف کا ہے اعتدال کی جانب حیلۂ صناعی کے ذریعہ سے جب نفس انسانی کی قوتیں تین قسم میں محدود ہیں جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں اول قوت تمیز۔ دوم قوت دفع۔ سوم قوت جذب۔ اور ہر ایک قوت کا انحراف دو وجہ پر ہوتا ہے یا قوت کی کمیت یعنے مقدار میں خلل واقع ہوجائے یا کیفیت قوت میں اختلال ہو اور رفع ہونا خلل کا مقدار قوت میں یا جانب تفریط میں یعنے اندازہ اعتدال سے یا زیادہ ہوجائیگی یا کم پس ہر ایک قوت کے مقابلہ میں تین قسم کی مرض ہوگی یا بسبب افراط یا بسبب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تفریط اور یا بحسب رداءت۔ امّا افراط قوت تمیز کا مثل خباثت اور فریب اور دھوکا دہی کے ہے اُن امور میں جو عمل سے متعلق ہیں اور مثل تجاوز فکر اور ادراک کے اور حکم کرنا مجردات پر قوت وہم اور حواس کے ذریعہ سے جیساکہ محسوسات پر کیا جاتا ہے اُن امور میں جو فکر اور ادراک سے متعلق ہیں۔ امّا تفریط قوت تمیز کی مثل کند ہونا ذہن اور فہم کا علمیات میں اور قصور فکر اور ادراک کا مقدار واجبی سے مانند جاری کرنے احکام محسوسات کے مجردات پر امور علمی میں۔ امّا رداءت قوت تمیز کی یعنی ردی ہوجانا اصلی جوہر اُسکے کا مثل پیدا ہونے شوق اُن علوم سے جو ثمرہ یقین اور کمالیت نفس کا اُنسے حاصل نہیں ہوتا مثل علم جدل اور مباحثہ کرنے اور مغالطہ دینے کے اُس شخص کی نسبت جو اِن علوم کو بجائے یقینیات کے استعمال کرے اور مثل علم کہانت یعنی غیب کی خبر دینے اور فال پکڑنے اور علم کیمیا کے اُس شخص کی نسبت جو غرض اُسکی ان علوم سے حاصل کرنا خسیس خواہشوں کا ہو۔ امّا قوت دفع کا افراط مثل شدت غصہ اور کثرت انتقام لینے اور غیرت کرنیکے ہے بیموقع اور بیجا اور درندوں کے مشابہ ہوجانا۔ امّا تفریط قوت مذکور کی مثل بے غیرتی اور بزدلی اور عورتوں اور لڑکوں کے اخلاق سے مشابہ ہونا۔ امّا رداءت اسکی مثل شوق انتقامات فاسدہ کے ہے مثل اسکے کہ پتھر اور چارپایوں پر غصہ کرنا یا انسان پر غصہ کرنا اُس امر سے جو لائق غصہ کرنے کے نہیں ہے۔ امّا افراط قوت جذب مانند شکم پرستی اور حرص کھانے پینے پر اور عاشق اور مفتون ہونا اُن لوگوں پر جو محل شہوت کا نہوں۔ امّا تفریط قوت مذکور کی مثل کم ہمتی اور سستی کرنے کے طلب کرنے قوت ضروری اور حفظ نسل میں اور فرو ہونا آتش شہوت کا۔ امّا رداءت اُسکی مثل خواہش مٹی کھانے اور علت بچہ بازی کے یا استعمال کرنا شہوت کا ایسی وجہ پر کہ قانون اور قاعدہ واجب سے خارج ہو۔ یہ اجناس بسیط مرضوں کی ہیں جو قوائے نفسانی میں پیدا ہوجاتے ہیں اور انواع اسکے بہت ہیں جو مرکب ہونے امراض سے پیدا ہوجاتے ہیں اور اصل اُنکا اِن اجناس کیطرف رجوع ہوجاتا ہے۔ اور اِن امراض سے کئی مرضیں ایسی ہیں جو اُنکو مہلک کہتے ہیں کیونکہ اکثر امراض مزمنہ کا وہ حصول ہوتے ہیں اور وہ مثل حیرت اور جہل کے ہیں قوت نظری میں اور غصہ اور بزدلی اور خوف اور غم اور حسد اور امید اور عشق کے ہیں دیگر قوائے میں بدی اور نقصان اِن امراض کا نفس کے حق میں بہت عظیم ہے اور معالجہ کرنا انکا نہایت ضروری اور اہم ہے اور عام کے حق میں نفع رسانی ہے بعد اسکے تشریح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر ایک کی اپنے محل پر بیان کیجائیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔ الّا موجبات انحراف کے
دو قسم پر ہیں ایک نفسانی دوسرا جسمانی بیان اسکا اِسطرح پر ہے کہ جب عنایت
الٰہی نے نفس انسانی کو بدن جسمانی کے ساتھ ربط اور پیوند بخشا اور ایک کی
دوسرے سے مفارقت ہونی اپنی تقدیر اور ارادہ پہ منحصر فرمائی ہے اور کسی سبب
یا بیماری سے ایک کا متاثر ہونا موجب تغیر دوسرے کا ہوجاتا ہے مثلاً متاثر ہونا نفس
کا کثرت غصہ یا غلبہ عشق یا متواتر ہونے غم سے موجب تغیر صورت بدن کا بہت
طرح کے تغیرات سے ہوجاتا ہے مثل بیقراری اور لرزہ اور زردی اور لاغری بدن
کے۔ اور متاثر ہونا بدن کا امراض اور بیماریوں سے خصوصاً جب کسی عضو شریف
میں مثل دل اور دماغ کے پیدا ہوں باعث تغیر حال نفس کا ہوتا ہے مثل نقصان
قوت تمیز اور فساد قوت خیال اور قصور ملکات اور قوتوں کا ہوجاتا ہے پس نفس
کے معالج کو چاہئے کہ پہلے تفحص حال سبب کا کرے تا اگر مرض نفسانی کا باعث
خلل بدنی ہو تو اُسکا معالجہ جیسا کہ کتب طبی میں درج ہے عمل میں لاوے اگر
خلل نفسانی ہے تو اُسکا معالجہ موافق طریق کُتب فن تہذیب اخلاق کے کرنا
چاہئے کہ جب سبب مرض کا مُرتفع ہوجائیگا تو ضرور مرض بھی مُرتفع ہوجائیگی۔
الّا معالجات کلی طب میں چار چیزوں کے استعمال سے ہوتے ہیں۔ غذا دوا
زہر اور داغ دینا یا کاٹنا امراض نفسانی میں بھی یہی طریق اختیار کرنا چاہئے
اسطرح پر کہ اوّل قباحت اُس رذیلت کی کہ جبکا دفع اور زائل کرنا مطلوب ہو
اچھی طرح سے کہ جسمیں کسی طرح کا شک نرہے معلوم کریں اور اُس خلل اور
نقصان پر کہ جبکا اُس رذیلت کے لاحق ہونے سے اندیشہ اور خوف ہے کیا امور
دینی اور کیا امور دنیا میں واقف ہوں اور اُسکو اچھی طرح سے اپنے خیال
میں منقوش کریں پس ارادہ عقلی سے اُس سے پرہیز کریں اگر مطلب حاصل
ہو تو بہتر ورنہ اُس فضیلت کے استعمال میں جو مقابلہ رذیلت مذکور کے ہے
ہمیشگی اور کثرت کرنی چاہئے اور مکرر کرنے اُن افعال میں جو اُس قوت کے متعلق
ہیں بہت اچھی طرح مبالغہ کرے اور یہ تمام قسم معالجات کے مقابلہ اُس علاج
کے ہیں جو طب میں غذا سے علاج کیا جاتا ہے اگر اس قسم کے علاج سے مرض زائل
نہو تو نفس کو اُس فعل کے کرنے پر سرزنش اور ملامت اور مذمت از روے قول
اور عمل اور فکر کے کریں اگر حصول مطلب کیواسطے یہ بھی کافی نہو تو تعدیل ایک کی دونوں
قوتیں حیوانی سے یعنے قوت شہوی یا غضبی سے کریں اس وجہ سے کہ ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوت کے استعمال کرنے سے دوسری قوت کی تعدیل اور تسکین کریں کیونکہ ان دونوں میں سے جب ایک غالب ہوجاتی ہے تو دوسری خود مغلوب ہوجایا کرتی ہے اور اصل پیدائش انہی میں جیساکہ فائدہ قوت شہوی کا بقائے شخص اور نوع کا ہے ویساہی فائدہ قوت غضبی کا توڑنا غلبہ اور تیزی قوت شہوت کا ہے تاجب یہ دونوں اعتدال پر آجاویں تو قوت اوراک کے لئے طاقت تمیز کرنے کی پیدا ہوجاتی ہے یہ قسم علاج کا مثل علاج دوا کے ہے طبیبوں کے نزدیک۔ اور اگر اسطرح سے بھی مرض زائل نہو پختگی اور محکمی مرض کی نہائت درجہ پر ہو تو پس اسکی بیخ اور جڑھ نکالنے کے لئے جو رذیلت جو ضد اس رذیلت کی ہے اسکے اسباب اور موجبات کا ارتکاب کرنا چاہئے اور شرط تعدیل کی ملحوظ رکھیں یعنے جب وہ رذیلت نفس سے دور ہونے لگے اور وسط کے درجہ سے جو مقام فضیلت کا ہے نزدیک ہوجائے تو ارتکاب ضد اسکی کا ترک کرنا چاہئے تا اعتدال سے متجاوز ہوکر دوسری جانب مائل نہوجائے اور دوسری مرض پیدا نکرے اس قسم کا علاج زہر کے ساتھ علاج کرنے سے مشابہ ہے کہ جب تک بہت لاچاری اور بیقراری طبیب کو لاحق نہو اس قسم کے علاج کو اختیار نہیں کرتا اور درصورت اختیار کرنے کے بڑی احتیاط عمل میں لاتا ہے تا مزاج دوسری طرف منحرف نہوجائے اگر اس قسم کا علاج بھی کافی نہو اور ہروقت نفس اپنی عادت محکم کے مقرر کرنے پر ارتکاب کرے پس اسکو عذاب اور تکلیف ذمہ واری سخت کاموں اور مشقت والے امور سے تادیب کرنی چاہئے اور جن عہدوں اور نذروں کا ادا کرنا مشکل ہو اُنکا بجالانا اُسکے ذمہ پر ڈالا جائے تا اِن امور سے اُسکو تکلیف پہنچکر سزایاب ہو۔ یہ قسم علاج کا مثل قطع کرنے اعضا اور داغ دینے کے ہے علم طب میں اخرالدوا داکئے یعنے آخر دواؤں کا داغ دینا ہے۔ یہ معالجات کلی دور کرنے امراض نفسانی کے لئے اور استعمال کرنا اِن معالجات کا ہر مرض میں اُس شخص پر جو ابتداً کتاب سے اس مقام تک واقف مسائل کا ہو اور فضیلتوں اور رذیلتوں پر علم حاصل کیا ہو مشکل نہیں ہے اور ہم تشریح علاج چند بیماریوں کی منجملہ امراض مُہلکہ سے جو بہت زبون تر ہیں امراض نفسانی میں سے بیان کرتے ہیں تا واسطے دور کرنے دیگر امراض کے اُسی قیاس اور قاعدہ کا اعتبار کرنا موجب آسانی علاج کا ہوجائے واللہ الموفق والمعین۔

اگرچہ قوت نظری کے امراض بہت ہیں کیا مفرد اور کیا مُرکّب الّا سب سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے زیادہ تر خراب اور زبون تین ہیں اوّل حیرت۔ دوم جہل بسیط۔ سوم جہل مرکب۔ پہلا قسم قبیل افراط سے ہے اور دوسرا قسم جنس تفریط سے اور تیسرا قسم جنس رداءت سے۔ علاج حیرت۔ حیرت کے معنے یہ ہیں کہ مشکل مسائل میں جو کسی طرح کی دلایل طبیعت میں پیدا ہوں اور وہ ایک دوسرے کو رد کریں اور نفس تحقیق کرنے حق اور باطل کرنے جھوٹ میں عاجز ہوجائے اسکو حیرت کہتے ہیں اور طریق زائل کرنے اس مرض کا جو سب رذیلتوں سے مہلک تر ہے اسی طرح پر ہے کہ پہلے اس قاعدہ کو بخوبی ذہن نشین کرلے کہ جمع اور رفع اور نفی اور اثبات کا ہونا ایک وقت میں محال ہے تامجمل طور پر ہر مسئلہ میں کہ جسمیں حیرت واقع ہو حکم پختہ کرے ایک طرف کے باطل ہونے پر اُن دونوں طرفین متعارضہ سے بعد اسکے موافق قوانین علم منطق کے درستی مقدمات اور تفحص حال نتیجہ کا بہت احتیاط اور جستجو کے ساتھ تمام جہتوں سے عمل میں لاوے تامقام خطا اور محل غلطی کا معلوم کرلے اور غرض کُلّی علم منطق سے خصوصاً کتاب قیاسات سوفسطائی جو معرفت مغالطوں پر مشتمل ہے علاج اسی مرض کا ہے۔ علاج جہل بسیط۔ اصل حقیقت اس جہل کی یہ ہے کہ نفس فضیلت علم سے خالی ہوتا ہے اور اپنے آپ کو باعلم تصور نہیں کرتا یہ جہل ابتداء حال میں مذموم نہیں کیونکہ شرط پڑھنے اور علم حاصل کرنے کی یہی ہے یہ جہل حاصل ہو اس سبب سے کہ جو شخص یہ جانے کہ میں سب کچھہ جانتا ہوں تو وہ پڑھنے سے فارغ ہوتا ہے اور اصل پیدائش نوع انسان کی اسی حالت پر ہے اِلّا اسی جہل پر قائم رہنا اور واسطے تحصیل علم کے حرکت نہ کرنی مذموم ہے اگر اسیحالت پر راضی اور قانع ہوجاوے تو نہایت خراب رذیلت میں مبتلا ہوجاتا ہے علاج اسکا اسطرح پر ہے کہ بنی نوع انسان اور دیگر حیوانات کے حال میں تأمل سے نظر کرے تا واقف ہوجاوے اسبات پر کہ انسان کی فضیلت دیگر جانوروں پر ادراک اور تمیز سے ہے جاہل آدمی جسمیں یہ فضیلت نہو وہ حیوانوں میں سے شمار کیا جاتا ہے نہ انسانوں میں شاہد اور مصداق اس قول کا یہ ہے کہ جب وہ شخص کسی ایسی مجلس میں جو واسطے بحث علمی کے منعقد ہوئی ہو حاضر ہووے اور خاصیّت نوع انسان کی یعنے ادراک اور نطق بالکل چھوڑ دے تو دیگر حیوانات سے جو کہ کلام کرنے سے عاجز ہیں مشابہت رکھتا ہے جب اس حال میں اچھی طرح سے فکر کرے تو آگاہ ہوجاتا ہے اس بات پر کہ جو باتیں ہم پیچھے اس جماعت ارباب علم کے کہ سکتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ دیگر جانوروں کی آواز سے زیادہ مناسبت رکھتی ہیں بنسبت انسانوں کی گفتگو کے کیونکہ اگر گفتگو انسانوں سے تعلق رکھتیں تو اُس مجلس میں کہ جہاں اہل تمیز اور ارباب انسانیت کے جمع تھے وہاں بھی گفتگو کرسکتے اور چاہیئے کہ اس اندیشہ میں یہ غلطی اُسکو واقع نہو کہ مجھ پر نام انسان کا بولا جاتا ہے میں کیونکہ انسانوں سے خارج ہوں کیونکہ گندم کی گھاس کو بھی مجازاً گندم کہتے ہیں اس مراد سے کہ اُس میں استعداد اور قابلیت ہوتی ہے قبول کرنے صورت گندم کی۔ اسی طرح پر جو ظاہرا آدمی کی صورت ہو اُسکو بھی آدمی کہا جاتا ہے کیونکہ صورت میں آدمیوں سے مشابہت رکھتا ہے بلکہ اگر خود انصاف کرے تو جان لینا ہے کہ اقسام حیوانات سے مرتبہ میں کمتر ہے کیونکہ ہرایک حیوان اُس قدر ادراک اور تمیز پر جو واسطے ترتیب امور معاش اور حفظ نسل کے بکار ہو قدرت رکھتا ہے اور جو کمال کہ علت غائی وجود اُس کے سے ہے اُس پر فائز ہے اور حال جاہل کا برخلاف اس کے ہے۔ پس جیساکہ خواص اپنی نوع کے اُسکی ذات سے مفقود ہیں اور اس سبب سے دیگر حیوانات سے زیادہ تر مشابہت رکھتا ہے ویساہی اس اعتبار سے کہ دیگر حیوانات اپنے خواص اور کمال پر فائز ہیں اور یہ اپنے کمال سے محروم مرتبہ جمادات کو یہ نزدیک تر ہے اور یہ ہی اعتبار جب جمادات میں تصور کیا جائے تو یہ اُنسے بھی فروتر ہے اور اسی طرح سے اسفل السافلین کے پایہ پر پہنچ جاتا ہے۔ پس جب اس فکر کے ذریعہ سے اپنے نقصان رتبہ اور خساست جوہر اور زبونی طبع پر کہ سب مخلوقات سے خسیس تر ہے واقفیت حاصل کریگا اگر اسمیں کم وبیش اثر غیرت کا باقی رہا ہوا ہے تو طلب فضیلت علم کے واسطے حرکت کریگا کل میسر لما خلق لہ یعنے ہرایک چیز آسان کی گئی ہے واسطے اُس کسی کے جو پیدا کی گئی ہے وہ چیز واسطے اُس کے۔ علاج جہل مرکب کا حقیقت اس جہل کی یہ ہے کہ نفس وصف علم سے خالی ہو اور ازروئے اعتقاد باطل کے اپنے آپ کو عالم جانے کوئی رذیلت اس رذیلت سے خراب زیادہ نہیں ہے جیساکہ اطبائے بدنی بعضی بیماریوں بد اور امراض مزمنہ کے علاج سے عاجز ہوتے ہیں ویساہی اطبای نفسانی اس بیماری کے علاج سے عاجز ہیں کیونکہ باوجود بے علمی کے اپنی بے علمی سے خبردار نہیں ہوتا اور جب تک خبردار نہو طلب علم کی کیونکر کریگا اور یہ اعتقاد اور علم اس کا سو وجہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جہل سے بدتر ہے۔ سب تدبیروں سے نافع تدبیر جو اس باب میں استعمال کیجائے یہ ہے کہ اس بیمار کو واسطے تحصیل علوم ریاضی کے مثل ہندسہ اور حساب اور دلائل اِن علوم میں ریاضت کرنے کی تحریص اور ترغیب کرنی چاہیئے اگر اس ہدایت کو قبول کرے اور اِن علوم میں ہر طرح سے خوض کرے تو لذت یقین اور اصل کمال سے آگاہ ہوجائیگا اور البتہ اُسکی ذات میں کچھہ تیزی اور جنبش پیدا ہوجائیگی پس جب اپنے خیالات اور اعتقادات کی طرف متوجہ ہوگا اور لذت یقین کی اُس سے نہ پائیگا تو اُسکی طبع میں ایک گونہ شک واقع ہوگا۔ پس اگر شرط انصاف کی نگاہ رکھے تو تھوڑی دیر میں خلل عقیدہ اپنے پر واقف ہوجائیگا اور جہل بسیط کے مرتبہ کو پہنچ جائیگا پس تحصیل علم میں ساعی ہوجائیگا۔ جب یہ امراض قوت نظری سے متعلق ہیں اور حکمت علمی مشتمل ہے اوپر زائل کرنے امراض اس قوت کے اس لئے اس فن میں اس قدر بیان پر اختصار کرتا ہوں اور علاج دیگیر قوانے کی بیماریوں میں جو اس فن سے خصوصیت رکھتیں ہیں زیادہ تر تشریح کیجائیگی۔ الّا امراض قوت دفع کے اگرچہ بے شمار ہیں مگر اُن میں سے جو بہت خراب اور زبون ہیں وہ تین مرضیں ہیں۔ اوّل غضب۔ دوم جُبن۔ سوم خوف پہلی مرض افراط قوت غضبی سے پیدا ہوتی ہے اور دوسری تفریط سے اور تیسری روایت جوہر سے۔ معالجات اِن امراض کی تفصیل اسطرح پر ہے۔ علاج غضب۔ غضب اُس حرکت نفس کو کہتے ہیں جو موجب اُسکا ارادہ بدلہ لینے کا ہو جب یہ حرکت زیادہ اور سخت ہو تو آگ غصہ کی افروختہ ہوجاتی ہے اور خون جوش میں آجاتا ہے اور دماغ اور رگیں سیاہ دخان سے پُر ہوجاتی ہیں تا عقل محجوب اور دب جاتی ہے اور عمل اُسکا ضعیف ہوجاتا ہے جیساکہ حکماء کا مقولہ ہے کہ اس حالت میں بدن انسان کا مثل ایک غار پہاڑ کے ہوتا ہے جو دخان اور آتش سوزاں اور مشتعل سے پُر ہو جو سوائے آوازہ اور شور شعلہ آگ کے اور کچھہ اُس غار سے سُنا نہ جائے اس حالت میں علاج اور سرد کرنا اِس آگ کا نہایت مشکل ہے کیونکہ جس چیز کو اُس کے سرد کرنے کے واسطے استعمال کریں وہی چیز سبب اور مادہ اشتعال اُس آگ کا بن جائیگا اگر نصیحت کرنے پر عمل کریں تو غصہ زیادہ ہوجائیگا اگر کوئی اور حیلہ اُسکی تسکین کے واسطے کریں تو وہ آگ زیادہ مشتعل ہوجائیگی اور آدمیوں میں حسب اختلاف مزاجوں کے حالت غصہ کی مختلف ہوتی ہے کیونکہ ایک ترکیب مثل ترکیب گندھک کے ہوتی ہے جو بہت کمتر چنگارہ آگ سے مشتعل ہوجاتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے اور ایک ترکیب مثل ترکیب روغن کے ہوتی ہے جو اُس کے مشتعل کرنے کے واسطے زیادہ آگ کی ضرورت ہوگی اور ویساہی ایک ترکیب مثل ترکیب لکڑی خشک اور لکڑی تر کے ہوگی۔ اس حد تک کہ جسکا مشتعل کرنا نہایت دشوار ہوگا پہنچ جائیگی یہ فرق اور ترتیب غصہ کے حالات کی ابتدائی حرکت غصہ میں ہے الّا جبوقت کہ موجبات متواتر اُسکے ہوجائینگی اور آگ غصہ کی مشتعل ہوجائیگی تو اُس حالت میں سب قسم برابر اور مساوی ہیں جیساکہ قدرے قلیل آگ جو ساس متواتر ایک ودسرے سے کسی لکڑی میں پیدا ہوجاتے تو بڑے بڑے جنگل عظیم اور درخت گنجان کیا خشک اور کیا تر سب سوختہ ہوجاتے ہیں۔ تأمل کرنا چاہیئے بادل اور صاعقہ کے حال میں جو کسیطرح ساس بادل تر اور خشک سے برق اور صاعقہ جو اوپر سخت پہاڑوں اور پتھروں کے پڑتا ہے مشتعل ہوجاتا ہے یہی اعتبار وقت برانگیختگی غصہ کے اور زیادہ اور اسباب اُسکے ہیں اگرچہ تھوڑی کلام سبب اُسکا ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور انغراطیس حکیم کا قول ہے کہ اگر کشتی سخت طوفان اور شدت آشوب دریائی میں واقع ہوکر کسی ایسے گرداب میں پڑجائے کہ جسمیں پہاڑ عظیم ہوں اور سخت پتھروں کا صدمہ لگے میں اُسکی سلامتی میں امید رکھتا ہوں بہ نسبب سلامتی اہل غضب سخت کے کیونکہ ملاحوں کو اُس کشتی کے خلاص کرنے کے واسطے قدرت اور مجال اس بات کی ہے جو بہت حیلہ اور نیک تدبیریں عمل میں لائیں اور تسکین شعلہ غضب کے لئے جو نہایت تیز اور مشتعل ہو کوئی حیلہ نافع نہیں ہوتا جسقدر نصیحت اور عاجزی اور معذرت زیادہ تر عمل میں لائیں مثل اُس آگ کے جو ہیزم خشک اُسمیں ڈالیں زیادہ تر غلبہ کرتی ہے۔ اور موجبات غضب کے دس ہیں پہلا عجب۔ دوسرا افتخار۔ تیسرا مراء چوتھا لجاج پانچواں مزاح چھٹا تکبر ساتواں استہزاء آٹھواں غدر۔ نانواں ضیم دسواں طلب کرنا اُن نفیس چیزوں کا کہ کمیابی سے باعث موجب باہمی جھگڑے اور حسد کا ہوں علت غائی اِن جملہ اسباب کی شوق بدلہ لینے کا ہے شرکت کے طریق پر۔

لوازمات غضب کے جو عوارض اس مرض کے ہیں سات قسم پر ہیں اول ندامت دوسری امید کرنے پاداش اور بدلہ لینے کی جو جلدی سے حاصل ہو۔ تیسرا دشمنی کرنی دوستوں کے ساتھ چوتھا خوش طبعی کرنی رذیل آدمیوں کے ساتھ۔ پانچواں خوشی دشمنوں کی رنج چھٹا متغیر ہونا مزاج کا ساتواں درد اور الم بدنی فی الحال کیونکہ غصہ ایک ساعت کی دیوانگی ہے اور حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فرمودہ ہے الحدۃ نوع من الجنون لان صاحبہ یندم فان لم یندم فجنونہ مستحکم۔ یعنے تیزی غصہ کی ایک قسم کی دیوانگی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کیونکہ تحقیق اہل غضب پشیمان ہوجاتا ہے۔ پس اگر پشیماں نہوگا تو دیوانگی اسکی محکم ہے اور کبھی ہوتا ہے کہ غصہ دل کی گرمی اور حرارت کو بند کردیتا ہے اور اُس سے بڑی بڑی مرضیں مہلک پیدا ہوجاتی ہیں۔ اِن اسباب اور موجبات کا علاج کرنا علاج غضب کا ہے کیونکہ سبب کے دور ہونے سے مسبب خود دور ہوجاتا ہے اور جب مادہ مرض کا قطع کیاجائے تو مرض خود زایل ہوجاتی ہے۔ اور جب سبب کے علاج کرنے کے بعد قدرے قلیل بقیہ مرض کا باقی رہجاے تدبیر عقلی سے اُسکا دفع کرنا سہل ہے۔

اور موجبات غضب کا علاج یہ ہے۔ اِلّا عجب اور وہ ایک ظن باطل ہے اپنے نفس میں مثل اسکے کہ اپنے آپ کو مستحق اُس رتبہ اور منزلت کا سمجھے کہ جس کا استحقاق اسکو حاصل نہیں اور جب اپنے نقصانوں اور عیبوں پر واقف ہوجائے اور اس بات کو جان لے کہ فضیلت خلقت کے درمیان مشترک ہے تو عجب سے بے غم ہوجاتا ہے کیونکہ جو شخص کمال اپنا دوسروں کی مددگاری سے حاصل کرے معجب نہیں ہوتا۔ اِلّا افتخار وہ فخر کرنا ہے اُن خارجی چیزوں کے سبب سے جو قابل زائل اور دور ہونے کے ہیں اور اُنکی بقا اور ثابتی کی امید قوی نہو کیونکہ اگر مال سے فخر کریں تو اُسکے لوٹے جانے اور تلف ہونے سے بے اندیشہ نہونگے اگر بزرگی نسب سے فخر ہے تو اس فخر کرنے میں وہ شخص صادق ہے جو اُسکے باپ دادا سے کوئی شخص صاحب فضیلت ہوا ہو۔ پس جب یہ فرض کریں کہ وہ باپ فاضل اُسکا حاضر ہوکر کہے کہ جس بزرگی اور شرف کا تم دعوی کرتے ہو وہ حق میرا ہے نہ تمہارا اور تمکو اپنی ذات میں کیا فضیلت ہے جو اُس پر تم فخر کرسکو تو اُسکے جواب دینے میں عاجز ہوجائیگا۔ کسی شاعر نے اس مضمون کو نظم میں بیان کیا ہے **شعر** اِن افتخرت بآباءٍ مضوا سلفاً ٭ قالوا صدقت ولکن بئس ما ولدوا ۔ اگر تم فخر کرتے ہو باپ دادا پر جو گذر چکے ہیں تو کہتے ہیں کہ راست کہا ہے تمنے اِلّا بُری ہے اولاد اُنکی اور جناب عرفان مآب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے لاتاتونی بانسابکم واتونی باعمالکم یعنے نہ لاؤ تم میرے پاس اپنی نسبوں کو اور لاؤ تم میرے پاس اعمال اپنے حکایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے روسائے یونان سے ایک غلام جو حکیم تھا اُس پر افتخار کیا غلام نے کہا کہ اگر موجب فخر تمہارے کا مجھہ پر یہ عمدہ جامہ ہے کہ جس سے تمنے اپنے جسم کو آراستہ کیا ہوا ہے تو یہ خوبی جامہ میں ہے نہ تمہاری ذات میں اور اگر موجب فخر کا یہ گھوڑا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کہ جسپر تم سوار ہو تو یہ چالاکی اور فراست گھوڑے میں ہے نہ تمہارے میں۔ اگر اپنے باپ دادا کی فضیلت کے سبب فخر ہے تو وہ صاحب فضیلت ہوئے نہ تم جب اِن فضیلتوں سے کوئی فضیلت حق تمہارا نہیں ہے اگر ہر ایک صاحب فضیلت کا اپنی اپنی فضیلت واپس لے لے بلکہ کسی کی فضیلت نے اُسکی ذات سے خارج ہوکر تمہاری ذات میں انتقال نہیں کیا تا واپس لینے کی ضرورت پڑے پس کون ہوئے اور کیا تمہارے میں فضیلت ہے ؏

اور ویساہی کہتے ہیں کہ ایک حکیم کسی ایسے دولتمند آدمی کے پاس بیٹھا تھا جو زینت اور حشمت اور کثرت مال اور سامان سے اُسکو فخر تھا اثنائے گفتگو میں حکیم نے چاہا کہ لعاب دہن کا کہیں ڈالوں پس و پیش دیکھا کوئی جگہہ لائق تھوک ڈالنے کے نظر نہ آئی۔ آخر اُس دولتمند صاحب خانہ کے مُنہہ پر تھوک دیا۔ حاضرین نے حکیم کو عتاب دیا اور ملامت کی حکیم نے کہا کہ مقتضائے ادب کا یہ ہے کہ خبیس اور قبیح اور خراب جگہہ پہ تھوک ڈالا جائے۔ مینے ہرچند داہیں بائیں نگاہ کی کوئی جگہہ خبیس اور قبیح زیادہ اس شخص کے مُنہہ سے جو جہل سے متصف ہے نہ پائی۔ الّا مراد لجاج باعث دور ہونے الفت اور پیدا ہونے مغائرت اور بغض اور دشمنی کا ہوتا ہے۔ اور جہان کی پائداری اور قیام اُلفت اور محبت کے ساتھ ہے چنانچہ بعد اسکے تشریح اسکی یکجائگی میں مرا اور لجاج اُن امور فاسدہ سے ہوا جو موجب بے انتظامی جہان کا ہیں اور یہ رذیلت جملہ رذائل سے خراب تر ہے الّا مزاح اگر اعتدال کے مقدار پہ اسکو استعمال کریں تو نیک ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مزاح کرتے تھے اور ہزل نہیں کرتے تھے۔ امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ بہت مزاح کیا کرتے تھے۔ اس حد تک کہ لوگ اس بات کا عیب پکڑتے تھے اور کہتے تھے کہ کاشکے نہوتی مزاح اُنمیں اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھ جو حضرت علیؑ نے مزاح کی تو اُنہوں نے کہا۔ ہذا اخرک الے الرابعۃ یعنے اسبات نے موخر کیا تمکو چوتھے درجہ پر۔ الّا اسکا حد اعتدال پر قائم رہنا بہت دشوار ہے اکثر آدمی ارادہ اعتدال کا کرتے ہیں مگر جب اسمیں شروع کرتے ہیں تو حد اعتدال سے متجاوز ہوکر موجب وحشت کا ہوجاتا ہے اور غصہ دلی کو ظاہر کرتا ہے اور دلوں میں دشمنی محکم کردیتا ہے پس خوش طبعی اور مزاح کرنی اُسکے حق میں جو اندازہ اعتدال کا نگاہ رکھہ سکے خطرناک ہے کیونکہ کہتے ہیں رب خد جرہ اللعب یعنے بہت جنگ لہو و بازی سے برپا ہوجاتے ہیں **مصرع** حدیثے بود مایہ کارزار ؏

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِلّا تکبر عُجب کے ساتھ قریب تر ہے اسقدر فرق ہے کہ معجب آدمی اپنے نفس کے ساتھ دروغ کہتا ہے بسبب اُس گمان کے جو اُسکے نفس میں متمکن ہے۔ اور متکبر دوسروں کے ساتھ دروغ گوئی کرتا ہے اگرچہ اُس گمان سے خالی ہوتا ہے۔ علاج تکبر کا قریب علاج عُجب کے ہے۔ اِلّا استہزا۔ یہ افعال بیباک اور مسخرہ پن لوگوں کے ہیں وہ شخص ہر اقدام کرتا ہے کہ ایسی باتوں کے تحمل کرنے سے اندیشہ نہیں رکھتا اور ذلت اور حقارت اور دیگر ایسے رذایل پر مرتکب ہونا جو موجب ہنسی دولتمندوں کا ہو وسیلہ معاش اپنی کا جانتا ہے جو شخص شرافت اور فضیلت سے موصوف ہوگا عزت اور نفس اپنے کو عزیز اور بلند رکھے گا اِس امر سے جو کسی ذلّت میں مبتلا کرے اگرچہ معاوضہ اُسکے میں مال اور زر مقابلہ خزانہ پادشاہی کے اُسکو دیں۔ اِلّا غدر کے بہت قسم ہیں کیونکہ وہ مال اور جاہ اور دوستی اور ہوشیاری وغیرہ سب میں واقع ہوتا ہے کسی وجہ پر وجوہات سے ایسے شخص کے نزدیک جو تھوڑا سا بھی مایہ انسانیت کا رکھتا ہو غدر نیک نہیں ہے۔ اسی سبب سے کوئی شخص اس کا مقر نہیں ہوتا۔ یہ خصلت تُرکوں میں دیگر خلقت کی نسبت سے زیادہ تر ہوتی ہے اور وفا جو ضد غدر کی ہے روم اور حبش میں زیادہ تر ہے۔ رذالت اور بدی غدر کی تشریح اور بیان سے زیادہ ہے۔ اِلّا ضیم۔ وہ غیر شخص کے واسطے تحمّل اور برداشت کرنے ظلم کے تکلیف دینی ہے بدلہ اور انتقام کے طور پر قباحت اسکی ظلم اور مظلومی کی قباحت سے جو بیان کی گئی ہے معلوم ہوجاتی ہے۔ اور عقلمند کو بدلہ اور انتقام لینے پر اقدام کرنا نہ چاہیئے جب تک اِس بات کو نجانے کہ درصورت نہ بدلہ لینے کے ضرر عظیم واقع ہوگا اور یہ امر مشورہ عقل اور تدبیر رائے سے ہوتا ہے اور یہ حالت بعد حاصل ہونے فضیلت حلم کے حاصل ہوسکتی ہے۔ اِلّا طلب کرنا اُن نفیس چیزونکا جو موجب جھگڑے اور تنازع کا ہوں خطر عظیم پر مشتمل ہے اُن لوگوں کے حق میں جو دولت اور مال میں قدرت وسیع رکھتے ہیں تا اوسط درجہ کے لوگونکا کیا حساب سمجھا جائے کیونکہ جس پادشاہ کی خزانہ میں کوئی تحفہ نفیس یا جوہر شریف ہوگا وہ محل تلف میں اور اُس افسوس کے عاید ہونیکے مقام میں ہے جو اسکی تلف ہونیسے لازم ہوتا ہے اور طبع اِس عالم کون و فساد کی جو متغیر کرنے اور فاسد کرنے چیزوں پر مقدر ہے راضی اور خوش نہیں ہوتی مگر وارد کرنے آفات سے اوپر حال اقسام مرکبات کے اور جب پادشاہ گم ہونے کسی چیز عزیز الوجود اور کمیاب میں مبتلا ہوجائے تو جو حالت مصیبت زدہ لوگونکی ہوتی ہے اُسکے حال پر ظاہر ہوجائیگی اور دوست اور دشمن کو پادشاہ کے عجز اور غم پر واقفیت ہوگی اور ضرورت اور احتیاج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسکی مثل اُس چیز کے طلب کرنے میں عیاں ہوگی پس وقار اور عزت اور خوف اسکا لوگوں کے دلوں میں کم ہوجائیگا۔ **حکایت** کرتے ہیں کہ ایک قُبّہ بلوریں نہایت صفا اور پاکیزہ اور بہت عمدہ تراشیدہ اور مدوّر اور اکثر خطوط اور تصاویر نہایت باریک کاریگری اور کمال دانائی سے اُسمیں بنائی ہوئی تھیں اور نہایت عمدہ نقش اور خط اُسمیں منقوش تھے بطور ہدیہ کے ایک بادشاہ کی خدمت میں لے گئے۔ جب بادشاہ کی نظر اسپر پڑی اُسکی خوبی سے نہایت متعجب ہوا اور فرمایا کہ خزانہ خاص میں رکھا جائے ہر وقت اُسکے معائنہ سے خوش اور محظوظ ہوتا۔ تھوڑے عرصہ میں گردش زمانہ کی تاثیر سے وہ تلف ہوگیا اسقدر غم اور افسوس بادشاہ کے دل پر وارد ہوا کہ تدبیر ملک اور توجہ امور سلطنت اور دربار کرنے سے عاجز ہوگیا ارکان سلطنت اور ملازمان شاہی نے مثل اُس قُبّہ بلوریں کے طلب اور جستجوے میں بہت سعی اور جہد کی جب کسی صورت سے مثل اُسکے دستیاب نہوا تو عدم دستیاب ہونا اسکا موجب دوچنداں ہونے غم اور افسوس بادشاہ کا ہوا اس نوبت تک کہ بے اختیار اور بے حواس ہونے بادشاہ کا اندیشہ پیدا ہوا۔ جب بادشاہونکا یہ حال ہے تو اوسط درجہ کے لوگ اگر کسی عجائب متاع پر یا کسی بیش بہا موتی یا جوہر شریف یا کسی جامۂ فاخرہ یا گھوڑے تیز رو یا کنیزک صاحب جمال پر متصرّف اور قابض ہوجائیں تو البتہ زبردست اور سرکش لوگ اُسکے طامع اور خواہاں ہوجاتے ہیں اگر اُنکو دیدیں تو غم اور افسوس میں مبتلا رہیں اگر اُنکے طمع اور خواہش کی ممانعت کریں تو اپنے آپ کو ہلاکی میں ڈالیں۔

اِلّا اگر ابتدا ہی میں ایسی عمدہ چیزوں کے حاصل کرنے کی رغبت نرکھیں تو ایسی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ اور بیغم رہیں باوجود اسکے اقسام جواہر نفیس مثل لعل اور یاقوت وغیرہ کا تلف ہوجانا بہت وجہ مکر اور فریب اور چوری وغیرہ سے وقوع میں آتا ہے اور اُسکے وجود سے انتفاع اور رفع ضرورت کا فی الحال میسر نہیں ہوتا خصوصاً جو مالک اُسکے کو ضرورت درپیش ہو اور خواہشمند تجارت کا ہو۔ اور ایسا بہت وقوع میں آیا ہے کہ بڑے بڑے بادشاہوں کو وقت خالی ہوجانے خزانوں اور اتفاق مصارف کثیر کے جواہرات بیش قیمت اور بے مثل کے فروخت کرنے کی حاجت پڑی ہے جب اُنکو قیمت برابر یا اضافہ سے بیچ کرنا چاہا ہے اور تجار اور دلالوں کے ہاتھ دیا ہے ایسا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا جو اُنکی برابر قیمت یا قریب اس قیمت کے سرمایہ پر قادر ہو اگر کوئی شخص اُس قدر دولت پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قدرت بھی رکھتا ہو اُس حالت میں اقرار کرنے اس قدر جمعیت سرمایہ سو اندیشہ ناک کر اعتبار نہیں رکھتا حاصل اسکا سوائے اس بات کے کہ عام لوگ عجز اور احتیاج اُس شخص کے پر واقفیت پاویں اَور کچھ نہیں ہے۔ اور اہل تجارت اگر ایسی چیزوں کی رغبت کریں تو امن اور فراغت کی حالت میں نقصان اور زیان سے بے اندیشہ نہیں ہوتے کیونکہ طالب اور خواہان اس قسم کی چیزوں کے سلاطین مغرور کثیر المال اور فارغ البال ہوتے ہیں اور وجود ایسے سلاطین کا جو فارغ البال ہوں بہت کم ہے اور حالت تشویش اور اندیشہ میں خود جان اہل تجارت کی تہلکہ اور خطرہ میں پڑی ہوئی ہوتی ہے یہ ہیں موجبات غضب کے۔ علاج اسکا جو شخص شرط عدالت کی نگاہ رکھے اور اس خلق کو ملکہ نفس کا بنالے علاج غضب کا اُسپر آسان ہوتا ہے کیونکہ غضب جور ہے حد اعتدال سے افراط کی جانب تجاوز ہے اور لایق نہیں کہ اسکو اوصاف جمیلہ سے صفت کریں مثل اُن لوگوں کے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ نہایت غضب کا علامت کمال مردانگی کی ہے اور اسکو فاسد خیال سے شجاعت تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس خلق کو فضیلت کے ساتھ نسبت کرسکیں کہ جسکے سبب افعال قبیح صادر ہوں مثل ظلم کرنے کے اپنے نفس پر اور دوستوں اور متعلقوں اور غلاموں اور خدمت گاروں اور عیال کے حال پر اور صاحب اس خصلت کا ہمیشہ اِن لوگوں کو عذاب سے تکلیف دیتا ہے نہ انکے افعالوں سے درگذر کرتا ہے اور نہ انکے عجز پر اُسکو رحم آتا ہے اور نہ عُذر انکا قبول کرتا ہے بلکہ تھوڑی تھوڑی باتوں پر بدگوئی اور مارپیٹ کرتا ہے جسقدر یہ لوگ گناہ ناکردہ پر اقرار کرتے ہیں اور عجز اور فرمانبرداری میں کوشش کرتے ہیں تاکسی طرح سے اسکا غصہ فرو ہووے اور شر اُسکا تسکین پکڑے اُسی قدر وہ شخص ناہمواری اور حرکات بیجا اور ایذا دینے انکے میں مبالغہ زیادہ کرتا ہے۔ اگر بدی جوہر غضب کی زیادتی مقدار کے ساتھ منضم ہوجائے تو اس حد سے گذر کر چارپایہ بے زبانوں اور جمادات پر مثل ظروف وغیرہ متاع و اسباب پر یہی معاملہ عمل میں لاتا ہے اور قصد مارنے گدھے اور بیل اور قتل کرنے کبوتروں اور بلیوں کا کرتا ہے اور غصہ میں آلات اور ادوات کو توڑ دیتا ہے منجملہ اس جماعت سے بہت ایسے لوگ جو غلبہ تہوّر سے نامزد ہیں وہ بادل اور ہوا اور بارش پر جو موافق اُنکی مرضی کے نہو غصہ اور سختی کرتے ہیں اور اگر قط قلم کا موافق ارادہ انکے سے نہ لکھے یا تالہ جلدی سے نہ کھلے تو اُنکو توڑ دیتے ہیں اور دانتوں میں چب لیتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور گالوں اور نالائق باتوں سے زبان کو آلودہ کرتے ہیں۔ اور سلاطین متقدمین سے ایک پادشاہ کا ذکر ہے کہ جب جہاز اور کشتیاں اُسکے سفر دریائی سے دیر کے ساتھ پہنچیں تو از راہ دیوانگی دریائے پر غصے ہوتا اور دریائے کو اس امر کی سیاست دیتا کہ پانی تیرا باہر پھینک کر یہاں پہاڑ بلند بنائے جاینگے ٭

اُستاد ابوعلی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہمارے زمانہ کے کمینوں سے ایک شخص جب رات کو چاند کی چاندنی میں سویا کرتا تو بیمار ہوجاتا اس سبب سے چاند پر غصے ہوتا اور بدگوئی اور گالی دینے پر زبان دراز کرتا اور شعروں میں ہجو کرتا۔ چاند کی نسبت ہجو کرنی اُسکی مشہور ہے۔ الغرض ایسے افعال باوجود کثرت قباحت کے موجب ہنسی کا ہیں اور اہل ان افعالوں کا مستحق مسخری کا ہے۔ نہ تعریف مردانگی کا اور لائق مذمت اور فضیحت کے ہے نہ عزت اور بزرگی کے۔ اگر فکر کیا جائے تو یہ قسم عورتوں اور لڑکوں اور بڈھوں اور بیماروں میں نسبت مردوں اور جوانوں اور تندرستوں کے زیادہ تر ہوتا ہے۔ اور رذیلت غضب کی حرص کی رذیلت سے بھی جو ضد اُسکی ہے پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ اہل حرص جب مرغوب چیز اپنی سے محروم رہتا ہے تو غصہ میں گرفتار ہوجاتا ہے اور جو لوگ ترتیب اور طیاری اُس چیز میں مامور ہوتے ہیں مثل عورتوں اور خدمت گاروں وغیرہ کے اُنپر غصے ہوتا ہے۔ بخیل آدمی کا مال اکثر ضایع ہوجاوے تو وہ سبھی دوستوں اور ہمنشینوں کے ساتھ یہ ہی معاملہ کرتا ہے اور نیک آدمیوں پر تہمت لگاتا ہے۔ ثمرہ ان خصلتوں کا سوائے معدوم ہوجانے دوستوں اور نصیحت کرنے والوں کے اور پشیمانی ہمیشہ اور ملامت سخت کے اور کچھ نہیں ہوتا اور اہل ان خصلتوں کا لذت اور خوشی سے محروم رہتا ہے ہمیشہ عیش اُسکا منغص اور عمر اُسکی مکدر ہوتی ہے اور وہ شخص خصلات شقاوت سے موصوف ہوتا ہے۔ اور اہل شجاعت اور مردانگی جب حلم کی فضیلت سے اس عادت پر قہر کرے اور علم کے ذریعہ سے موجبات ان خصائل سے روگردانی کرے تو جس امر میں خواہ عفو کرنے اور درگذر کرنے خواہ مواخذہ اور انتقام لینے میں عمل کرے گا سیرت عقل کو ملحوظ رکھیگا اور شرط عدالت کو جو باعث اعتدال کا ہے نگاہ رکھے گا۔ سکندر اعظم سے حکایت کرتے ہیں کہ ایک کمینہ نے اُسکے نقص اور عیب بیان کرنے میں زبان دراز کی ملازمان خاص سے ایک نے کہا کہ اگر پادشاہ واسطے عذاب کرنے اُسکے کی حکم دے تو اس فعل سے باز آئیگا اور دوسروں کو عبرت ہوگی سلطان سکندر نے کہا کہ یہ امر عقل سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بعید ہے کیونکہ اگر بعد عقوبت کرنے کے زیادہ دلیر ہوجائے اور اظہار و افشاء میرے معایب میں زیادہ تر مشغول ہو تو گویا مدد زبان درازی کی میری طرف سے اسکو پہنچی اور اُسکے واسطے لوگوں کے نزدیک عذر بنجائیگا۔ ایک روز ایک سرکش آدمی کو جو سلطان سکندر پر اُسنے خروج کیا تھا اور فتنہ اور فساد بہت سا برپا کیا قید کرکے لائے سکندر نے عفو کا حکم دیا ایک نے وزیروں میں سے نہایت غصہ سے کہا کہ اگر میں تمہارے منصب پر فائز ہوتا تو اسکو قتل کرتا۔ سکندر نے کہا پس جب میں مثل تمہارے نہیں ہوں اسکو ہلاک کرنا نہیں چاہتا۔ بڑے موجبات غضب کے جو جملہ امراض نفسانی سے عظیم تر ہیں یہ ہیں۔ جب موجبات اس مرض کو منقطع کیا جائے تو عوارض اور لواحق اُسکے کا دفع کرنا آسان ہے کیونکہ عقل کو فضیلت حلم کے اختیار کرنے میں اور بدلہ اور پاداش لینے یا درگذر کرنے میں جیسا کہ مصلحت ہو اچھی طرح نظر اور فکر کرنے کی مجال حاصل ہوجاتی ہے واللہ الموفق والمعین۔ علاج بددلی کا۔ جب ایک ضد کا علم موجب حصول علم ضد دوسرے کا ہوجاتا ہے اور ہمنے بیان کیا ہے کہ غضب ضد بددلی کی ہے کیونکہ غضب حرکت کرنی نفس کی ہے براو خواہش بدلہ لینے کے پس جبن سکون کرنا نفس کا ہے اُس مقام میں جہاں حرکت کرنی مناسب ہو۔ بسبب باطل ہونے خواہش بدلہ لینے کے اور عوارض اور لواحق اس مرض کے چند چیزیں ہیں پہلا مہانت نفس۔ دوسرا بدی عیش۔ تیسرا طمع فاسد۔ خسیس لوگوں وغیرہ مثل عیال و اطفال و اہل معاملات کے۔ چوتھا کم ثباتی کاموں میں۔ پانچواں سستی اور محبت آرام طلبی کی جو موجب بہت رذیلتوں کا ہو۔ چھٹا قادر ہونا ظالموں کا ظلم کرنے پر۔ ساتواں اُن فضیحتوں پر راضی ہونا جو اسکی ذات اور عیال اور مال میں واقع ہوں آٹھواں سننا قبیح اور فاحش باتوں کا مثل دشنام وغیرہ کے۔ نواں اُن باتوں سے ننگ نرکھنا جو موجب ہتک عزت اور ناموس کا ہوں۔ دسواں کاموں میں التواء واقع ہونا۔ علاج اس مرض اور اغراض اسکی کا دور کرنے سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ ہمنے غضب میں بیان کیا اور وہ اس طرح پر ہوتا ہے کہ نفس کو نقصان پر آگاہ کرے اور جو امور کہ موجبات غضب کے ہیں اُنپر نفس کو تحریک کرے کیونکہ کوئی آدمی غضب سے خالی نہیں ہوتا اِلّا جب قوت غضبی ناقص اور ضعیف ہو۔ تو تحریک متواتر سے مثل آگ کے قوت پکڑ جاتی ہے اور نہایت سوزاں اور مشتعل ہوجاتی ہے۔ بعض حکماء سے روایت کرتے ہیں کہ وہ خوفناک مقاموں اور معرکہ ہا لڑائیوں میں جاتے اور اپنے آپ کو خطرناک محلّوں میں ڈالتے اور وقت طغیانی دریا سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے کشتی میں بیٹھتے تا فضیلت ثبات اور صبر کی حاصل کریں اور رذیلت سستی اور لوازمات اسکے سے پرہیز کریں اور تحریک قوت غضبی کی، جو شجاعت فضیلت اس قوت کی ہے عمل میں لائیں اور اس باب میں اس کسی کے ساتھ خصومت اور جھگڑا کرنا اختیار کریں جنکی خصومت سے کچھ اندیشہ نہو تا نفس طرف اور کنارہ سے وسط کی جانب حرکت کرے جب اپنی ذات میں فکر کرنے سے معلوم کریں کہ حد وسط کے قریب پہنچ گیا ہے تو مناسب ہے کہ تجاوز نہ کریں تا جانب مخالف پر مایل ہوجائے واللہ اعلم بالصواب ؛

علاج خوف - خوف اُس شے مکروہ اور اندیشہ ناک کے توقع اور انتظار سے پیدا ہوتا ہے کہ نفس اوپر دفع کرنے اسکے کے قادر نہیں ہوتا اور توقع اور انتظاری اُن حوادث کی ہوتی ہے جنکا وجود زمانہ مستقبل میں ہو اور یہ حادثہ یا بڑے بڑے امور سے ہوگا یا سہل امور سے اور دونوں تقدیر پر وہ حادثہ یا ضروری ہوگا یا ممکن اور ممکن کے لئے باعث اُس حادثہ کا فعل اس شخص کا ہے یا غیر کا اور کسی قسم میں ان اقسام سے خوف کرنا مقتضائے عقل کا نہیں پس عقلمند کو لایق نہیں کہ کسی چیز سے منجملہ اِن موجبات کے خایف ہووے بیان اسکا اس طرح پر ہے کہ جو امر ضروری ہے جب جانے کہ دفع کرنا اُسکا طاقت اور اختیار بشر سے خارج ہے تو جاننا چاہیئے کہ اُس امر میں خوف کرنا سوائے اسکے کہ جلدی سے بلا اور محنت کو اپنی طرف کھینچا جائے فائدہ نہیں رکھتا اور اُس قدر عمر جو اُس خوفناک امر کے وقوع سے پہلے ہے اگر خوف اور اندیشہ اور بیقراری اور رنج میں منغص کرے تو تدبیر مصلحت دنیاوی اور تحصیل سعادت ابدی سے محروم رہیگا اور زیان دنیا کا وبال عاقبت کے ساتھ جمع کرکے بدبخت دو جہانی ہوجائیگا اور جب اپنے آپ کو تسلی اور تسکین دیکر جو امور ضروری ہونے والے ہیں اُنپر دل شاد ہوجائے ہم دنیا میں سلامتی پائیگا اور ہم آخرت کی تدبیر کرسکیگا اور وہ حادثہ جو ممکن ہے اگر سبب اُسکا فعل اس شخص کا ہے جو خوف سے نا مرد ہے چاہئے کہ اپنے دل میں فکر کرے کہ معنے ممکن کے یہ ہیں کہ ہم وجود اُسکا جائز ہو اور ہم عدم اُسکا پس یقین کرنا وقوع اُس امر اندیشہ ناک کا اور مبتلا ہونا خوف میں سوائے جلدی حاصل کرنے الم اور درد کے فایدہ نہیں رکھتا اور وہ ہی لازم آتا ہے جو قسم گذشتہ میں بیان کیا گیا۔ اِلّا اگر ظن نیک اور امید قوی اور ترک اندیشہ کے ساتھ جو امور ضروری الوقوع نہیں ہیں اُنمیں خوش عیش ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

امور دینی اور دنیاوی میں قیام کرسکتا ہے۔ اور اگر سبب اُس حادثہ کا فعل آدمی شخص کا ہے تو چاہئے کہ بد اختیاری اور خیانت اپنے نفس سے احتراز کرے جن کاموں کی عاقبت اور انجام بد ہے اُسپر اقدام نہ کرے کیونکہ قبیح امور پر ارتکاب کرنا اُس شخص کا فعل ہوتا ہے جو معنے ممکن سے بیخبر ہووے اور جو شخص یہ جانے کہ ظاہر ہونا اُس امر قبیح کا کہ موجب خرابی کا ہے امکان رکھتا ہے اور جب ظاہر ہوگا تو مواخذہ اور گرفت اُس امر کی بابت ممکن ہے اور جو چیز ممکن ہوتی ہے وقوع اُسکا تعجب نہیں رکھتا تو ضرور اُسپر اقدام نہیں کریگا پس سبب خوف کا پہلی قسم میں یہ ہے کہ ممکن پر حکم وجوب کا کرے اور دوسری قسم میں ممکن پر حکم محال کا کرے اگر شرط ہر ایک کی اپنے موقع پر اعتبار کرے تو اُن دونوں قسم خوف سے سلامت رہے واللہ اعلم ؛

علاج خوف مرگ۔ جب خوف مرگ کا جمیع خوفوں سے سخت تر اور عام تر ہے تو اس باب میں بخوبی گفتگو کرنے کی ضرورت پڑی ؛ ہم بیان کرتے ہیں کہ خوف مرگ کا خاص اُس شخص کو ہوتا ہے جو نہیں جانتا کہ مرگ کیا ہے یا نہیں جانتا کہ رجوع کرنا نفس کا کہانتک ہے۔ یا ظن کرتا ہے کہ شکستہ ہونے اجزای بدن اور باطل ہونے ترکیب جسم اُسکے سے معدوم ہونا ذات اُسکی کا لازم آویگا تا جہان موجود رہیگا اور وہ اسکے حال سے بیخبر ہوگا یا ظن کرتا ہے کہ درد اور رنج موت کا بہ نسبت درد اور الم اُن امراض کے جو موجب موت کا ہوں زیادہ تر ہوگا یا جو عذاب کہ موت سے بعد ہوتا ہے اُس سے خوف کرتا ہے یا حیران ہے اور نہیں جانتا کہ حال اسکا بعد از مرگ کس طرح پر ہوگا یا مال اور اولاد جو اُس سے پیچھے رہ جاینگی اُس سے تاسف کرتا ہے اکثر یہ ظن باطل اور بے حقیقت ہوتے ہیں اور موجب اسکا جہل محض ہے بیان اسکا اسطرح پر ہے کہ جو شخص معنے مرگ کے نہیں جانتا۔ چاہئے کہ جانے کہ مرگ اس امر سے مراد ہے کہ نفس آلات بدنی کو استعمال نہ کرے مثل اسکے کہ کوئی صاحب صناعت یا کاریگر اپنے آلات اور ہتھیاروں کو استعمال میں نہ لاوے جیسا کہ کتب حکمت میں بیان ہے اور ہمنے ابتدائے کتاب میں ان معنوں کی طرف اشارہ کیا ہے معلوم کرے کہ نفس ایک جوہر باقی رہنے والا ہے جو شکستہ ہونے بدن سے فانی اور معدوم نہیں ہوتا الا اگر خوف اُس کا مرگ سے اس سبب سے ہے جو محل رجوع نفس کا نہیں جانتا کہ کہانتک ہے پس خوف اُسکا اپنے جہل سے ہوا نہ مرگ سے اور اسی جہل کے خوف نے علماء و حکماء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو اوپر سختی طلب کرنے علم کے برانگیختہ کیا ہے اور اُنہوں نے جسمانی لذتوں اور بدنی راحتوں کو ترک کرکے بے خوابی اور رنج کو اختیار کیا تا رنج اس جہل اور محنت اس خوف سے سلامتی پاوے - سبب راحت حقیقی یہ ہے کہ رنج بدنی سے رہائی حاصل کریں اور رنج حقیقی جہل ہے پس راحت حقیقی علم ہوا اور اہل علم کو وہ راحت اور خوشی علم سے حاصل ہوتی ہے جو دنیا اور جو چیز دنیا میں ہے سب اُسکی نظر میں حقیر اور بے رتبہ دکھلائی دیتی ہے جب بقائے ابدی اور دوام سرمدی اُس راحت سے پائی نہ جو علم سے حاصل کی ہے اور جلدی زائل ہوجانا اور انتقال پکڑنا اور فانی ہونا اور کم پائداری اور کثرت غم اور فکروں کے اور بہت طرح کی تغییر امور دنیاوی میں ہوتی ہیں پس ضروری مقدار پر قناعت کرکے زیادتی عیش سے دل اُٹھالے کیونکہ زیادتی عیش کی کوئی نہایت نہیں جو زیادہ اُسکے کوئی درجہ ہو اور حقیقت میں مرگ یہ ہی ہے حرص ہے نہ وہ کہ جس سے خوف کرتے ہیں اور اسی سبب سے حکماء کا مقولہ ہے کہ مرگ دو قسم پر ہے ایک ارادی دوسری طبعی اور اسیطرح حیات کی دو قسم ہیں - موت ارادی دور کرنے شہوات اور خواہشوں سے مراد ہے اور ترک کرنا شہواتی شغلونکا - اور موت طبعی مفارقت کرنا نفس کا بدن سے اور حیات ارادی حیات فانی دنیاوی جو مشروط ہے ساتھ کہانے پینے کے - اور حیات طبعی ہمیشگی بقا اور سرور دائمی ہے - حکیم افلاطون کا مقولہ ہے مت بالارادة تحيي بالطبيعة - یعنے مرو ارادہ سے اور زندہ رہو طبیعت سے - اور حکمائے صوفیہ کا قول ہے موتوا قبل ان تموتو یعنے مرو تم پہلے اس سے جو موت وارد ہو - پھر جو شخص موت طبعی سے اندیشہ ناک ہو تو گویا لازم ذات اور تمام ماہیت اپنی سے خوف کرنے والا ہوا کیونکہ انسان زندہ ناطق ثابت ہے - پس ثابت کہ ایک جزو اُسکی ہے تمام ماہیت ہوئی اس سے کونسی جہالت زیادہ ہوگی کہ حیات کو فنا سمجھے اور تمام ہونے کو نقصان تصور کرے عقلمند کو چاہئے کہ نقصان سے پرہیز کرے اور کمال کے ساتھ الفت رکھے اور ہمیشہ طالب اُس چیز کا ہو جو وہ اسکو تام اور شریف اور باقی رہنے والا کردے اور قید اور بند طبیعت سے آزاد کردے اور اس امر کو جانے کہ جب جوہر شریف الٰہی جوہر کثیف تاریک سے صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ خلاصی پاوے نہ وہ خلاصی جو آلودہ کدورت کی ہو - پس سعادت اپنی پر فتحمند ہوجاتا ہے اور عالم بالا اور قرب الٰہی اور صحبت ارواح پاکان سے مرتبہ کو فائز ہوجاتا ہے اور مخالف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چیزوں اور آفتوں سے خلاصی پاتا ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ بدبخت وہ شخص ہے کہ جسکا نفس پہلے مفارقت کرنے بدن سے آلات جسمانی اور لذائذ نفسانی کیطرف مائل اور مشتاق ہو اور انکی مفارقت سے اسکو اندیشہ ہو کیونکہ ایسا شخص اپنے اصلی مقام سے نہایت بعد اور دوری میں ہوتا ہے اور اس منزل کی طرف متوجہ ہوتا ہے جہاں زیادہ تر تکلیف اٹھائے۔ الّا جو شخص مرگ سے بباعث تصور درد اور رنج حالت موت کے خوف کرے علاج اسکا یہ ہے کہ وہ اس تصور اور گمان کو کاذب اور دروغ جانے کیونکہ درد زندہ شے کو ہوتا ہے اور زندہ اثر قبول کرنے والا نفس کا ہوسکتا ہے اور جب جسم میں اثر نفس کا نہوگا اسکو ادراک درد اور الم کا نہیں ہوتا کیونکہ ادراک الم کا نفس کے وسیلہ سے ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ موت وہ حالت ہے کہ اسکے ہونے سے بدن کو ادراک الم کا نہیں ہوتا اور اس سے درد نہیں پہنچتا کیونکہ جس چیز کے ذریعہ سے درد پہنچتا ہے وہ اس سے علحدہ ہوگئی ہے جو شخص اس عذاب سے جو بعد موت کے ہوتا ہے خوفناک ہے وہ موت سے خوف نہیں کرتا بلکہ عذاب سے ڈرتا ہے اور عذاب اس چیز پر ہوتا ہے جو باقی رہنے والی ہو۔ پس وہ شخص اس بات کا معترف اور مقر ہوا کہ بعد موت کے کوئی چیز اپنی ذات سے باقی رہتی ہے اور نیز گناہ اور برائیوں پر کہ جنکے سبب مستحق عذاب کا ہوتا ہے مقر ہوا جب ایسا ہوا تو خوف اسکا اپنے گناہوں سے ہوا نہ موت سے پس چاہیئے کہ گناہ نہ کرے اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ موجب ارتکاب گناہوں کا خراب عادتیں جو نفس میں پیدا ہوجاتیں ہوتی ہیں اور ہدایت کی ہے ہمنے واسطے دور کرنے آثار ان عادتوں کے پس اس باب میں جو چیز ڈرانے والی ہے اسکا کچھ اثر و دخل نہیں ہے اور جس چیز کا خوف دینے میں دخل ہے اس سے غافل اور جاہل ہے اور علاج جہل کا علم ہے۔ اور اسی طرح پر ہے حال اس شخص کا جو نہیں جانتا کہ بعد موت کے حال اسکا کس طرح پر ہوگا کیونکہ جس شخص نے کسی حالت کا حالات بعد مرگ سے اقرار کیا اسنے بقا کا اقرار کیا اور جب کہتا ہے کہ نہیں معلوم کہ وہ کیا حالت ہے تو جہل کا اقرار کیا اور علاج اسکا بھی علم ہے تا جب اسکو یقین حاصل ہوجائیگا خوف اسکا دور ہوگا۔ الّا جو شخص پس ماندگان عیال و اولاد اور مال وملک سے خوف اور تأسف کرتا ہے چاہیئے کہ اس بات کو سمجھے کہ حزن جلدی طلب کرنا الم اور درد کا ہے اس چیز پر کہ جسمیں حزن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور غم کچھہ فائدہ نہیں رکھتا علاج حزن کا بعد اسکے ہم بیان کرینگے۔ بعد اظہار
اس مقدمہ کے ہم بیان کرتے ہیں کہ آدمی منجملہ کائنات سے ہے اور علم فلسفہ
میں یہ بات مقرر ہے کہ ہر کائن فاسد ہوجاتا ہے۔ پس جو شخص فاسد ہونا نہیں
چاہتا تو کائن ہونا بھی نہیں چاہتا اور جو شخص کائن ہونا چاہے اپنی ذات کا
فساد چاہنے والا ہوا۔ پس فساد نہ چاہنا اسکا فساد چاہنا اسکا ہوا اور کون چاہنا
اسکا کون نہ چاہنا اسکا ہوا اور یہ محال ہے اور عقلمند محال امر کی طرف التفات
نہیں کرتا۔ اگر پچھلے بزرگ اور باپ دادا ہمارے فوت نہوتے تو ہمارے موجود
ہونے کی نوبت نہ پہونچتی کیونکہ اگر بقا ممکن ہوتا تو جو لوگ پہلے ہم سے گذر چکے
ہیں انکا بقا بھی ممکن ہوتا اگر تمام آدمی جو وجود میں آچکے ہیں باوجود توالد
اور تناسل کے باقی اور زندہ ہوتے تو زمین میں گنجایش نہ رکھتے۔ استاد ابو علی
رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ایک تقریر روشن کی ہے کہتا ہے کہ ہم فرض کریں
کہ ایک آدمی بزرگان سلف سے جسکی اولاد اور فرزند مشہور اور معروف ہوں
مثل حضرت جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے اپنی او! اور فرزندوں کے
ساتھہ جو انکے عہد میں اور بعد وفات انکی کے اس چارسو برس کی مدت میں
پیدا ہوئے ہیں تمام زندہ ہوتے تو ضرور شمار انکا ایک کروڑ سے زیادہ ہوتا
کیونکہ جو لوگ اولاد جناب ممدوح سے باقیماندہ اب جہان میں متفرق طور پر موجود
ہیں باوصف اسکے کہ اس خاندان عالیہ میں بہت دفعہ بڑے بڑے معرکوں میں
قتل ہونے اور تلف ہونے کا اتفاق پڑا قریب دو لاکھہ آدمی کے ہوگا جب
پچھلے زمانہ کے لوگ اور وہ لڑکے جو ماں کے شکم سے جدا ہوگئے ہیں تمامہ اسکے
ساتھہ جمع کئے جاویں تو خیال کرنا چاہئے کہ شمار انکا کس قدر ہوگا اور جو شخص
جو ہم عہد حضرت موصوف کے ہوئے ہیں اس چارسو برس کی مدت میں بھی قیاس
انکی اولاد کا کرکے تعداد مذکورہ میں اضافہ کرنا چاہئے تا معلوم ہوجائے کہ اگر
چارسو برس کی مدت میں موت خلقت میں سے دور ہوجائے اور توالد اور تناسل بدستور
قائم رہے تو تعداد آدمیونکا کس نمائت تک پہنچے اگر ان چارسو برس کو دوچندان
کیا جاوے تو دوچنداں ہونا اس خلقت کا مثل دوچند ہونے شطرنج کے خانوں کے
اندازہ ضبط اور بیان سے متجاوز ہوجائیگا اور وسعت اور فراخی ربع مسکون کی
جو اہل پیمایش کے نزدیک محدود اور معین ہے جب اس جماعت پر تقسیم کیجے
تو حصہ ہر ایک کا اسقدر ہوسکے کہ صرف قدم رکھکر کھڑے ہوں تا اگر تمام خلقت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہاتھ اُٹھاکر اور سیدھے کھڑے ہوکر اور آپسمیں ملکر کھڑے ہونا چاہئیں تو زمین کی سطح پر گنجایش نہ کرینگے تا سونے اور بیٹھنے اور حرکت کرنے کی کیا گنجائش ہے اور کوئی مکان واسطے عمارت اور زراعت اور دفع کرنے فضلہ کے خالی نرہیگا یہ حالت تھوڑی مدت میں واقع ہوجائے پس کس طرح سے ہوسکے کہ ایک زمانہ دراز کے گذرنے سے اور زیادتی بیشمار کے ہونے سے اسی طریق پر ایک دوسرے کے سر پر بیٹھیں۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ہمیشہ زندہ رہنے کی آرزو کرنی اور موت فوت کو مکروہ سمجھنا جاہلوں کے خیالات اور احمقوں کے محالات میں سے ہے عقلمند اور اہل دانش اپنے دلوں کو اس قسم کے فکروں سے پاک رکھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ حکمت کامل اور عدل شامل الٰہی نے جس چیز کو از روئے مصلحت بنایا ہے اُس میں کسی بات کی زیادتی کا امکان نہیں ہے اور وجود آدمی کا اس وضع اور صورت پر وہ وجود ہے کہ ماسوا اسکے کوئی ہیئت اور غایت متصور نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ موت کچھ قبیح امر نہیں ہے جیساکہ عام لوگ تصور کرتے ہیں۔ بلکہ مذموم وہ خوف ہے جو جہل سے لازم آتا ہے۔ اِلّا اگر کوئی شخص ضروری ہونے موت سے آگاہ ہووے اور ہمیشہ باقی رہنے کی آرزو نہ کرے لیکن نہایت امید سے دراز ہونے عمر کے واسطے جہانتک ممکن ہو ہمت اپنی مصروف رکھے اُسکو تنبیہ کرنی چاہئے اس بات پر کہ جو شخص درازی عمر کی رغبت کرے گویا اُسنے بڈھاپا اور پیری کی رغبت کی اور ضرورتاً پیری کی حالت میں حرارت غریزی اور رطوبت اصلی کا نقصان اور بطلان ہوجاتا ہے اور اعضائے رئیس ضعیف ہوجاتے ہیں اور طاقت حرکت کی کم اور خوشی اور نشاط منعدم اور آلات ہضم غذا کے خلل پذیر ہوجاتے ہیں اور دانت گر پڑتے ہیں اور قوتیں مثل قوت غاذبہ اور خادمہ چارگانہ اسکی کے ناقص ہوجاتی ہیں۔ امراض اور رنج ان حالات سے ہی مراد ہے۔ اور علاوہ اسکے دوستوں اور عزیزوں کی موت اور مفارقت اُنکی اور متواتر ہونا سختیوں اور مصیبتوں کا اور فقر اور حاجت وغیرہ طرح طرح کی سختیں اور محنتیں بھی تابع اس حالت کے ہوتی ہیں تو درازی عمر کی رغبت کرنے سے گویا جملہ مکروہات کو خواہش اور آرزو سے چاہا۔ جب اسکو یقین حاصل ہوجائیگا کہ موت اسکو کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ جو عین ذات اور خلاصہ انسان کا ہے بدن مجازی اور عارضی سے جدا ہوجاتی ہے کیونکہ بدن بہت عنصروں سے بطریق حصہ کے جمع کیا گیا ہے اور چند روز کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واسطے نفس ناطقہ کے قبضہ اور تصرف ہیں اس مطلب کے واسطے دیا گیا ہے جو اسکے ذریعہ سے کمال اپنا حاصل کرے پھر علٰحدہ ہوکر مزاحمت مکان اور زمانہ سے خلاصی پائے اور بارگاہ آلہی ہیں جو مکان اور جائے قرار نیک لوگوں کی ہے ہمیشگی پکڑے اور موت اور تغیر حالات اور فنا سے بے اندیشہ ہوجائے۔ پس اس حالت سے زیادہ غمناک ہونا چاہئے اور دیر اور جلدی جو اس امر میں واقع ہو اُس سے اندیشہ نہ کرنا چاہئے اور حاصل کرنے شقاوت اور میل کرنے عالم برزخ کے ظلمات پر جو غائت اُسکی درکات دوزخ اور غضب آلہی اور مقام گنہگاروں اور مرجع بدبختوں اور شریروں کا ہے رضامند ہوجائے ہو المستعان ؏

الّا قوت جذب کے امراض اگرچہ شمار سے زیادہ ہیں مگر سب سے زیادہ تر خراب افراط شہوت کا اور رغبت سستی وبیکاری اور حزن اور حسد ہے۔ ایک افراط کی قسم سے ہے۔ اور دوم تفریط سے سوم وچہارم ردی ہونے کیفیت کی قسم سے ہے۔ معالجات انکے اسطرح پر ہیں۔ علاج افراط شہوت کا۔ پہلے اس سے ابواب گذشتہ میں تشریح مذمت اور بُرائی اُس حرص اور طمع کی جو واسطے طلب لذت کے ہو اقسام کھانے اور پینے کے مجمل طور پر بیان کرچکے ہیں اور کمینگی اور خساست طبیعت اور ہمت کی اور دیگر رذائل جو تابع ان حالات کی ہیں مثل ذلت نفس اور شکم پرستی اور خواری اور طفیلی ہونے اور دور ہونے حشمت کے یہ سب باتیں کچھ حاجت بیان کرنیکی نہیں رکھتیں خاص و عام پر ظاہر ہیں اور طرح طرح کی مرضیں اور رنج جو زیادتی اور اسراف سے پیدا ہوتی ہیں طب کی کتابوں میں بیان اُنکا ہے اور علاج اُنکا بھی درج ہے۔ الّا شہوت نکاح کی اور حرص کرنی اس پر نہائت موجب نقصان دیانت داری اور لاغری بدن اور تلف کرنے مال اور ضرر عقل اور دور ہونے آبرو کا ہے ؏

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے قوت شہوت کو عامل ظالم کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور بیان کیا ہے کہ جیسا کہ عامل ظالم کو اگر لوگوں سے مال جمع کرنے میں بالکل اختیار ہو بادشاہ کی سیاست اور پرہیزگاری اور رحم دلی اپنی مانع ہو تو تمام مال رعیت کا چھین لیتا ہے اور سب کو فقر اور فاقہ میں مبتلا کرتا ہے ویسا ہی اگر قوت شہوت کی قابو اور مجال پاوے اور قوت تمیز کی تہذیب اور قوت غضب کی قہر اور حصول فضیلت عفت سے تسکین اُسکی ظہور میں نہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آوے تو تمام مواد غذا اور کیموسات صالح اپنے کام میں صرف کر دے اور جملہ اعضا
اور بدن کو ضعیف اور لاغر کر دے اگر حسب اقتضائے عدالت کے واجبی
مقدار پر حفظ نوع کے واسطے استعمال میں لاوے تو مثل اُس عامل کے ہوگا
کہ عدل کے طریق پر بقدر احتیاج خراج اداء کرنیوالوں سے حصہ حاصل کرکے
اصلاح قائم کرنے سرحد ملکوں اور دیگر مصلحت ہائے رعایا میں صرف کرے اور چاہیے
کہ حریص اس امر کا اس بات کو اپنے دل میں محقق سمجھے کہ عورتوں کی
شاہبت باہمدگر نفع حاصل کرنے کے باب میں شاہبت کھانوں کی نسبت سے
جو رفع ضرورت کے لئے باہم اُنکے ہے زیادہ تر ہے جیسا کہ اس بات کو قبیح
تصور کرتا ہے کہ کوئی شخص طعام ہائے لذیذ طیار اور پختہ اپنے گھر میں موجود
چھوڑکر واسطے طلب اُسقدر غذا کے جو غلبہ بھوک اسکی کو دور کرے دربدر بھیک
مانگتا پھرے ویسا ہی اس امر کو قبیح جانے کہ اپنے عیال اور زوجہ حلال کو چھوڑکر
لوگوں کی عورتوں کے طلب اور فریفتہ کرنے میں مشغول ہوئے اگر ہوائے نفسانی
اُس کے دل میں شمائل اور ادائے اُس عورت کے جو چادر کے پردہ سے پوشیدہ
ہوکر اُسکی نظر سے گذر جائے زیبا دکھلائی دے اور اُسکی مباشرت میں زیادتی
لذت کی تصور کرے تو اس مقام میں عقل کو استعمال میں لانا چاہیے اور اس
خیال کے فریب اور دہوکہ میں مغرور نہو جائے کیونکہ بہت اتفاق پڑتا ہے کہ
بعد تفحص اور جستجو کے چادر پردہ سے نہایت بدشکل اور بدصورت نکل آتی
ہیں اور اکثر اوقات جو عورت اسکے نکاح اور تصرف میں ہے تسکین شہوت کے
لئے زیادہ کار آمد ہوتی ہے اُسکی نسبت سے جسکے طلب میں سعی اور جہد کرتا
ہے۔ اگر حرص کی متابعت کریگا تو جو صورت پردہ میں مستور اور اسکی نظر سے
مخفی ہوگی اُسکا حسن اور جمال اور عشوہ و کرشمہ ایسا اسکے دل میں نقش ہوگا
جو ایک زمانہ اُسکی طلب میں برباد کریگا اور تجربہ اور اعتبار دوسرے لوگوں پر
جنکے حق میں یہی گمان وارد ہوچکا ہے اور بعد کُھل جانے پردہ کے مکر اور فریب
اور حیلہ انکے پر اطلاع پاچکے ہیں التفات نہیں کرتا۔ اس حد تک کہ اگر تمام جہان
میں مثلاً ایک عورت ایسی باقی رہجائے جسکی مجامعت سے یہ محروم رہا ہے تو گمان
کریگا کہ اُسمیں وہ لذت ہے جو مثل اس لذت کے دوسری عورتوں میں موجود
نہیں ہے اور حاصل کرنے لذت مجامعت اسکی میں اس قدر حیلہ اور حرص استعمال
میں لاتا ہے جو مصلحت ہائے دوجہانی سے محروم رہتا ہے یہ نہایت حماقت اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور گمراہی ہے جو شخص نفس کو حرص و ہوا کی تابعداری سے محفوظ رکھے اور مقدار مباح پر قناعت کرے تو اس تردد اور مشقت سے جو موجب اس قدر خرابیوں کا ہے آرام پاتا ہے اور سب قسموں سے زیادہ تر خراب اور زبون افراط عشق کا ہے اور وہ صرف کرنا جملہ ہمت اپنی کا ہے واسطے طلب ایک شخص معین کے بمراد شہوت کے عوارض اس مرض کے نہایت ردی ہوتے ہیں اور کبھی مرنے اور ہلاک ہونے اور بربادی دین و دنیا تک نوبت پہنچ جاتی ہے علاج اسکا۔ جہانتک ہو سکے اُن علوم دقیقہ اور صناعات لطیفہ کے شغل کے ذریعہ سے جنمیں زیادہ فکر صرف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے فکر اپنا معشوق کیطرف سے روکا جاوے اور ہم نشینی اور ہمصحبتی اُن اہل تمیز اور فاضل لوگوں کی اختیار کرنی چاہئے جنکا خوض اور خیال اُن چیزوں میں ہو جو خیالات فاسدہ کو یاد نہ دلاویں اور حکایات اور روایات اور شعر عاشقوں کے سننے سے پرہیز کرے اور قوت شہوت کی تسکین مجامعت کے کرنے سے یا استعمال اُن چیزوں سے جو شہوت کو سرد کرنے والی ہیں عمل میں لائے اگر یہ معالجات نافع نہوں تو سفر دور دراز اور تحمل کرنا مشقتوں اور سخت کاموں پر اقدام کرنا مفید ہوگا اور کم کھانا غذا اور شراب کا اس اندازہ پر جو قوائے بدنی کو کچھہ ضعیف کردے اور موجب ماندگی اور زیادہ ضرر کا نہو ازالہ اس مرض کے واسطے مدد کرے گا ؞

علاج بطالت۔ بطالت سے محبت رکھنی موجب محرومی دوجہان کا ہے کیونکہ رعایت مصلحت معاش میں سستی کرنی باعث ہلاکی وجود اور قطع کرنے نوع انسانی کا ہے اور دیگر انواع رذیلتوں کا بمقابلہ اِن دو آفتوں کے کیا حساب ہے اور غفلت کرنی تحصیل سعادت آخرت سے موجب باطل کرنے علت غائی پیدائش کا ہے جو فیضان بخشش واجب الوجود عز اسمہ کا ہے اور اس بات پر عمل کرنا صریحاً اللہ تعالے کی ذات پاک سے خصومت اور نزاع کرنی ہے نعوذ باللہ منہ جب بطالت اور سستی متضمن اس فساد کے ہے تو قباحت اور مذمت اسکی کی زیادہ تشریح کرنی حاجت نہیں رکھتی۔ علاج حزن۔ حزن ایک درد نفسانی ہے جو فقدان مطلوب اور فوت ہونے محبوب سے عارض ہوتا ہے باعث اسکا خواہش جسمانی اور شہوات بدنی کیطرف حرص اور طمع کرنی ہے اور گم ہونے اور فوت ہونے اُن کے پر افسوس اور حسرت کرنا بہ نیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس شخص پر لاحق ہوتی ہے جوکہ محسوسات اور لذات کا بقا اور قرار بھی ممکن جانے اور جو مطالب اور مقاصد کو اپنے تصرف میں لانا محال نہ سمجھے۔ اگر ایسا شخص عقل کی پیروی کرے اور انصاف نگاہ رکھے تو جان لیتا ہے کہ جو چیز عالم کون اور فساد میں ہے اُسکا قائم رہنا اور باقی رہنا محال ہے ثابت اور باقی رہنے والے وہ امور ہیں کہ عالم عقل میں ہوں اور تصرف اربعہ عناصر سے خالی ہوں پس امر محال کی طمع نہ کریگا اگر طمع نہ کریگا تو یقین کہ فوت ہونے مطلوب سے اندوہگین نہوگا بلکہ اپنی ہمت مطلوبات باقی کے حاصل کرنے کے واسطے مصروف رکھیگا اور محبوبات صافی کی طلب میں ساعی ہوگا اور جو چیز بالطبع فاسد کرنے والی ذات اُسکی کی ہو اُس سے پرہیز کریگا اگر کسی چیز کو اختیار بھی کریگا تو باندازہ ضرورت جو رفع حاجت اُسکی واسطے کافی ہو قانع ہوگا اور ذخیرہ اور جمعیت کرنے کو جو موجب فخر اور بزرگی کا ہو ترک کریگا تا اُسکی مفارقت اور جدائی سے افسوس لاحق نہو اور اُسکے زوال اور انتقال سے درد نہ پہنچے جب ایسا ہوگا تو ایسے امن اور خوشی پر فائز ہوگا کہ کسی طرح کا خوف اور رنج اور افسوس اسکو عارض نہو اور وہ پایہ یقین کا حاصل ہوگا کہ جہاں کچھ شک اور حیرت باقی نرہیگی ورنہ ہمیشہ غم بے نہایت اور الم بے شمار میں مبتلا رہیگا کیونکہ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ جسمیں فقدان مطلوب کا نہو کہ اس عالم کون و فساد میں بغیر فساد کے ہونا ناممکن ہے اور اس بات کا طامع ناامید اور زیان کار ہوتا ہے من سرہ آن لا یرے مایسوہ فلا یتخذ شیئاً یخاف لہ فقدا یعنی جسکو یہ بات خوش آئی ہے کہ وہ ایسی چیز کو نہ دیکھے جو بدی میں ڈالے اسکو پس نہ اختیار کرے اُس شے کو جو خوف دے اسکو اپنے گم ہونے سے۔

نیک عادت کی پیروی کرنی اس طرح پر ہوتی ہے کہ جو چیز موجود ہے اُس پر خوش رہے اور گم ہونے سے افسوس اور تاسف نکرے تا ہمیشہ خوش اور سعید رہے اور جس شخص کو یہ شک پڑے کہ اس عادت پر ہمیشگی کرنی اور اس خلق سے نفع اُٹھانا آسان ہے یا مشکل تو اُسکو فکر کرنا چاہیئے اقسام خلقت میں اور مختلف ہونے انکے مطالب اور مشغولوں میں اور ہرایک کے راضی ہونے میں اپنے حصہ اور نصیبہ پر اور خوش اور خرم ہونے انکے بیچ اپنے اپنے کام اور حرفہ خاص پر مثل تاجروں کی تجارت کے ساتھ اور تجار کی اپنے پیشہ کے ساتھ اور مسخرہ کی مسخرہ پن کے ساتھ اور مخنث کی بد فعلی کے ساتھ۔ اس حدتک کہ ہرایک اہل حرفہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس شخص کو زیانکار تصور کرتا ہے جو شخص وہ پیشہ نرکھتا ہو اور جو شخص اس
حالت سے غافل ہو اُسکو دیوانہ مطلق جانتے ہیں اور خوشی اور سرور اُس لذت
کی اُس پیشہ کے وجود پر منحصر سمجھتے ہیں اور نہ ہونے اس معیشت کو موجب
حرمان کلی کا تصور کرتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں اس بات کا بیان ہے کل
حزب بما لدیہم فرحون یعنے ہر گروہ اُس چیز پر جو نزدیک انکے ہے خوش ہیں۔ موجب
اس اعتقاد کا پختہ ہونا عادت کا اور ہمیشگی استعمال کی ہے پس اگر طالب فضیلت
کا اپنے طریق کے اختیار کرنے میں اسی رستہ پر چلے اور پیروی راہ حلال اور
تحصیل منافع اُس کمال سے جو علت غائی اس مقصد کی ہے انحراف نہ کرے
تو خوشی اور لذت کے حاصل کرنے میں اُس جماعت کی نسبت سے جو قید جہالت
اور گمراہی میں گرفتار ہیں بہتر ہوگا۔ کیونکہ وہ حق پر ہوگا اور یہ باطل پر۔ اور وہ صاحب
یقین اور نکوکار ہوگا اور یہ اہل خطا اور غلطی کے اور وہ صحیح اور سعید ہوگا اور
یہ مریض اور شقی۔ بلکہ وہ دوست خدا کا اور یہ دشمن اُسکے الا ان اولیاء اللہ لا خوف
علیہم ولا ہم یحزنون یعنے خبردار ہو تحقیق دوست خدا نہ خوف ہے اُن پر اور نہ
وہ غمناک ہوتے ہیں۔ وکندی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب دفع الاحزان میں بیان
کیا ہے کہ دلیل اس بات کی کہ حزن ایک حالت ہے جو انسان اسکو بد اختیاری
اپنی سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور امور طبعی سے خارج ہے۔ یہ ہے کہ جس شخص
نے مطلوب اور مرغوب اپنے کو گم کیا ہے اگر دانائی کی نظر سے موجبات حزن میں
تامل کرے اور جو لوگ اُس مطلوب اور مرغوب چیز سے محروم ہیں اور اُس محرومی
پر راضی اور قانع ہیں اُنکی طرف خیال کرے تو اُس پر یہ بات روشن ہوجائیگی کہ
حزن نہ ضروری ہے اور نہ طبعی اور حزن کرنیوالا البتہ اپنی حالت طبعی پر عود
کرآتا ہے اور سکون اور آرام پالیتا ہے۔ اور ہمنے مشاہدہ کیا ہے اُن لوگوں کو
جو مصیبت اولاد اور عزیزوں اور دوستوں میں مبتلا ہوئے ہیں اور غم اور رنج
بیشمار اُن پر وارد ہوا۔ بعد تھوڑی مدت کے پھر ہنسی اور خوشی اور فرحت میں
آگئے ہیں اور بالکل اُس غم کو فراموش کردیا ہے اور ویسا ہی وہ لوگ کہ جنکا مال اور
ملک اور دیگر اسباب گم ہوگیا ہے چند روز بہت غم اور رنج میں ناخوش رہیں ہیں
پس غم انکا خوشی سے مبدل ہوگیا ہے۔ اور وہ جو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا ہے اصبر صبر الاکارم والا تسل سلو البہایم یعنے صبر کر صبر بزرگوں کا ورنہ
بغیر ہوش بغیم ہونے چارپایوں کے۔ یہ بھی ان معنے پر دلالت کرتا ہے اور عقلمند

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آدمی اگر خلقت کے حال میں نظر کرے تو سمجھ لیتا ہے کہ اُنہیں سے کسی نئی مصیبت
اور نئے حادثہ میں ممتاز نہیں ہوگا اگر مرض کو جو قائم مقام دیگر اقسام روایت
کی ہے دخل دے انجام کو خوشی کی طرف میلان کر آتا ہے اور اُس سے شفا پاتا
ہے پس کسی وجہ سے مرض اور رنج اُسکے نزدیک پسندیدہ نہیں ہوتے اور کسی کی
بدی پر راضی نہیں ہوتا۔ اور چاہیے کہ اس بات کو جانے کہ حال اور مشابہت اُس
شخص کی جو باقی رہنے منافع اور فوائد دنیاوی کی طمع کرے مثل حال اُس شخص
کے ہے کہ کسی ایسی دعوت اور ضیافت کی مجلس میں حاضر ہووے کہ جہاں عطر
عطر دان میں ڈالکر ارباب مجلس کے لئے دست بدست واسطے خوشبو حاصل کرنے
کے دیں اور ہر ایک شخص ایک لحظہ اُس خوشبو سے دماغ اپنا معطر کرے جب نوبت
اُسکی پہنچے اُسکو مالک بننے کی طمع لاحق ہوجائے اور ایسا تصور کرے جو مجکو اس جماعت
سے خصوصیت مالک بننے کی دی ہے اور اس عطر دان کو ہبہ کے طریق پر میرے
قبضہ میں دیا ہے۔ جب اُس سے واپس لیں تو شرمساری اور خوف اور افسوس اور
حسرت اُٹھائے اسیطرح پر جملہ اقسام مطالب کی امانت اللہ تعالےٰ کی ہیں کہ خلقت
کو مشترک طور پر دی گئی ہیں اللہ تعالےٰ کو واپس لینے کا اختیار ہے جس وقت
چاہے عطا کرے اور جس وقت چاہے واپس لے اور ملامت اور ندامت اور
رسوائی و فضیحت اُس شخص کے حال پر جو اپنی رضا اور اختیار سے امانت ادا
کردے اور طمع اور امید اُس سے منقطع رکھے عاید نہیں ہوتی بلکہ اگر طمع اُسکی
کرے اور جب اُس سے واپس لیں تو دلتنگی کرے باوجود عار اور ملامت حاصل
کرنے کے کفران نعمت کا ارتکاب کرنے والا ہوگا کیونکہ اونے درجہ مراتب شکر
گذاری کا یہ ہے کہ جو چیز کسی سے عاریتاً لیجائے اُسکو خوشی خاطر سے واپس دے
اور جلدی سے ادا کرنا اُسکا عمل میں لائے خصوصاً اُس موقع پر کہ جہاں
عاریتاً دینے والا شخص عمدہ اور افضل چیز اُسکو دیدے اور ناقص اور خسیس
چیز واپس لینی چاہے۔ مراد اس افضل چیز سے عقل اور نفس ہے اور وہ فضیلتیں
کہ جنپر ہاتھ تصرف کسی کا نہیں پہنچتا اور زبردست لوگوں کے طمع کا اُن میں
دخل نہیں ہے کیونکہ یہ فضایل اور کمالات ہمارے حق میں ایسی وجہ پر عطا
فرمائے ہیں کہ جسمیں واپس لینے کا دخل نہیں ہے۔ اور اخس اور ناقص چیز
جو ہمسے واپس مانگتے ہیں اُس میں بھی غرض رعایت ہمارے حال کی اور حفاظت
عدالت کی درمیان ہمارے ہمجنسوں کے ہے اگر بباعث فوت ہونے ہر ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چیز کے ہم حزن کو دخل دیں تو چاہئے ہمیشہ ہم غمناک رہیں پس عقلمند کو چاہئے
کہ جو چیزیں ضرر اور درد پہنچانے والی ہیں اُن میں فکر صرف نہ کرے اور جہانتک
ہوسکے اس قسم کی اشیاء کمتر اختیار کرے المومن قلیل المونتہ یعنے اہل ایمان
قلیل البضاعت ہوتے ہیں تا حزن اور غم میں مبتلا نہوں ۔ ایک بزرگ کا قول ہے
کہ اگر دنیا صرف یہی عیب رکھتی کہ مستعار اور مانگی گئی چیز ہے تو چاہئے تھا کہ اہل
ہمت اُسکی طرف التفات اور توجہ نہ کرتے جیساکہ اہل ہمت مستعار اور عاریتی چیز
سے زینت اور شان بنانی عار جانتے ہیں ۔ سقراط حکیم سے لوگوں نے پوچھا
کہ سبب زیادتی خوشی اور کمی غم تمہارے کا کیا ہے؟ جواب دیا کہ میں کسی چیز سے
ساتھ دلبستگی نہیں رکھتا کہ جب وہ گم ہوجائے میں غمناک ہوں ۔ علاج حسد
اُسکو کہتے ہیں کہ غلبہ حرص کے سبب انسان چاہتا ہے کہ مفید اور منفعت والی چیزوں
میں اپنے ہمجنسوں سے زیادہ تر ممتاز ہو ۔ پس ہمت اُسکی اس بات پر
مصروف ہوتی ہے کہ لوگوں کی طرف سے نعمتیں دور ہوکر میرے قبضہ میں
آجائیں ۔ سبب اس رذیلت کا جہل اور حرص سے مرکب ہے کیونکہ جمع ہونا جملہ
نعمتوں دنیاوی کا جو نقصان اور حرمان کی صفت سے موصوف ہیں ایک شخص
کے لئے محال ہے اگر بالفرض اسکو ممکن تصور کیا جائے تو انتفاع حاصل کرنا اسکا
سب نعمتوں سے کسی طرح پر نہیں ہوسکتا پس جہل اور بیعلمی اس حال کی مع
غلبہ حرص کے موجب حسد کا ہوجاتی ہے جب مطلوب حسد کرنے والے کا محال
اور ممتنع الوجود ہے تو سوائے غم اور درد کے اور کچھہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا ان
دونوں رذیلتوں کا علاج کرنا عین علاج حسد کا ہے اور اس سبب سے کہ حسد
کا حزن سے تعلق ہے اس مقام میں ذکر اُسکا کیا گیا ہے ورنہ حسد کا امراض
مرکبہ پر حمل کرنا بہتر تھا ۔ اور کندی کا مقولہ ہے کہ حسد جملہ رذیلتوں اور مرضوں سے
قبیح تر اور بدتر ہے اور اسی سبب سے حکماء نے کہا ہے کہ جو شخص اس بات کو
دوست رکھتا ہے کہ میرے دشمن کو شر پہنچے تو وہ شر کو دوست رکھنے والا ہوا اور
شر کا دوستدار شریر ہوتا ہے اور اسکی نسبت سے وہ زیادہ تر شریر ہے جو سوائے
دشمن کے اور کو شر پہنچانیکی آرزو رکھتا ہے اور جو شخص کسی کے حال پر نیکی پہنچنی نہیں
چاہتا تو وہ اُس شخص کے حق میں بُرائی چاہنے والا ہوا اگر یہ معاملہ دوستوں
کے ساتھ کرے تو نہایت زشت اور بدتر ہوگا ۔ پس حاسد سب لوگوں سے شریر
زیادہ ہوا اور ہمیشہ غمناک رہیگا ۔ کیونکہ لوگوں کی خیر اور نیکی سے اُسکو غم ہے لوگونکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حال کی نیکی برخلاف مطلوب اُسکے ہے اور نیکی ہرگز خلقت کے حال سے مرتفع اور منقطع نہوگی پس اُسکے غم اور اندوہ کی بھی کوئی حد اور نہایت اور درجہ انقطاع کا نہوا۔ اور جملہ اقسام حسد سے زبون تر اور بدتر وہ حسد ہے کہ عالموں کے درمیان ہو۔ کیونکہ منافع دنیاوی بسبب کم ہونے گنجایش اور پائداری کے جو لازم مادہ کی ہے موجب حسد کا ہوتے ہیں یعنے رغبت کرنے والے کا ارادہ بالعرض متعلق اس بات کے ہوجاتا ہے کہ غیر کی ذات سے مرغوب چیز کا زوال ہو اگرچہ بالذات یہ امر پسند اُسکے نہیں ہوتا حکماء نے دنیا کو ایک چھوٹے کمبل سے تشبیہ دی ہی کہ اگر کوئی شخص دراز قامت اُسکو اوڑھکر سر پر لے تو پا برہنہ ہوجائیں اور اگر پاؤں پر ڈالے تو سر برہنہ ہوجائے ویساہی اگر کوئی شخص ایک نعمت دنیا سے کامیاب ہے تو دوسرا اُس سے محروم ہے اور علم اس عیب سے پاک ہے کیونکہ صرف اور خرچ کرنا اُسکا اور اپنے ابنائے جنس کو اُسکے منافع میں شریک کرنا موجب زیادتی لذت اور نفع کا ہے پس اسمیں حسد کرنا محض تقاضائے شرارت اور بُرائی کا ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ غبط اور حسد میں فرق ہے کیونکہ غبط اُس شوق کو کہتے ہیں کہ دوسرے شخص کے حال سے کوئی کمال یا مطلوب دیکھکر اسکی طبیعت میں تمنا حاصل کرنے اُسکے کی پیدا ہو بغیر اس بات کے جو اُس شخص کی ذات سے زوال اُسکا چاہے اور حسد میں دوسرے شخص کی ذات سے تمنائے زوال نعمت کی ہوتی ہے۔ اور غبط دو قسم پر ہوتا ہے ایک نیک اور دوسرا بد۔ غبط نیک وہ ہے جو شوق اُسکا متوجہ سعادتوں اور فضیلتوں کی طرف ہووے۔ اور غبط بد وہ ہے جسکا شوق لذات اور شہوات کیطرف متوجہ ہو اور وہ حرص کا حکم رکھتا ہے۔ حسد کا حال یہ ہے جو بیان کیا گیا ہے جو شخص ان جملہ امور پر جنکی تشریح بیان کی گئی ہے واقف ہوجائے اور انکو بخوبی یاد کرلے اُس پر دیگر رذائل کا علاج کرنا اور موجبات اور عوارضات اُنکے کا جاننا آسان ہوجاتا ہے مثلاً دروغ گوئی ہیں جب فکر کرے اس بات کو جانے کہ امتیاز اور فرق انسان کا دیگر حیوانات سے نطق کے ساتھ ہے اور غرض اظہار فضیلت نطق سے دوسرے شخص کا مطلع کرنا ہے اُس امر سے جو وہ ناواقف ہے اور دروغ کہنا منافی اس غرض کا ہے پس جھوٹ بولنا باطل کرنیوالا خاصیت انسان کا ہوا باعث اُسکا رغبت طلب مال یا جاہ کی ہے اور کسی قدر حرص کرنی کسی چیز پر اسی قبیل سے ہے اور لوازمات اسکے دور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہونا آبروئے کا اور خرابی کاموں کی اور چغلی اور بہتان کرنا اور ظالموں کو اغوای کرنا ہے۔ اور لاف زنی میں جب فکر کرے تو سمجھ لے کہ سبب اسکا غلبہ قوت غضبی کا ہے اور اُس کمال کا خیال جو اسکے دل میں نہیں ہے اور لوازمات اسکے بیعلمی مراتب کی ہے اور رعایت حقوق میں قصور کرنا ہے اور غلطی طبع کی اور ملامت اور جور ہے۔ اور لفنس الامر میں لاف زنی عجب اور کذب سے مرکب ہے۔ اور بخل میں جب فکر کرے تو سمجھ لے کہ موجب اِسکا خوف کرنا فقر اور احتیاج سے ہے یا کثرت محبت مال کی یا شرارت نفس اور طلب اس بات کی کہ خلقت کے حال پر نیکی نہ پہونچے۔ اور ریاکاری میں جب فکر کرے تو سمجھ لے کہ وہ کذب ہے قول اور فعل میں۔ الغرض جب ہر ایک کی حقیقت اور اصل کو سمجھے گا اور سببوں پر واقف ہوجائیگا تو دور کرنا اُن سببونکا اور پرہیز کرنی اُن سے مثل دیگر قباحتوں کے طالب فضیلت پر آسان ہوجائیگی واللہ الموفق والمعین ٭

دوسرا مقالہ تدبیر منازل میں اوسمیں پانچ فصلیں ہیں پہلی فصل میں بیان سبب احتیاج منازل کا ہے اور جاننا ارکان اُسکے کا اور امور ضروری متعلقہ اُسکی کا بیان ہے،

اس نظر سے کہ انسان بقائے وجود اپنے کے لئے محتاج غذا کا ہے اور غذاء نوع انسان کی بغیر تدبیر دستکاری وغیرہ مثل بونے اور کاتنے اور صاف اور نرم اور خمیر کرنے اور پکانے کے طیار نہیں ہوسکتی اور درستی اِن جملہ اسباب کے بغیر مددگاری مددگاران اور استعمال کرنے آلات اور صرف کرنے ایک زمانہ کے نہیں ہوسکتی نہ مثل غذا دیگر حیوانات کے جو اصل طبع میں ساختہ اور پرداختہ ہوتی ہے۔ توجہ اور حرکت اُنکی گھاس اور پانی کی طلب میں ہی منحصر ہے اور جب بموجب خواہش طبع کے بھوک اور پیاس اُنکی تسکین پائے جاتی ہے تو حرکت طلب سے باز رہتے ہیں۔ اور جب انسان کے لئے طیار کرنا اُس قدر غذا کا جو معمول ہر روزہ ہو ایک دن میں مرتب کرنا محال ہے پس مقدار غذا ہر روزہ پر انسانوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو حصر کرنا موجب انقطاع مادہ اور خلل معیشت کا ہے اسلئے اسباب معیشت کے ذخیرہ کرنے اور محافظت کرنے اسکی کے دوسرے لوگوں کے ہاتھ سے جو اس حاجت میں شریک ہیں احتیاج پڑی اور محافظت بغیر ایسے مکان کے کہ جہاں غذا اور قوت خراب نہو اور حالت خواب اور بیداری اور رات اور دن میں ہاتھ لوٹ کرنے والوں وغیرہ سے محفوظ رہے نہیں ہوسکتی نہیں منزل اور گھر بنانے کی حاجت پڑی اور جب آدمیوں کو واسطے تردوات تحصیل غذا کے مشغول ہونا ضروری ہے اور اُس مشغولی کے وقت محافظت اُس مقدار سے جو بطور ذخیرہ کے گھر میں رکھا ہوا ہے غافل ہونا پڑیگا اسلئے کسی مددگار کی جو قائم مقام اسکے اکثر اوقات گھر میں رہے اور محافظت غذا اور ذخیرہ کی کرے ضرورت ہوگی۔ اور یہ ضرورت اور احتیاج واسطے بقای شخص کے ہے الا بقائے نوع کے لئے زوجہ کی بھی کہ جسپر تولد و تناسل منحصر ہے احتیاج ہے پس اللہ تعالے کی حکمت نے ایسا تقاضا کیا کہ ہر مرد ایک زوجہ اختیار کرے تا محافظت گھر اور اسباب گھر کی بھی کرے اور نیز تولد اور تناسل اُسکے ذریعہ سے ظہور میں آئے اور ہم ذمہ واری دوکا دل کی جو ایک شخص پر ہوگی تخفیف خرچ کی اس میں متصور ہے۔

اور جب اولاد پیدا ہوگی تو بغیر پرورش اور نگہبانی ماں باپ کے زندگی انکا محال ہے اور نشو و نما کو پہنچنا اُن کا غیر ممکن۔ پس ذمہ وار ہونا امور متعلقہ پرورش اُن کی کا واجب ہوا جب جماعت آدمیوں کی بنجائیگی یعنے مرد اور عورت اور لڑکے اور طیار کرنا روزی اور غذا اس جماعت کا اور دور کرنا امراض انکی کا ایک شخص پر دشوار ہے پس خدمت گاروں اور مددگاروں کی احتیاج پڑی اور کل اس جماعت کے ساتھ جو رکن گھر کے ہیں حال معیشت کا صورت پذیر ہوا۔ پس اس بحث سے معلوم ہوا کہ رکن گھر کے پانچ ہیں۔ باپ اور ماں اور اولاد اور خدمتگار اور روزی جب ہر کثرت کا انتظام ایسی وجہ تالیف اور محبت سے ہوسکتا ہے جو موجب اتحاد کا ہو تو انتظام گھر کے واسطے بھی ایسی تدبیر کی حاجت پڑی کہ جس سے تالیف ظہور میں آوے اور جماعت مذکورہ بالا میں سے اہل خانہ اس کام کے انتظام کے لئے بہتر ہے اس سبب سے رئیس اس قوم کا اہلخانہ مقرر ہوا اور سیاست اس جماعت کی اُس پر مفوض ہوئی تا گھر کی تدبیر ایسے طریق پر جو موجب انتظام گھر کے لوگوں کا ہو عمل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں لاوے اور جیسا کہ چرواہا بکریوں کے ریوڑ کو مصلحت کے طریق پر چراتا ہے اور گھاس اور پانی کی جگہ پر لیجاتا ہے اور درندوں کی مضرت اور ارضی سماوی آفات سے انکو نگاہ رکھتا ہے اور جاڑے اور گرمی اور دن اور رات کے لئے بموجب موقع وقت کے الگ الگ مکان بناتا ہے تاہم انتظام معیشت اُسکی کا اور ہم انتظام انکے حال کا حاصل ہو ویساہی گھر کے امور کا تدبیر کرنیوالا بھی امور متعلقہ روزی اور رزق میں حسب مصلحت رعایت رکھے اور ترتیب امور معاش اور سیاست کرنے اس جماعت کے حال پر اور رغبت اور خوف دینا اور وعدہ اور وعید اور سختی اور نرمی اور خفگی اور مہربانی کرنے پر حسب مصلحت وقت کے عمل کرے تا ہرایک شخص اُس کمال پر کہ جسکی طرف از روئے پیدائش کے توجہ ہے فائز ہوجائے اور تمام آدمی انتظام ایسے حال کے واسطے جو موجب خوشی حیات کا ہو شارک ہوجائیں اور جاننا چاہئے کہ مراد منزل اور گھر سے اس مقام پر یہ گھر نہیں ہے جو اینٹ اور مٹی اور پتھر اور لکڑی سے بناتے ہیں بلکہ مراد اس سے وہ ایک تالیف خاص ہے جو عورت اور خاوند اور باپ اور اولاد اور خادم اور مخدوم اور مالدار اور مال کے درمیان ہوتی ہے جائے سکونت انکی خواہ لکڑی اور پتھر سے ہو خواہ خیمہ وغیرہ سے اور خواہ سایۂ درخت اور غار پہاڑ کی ہو پس فن تدبیر گھر کا جسکو حکمت منزلی کہتے ہیں اس جماعت کے حال میں نگرانی رکھنی ہے ایسی وجہ پر کہ جسمیں حاصل ہونے اسباب معاش اور وصول ہونے اُس کمال کے لئے جو مشترک طور پر ہرایک کا مطلوب ہے مصلحت عام پائی جائے۔ جب عموماً سب نوع کیا بادشاہ اور کیا رعیت اور کیا فاضل اور کیا غیر فاضل اس قسم کی تالیف کے محتاج ہیں اور ہرایک بموجب اپنے قدر اور مرتبہ کے ذمہ واری امور اُس جماعت کے سبب سے جسکا یہ چرواہا ہے اور وہ رعیت اسکی ہیں جوابدہ اور مکلف ہے تو منفعت اس علم کی عام اور ضروری ہے اور فواید اُسکے ہم دین اور ہم دنیا میں شامل ہین اسی سبب پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ یعنے ہرایک تم میں سے چرواہا اور نگاہبان ہے اور ہرایک کو تم میں سے پوچھا جائیگا حال رعیت اپنی کا۔ حکما متقدمین کے اس باب میں بہت قول ہیں لیکن انکی کتابوں کی نقل جو اس فن میں تھیں یونانی زبان سے عربی میں نہیں ہوئی مگر حکیم ابروس کے قول بطور مختصر جو متاخرین کے پاس موجود ہیں اور متاخرین نے اپنی رائے روشن اور ذہن صافی سے تہذیب اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترتیب اس فن میں اور انتخاب کرنے قوانین اور اصول اسکے میں جیسا کہ
مقتضائے عقل کا تھا نہایت سعی اور کوشش صرف کی ہے اور کتابیں اور رسالے
تصنیف اور تالیف کئے ہیں۔ اور شیخ رئیس ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا
سے اس باب میں ایک رسالہ ہے کہ باوجود کمال بلاغت کے شرط اختصار کی
اسمیں ملحوظ ہے خلاصہ رسالہ مذکور کا اس مقالہ میں نقل کیا اور اُسکے ساتھ دیگر
نصایح اور آداب جو متقدمین اور متاخرین سے منقول ہیں درج کیے گئے ہیں
انشاء اللہ تعالےٰ اہل دانش اور فضل کی نظر میں پسند آئیگا انہ ولی التوفیق جاننا
چاہیئے کہ قاعدہ کلیہ تدبیر گھر کیواسطے یہ ہے کہ جیسا طبیب بدن انسان کے حال
میں نظر کرتا ہے اُس اعتدال کے روسے جو مرکب ہونے اعضاؤں سے بدن
کے لئے حاصل ہے اور وہ اعتدال موجب صحت بدن اور صدور کمالیت افعال
کا ہے اس مراد سے کہ اگر وہ اعتدال موجود ہے تو اُسکی حفاظت رکھے اور اگر
موجود نہیں تو اُسکو حاصل کرے اور جب کسی عضو میں خلل واقع ہوجائے تو
اُسکے علاج میں تمام اعضاؤں کی مصلحت اور رعایت کا لحاظ رکھے خصوصاً اُس
عضو رئیس کی مصلحت جو قریب اُس عضو کے ہو پہلے ملحوظ رکھکر بعد اُسکے اُس
عضو کی رعایت اور مصلحت رکھنی چاہیئے۔ اس حد تک کہ اگر عام اعضائیں کی
صلاحیت اور درستی اُس عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو صلاحیت اُسکی سے قطع
نظر کرکے اُسکے کاٹنے میں توقف نہ کرے تا فساد اُسکا دیگر اعضاؤں کیطرف
سرایت نہ کرے اسی طرح پر گھر کی تدبیر کرنیوالے کو چاہیئے کہ عموماً رعایت گھر کے آدمیوں کی
اپنے پر واجب سمجھے پہلے توجہ اُسکی اُس اعتدال کی محافظت یا حصول پر معروف
ہو کہ جسمیں صورت تالیف اور محبت کی پائی جائے اور ایک ایک شخص کے حال
کی تدبیر کرنے میں پیروی معالجہ طبیب کی جو ایک ایک عضو کے لیے عمل میں
لاتا ہے کرنی چاہیئے کیونکہ ہر ایک رکن گھر کی نسبت گھر کے ساتھ ایسی ہے جیسا کہ ہر
عضو کی نسبت بدن کے ساتھ ہے بعضے رئیس و بعضے مرؤس اور بعضے شریف
اور بعضے خسیس اگرچہ ہر ایک عضو کا اعتدال اور فعل خاص ہے لیکن جملہ
اعضاؤں کا فعل ایک دوسرے کی شرکت اور مددگاری کے ساتھ جملہ افعال کی
علت غائی ہے ویسا ہی گھر کے آدمیوں کی ہر ایک شخص کے لئے علٰحدہ علٰحدہ
طبیعت اور خاصیت ہے اور توجہ ہر ایک کی اپنے خاص خاص مطلب کے واسطے
ہے اور کل جماعت کے افعال سے جو انتظام گھر کے واسطے مطلوب ہے حاصل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوجائے رتبہ گھر کا ایک طرح سے بمنزلہ طبیب کے ہے اور بمنزلہ ایک عضو کے جو سب اعضاؤن سے شریف تر ہو۔ اُسکو چاہئے کہ طبیعت اور خاصیت اور فعل ہر شخص پر اہل منزل سے واقف ہو۔ اور اُس اعتدال پر جو اُن افعال کی تالیف سے حاصل ہوتا ہے قائم ہو سے تا ان لوگون کو اُس کمال پر جو موجب انتظام گھر کا ہو فائز کردے اگر کوئی مرض پیدا ہو اُسکو دور کرے۔ اگرچہ بناوٹ گھر کی کا خیال کرنا ضروری اور قابل اعتبار نہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں الّا عمدہ اور بہتر طریق گھر کا جو جائے سکونت ہو یہ ہے کہ بنیاد اُسکی بنجوبی محکم اور مضبوط ہو اور سقف اُسکی بلند اور دروازے اُسکے کشادہ اور ایسے فراخ کہ آمدورفت کے وقت تکلف کرنیکی حاجت نہ پڑے اور مردونکی جائے سکونت عورتون کے مسکن سے علیحدہ ہو اور ہر موسم اور فصل کے مکان مناسب اُس وقت کے طیار ہون اور مکان مال اسباب رکھنے کا مضبوط اور محفوظ چاہئے اور اسباب کی احتیاط اور ہوشیاری رکھنی چاہئے کہ مکان مذکور چورون کی نقب زنی اور حشرات کی تکلیف اور جلنے اور غرق ہونے سے محفوظ رہے اور جائے رہایش آدمیون کے لئے جو چیزیں زلزلوں کے صدمہ سے حفاظت کرنیوالی ہیں مثل فراخی صحن اور بلندی منزلون کے انکی رعایت رکھنی چاہئے اور باوجود کثرت مکانوں اور نشست گاہون کے خوش قطع اور خوش وضع ہو اور سب سے ضروری اور اہم امر ہمسایہ کے حال کا اعتبار کرنا ہے تاکسی بد اور شریر آدمی کی ہمسایگت میں جو موذی الطبع ہو مُبتلا نہوجائے اور وحشت تنہا رہنے سے بھی پرہیز کرے حکیم افلاطون نے زرگران کے کوچہ میں گھر بنایا تھا جب اُس سے فائدہ اس بات کا پوچھا فرمایا کہ اگر خواب میری آنکھون پر غالب ہوجائے اور فکر اور مطالعہ سے مانع ہو تو آواز انکے آلات کی مجکو بیدار کردے واللہ اعلم بالصواب ؞

دوسری فصل بیچ طریق دریافت کرنے سیاست اور تدبیر مال اور روزیکا بیان ہے

جب بنی نوع انسان کے لئے ذخیرہ کرنا رزق اور قوت کا ضروری ہے جیسا کہ فصل گذشتہ میں بیان کیا گیا ہے بعضے اقسام قوت اور روزی کے زیادہ مدت تک باقی نہیں رہ سکتے پس بمقدار ضرورت اور گذارہ کے ہر ایک قسم کی جنس کا جمع کرنا ضروری ہوا تا اگر بعضی جنسیں خراب ہوجائیں تو بعضی جو دیرپا ہون باقی رہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور واسطے ضرورت دیگر معاملات لین دین کے چنانچہ مقالہ گذشتہ میں ہمنے بیان
کیا ہے۔ دینار کی احتیاج جو حافظ عدالت اور مقوم کلی اور ناموس اصغر ہے پڑی اور
بباعث زیادتی قدر و منزلت اسکے کے اور اس فضیلت کے کہ قلیل المقدار اُس سے دیگر
اجناس کثیر المقدار کی مبادلہ اور معاوضہ میں کافی ہوتا ہے تکلیف اُٹھانے جنسوں
وغیرہ کی ایک مکان سے کسی دور دراز مقام میں رفع ہوجاتی ہے اس وجہ سے
کہ جب اُٹھانا تھوڑی دیناروں کا جو کثیر المقدار جنسوں کے خریدنے کے واسطے کافی ہو
قائم مقام اُٹھانے بہت جنسون کے ہوا تو تکلیف اور مشقت جنسوں کے اُٹھانے
کی نہ پڑی ویساہی مضبوطی جوہر اور محکمہ مزاج ترکیب اُسکی کے جو کہ جب بقا اُسکی کا
ہے وہ فواید اور منافع جو اُس سے حاصل ہوتے ہیں اُنکی ثبات اور قایمی کے لیئے
کافی ہوئے کیونکہ متغیر ہونا اور فانی ہونا اُسکا موجب نقصان اور ضایع کرنے اُس
مشقت کا ہے جو حاصل کرنے روزی اور قوت کے واسطے عمل میں لاتے ہیں اور
مقبول ہونا اُسکا سب لوگوں کے نزدیک بباعث عموم منفعت کے موجب انتظام تمام
خلقت کا ہے اور اِن دقایق حکمت سے وہ کمال جو امور معیشت میں طبیعت
کے متعلق تھا فضل الٰہی اور عنایت خداوندکریم نے اُنکا ظہور کردیا اور جو کمال صناعت
سے متعلق ہے مثل دیگر امور صناعی کے فکر اور تدبیر نوع انسان پر منحصر ہے۔ بعد
تشریح اس مقدمہ کے میں بیان کرتا ہوں کہ مال کے حال میں نظر اور فکر کرنی تین
قسم پر ہے۔ اوّل باعتبار آمدنی اور دخل کے۔ دوسرا باعتبار حفاظت کے تیسرا باعتبار
خرچ کے اِمّا آمدنی یا باعث اُسکا تدبیر اور کفایت سے متعلق ہوگا یا نہوگا پہلا قسم
مثل تجارت اور حرفہ اور دستکاری وغیرہ کے اور دوسرا مثل مال ورثہ اور بخشش
کے۔ چونکہ تجارت کا اجرائے مال کے وجود پر منحصر ہے اور مال معرض زوال میں
ہوتا ہے اس سبب سے محکمی اور پایداری میں حرفہ کے برابر نہیں ہے اُس سے
فروتر پایہ پر ہے۔ الغرض کہ حاصل کرنے مال کیواسطے تین شرطوں کی رعایت رکھنی
چاہیئے۔ اول جور سے پرہیز کرنی۔ دوسرا بےعزتی سے پرہیز کرنی۔ تیسرا کمینگی سے
پرہیز کرنی۔ اِمّا جور کی مثال یہ ہے کہ مال زبردستی یا تفاوت وزن اور پیمانہ یا مکر
اور فریب اور چوری سے حاصل کریں۔ اِمّا عار اور بےعزتی وہ ہے کہ مسخرہ پن اور
ذلت سے مال حاصل کریں اِمّا کمینگی وہ ہے کہ باوصف قدرت شریف پیشہ کے
خسیس پیشوں سے حاصل کریں اور پیشہ تین قسم پر ہے ایک شریف دوسرا خفیف
تیسرا متوسط۔ شریف وہ پیشہ اور کسب ہیں جو نفس ناطقہ کے نیک ہونے سے ہون

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بدن کی نیکی سے تعلق انکا ہو اور اسکو صناعات احرار اور ارباب مروت کا کہتے ہیں اور اکثر یہ تین قسم کے لوگوں میں ہوتی ہیں اول وہ جو جوہر عقل سے تعلق رکھے مثل صحت رائے اور صواب مشورہ اور حسن تدبیر کے یہ صناعت وزیروں کی ہے دوسرا وہ جو آداب فضیلت سے متعلق ہو مثل کتابت و بلاغت اور علم نجوم اور علم طبابت اور علم پیمایش کے یہ صناعت اہل ادب اور ارباب فضل کی ہے۔ تیسرا وہ جو قوت اور شجاعت سے متعلق ہو مثل سواری و سپاہگری اور محافظت حد بست ملکوں کے اور دفع کرنا غنیموں کا۔ یہ صناعت شہسواروں کی ہے۔ الاخسیس صناعتیں بھی تین قسم پر ہین اول وہ جو عام لوگوں کی مصلحت کے مخالف ہو جیسا کہ خریدنا اور ذخیرہ کرنا غلہ کا بامید قحط اور گرانی کے اور سحر اور جادو کرنا یہ پیشہ مفسد لوگونکا ہے دوسرا وہ جو فضیلت انسانی سے مخالف ہو۔ مانند مسخری اور سطربی اور قماربازی کے۔ یہ پیشہ کمینے لوگوں کا ہے۔ تیسرا وہ جو موجب نفرت اور کراہت طبع کا ہو۔ مثل حجامی اور چمرنگی اور دبگری کے یہ پیشہ حقیر لوگوں کا ہے۔ اور اس باعث سے کہ عقل نزدیک طبع کے احکام مقبول نہیں ہوتے اخیر کا قسم از اقساموں سے عندالعقل قوی نہیں ہے۔ چاہئے کہ بلحاظ ضرورت کے ایک جماعت اس پیشہ پر بھی قیام کرے۔ اور پہلے دونوں قسم قبیح ہیں اُنسے ممانعت کرنی چاہئے۔ اور صناعات متوسط دیگر قسم کے پیشہ اور صناعات ہیں بعضے اُنمیں سے ضروری ہیں مثل زراعت کے اور بعضے غیر ضروری مثل رنگریزی کے اور بعضے بسیط ہیں مثل نجاری اور آہنگری کے اور بعضے مرکب مثل ترازوگری اور کاردگری کے۔ ہر ایک اہل صناعت اور پیشہ کو چاہئے جو اپنی صناعت میں کمال اور پختگی پیدا کرے ادنٰے مرتبہ پر قناعت نہ کرے اور پست ہمتی پر راضی ہوجائے۔ اور جاننا چاہئے کہ انسان کے لئے کوئی زینت روزی فراخ سے بہتر نہیں ہے اور جملہ سببون سے بہتر سبب اور وسیلہ روزی کا وہ صناعت ہے جو باوجود مشتمل ہونے عدالت کے عفت اور مروت سے بھی نزدیک ہوا چاہئے کہ حرص اور طمع اور بدکرداری اور سستی اور فراہم کرنے مال حرام اور مکروہ اور بیغیرتی اور بے مروتی اور اغواے کرنے لوگون سے احتراز کرے اگرچہ ان باتوں سے مال بہت حاصل ہو جو مال اِن آلودگیوں سے پاک ہوگا اُسکو صاف اور بابرکت تصور کرنا چاہئے اگرچہ مقدار میں تھوڑا ہو۔ الا حفاظت مال کی بغیر آمدنی کے نہیں ہوسکتی کیونکہ خرچ امر ضروری ہے اور اسمیں تین شرطین ملحوظ رکھنی چاہئیں۔ اول یہ کہ کسی طرح کا خلل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھر کے لوگوں کے گذارہ میں ظہور میں نہ آوے۔ دوسرا یہ کہ عزت اور دیانتداری
میں خلل نہو کیونکہ باوجود دولتمندی کے اگر اہل حاجت کو محروم رکھے تو دیانتداری
اسکی میں فرق آئیگا اور جو لوگ جو خواہاں بےعزتی کے ہوں یا قریبی ہوں اگر
اُنکو نہ دیگا تو تہمت اور عزت داری سے بعید ہے تیسرا وہ جو مرتکب کسی رذیلت
کا مثل بخل اور حرص کے نہو جب ان شرائط پر عمل کرے تو محافظت تین شرطوں
کی ہوگی۔ اول یہ کہ خرچ آمدنی کے برابر نہو بلکہ کم ہو دوسرا وہ کہ جس چیز کا
حاصل کرنا اور پرداخت رکھنی دشوار ہو مثل ایسے ملکیت کے کہ آباد اور بارونق
رکھنا اسکا اس سے نہو سکے یا کوئی ایسی رقم جواہرات کی کہ جسکا خریدار کم ہو اُسپر
زر صرف نہ کرے تیسرا یہ کہ اپنے کام کے رواج دینے میں کوشش کرے اور
اور ایسی منفعت والی چیز پیدا کرے کہ جسکا نفع متواتر ہمیشہ حاصل ہوتا رہے
اگرچہ قلیل المقدار ہو اور اس انتفاع کو اُس کثیر المقدار نفع سے جو ایکبارگی اتفاقاً
حاصل ہوجائے بہتر جاننا چاہئے۔ اور عقلمند کو چاہیئے کہ ذخیرہ اور جمع کرنے
مال اور سامان روزی سے غافل نرہے تا ضرورت کے وقت مثل تنگدستی
اور قحط سالی اور بیماری کے دنوں میں صرف کرے۔ کہتے ہیں کہ بہتر یہ ہے
کہ انسان کے پاس کچھ مال نقد اور زیور اور برتن ہوں اور کچھ اجناس اور
کپڑہ اور غلہ وغیرہ سرمایہ ہو اور کچھ ملک اور زمین اور مویشی ہوں تا اگر کسی قسم
مال میں خلل وقوع میں آوے تو دوسری دونوں قسموں سے بدلہ اُسکا ہوجائے
مال کے خرچ اور صرف کرنے میں چار چیزوں سے پرہیز کرنی چاہیئے۔ اول
بخل اور امساک سے مثل اسکے کہ اپنے ذاتی مصارف اور عیال و اطفال کے
ضروری مصارف میں تنگی کرے یا نیک کام کے صرف کرنے سے امتناع کرے
دوسرا فضول اور بیجا خرچ کرنے سے کہ غیر ضروری محل میں مثل شہوات اور لذات
کی پیروی میں خرچ کرے یا کسی ضروری موقع پر مقدار مناسب سے زیادہ
صرف کرے۔ تیسرا ریاکاری اور فخر سے جو بطریق لاف زنی اور اپنی دولتمندی
ظاہر کرنے کے لیے کسی فخر کے مصارف میں صرف کرے چوتھا بد تدبیری اور
بےانتظامی سے کہ بعضی جگہہ مقدار واجبی سے زیادہ صرف کرے اور بعضی جگہ کم
خرچ کرنے مال کے مصارف تین قسم پر ہیں اول یہ کہ دیانت داری اور طلب
رضاے الٰہی میں صرف کریں مثل زکوٰۃ و صدقہ کے۔ دوسرا وہ کہ بطریق سخاوت
اور نیکنامی کے صرف کریں مانند تحفہ اور ہدیہ اور احسان اور بخشش کے تیسرا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

وہ جو ضرورت کے لئے صرف کریں یا طلب کسی نیکی کے لئے یا کسی مضرت کے دفع کرنے کے واسطے طلب نیکی کی مثل گھر کے اخراجات کے کھانے پینے اور لباس وغیرہ کے۔ دفع مضرت کی مثال جیسا کہ ظالموں اور کمینوں کو واسطے محافظت جان اور مال اور عزت کے دیا جائے۔ پہلا قسم خرچ کا جسمیں حصول قرب بارگاہ الٰہی کا مدنظر ہے اُسمیں چار شرطیں ملحوظ رکھنی چاہییں۔ اول یہ کہ جو کچھ دے خوشی خاطر اور کشادہ پیشانی سے دے اُس میں افسوس اور تاسف نہ کرے نہ از روئے ظاہر اور نہ از روئے باطن۔ دوسرا یہ کہ خاص بنظر طلب رضائے الٰہی کے دے اسمیں امید شکر گذاری یا انتظاری بدلہ کی یا مشہوری نام کی مدنظر نہ رکھے۔ تیسرا یہ کہ درویشوں کو پوشیدہ طور پر دے اگرچہ کسی سائل کو جہانتک ہیچ محروم نہ کرے الّا بہتر یہ ہے کہ یہ قسم نوع دوم سے شمار کیا جائے کیونکہ حاصل قرب بارگاہ الٰہی کا اُس چیز کے ذریعہ سے جسکا موجب امر باطنی ہو بہتر ہے امور خارجی سے۔ چوتھا یہ کہ مستحق لوگونکا حال ظاہر کرنے سے بیعزتی اور ہتک اُنکا نہ کرے دوسرے قسم خرچ میں جو اہل فضیلت کے افعال میں سے ہے پانچ شرطیں ملحوظ رکھنی چاہییں۔ اول جلدی کرنی کہ اس میں جلدی کرنی خوش ہوتی ہے۔ دوسرا اخفا اور پوشیدگی جو اخفاء کے ساتھ مطلب روائی پسندیدہ ہے اور بخشش کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ تیسرا جس چیز کو دیا جاوے اُسکو حقیر اور ناچیز جانے اگرچہ بیش قیمت ہو چوتھا ہمیشہ سلسلہ وار دے کہ انقطاع کرنا اسکا نیک نہیں ہے۔ پانچواں نیک موقع پر دینا ورنہ ایسا ہوگا جیسا کہ زمین شور میں تخم زرا ضایع اور تلف ہو جاتی ہے تیسری قسم میں ایک شرط کی رعایت رکھنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ بمقدار احتیاج میں اوسط درجہ عمل کیا جائے اور اگر اسمیں بنظر حفظ عزت اور رفع مضرت کے اندازہ وسط سے زیادہ خرچ کیا جائے تو بخل کرنیکی نسبت سے بہتر ہے کیونکہ یہ امر مصلحتاً دفع کرنے مضرت میں داخل ہے نہ اسراف میں اگر ہر طرح سے شرایط میانہ روی کی مدنظر رکھکر خرچ کیا جائے تو طعن اور بدگوئی لوگونکی سے نجات نہیں پاتا سبب اسکا یہ ہے کہ انصاف اور عدالت اکثر طبیعتوں میں معدوم ہے طمع اور حسد اور دشمنی بخوبی متمکن۔ پس بنائے طریقہ خرچ کے موافق عام لوگونکی رائے کی سلامتی عزت کے واسطے بہتر ہے اُس نسبت سے جو موافق قاعدہ خاص لوگوں کے بناء اسکی قائم کیجائے عام لوگوں کی رغبت فضول خرچی کیطرف ہوتی ہے اور خاص لوگوں کی میں خاطر کم خرچ کرنے کی طرف۔ قواعد کلی ثروت اور دولتمندی کے باب میں جنکی طرف انسان کو حاجت پڑتی ہے یہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں جزئیات اسکے عقلمند پہ پوشیدہ نہیں رہینگے انشاء اللہ تعالے ؛

تیسری فصل دریافت کرنے سیاست اور تدبیر گھر کی عورت کے

چاہیئے کہ موجب نکاح کرنے عورت کا دو چیزیں ہوویں محافظت مال کی اور طلب نسل کی تقاضاے شہوت کا یا کوئی دیگر مطلب مدنظر نہو اور عورت نیک بخت مال میں شریک مرد کی ہوتی ہے اور گھر کی تدبیر اور بندوبست میں مشارکت رکھتی ہے اور وقت ناحاضر ہونے مرد کے قائم مقام اُسکی ہے اور سب عورتوں سے بہتر وہ عورت ہے جو زیور عقل اور پارسائی اور دانائی اور حیا اور نرم دلی اور دوستی اور کوتاہ زبانی اور فرمانبرداری اور خدمتگذاری اور طلب رضاے شوہر سے آراستہ ہو اور گھر کے لوگوں پہ وقر اور رعب اپنا رکھے اور عقیم یعنے بانجھ نہو اور گھر کی ترتیب اور انتظام اور انداز خرچ کے نگاہ رکھنے پہ واقف اور قادر ہو اور نیک خوئی اور خوش خلقی اور مدارات سے شوہر کے دل سے غم اور فکر کو رفع کرے اور عورت آزاد کنیزک سے بہتر ہے کیونکہ مصروفیت اُسکی بیگانہ لوگون کے مدارا کرنے میں اور رعایت صلہ رحم اور تقویت اقربا اور مدارات دشمن اور معاونت اور مددگاری اسباب معاش میں زیادہ تر ہوگی اور اس بات سے پرہیز رکھیگی کہ کسیطرح کا عیب اُسکی نسل اور اولاد میں پیدا نہو۔ اور عورت باکرہ غیر باکرہ سے بہتر ہے کیونکہ ادب اور خلق اور عادات شوہر کے قبول کرنے میں اور اطاعت اور فرمانبرداری اُسکی میں زیادہ تر مستعد ہوگی اگر باوصف اِن اوصاف کے زیور حُسن اور نسب اور دولتمندی سے بھی آراستہ ہو تو وہ کل اوصاف حسنہ سے موصوف ہوگی جو زیادہ اس سے کوئی درجہ متصور نہیں لیکن اگر بعض اوصاف اِن میں سے موجود نہوں تو چاہیئے کہ عقل اور پرہیزگاری اور حیا ضرور موجود ہو کیونکہ اِن تینوں وصفوں کو چھوڑکر حسن اور نسب اور دولتمندی کو اختیار کرنا موجب رنج اور بربادی اور خلل امور دین و دنیا کا ہے اور چاہیئے کہ صرف بسبب حسن اور جمال عورت کے خواہاں نکاح کا نہو کیونکہ عورت صاحب حسن پرہیزگار کم ہوتی ہے اس سبب سے کہ عورت جمیلہ کے طالب اور راغب بہت ہوتے ہیں اور کم عقلی اُنکی اُنکے مطیع ہونے سے مانع نہیں ہوتی آخر خرابی اور فضیحت میں گرفتار ہوجاتے ہیں اُنکے نکاح کرنیکی علت غائی یا بیعزتی جو شقاوت دوجہان کی ہے ہوگی یا برباد کرنا دولت اور مال کا اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور بہت طرح سے رنج کھینچنا پڑیگا پس چاہیے کہ حُسن کے معاملہ میں درستی اور اعتدال بدن پر کفایت کرے اور اسمیں بھی اوسط درجہ کو ملحوظ رکھے۔ اور ویسا ہی مناسب ہے کہ عورت کو مالدار اور دولتمند تصور کرکے اُسکا خواہاں نہو کیونکہ مالدار ہونا عورتوں کا باعث غلبہ اور تسلط اُنکے کا ہوجاتا ہے کہ شوہر خدمتگار کی حیثیت پر اُنکی آنکھوں میں دکھلائی دیتا ہے جب شوہر عورت کے مال میں تصرف کریگا عورت اُسکو بمنزلہ خدمتگار اور مددگار کے تصور کریگی اُسکی کچھہ عزت اور قدر نہوگی معاملہ برعکس ہوجائیگا جس سے خانگی امور اور ورتارہ میں خلل واقع ہوجائے جب شوہر اور عورت کے درمیان پیوند مواصلت کا قرار پذیر ہوجائے تو طریق سیاست شوہر کا عورت پر تین چیزیں ہیں اول ہیبت۔ دوم بخشش۔ سوم شغل خاطر اَلا ہیبت اُسکو کہتے ہیں کہ اپنے آپکو عورت کی نظر میں باسیاست رکھے تا اُسکی فرمانبرداری میں سستی نہ کرے یہ امر جملہ شرائط سیاست متعلقہ الخانہ سے عظیم تر ہے کیونکہ اگر اس سیاست میں خلل واقع ہوجائے تو عورت کو اپنے حرص وہوا کی متابعت میں جرات ہوجاتی ہے اور اسیر بس نہیں کرتی بلکہ شوہر کو اپنا فرمانبردار بناکر ذریعہ حصول اپنے مطالب کا کرلیتی ہے اور اُس سے خدمت لیکر اپنی مرادیں حاصل کرتی ہے پس حاکم محکوم اور مطیع مطاع ہوجاتا ہے نتیجہ اسکا عیب اور بیعزتی اور مذمت اور بربادی دونونکی ہے اور اس قدر خرابی اور خواہی پیدا ہوگی جسکا بدلہ اور تدارک نہوسکے۔ اَلا بخشش وہ ہے کہ عورت کو اُن چیزوں سے جنکے ذریعہ سے محبت اور الفت زیادہ ہو آسودہ رکھے تا اُسکے دل میں اس بات کا خیال اور خوف رہے کہ اگر میں اطاعت اور فرمانبرداری شوہر اور انتظام امور خانگی میں اہتمام نہ کرونگی تو بخشش اور خبرگیری میری سے مرد دست بردار ہوجائیگا اس باب میں چھہ چیزیں اقسام بخشش سے ہیں اول یہ کہ اُسکو نیک صورت پر رکھے دوسرا ستر اور پردہ داری اُسکی میں غیر محرم لوگوں سے اسقدر مبالغہ کرے کہ آثار اور خصلتیں اور آواز اُسکی پر کوئی شخص بیگانہ واقف نہو۔ تیسرا گھر کے ظاہری امور میں اُسکے ساتھہ مشورہ کرے مگر اس شرط سے کہ اُسکے دل میں یہ خیال متمکن نہوجائے کہ مرد میرا مطیع ہے۔ چوتھا اختیار اور تصرف اُسکا روزی اور کھانے پینے کے معاملہ یا خدمتگذار لوگوں کے دینے لینے میں حسب مصلحت خانہ داری کے آزاد رکھے کسیطرح کی ممانعت نہو پانچواں اُسکے خویش اور اقربا سے ملت اور صلہ رحم کا رکھے اور مددگاری اور ظاہرداری اُنکی واجب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جانے - چھٹا جب اثر نیکی اور شائستگی اُسکی کا معلوم کرلے تو کسی دوسری عورت کو اُس پر اختیار نہ کرے اگرچہ دوسری عورت حسن اور دولت اور نسب اور خانہ داری ہونے میں اُس سے بہتر ہو - کیونکہ جو غیرت عورتوں کے دلمیں متمکن ہوتی ہے باوجود نقصان اور کمی عقل کے اُنکو قبیح اور شنیع اور ایسے فعلوں پر فرکمب کرتی ہے جو موجب بربادی گھر اور خرابی انتظام اور رنج کا ہوں - سوا اسے بادشاہوں کے جو غرض انکی قبیلہ اور شادی کرنے سے طلب نسل اور کثرت اولاد کی ہوتی ہے اور عورتیں انکی خدمت میں مثل غلاموں کے ہوتی ہیں زیادہ قبیلہ کرنیکی کسیکو رخصت نہیں اور بادشاہوں کو بھی اس سے پرہیز کرنی بہتر ہے کیونکہ مرد گھر میں مثل دل کے ہے بدن میں جیساکہ ایک دل دو بدنونکی حیات کے لیئے کافی نہیں ہے ویساہی ایک مرد سے دو گھر کا انتظام نہیں ہوتا - الا شغل خاطر وہ ہے کہ عورت کو ہمیشہ گھر کے کاموں میں اور اُن امور کی مصلحت میں جو باعث انتظام معاش کا ہوں مصروف اور مشغول رکھے کیونکہ نفس انسان کا بیکار نہیں رہ سکتا ضروری امور سے فراغت کا ہونا غیر ضروری باتوں کیطرف رغبت پیدا کردیتا ہے پس اگر عورت ترتیب امور خانگی اور ترتیب اولاد اور توجہ حال متعلقان سے فارغ ہو تو ہمت اور خیال اُسکا اُن باتوں کیطرف مصروف ہوتا ہے جو خلل انداز خانہ داری کی ہوں گھر سے باہر جانے کی طرف اور اپنے آپ کو آراستہ اور بازینت کرنے کے لیئے بمراد باہر جانے کے اور مرد بیگانوں کے نظارہ کے لیئے مشغول ہوگی تا گھر کے کام بھی خلل پذیر ہونگے اور شوہر کی بھی سیاست اور قدر اُسکی آنکھوں میں باقی نرہیگی بلکہ جب غیر آدمیونکو دیکھیگی تو شوہر کو حقیر اور ناچیز جانیگی اور نیز خراب اور قبیح امور کے اقدام کرنے پر اُسکو دلیری ہوجائیگی اور نیز طالبان اپنے کو طلب کے باب میں رغبت کریگی انجام اسکا علاوہ خلل پذیر ہونے امور معاش اور بربادی عزت کے رسوائی اور ہلاکت اور شقاوت دوجہان کی ہوگی اور شوہر کو چاہیئے کہ سیاست عورت کے باب میں تین چیزوں سے پرہیز کرے - اول غلبہ محبت سے جو اس سے غالب ہوجانا عورت کا اور صلاحیت کی باتوں کو چھوڑکر اپنے حرص و ہوا کیطرف متوجہ ہونا لازم آتا ہے اگر رنج محبت میں مبتلا ہوجائے تو اُس سے محبت اپنی پوشیدہ رکھے جو کسی طرح پر وہ واقف ہو اگر پوشیدہ رکھنے پر قادر نہو تو وہ طریقہ علاج کا استعمال میں لاوے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو دفع عشق کے لئے مقرر ہے اور ہرگز اس غلبۂ محبت پر تمام نرکھے کہ یہ آفت مہیا
فساد ہے مذکورہ بالا کا ہے دوسرا مصلحتہائے کلی میں عورت کے ساتھ مشورہ
نکرے اور اپنے امور رازداری پر اُسکو مطلع نکرے اور اندازہ و مقدار مال اور ہنر
اپنے کا اُس سے پوشیدہ رکھے کیونکہ اُنکی رائے ناصواب اور کمی عقل کے اسباب میں
بہت آفتوں اور خرابیوں کو پیدا کرتی ہے۔ تیسرا یہ کہ عورت کو لہو و بازی اور غیر
مردوں کیطرف نظر کرنے اور سننے حکایات مردوں کی اُن عورتوں سے جو افعال
ناپسندیدہ سے موصوف ہوں باز رکھے اور ہرگز ان باتونکا اُسکو اختیار نہ دے کیونکہ
یہ امر موجب پیدا ہونے بڑے بڑے فساد اور خرابیونکا ہے اور سب سے بدتر ہمنشینی
اُن بوڑھی عورتوں کی ہے جنکی مردوں کی مجلسوں میں آمد و رفت ہو اور مردوں کی
حکایات بیان کریں حدیث شریف میں آیا ہے کہ عورتوں کو سورت
یوسف کے سکھلانے سے منع کرنا چاہئے کہ اس قسم کے قصہ سُننے سے یہ فرقہ عفت
اور پرہیزگاری سے منحرف ہوجاتا ہے۔ اور ان کو شراب کے استعمال سے امتناع
کلی کرنا چاہئے کیونکہ شراب اگرچہ تھوڑی ہو الا موجب بیحیائی اور برانگیختگی شہوت
کا ہوتی ہے اور عورتوں کے حق میں ان دو خصلت یعنے بیحیائی اور انگیختگی شہوت
سے کوئی خصلت بدتر نہیں ہے۔ عورتوں کو واسطے اس بات کے کہ اپنے شوہروں
کو رضامند رکھیں اور اپنے آپ کو اُنکے دلوں میں عزیز رکھیں۔ پانچ چیزوں پر
عمل کرنا چاہئے۔ اول عفت اور پارسائی کو لازم پکڑیں۔ دوسرا کفایت اور خیرخواہی
ظاہر کریں تیسرا اُنکا خوف دلمیں رکھیں چوتھا اُنکے ساتھ حسن سلوک رکھیں نافرمانی اُنکی نکریں
پانچواں شکایت اُنکی نکریں معاشرت کے باب میں نیکی اور اطاعت سے پیش
آویں۔ حکمار کا مقولہ ہے کہ نیک عورت مشابہ ہوتی ہے ماں اور دوست اور خدمتگار
کے ساتھ اور بدعورت مشابہت رکھتی ہے ظالم اور دشمن اور چور کے ساتھ۔ الا
مشابہت نیک عورت کی ماں کے ساتھ اس طرح پر ہے۔ کہ ہر وقت آرزو اسکی یہ
ہوتی ہے کہ شوہر میرے پاس رہے اُسکی دوری کو مکروہ جانتی ہے اور شوہر کی
رضامندی اور مراد حاصل کرنے کے لئے اپنے پر رنج اور تکلیف اُٹھاتی ہے اور مال
بیٹے کے ساتھ بھی یہ ہی طریق عمل میں لاتی ہے۔ الا مشابہت اُسکی دوستوں کے
ساتھ اس طرح پر ہے۔ کہ جو کچھ شوہر اُسکو دے اُسپر قناعت کرتی ہے اور جو چیز دینے کی
اسمیں تکرار نہیں کرتی اور مال و اسباب اپنا اُس سے دریغ نہیں رکھتی اور اخلاق
میں اُسکے ساتھ موافقت کرتی ہے۔ الا مشابہت اُسکی پرستاروں کے ساتھ اس طرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کہ کنیز کو نکی طرح خدمت کرتی ہے اور شوہر کی تندخوئی پر صبر کرتی ہے اور عفت
اور مع اُسکی کا اظہار اور عیب کا اخفا کرتی ہے اور اُسکی نعمتوں کا شکر ادا کرتی ہے
اور جو چیز شوہر کی جانب سے موافق طبع اسکی کے نہو اُسمیں عتاب اور شکایت نہیں
کرتی۔ اِلّا مشابہت بدعورت کی ظالموں کے ساتھ اس طرح پر ہے کہ سُستی اور جہالت
کو دوست رکھتی ہے اور بدزبان ہوتی ہے عیب جوئی اور غصہ بہت کرتی ہے شوہر
کے غصہ اور خوشنودی کی پروا نہیں رکھتی۔ خدمتگارہ اور کنیزک کو بہت دکھاتی ہے
اِلّا مشابہت اُسکی دشمنوں کے ساتھ اس طرح پر ہے کہ شوہر کو حقیر اور ناچیز جانتی ہے
اور اُسکی ذلت کرتی ہے اور بدخوئی سے پیش آتی ہے اور احسان اور نعمت اُسکی
کا انکار کرتی ہے اور اُسکی طرف سے کینہ اور شکایت دلمیں رکھتی ہے اور عیب
اُسکے ظاہر کرتی ہے۔ اِلّا مشابہت اُسکی چوروں کے ساتھ اسطرح پر ہے کہ شوہر کے
مال میں خیانت کرتی ہے اور بلا ضرورت اُس سے سوال کرتی ہے اور احسان اُسکے
کو حقیر جانتی ہے اور جو چیز شوہر کے نزدیک مکروہ ہو اُسکے کرنے میں مبالغہ اور کوشش
کرتی ہے جھوٹ بولنے کو دوست رکھتی ہے اپنا نفع شوہر کے نفع پر مقدم سمجھتی
ہے۔ جو شخص کسی بدعورت کے پنجہ میں گرفتار ہوجائے اُسکا علاج علٰحدہ ہوجانا ہے
کیونکہ عورت بد کی ہمنشینی درندوں اور سانپ زہری کی ہمنشینی سے بدتر ہے
اگر علٰحدہ ہونا مشکل ہو تو چار طرح کے حیلے عمل لانے چاہئیں اول خرچ کرنا
مال کا کیونکہ حفاظت جان اور عزت کی محافظت مال سے بہتر ہے اگر مال کثیر کے صرف
کرنے سے جان محفوظ رہے تو اُس مال کو حقیر سمجھنا چاہئے دوسرا ناموافقت اور بدخوئی
اور ترک صحبت اس طریق پر اختیار کرنی چاہئے جو موجب فساد کا نہو۔ تیسرا طرح طرح
کے حیلے مثل اسکے کہ بوڑھی عورتوں کو اس بات کے واسطے مقرر کیا جائے کہ اُس بدعورت
کو ہروقت یہ تحریص اور ترغیب کریں کہ اس شوہر کو چھوڑکر کوئی اور شوہر کرنا چاہئے
یہ بہت نالائق ہے اور حسب ظاہر اپنی طرف سے رغبت رکھنی چاہئے اور علٰحدگی
سے انکار جتانا چاہیے شاید اس حیلہ سے اُسکی طبیعت میں رغبت علٰحدگی کی پیدا
ہوجائے۔ الغرض بہت بہت طرح کے حیلے ازروے سہل انگاری اور رغبت اور خود اُسی
کے جنکے ذریعہ سے مفارقت اور علٰحدگی ظہور میں آوے عمل میں لانی چاہئیں
چوتھا یہ تدبیر اُس حالت میں قابل عمل کے ہے جب کوئی تدبیر مفید نہ پڑے اور
وہ یہ ہے کہ اسکو چھوڑکر سفر دور دراز اختیار کرے مگر اس شرط پر کہ ایسا انتظام
کرجائے کہ عورت کو پیچھے سے مجال ارتکاب افعال بد کی نہو تا امید اُسکی منقطع ہوکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مفارقت اور علیحدگی کو اختیار کرے۔ حکمائے عرب کا مقولہ ہے کہ پانچ قسم کی عورتوں سے پرہیز کرنا واجب ہے حنّانہ و منّانہ و انّانہ و کیّتہ القفاہ خضراء الدمن۔ الّا حنّانہ اُس عورت کو کہتے ہیں کہ شوہر دیگر سے اولاد رکھتی ہو اور ہمیشہ اُس شوہر کا مال اُنکے مصارف میں صرف کرے۔ الّا منّانہ وہ عورت ہے کہ متمول اور دولتمند ہو اور اپنے مال کے سبب شوہر پر منت اور احسان رکھے۔ الّا انّانہ اُسکو کہتے ہیں کہ اس شوہر سے پہلے وہ مرفہ الحال ہو یا اس سے پہلے کوئی شوہر بہتر اس سے رکھتی ہو اور ہمیشہ اُس شوہر سے شکایت رکھے۔ الّا کیّتہ القفا اُس عورت بدکار کو کہتے ہیں کہ جسکا شوہر جس محفل سے باہر جائے اہل محفل اُس عورت کے ذکر سے اُسکی گردن پر داغ رکھیں۔ الّا خضراء الدمن اُس عورت حسین اور خوبصورت کو کہتے ہیں کہ جسکا اصل بد ہو۔ اسکو تشبیہ ہے اُس سبزہ کے ساتھ جو کسی گندہ زمین میں پیدا ہو۔ جو شخص عورتوں کی سیاست کرنے پر قادر نہو اُسکے حق میں بہتر یہ ہے کہ بے عورت رہے اور دامن اپنا اُنکی آلودگیوں سے پاک رکھے کیونکہ ان کی ہمصحبتی علاوہ بد انتظامی کے باعث بیشمار آفتوں کا ہے جو منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ عورت ہلاک کرنے اسکے کا قصد کریگی یا کوئی دوسرا شخص اُس عورت کی خاطر قصد ہلاک کرنے اسکے کا کریگا واللہ الموفق المعین ؎

چوتھی فصل سیاست اور تدبیر اولاد میں

جب فرزند پیدا ہو پہلے نام نیک اُسکا رکھنا چاہیے کیونکہ اگر نام نیک نرکھا جائے تو مدت العمر ناخوش رہیگا۔ پس اُسکے لیے ایسی دایہ مقرر کیجائے کہ احمق اور بیمار نہو کیونکہ بہت عادات بد اور بیماریاں دودھ کے ذریعہ سے بچوں کی مزاج میں دایہ کی طبع سے انتقال کرجاتی ہیں ؎ زنہار کہ از برائے فرزند ؎ معلول ولئیم دایہ مپسند ؎ خوے کہ بشیر در بدن رفت ؎ آندم برود کہ جاں زتن رفت ؎ جب حد شیرخوارگی سے تجاوز کرے تو پہلے اس سے کہ اخلاق ناپسندیدہ کو عادت پکڑے اُسکی تادیب اور درستی اخلاق کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کیونکہ بچوں کی مزاج بسبب نقصان عقل کے اخلاق بد کی طرف زیادہ تر متوجہ ہوتی ہے ؎

درستی اور تہذیب اخلاق بچوں کے لیے پیروی اُنکی طبیعت کی کرنی چاہیے یعنی جس قوت کا اُنکی اصل طبیعت میں زور ہو اُسکی تکمیل کو مقدم سمجھا جاوے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar.

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پہلی علامت قوت تمیز کی جو لڑکوں میں ظاہر ہوتی ہے حیا ہے پس خیال کرنا چاہئے کہ اگر اُسکی طبع پر حیا غالب ہے اور اکثر اوقات غلبہ حیا کے سبب سر اور گردن نیچے کی طرف ڈالے رکھتا ہے اور بیحیائی سے محترز رہے تو یہ علامت شرافت اور نجابت طبع کی ہے کیونکہ نفس اُسکا بدی سے پرہیز کرنے والا اور نیک امور کی طرف راغب اور مایل ہے۔ یہ علامت ادب قبول کرنے اُسکے کی ہے جب طبع اُسکی ایسی ہو تو تادیب اور حسن تربیت اُسکے لئے توجہ اور کوشش زیادہ تر کرنی چاہئے سستی اور غفلت بالکل ظہور میں نہ آئے۔

منجملہ امور تادیب سے اوّل امر یہ ہے کہ اُسکو ہمصحبتی اور لہو بازی اُن لڑکوں سے جو اخلاق بد رکھتے ہوں اور اسکے اخلاق کو بگاڑنے والے ہوں محفوظ رکھا جائے کیونکہ بچوں کی طبیعت سادہ ہوتی ہے اپنے ہم عمروں کی اخلاق جلد تر قبول کرلیتی ہے۔ چاہئے کہ بچوں کو فضایل اور بزرگی حاصل کرنے کے واسطے تنبیہ کیجائے خصوصاً وہ بزرگی کہ جسکا استحقاق از روے عقل اور تمیز اور دیانت کے ہو نہ از روے مال اور نسبت کے۔ بعد اُسکے احکام دین کے سکھلانے چاہییں اور اُسپر ہمیشہ قائم رہنے کی رغبت دیجائے اور ترک کرنے کی سیاست۔ نیک آدمیوں کی اُسکے پاس تعریف کریں اور بدکرداروں کی مذمت۔ اگر لڑکے سے کوئی نیک امر صادر ہو تو اُسکو تحسین اور آفرین کرنی چاہئے اور اگر کچھ امر نازیبا وقوع میں آوے تو اظہار قباحت اور مذمت اُس امر سے خوف دیا جاوے اور کھانے پینے لذیذ اور لباس مکلف کی اہانت اُسکے ذہن نشین کرنی چاہئے حرص مطعومات اور دیگر لذایذ سے نفس اپنے کو بری رکھنا اُسکی طبع پر گوارا کیا جائے۔ اور سمجھانا چاہئے کہ رنگین اور مکلف لباس پہننا عورتوں کو لازم ہے اہل شرف اور فضل کو لباس کیطرف التفات نہیں ہوتی جب یہ بات متواتر کہنے اور سُنانے سے ذہن نشین اُسکے ہوجائیگی تو بخوبی اُسپر معتاد ہوجائیگا اور جو شخص مخالف اسکے کہنے والا ہو خصوصاً کم عمر لڑکے انکو اُس سے دور رکھنا چاہئے اور بچوں کو آداب بد سے منع کیا جائے کیونکہ لڑکا ابتداء عمر میں فعل ناپسندیدہ بہت کرتا ہے اور اکثر دروغ اور حسد اور چوری اور چغلی اور فضولی کرنے والا ہوتا ہے فریب اور مکر کہ جسمیں اپنا اور غیر کا ضرر متصور ہو عمل میں لاتا ہے پیچھے سے بڑا ہوکر بذریعہ تادیب اور تجربوں کے ان باتوں سے باز آتا ہے۔ پس چاہئے کہ لڑکپن میں ان باتوں کا مواخذہ کیا جائے۔ پس تعلیم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُنکی شروع کرادیں اور حکایات اور اشعار پسندیدہ مفیدہ اخلاق اُسکو حفظ اور یاد کرائیں تا وہ آداب اور اخلاق جو اُنکو پہلے سکھلائے گئے ہیں اُنکی تائید ہوجائے اوّل خفیف وزن کے شعر سکھلائے جائیں لیں. اسکے قصاید وغیرہ اور جن شعروں میں ذکر غزل اور عشق اور پینے شراب کا ہو مثل اشعار احوال مجنوں اور ابو نواس کے انکے پڑھنے سے پرہیز کرانی چاہیئے - اور جاننا چاہیئے کہ بعضے لوگ یاد کرنا اُن شعروں کا خوش طبعی میں سے تصور کرکے ایسا کہتے ہیں کہ انسے رقتِ طبع حاصل کرنی چاہیئے اس قول کی طرف التفات نفرمادیں کیونکہ اس قسم کے شعر نوجوانوں کی مزاج خراب کردیتے ہیں اور جو خُلق نیک اُس سے صادر ہو تعریف کریں اور اکرام کریں اور درصورت صادر ہونے خُلق بد کے زجر اور ملامت صراحتاً نکریں بلکہ چشم پوشی کرنی مناسب ہے تا دلیرانہ اُسپر مرتکب نہوجائے اگر وہ بطور اخفا کرے تو اُسکو ظاہر نکرنا چاہیئے اگر دوبارہ عمل میں لائے تو علیحدہ اور پوشیدہ طور پر اُسکو سرزنش کرنی چاہیئے اور قباحت اُس فعل کی مبالغہ کے ساتھ ذہن نشین اُسکے کریں اور اس بات کا خوف دیں کہ اگر پھر ستے یہ فعل صادر ہوگا تو سزائے واقعی دیجائیگی اس امر کے ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا مناسب ہے کیونکہ موجب بیحیا ہونے کا ہوجاتا ہے اور اُس فعل کے ارتکاب کرنے پر اجرا پیدا ہوجاتا ہے الانسان حریص علیٰ مامنع یعنے انسان حرص کرنے والا ہے اوپر اُس چیز کے کہ جس سے منع کیا جائے اور ملامت کرنے کو زبون جانتا ہے اور افعال بد کے مرتکب ہوتے ہیں از راہ دلیری کے لذت تصور کرتا ہے بلکہ اس معاملہ میں حکمت عملی اور حیلہ ہا سے مناسب عمل میں لادیں - پہلے جو قوت شہوی کی تادیب کریں تو کھانا کھانے کے آداب سکھلانے چاہئیں جیسا کہ ہم بیان کرینگے اور اُسکو سمجھانا چاہیئے کہ کھانا کھانے سے غرض صحت ہے نہ لذت کیونکہ غذا مادہ حیات اور صحت کا ہے مثل دواؤں کے جو اسکے ساتھ علاج بھوک اور پیاس کا کیا جاتا ہے جیسا کہ دوا لذت کیواسطے نہیں کھاتے اور رغبت خاطر سے استعمال میں نہیں لاتے ویسا ہی غذا کو تصور کرنا چاہیئے اور غذا کا قدر اُسکے نزدیک حقیر کیا جائے اور اہل حرص اور شکم پرست اور بہت کھانے والے کی مذمت بیان کریں اور رنگا رنگ کھانوں کی رغبت پیدا ہونے نہ دیں بلکہ ایک قسم کے کھانے پر اکتفا کرنے کی رغبت دینی چاہیئے اور خواہش اُسکی کو ضبط کرنا چاہیئے جو غیر لذیذ کھانے پر اکتفا کرے لذیذ کھانوں کی حرص پیدا نہو اور وقتاً فوقتاً

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نان خشک کھانے کی عادت ڈالیں اگرچہ یہ آداب فقیروں کے واسطے نیک۔ اِلّا دولتمندوں کے لیے زیادہ تر نیک ہیں اور چاہیے کہ لڑکے کو شام کی غذا صبح کی غذا کی نسبت زیادہ تر دیں کیونکہ اگر صبح کی غذا کھائیگا تو سست اور کاہل ہو جائیگا اور نیند غالب ہو جائیگی اور ذہن اور فہم کند ہو جائیگا اگر گوشت اُسکو کم دینگے تو چستی اور تیزی ذہن اور خوشی اور سبکی طبع کے واسطے نافع ہوگا اور غذائے شیرین اور میدہ والی چیزوں کے کھانے سے منع کریں جو اس قسم کا طعام خلط غالب سے مستحیل ہو جاتا ہے اور اُسکی عادت ایسی کریں کہ درمیان کھانے کے پانی نہ پیئے اور شراب وغیرہ مسکر چیزیں ہرگز ندیں جب تک کہ جوان ہو جاوے کیونکہ نفس اور بدن دونوں کے حق میں مضر ہے غصہ اور تہوّر اور بیحیائی پیدا ہو جاتی ہے اُسکو مجلس شراب خواران میں حاضر نہ کریں اِلّا بشرطیکہ اہل محفل فاضل اور اہل ادب ہوں اور اُنکی ہمنشینی سے اُسکو نفع پہونچے اور بُری باتوں کے سننے اور لہو و بازی اور مسخری سے پرہیز کرائیں اور جب تک وظائف ادب سے فارغ نہوئے اور رنج نہ اُٹھاوے غذا نہ دیں۔ اور جو فعل پوشیدہ کرے اُس سے منع کریں کیونکہ غرض پوشیدگی سے فعل بد کو مخفی طور پر کرنا چاہیے اور کثرت خواب سے منع کریں جو اس سے ذہن غلیظ اور خاطر پژمردہ اور سُستی اعضا کی پیدا ہو جاتی ہے اور دنکو خواب کرنے نہ دیں اور نرم کپڑوں اور سامان ناز و نعم سے منع کریں تا محنت کش ہو کر سختی پر خو پذیر ہو جاوے اور خس خانہ وغیرہ سے گرمیوں کے موسم میں اور پوستین کے پہننے اور آگ سے جاڑے کے موسم میں پرہیز کرائیں۔ اور پاپیادہ چلنے اور سواری اور ریاضت کرنیکی عادت ڈالیں اور اِن امور سے جو باتیں برخلاف ہیں اُنسے منع کریں۔ اور آداب حرکت و سکون اور نشست و برخاست اور کلام کرنے کے اُسکو سکھلائیں جیساکہ بعد اسکے ہم بیان کرینگے اور بالوں اُسکی کی آراستگی اور زینت نہ کریں اور جو لباس عورتوں کے لایق ہے اُس سے زینت نکریں اور انگشتری سوائے وقت حاجت اور ضرورت کے نہ دیں اور اس بات سے امتناع کریں کہ اپنے ہم عمروں کے پاس اپنے باپ دادا کی بزرگی اور مال اور ملک اور لباس اور طعام سے فخر نکرے اور ہرایک شخص کی تواضع کرنی اور اپنے قریبیوں کے حال پر اکرام کرنا اُسکو سکھلائیں اور عاجزوں کے حال پر زبردستی اور ظلم کرنے سے منع کریں اور دروغ گوئی سے باز رکھیں اور اس بات سے بالکل منع کریں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ کسی بات پر قسم کھائے خواہ وہ بات درست ہو خواہ دروغ۔ کیونکہ قسم کھانی ہر ایک شخص کے حق میں قبیح ہے اگر بزرگ آدمیونکو بوقت ضرورت قسم کرنے کی حاجت پڑتی ہے تو بچوں کے واسطے ہر وقت میں ضرورت نہیں ہے۔ خاموشی کی عادت کرانی چاہئے مگر کلام کے جواب میں اور اس بات کو اُسکے دل میں گوارا کیا جائے کہ بزرگوں کے سامنے کلام کے مُنہ میں مصروف ہونا اور کلام لغو اور سخن بد اور لعنت سے پرہیز کرنی اور کلام نیک اور خوش کی عادت کرنی بہت مناسب ہے اور اپنے نفس کیخدمت اور اُستاد کی تواضع اور جو شخص عمر میں اس سے بڑا ہو اُسکی تواضع کرنیکی تحریص اور ترغیب کرنی چاہئے۔ بزرگون کی اولاد اس آداب کی زیادہ تر محتاج ہوتی ہے۔ چاہئے کہ معلم انکا مرد عاقل اور دیندار ہو اور مراتب تہذیب اخلاق اور صلاح کرنی لڑکوں پر واقف ہو اور فصاحت کلام اور وقر اور ہیبت اور مروت اور لطافت طبع میں مشہور ہو۔ اور بادشاہوں کے اخلاق اور اُنکی ہمنشینی کے آداب اور انکے ساتھ گفتگو کرنے کے طریق اور ہر قسم کے آدمیوں کے محاورہ سے باخبر ہو کمینہ اور رذیل لوگوں کے اخلاق سے محترز ہو اور چاہئے کہ بزرگونکی اولاد کہ آداب نیک اور عادت پسندیدہ سے آراستہ ہوں اسکے ساتھ مکتب میں شریک ہوں تا دلتنگ ہوجائے اور انکے آداب آموختہ کرے جب دیگر طلباء کو دیکھے تو پڑھنے میں حرص کرے اور فخر چاہے جب معلم تادیب کے لئے زدوکوب کرے تو فریاد اور غل کرنی اور سفارش چاہنے سے منع کیا جائے کیونکہ یہ فعل غلاموں اور غریبوں کا ہے دفعہ اول میں بسبب ظاہر ضرب خفیف ہو مگر الم اور درد اسکا زیادہ تر ہوتا اُس سے خوف پکڑے اور اُس فعل کے دوبارہ کرنے پر دلیری نہ کرے اور اُسکو منع کیا جائے کہ لڑکونکو سرزنش نہ کرے مگر درصورت ارتکاب کرنے امر قبیح یا بے ادبی کرنے کے۔ اور اُسکو اس بات کی تحریص اور ترغیب کرنی چاہئے کہ لڑکوں کے ساتھ نیکی کرے اور نیکی کے ساتھ بدلہ بجالائے تا اپنے ہمجنسوں کے ساتھ منفعت کرنے کی عادت پکڑے۔ اور زر اور دولت کو اُسکی آنکھوں میں ناچیز دکھلایا جاوے کہ آفت زر کی زہر مار افعی سے زیادہ تر مضر ہے اور اُس بازی کرنے کی اجازت دیں جو نیک بازی ہو اور زیادہ تر الم اور رنج پر مشتمل ہو تا سختی ادب سے آسودہ ہوکر دل اُسکا کند ہوجائے اور ماں باپ اور اُستاد کی فرمانبرداری کرنی اور اُنکی جلالت اور بزرگی کو مدنظر رکھنا عادت اُسکی کریں تا اُنسے خوف رکھے۔ یہ آداب تمام آدمیوں کے واسطے نیک ہیں خصوصاً جوانوں سے زیادہ تر نیک۔ کیونکہ بموجب ان قواعد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے تربیت کرنی باعث محبت فضیلتونکا اور ترک اور پرہیز کرنے رذیلتونکا ہے اور
رغبت شہوات اور لذات اور انکی طرف فکر کرنے سے اُسکو بند رکھا جائے تا امور
عالیہ کی طرف ترقی کرے اور پسندیدہ طریق اور نیکی و رتارہ اور نیکنامی کے ساتھہ
عمر اپنی بسر کرے و رتارہ اور سلوک ایسا رکھے کہ فاضل اور بزرگ لوگ بہت سے دوست
اسکے ہوں اور دشمن کم ہوں۔ جب طفولیت اور لڑکپن کی حد سے متجاوز ہو جائے
اور لوگونکی غرضوں کو سمجھنے لگے تو ذہن نشین اُسکے کرنا چاہیئے کہ دولتمندی اور
جمعیت اسباب اور غلام اور سامان حشمت صرف واسطے آسایش بدن اور حفظ
صحت کے ہے تا انسان کی مزاج اعتدال پر رہے بیماریوں اور مرضوں میں
گرفتار نہوجائے اس حد تک کہ استعداد اور ساختگی سامان عاقبت اور دار البقا کی
حاصل کرے اور اُسکو سمجھنا چاہیئے کہ لذات بدنی اصل میں رنج سے خلاصی حاصل
کرنی اور سختی سے رہائی پانی ہے تا اس قاعدہ کو ہمیشہ یاد رکھے۔ پس اگر
اہل علم ہے تو پڑھنا علوم کا اُس طریق پر جو ہمنے بیان کیا ہے یعنے اول اخلاق
پھر علوم حکمت نظری شروع کرے تا جو کچھ ابتدائی حال میں تقلید کے طور پر حاصل
کیا ہوا ہے اُسپر ظاہر ہو جاے اور اُس سعادت پر جو ابتداے نشوونما میں بلا اختیار
اُسکو نصیب ہوا ہے شکر گذاری اور خوشی کرے بہتر یہ ہے کہ لڑکے کی طبیعت کیطرف
خیال کرنا چاہیئے اور ازروے فراست اور دانائی کے معلوم کریں کہ استعداد اور
قابلیت اُسکی طبع میں کس صناعت اور کس علم کی ہے جس صناعت کی استعداد
معلوم ہو اُسکی تحصیل میں مشغول کرنا چاہیئے کیونکہ تمام اشخاص جملہ صناعات کی استعداد
نہیں رکھتے ورنہ جملہ بنی نوع انسان اشرف صناعت کی تحصیل میں مصروف ہوتے
یہ تفاوت اور فرق جو طبایع انسان میں پیدا کیا گیا ہے اسمیں ایک سر لطیف اور
حکمت عجیب ہے کہ جسکی طفیل انتظام اور قائمی بنی نوع انسان کی ہے ذالک تقدیر
العزیز العلیم جو شخص جس صناعت کی استعداد رکھتا ہو اُسکو اُس صناعت کی تحصیل
میں متوجہ کرنا چاہیئے کیونکہ جلدی ثمرہ اُسکا حاصل کریگا اور ہنرمند ہو جائیگا ورنہ اوقات
اور عمر اُسکی ضایع بسر ہو جائیگی۔ اور چاہیئے کہ جس فن اور صناعت کو آموخت
کرائیں جملہ امور متعلقہ اور ادب اُس صناعت کو بخوبی سکھلائیں مثلاً جب صناعت
کتابت کی سکھلانی چاہیں تو خوشخطی اور تہذیب کلام اور حفظ کرنا رسالوں اور
خطبوں کا اور حکایات اور اشعار اور قصہ اور محاورات اور خوش طبعی کے افسانہ
اور عجیب و رنگین نکات اور حساب دانی دفتروں کی اور دیگر علوم میں بخوبی مہارت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیدا کرنی چاہئے اور ایسا نہ کرے کہ کچھ حاصل کرے اور کچھ نہ کرے کیونکہ
تحصیل ہنر میں قصور اور سستی کرنی سب خصلتوں سے بدتر اور مذموم تر
ہے۔ اگر لڑکے کی طبع کسی صناعت کے تحصیل میں کارہ اور متنفر ہو اور
آداب اور آلات اُس کے اِس میں مدد ندیں تو اُسکو اُس کے آموختہ کرنے
کی تکلیف ندیں کیونکہ ہنر اور صناعتیں بہت ہیں کوئی اَور صناعت سکھلانی
چاہئے اِلّا اِس شرط سے کہ جب اُس کا کسی صناعت کے تحصیل میں خوض
اور توجہ زیادہ تر ہو جائے تو اُس کی ملازمت اور قائمی اُسپر رکھنی چاہئے
ایسا نہ کرنا چاہئے کہ بیقرار ہو کر ایک ہنر نا آموختہ چھوڑ کر دوسرا شروع کرایا جائے
اور جو فن شروع کرایا جائے اُس کی اثناء میں کوئی اس قسم کی ریاضت
کہ جس سے حرارت غریزی کی تیزی اور حفظ صحت اور دفع سُستی اور رفع
کند ذہنی اور حصول ذکاوت ذہن اور نشاط طبع کا ہو شروع کرا کے اُسپر
عادت کرائی جائے جب کوئی صناعت آموختہ کر کے بخوبی حاصل کرلے تو
اُس کا ورتارہ اور استعمال کرائیں جب کسب کرنے اور روزی پیدا کرنے کا
مزہ پائیگا تو اُسکو نہایت کے مرتبہ پر پہنچائیگا اور ضبط اور یاد کرنے دقایق اُسکے
میں نہایت توجہ کریگا اور نیز حاصل کرنے معاش اور ذمہ داری امور متعلقہ اُسکے
پر قادر اور ماہر ہو جائیگا کیونکہ اکثر دولتمند لوگوں کے اولاد جو اپنی دولت پر مغرور
ہوتے ہیں ہنر اور آداب سے محروم رہتے ہیں بعد تغیر اور انقلاب زمانہ کے
ذلت اور خواری اور درویشی میں مبتلا ہو کر محل رحمت اور دلسوزی دوستوں کا
اور خوشی اور شماتت دشمنوں کا ہو جاتے ہیں جب لڑکا صناعت کے ذریعہ سے
روزی پیدا کرنے لگے اُس کی شادی کرا کے گھر علیحدہ کر دیں فارس کے
بادشاہوں کی یہ رسم تھی کہ اپنے فرزندوں کی پرورش اور تربیت ملازموں اور
خدمتگاروں کے درمیان نہیں کراتے تھے بلکہ بھراہی معتمدین سلطنت کے
کسیطرف بھیجدیتے تھے تا کھانے پینے اور پہننے لباس میں سخت کوش ہو جائیں
آرام طلبی اور ناز و نعم سے پرہیز کریں۔ حالات ان کے مشہور ہیں اور اہل
اسلام میں رؤسائے دیلم کی بھی یہی عادت رہی ہے۔ اگر کسی شخص نے برخلاف
ان مراتب اور آداب کے جو بیان ہو چکے ہیں پرورش اور تربیت پائی ہو
قبول کرنا ادب کا اُسپر دشوار ہوگا خصوصاً جب جوان ہو جائے اِلّا وہ شخص
جو بدی خصلت کو جانتا ہو اور کیفیت دفع کرنے عادت پر واقف ہو کر اسبابکا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قصد دل میں رکھتا ہو اور نیک آدمیوں کی صحبت کو دوست رکھنے والا ہو۔
حکیم سقراط کو لوگوں نے کہا کہ تمھاری ہمنشینی اور اختلاط نو عمروں کے ساتھ کسواسطے
زیادہ تر ہے جواب دیا کہ شاخ سبز اور تر و تازہ کو راست کرنا آسان ہے اور چوب
خشک اور سخت کو جس کی طراوت زایل ہوگئی ہو اور پوست اُس کا خشک
ہوگیا ہو راست کرنا مشکل ہے یہ ہے طریقہ سیاست لڑکوں کا۔ اور لڑکیوں کی تربیت
میں بھی بموجب اسی طریق کے جو امر مناسب اور لایق ان کے حال کے ہو عمل
میں لانا چاہیے ان کی تربیت اِس طرح پر کریں کہ ہمیشہ گھر میں پردہ داری اور وقار
اور عفت اور حیا کے ساتھ رہیں اور دیگر خصایل جو عورتوں کے لئے ہم نے
بیان کئے ہیں اختیار کریں اور لکھنے اور پڑھنے سے منع کرنا چاہیے جو ہنر کہ عورتوں
کے حق میں لایق اور نیک ہیں وہ سکھلانے چاہئیں جب حد بلوغت کو پہنچے
کسی ہمعمر کے ساتھ نکاح کردیں جب کیفیت تربیت اولاد سے ہم فارغ ہوئے تو
اِس فصل کے خاتمہ میں ذکر اُن آداب کا کیا جاتا ہے جنکا اشتاد اس کلام میں
بیان کرنے کا وعدہ دیا تھا تا لڑکے وہ آداب آموختہ کرکے اپنے اخلاق کو آراستہ
کریں اگرچہ لایق ہے کہ ہر قسم کے آدمی اِن آداب پر عمل اور ہمیشگی کریں اور اپنے
آپ کو اِن سے مستغنی تصور نہ کریں کیونکہ خصوصیت اِن آداب کی اِس فصل
کے ساتھ اِس سبب سے نہیں کہ لڑکے اِن ادبوں کی جانب زیادہ تر محتاج ہیں
بلکہ اِس سبب سے ہے کہ لڑکے ان آداب کو زیادہ تر قبول کرسکتے ہیں اور اُنپر
ہمیشگی کرنے کے لئے قادر ہیں واللہ خیر الموفق والمعین ؏

آداب کلام کرنے کے

چاہیے کہ بہت گفتگو نہ کرے اور دوسرے شخص کی کلام اپنی کلام سے قطع
نہ کرے۔ جو شخص کوئی حکایت یا روایت ایسی بیان کرے جس پر یہ بھی
واقف ہے تو واقفیت اپنی ظاہر نہ کرے جبتک وہ اس بات کو تمام نہ کرے اور
جو چیز کسی غیر سے استفسار کریں یہ جواب نہ دے اگر سوال کسی جماعت سے کریں
کہ جس میں یہ بھی داخل ہے تو جواب دینے میں سبقت نہ کرے اگر کوئی جواب
دینا شروع کرے اور یہ اُس سے بہتر جواب دینے کی قدرت رکھتا ہے تو اُس
مدت تک کہ وہ شخص بات اپنی تمام نہ کرلے جواب دینے میں صبر کرے بعد تمام
ہونے جواب اُس شخص کے جواب اپنا ایسے طریق پر بیان کرے جو پہلے جواب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دینے والے پر کوئی طعن نہ کرے۔ دو آدمی آپسمیں اگر اس کے روبرو اپنے محاورہ کے رو سے گفتگو کریں تو اُس میں خوض نہ کرے اگر اس سے پوشیدہ کریں تو چوری نہ سنے جب تک اِس کو اپنی گفتگو میں شامل نہ کریں دخل نہ دے رئیسوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے وقت رمز اور اشارہ سے گفتگو نہیں کرنی چاہئے اور آواز نہ بہت بلند کرے اور نہ بہت آہستہ بلکہ اعتدال نگاہ رکھے اگر اس کی کلام مضمون باریک اور دقیق پر متضمن ہو تو اُس کی تشریح اور تفصیل نظیر اور مثال کے بیان کرنے سے کرنی چاہئے ورنہ مختصر کلام کرنی ملحوظ رکھے الفاظ غیر محاورہ اور کنایات نامستعمل استعمال میں نہ لائے۔ جو شخص اسکے ساتھ کلام کرے جب تک وہ کلام اپنی تمام نہ کرلے جواب نہ دینا چاہئے اور جو بات اس نے کہنی ہے جب تک اُس کو اپنے دل میں سوچ نہ لے زبان پر نہ لائے ایک بات کو دوبارہ نہ کرے اِلّا اُسوقت کو دوبارہ کرنے کی ضرورت پڑے اور اضطراب اور بیقراری نہ کرے۔ فحش اور گالی زبان پر نہ لائے اگر لفظ فحش کے بیان کرنے کی ضرورت پڑے تو اُسکو اشارہ کے طور پر ظاہر کرے اور خوش طبعی بیجا نہ کرے ہر مجلس میں مناسب اُس مجلس کے کلام کرنی چاہئے اور اثنائے کلام میں ہاتھ اور آنکھوں اور ابرو سے اشارہ نہ کرنا چاہئے مگر اُس حالت میں کہ کسی موقع پر ضرورت اشارہ کی پڑے تو اُس وقت طریق پسندیدہ سے ادا کرے۔ اور کسی بات کی راستی اور دروغ کے امتیاز کرنے کے واسطے اہل مجلس کے ساتھ مخالفت اور تنازع نہ کرے خصوصاً رئیسوں اور کمینوں کے ساتھ۔ جس شخص کے ساتھ مبالغہ اور تکرار کرنا مفید نہو اُس کے ساتھ تکرار نہ کرے۔ اگر مناظرہ اور مباحثہ میں جانب مقابل کی غالب ہو تو انصاف کرے۔ لڑکوں اور عورتوں اور دیوانوں اور مستوں اور عام لوگوں کے مخاطب ہونے سے جہانتک ہوسکے پرہیز کرے۔ جس کلام کا مضمون باریک ہو وہ اُس کسی کے ساتھ جو سمجھ نہ سکے کرنی نہ چاہئے بموجب محاورہ کے کلام کرے اور کسی شخص کے افعال اور گفتار اور حرکات کو بدی سے یاد نہ کرے اور کلام وحشت ناک نہ کہے جب کسی امیر کے پاس جائے پہلے ایسی کلام کرے جس کو فال نیک تصور کریں۔ اور چغلی اور غیبت اور بہتان اور دروغ گوئی سے ایسی پرہیز کرے کہ کبھی انپر اقدام نہ کرے اور جو لوگ اِن باتوں پر اقدام کرتے ہیں اُن کے ساتھ ملت نہ رکھے اور ایسی باتوں کے سننے کو مکروہ جانے۔ چاہئے کہ بولنے سے سُننا زیادہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو ایک حکیم سے لوگوں نے استفسار کیا کہ تم خود کلام کم کرتے ہو اور لوگوں کی کلام زیادہ تر سنتے ہو اس کا کیا سبب ہے؟ جواب دیا کہ مجکو دو کان دیئے ہیں اور ایک زبان اِس غرض کے لئے بولنے سے دوچنداں سُننا چاہئے ۔

آداب حرکت اور سکون کرنے کے

چاہئے کہ رفتار میں جلدی اور سبکی نہ کرے کہ یہ علامت غصہ کی ہے اور بہت آہستہ اور دیر سے چلنا بھی عادت نہ کرے کہ یہ علامت سستی اور کاہلی کی ہے اور متکبر لوگوں کی طرح اکڑ کر نہ چلے اور عورتوں اور مخنثوں کی طرح بازو اور مونڈھے نہ ہلائے اور ہاتھ نیچے ٹکا کر اور ہلا کر نہ چلے ہر حال میں طریقہ اعتدال کا نگاہ رکھے اور رستہ چلتے ہوئے بار بار پیچھے کی طرف نہ دیکھے یہ طریقہ احمقوں کا ہے اور ہمیشہ سرنگوں ہو کر چلنا نہ چاہئے کہ یہ علامت غلبہ غم اور فکر کی ہے اور اسی طرح پر سواری میں اعتدال ملحوظ رکھے۔ وقت نشست کے پانو ٹکا کر نہ بیٹھے اور ایک پانو دوسرے پانو پر نہ رکھے اور دوزانو ہو کر نہ بیٹھے اِلّا پادشاہ اور اُستاد اور باپ یا جو شخص مثل ان کے ہو ان کی خدمت میں دوزانو ہو کر بیٹھے اور سر اپنا زانو اور ہاتھ پر نہ رکھے کہ یہ علامت سستی اور غم کی ہے اور گردن ٹیڑھی نہ رکھے اور داڑھی اور دیگر اعضا کے ساتھ بازی نہ کرے۔ اور انگلی اپنے مُنہ اور ناک میں نہ ڈالے اور انگلیوں اور دیگر اعضا سے آواز نہ نکالے اور انگڑائی سے اور جمائی سے پرہیز کرے اور ناک اور منہ کا پانی روبرو آدمیوں کے نہ ڈالے اگر ضرورت پڑے تو اس طرح سے ڈالے کہ حاضرین محفل آواز اُس کی نہ سُنیں اور خالی ہاتھ یا آستین اور دامن سے اُس کو پاک نہ کرے اور بار بار مُنہ کا پانی پھینکنے سے پرہیز کرے جب کسی مجلس میں جائے تو اپنے مرتبہ کو خیال رکھے اپنے محل لایق سے نہ بلند تر بیٹھے اور نہ فروتر اگر یہ شخص سردار اُس محفل کا ہے تو اُس کے واسطے حفاظت کرنی رتبہ کی ضروری نہیں کیونکہ جس جگہ وہ بیٹھے گا وہ ہی جائے صدر ہے۔ اگر آدمی مسافر ہو اور بسبب ناواقفیت کے اپنے درجہ کے محل پر نہ بیٹھے تو مناسب ہے کہ جب واقفیت اپنی جگہ کی حاصل کرے وہاں آ بیٹھے۔ اگر اپنی جگہ خالی نہ ہو تو واپس ہونے میں سعی کرے اور واپس ہونے میں کسی طرح کی بیقراری اور دلتنگی ظاہر نہ کرے۔ اور لوگوں کے سامنے سوائے مُنہ اور ہاتھوں کے کوئی عضو برہنہ نہ کرے۔ اور رئیسوں کے سامنے ساعد اور پانو برہنہ نہ کرے ناف سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیچے اور زانو سے بالا بدن اپنا کسی حال میں برہنہ نہ کرے نہ تنہائی میں اور نہ لوگوں کے سامنے اور لوگوں کے سامنے سونا نہ چاہئے اور سیدھا لیٹ کر بھی نہ سونا چاہئے خصوصاً وہ شخص جو حالت خواب میں پڑا ہو کیونکہ سیدھا سونا موجب زیادتی آواز کا ہے اگر کسی مجلس میں نیند اسپر غالب ہو جائے اگر قدرت جانے کی رکھتا ہے تو وہاں سے چلا جائے یا جس طرح سے ہو فکر اور کلام کرنے سے نیند کو دور کرے اگر کسی ایسی جماعت میں ہو کہ وہ سب کے سب سونا چاہتے ہیں تو یہ بھی سو جائے ورنہ اُن کے پاس سے چلا جائے بیدار رہکر وہاں اقامت نہ کرے الغرض ایسا کرنا چاہئے کہ جس سے لوگوں کو تکلیف اور نفرت نہو اور کسی شخص کی کسی محفل میں دلتنگی نہ کرے اگر ان عادات میں سے بعض باتیں اُس پر دشوار ہوں تو اُس کو اپنے دل میں خیال کرنا چاہئے کہ بباعث ترک کرنے کسی ادب کے جسقدر ندمت اور ملامت اِس کے حال پر وارد ہوگی وہ زیادہ تر ہے بہ نسبت مشقت ترک کرنے اپنی عادت کے تا اُس ادب کا اختیار کرنا اِس پر آسان ہو جائے ॥

کھانا کھانے کے آداب

سب سے اول پہلے ہاتھ اور مُنھ اور ناک پاک کرے بعد اِس کے خوانچہ پر بیٹھے سب سے پہلے کھانا شروع نہ کرے اِلّا اگر میزبان ہو اور وقت کھانے کے ہاتھ اور کپڑا طعام سے آلودہ نہ کرے تین انگلیوں سے کھانا چاہئے اور وقت لقمہ ڈالنے کے مُنھ زیادہ فراخ نہ کرے اور بڑا لقمہ مُنھ میں نہ ڈالے اور جلدی جلدی نہ کھائے اور لقمہ دیر تک مُنھ میں نہ رکھے اور انگلیوں کو نہ چاٹے اور بہت قسم کے کھانوں کی طرف نظر نہ کرے اور نہ طعام کو سونگھے اور ایک کھانے کو اختیار نہ کرے اور اگر کسی قسم کا طعام لذیذ اور مزہ دار قلیل المقدار ہو تو اُس کی طرف حرص نہ کرے دیگر حاضرین کے لیے چھوڑ دے اور انگلیوں سے چکنائی دور کرے روٹی اور نمک تر نہ کرے اور جو شخص اِس کے ساتھ ہمطعام ہو اُس کی طرف نہ دیکھے اور نہ اُس کے لقمہ کی طرف نظر کرے اور اپنے آگے سے کھائے اور جو چیز مثل استخوان وغیرہ کے مُنھ سے ڈالنی ہو اس طرح پر ڈالے کہ کوئی شخص نہ دیکھے اور جو چیز موجب نفرت غیر کا ہو اُسپر ارتکاب نہ کرے اور اِس طرح طعام کھانا چاہئے کہ اگر کوئی شخص پسخوردہ اس کا کھانا چاہے تو نفرت نہ کرے اور مُنھ سے کوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چیز نکال کر برتن اور روٹی پر نہ ڈالے اور سب سے پہلے ہاتھ نہ اُٹھائے بلکہ اگر شکم سیر ہو جائے تو اِسقدر درنگ کرے کہ اَور لوگ بھی فارغ ہو جائیں اگر سب لوگ ہاتھ اُٹھالیں تو وہ بھی اُٹھالے اگرچہ ابھی بھوک اور خواہش باقی ہو الّا اپنے گھر میں یا جس جگہ بیگانہ لوگ نہ ہوں۔ اگر اثنائے کھانا کھانے میں پانی پینے کی ضرورت پڑے تو خوفناکی سے پینا نہ چاہیئے اور وقت پانی پینے کے حلق اور مُنہ سے آواز باہر نہ نکالے۔ اور ایک طرف ہوکر خلال کرے اور جو چیز زبان کے ساتھ دانتوں سے جُدا ہو اُسکو کھالے اور جو چیز خلال کے ساتھ نکالے اُس کو ایسے مکان میں ڈالے جس سے لوگوں کو نفرت نہو۔ اگر درمیان جماعت کے ہو تو خلال کرنے میں توقف کرے۔ جب فارغ ہوکر ہاتھ دھوئے تو انگلیوں اور ناخنوں کے صاف کرنے میں بہت کوشش کرے اور ویسا ہی لب اور مُنہ اور دانتوں کی صفائی میں مبالغہ کرنا چاہیئے۔ چلمچی میں غرغرہ اور تھوک نہ ڈالے جب مُنہ سے پانی ڈالنا چاہے تو ہاتھوں سے اُس کی ایسی حفاظت کرے کہ کہیں سے پس وپیش قطرہ پانی کا گرنے نہ پاوے اور دوسرے لوگوں پر ہاتھ دھونے میں سبقت نہ کرے۔ پہلے وقت شروع کھانے کے میزبان کو ہاتھ دھونے میں سبقت کرنی چاہیئے۔

شراب پینے کے آداب

جب محفل شراب میں حاضر ہو تو چاہیئے کہ جو شخص ابنائے جنس سے افضل ہو اُس کے پاس بیٹھے جو شخص کمینہ پن ہونے میں نامزد ہو اُس کی ہمنشینی سے پرہیز کرنی چاہیئے۔ خوش طبعی کی حکایات اور لطیف شعروں سے کہ مناسب وقت اور موقع کے ہوں مجلس کو خوش رکھے ترش روئی اور دلتنگی سے پرہیز کرے۔ اگر اُس جماعت سے از روے رتبہ یا سن وسال کے یہ شخص کم مرتبہ ہو تو اہل مجلس کی گفتگو سُننے میں مشغول رہے۔ اگر یہ شخص مطرب ہے تو باتوں میں خوض نہ کرے۔ اور کسی ہم مجلس کی کلام کو قطع کرنا نہیں چاہیئے۔ اور بہرحال میر محفل کی طرف توجہ رکھے اور اُسی کی کلام سُننے میں مصروف رہے۔ بشرطیکہ دیگر اہل مجلس کی طرف کسی طرح کی بے التفاتی نہ پائی جائے۔ اور کسی صورت میں اِسقدر توقف کرنی نہ چاہیئے جو مست ہو جائے کیونکہ دین ودنیا میں کوئی چیز مستی سے بدتر اور مضر نہیں ہے جیسا کہ کوئی فضیلت اور شرف زیادہ تر خردمندی اور ہوشیاری سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہے۔ پس اگر یہ شخص ضعیف ہے تو تھوڑی شراب استعمال میں لاوے یا کسی چیز میں ممزوج کر لے یا جلدی مجلس سے چلا جائے اگر اس کے جانے سے پہلے اہل مجلس مست ہو جائیں تو پھر بھی اس امر میں کوشش کرے کہ اس مجلس سے باہر چلا جائے یا اپنے آپ کو مست بنا کر اُس جماعت سے جُدا ہو جائے اور مستوں کی کلام میں خوض نہ کرے اور اُن کے کسی امر کے درمیان نہ آئے مگر اُس حالت میں کہ اُن میں نوبت لڑائی کی پہنچے تب درمیان ہو کر اُن کو منع کر دے۔ اگر یہ شخص زیادہ شراب پینے پر قدرت رکھتا ہو تو جسقدر بموجب تقسیم دور کے اِس کو پہنچے اُس سے زیادہ التماس اور سوال نہ کرے اور ہمنشیناں کو اس بات میں تکلیف نہ دے۔ اگر کوئی شخص ہمنشینوں میں سے شراب پینے میں عاجز ہو جائے تو اُس پر زبردستی نہ کرے اگر غثیان غلبہ کرے تو اسکو ایسی وجہ پر دفع کرنا چاہئے کہ اہل مجلس کو اطلاع نہو یا فی الفور باہر نکل جائے جب قے کر دیوے پھر مجلس میں نہ آئے۔ اور میوہ اور ہول جو ارباب مجلس کے آگے ہوں اُن کو نہ اُٹھاوے۔ اور نقل بہت نہ کھائے۔ اور ہر ایک شخص کی اہل مجلس میں سے تعظیم اور تواضع جو لایق ہو بجا لائے۔ اور صرف تنہا موجب انس اور خوشی اور نشاط ارباب مجلس کا نہونا چاہئے کیونکہ یہ امر اپنے قدر اور منزلت کو کم کرتا ہے۔ اور بار بار مجلس سے اُٹھنا نہ چاہئے۔ اگر کوئی خوبصورت محفل میں ہو تو اُس کی طرف زیادہ تر دیکھنا نہ چاہئے اگرچہ اُس سے بے تکلفی ہو اور باتیں بھی اُس کے ساتھ بہت نہیں کرنی چاہئیں۔ اور گانے بجانے والے لوگوں سے وہ راگ اور آواز جو مطبوع اور پسندیدہ خاطر اس کے ہے اُس کا سوال نہ کرنا چاہئے۔ جب انداز مقررہ پر نوبت شراب نوشی کی پہنچ جائے تو وہاں سے اُٹھ کر اپنے مکان پر چلا جائے اگر اپنے مکان پر پہنچ نہ سکے کسی ایسے مکان پر چلا جائے جو مجلس سے دور ہو اور وہاں جا کر سو جائے۔ اور حتی الامکان پادشاہوں کی مجلس میں یا اُن لوگوں میں جو کوئی شخص ہمرتبہ اُن کا نہ ہو یا وہ لوگ کہ جنسے بے تکلفی اِس کی نہیں وہاں جانا نہ چاہئے اگر ایسی مجالس میں جانی کی ضرورت پڑے تو جلدی نکل آنا چاہئے اور کمینوں کی مجلس میں ہرگز نہ جائے۔ اگر کسی موقع پر مست ہو جانے سے اندیشہ کرے اور دوست باہر جانے نہ دیں تو چاہئے کہ اپنے آپ کو مست دکھلا کر یا کسی اَور حیلہ سے باہر چلا جائے۔ چونکہ ہم نے آداب بیان کرنے کا وعدہ کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھا یہ تمام مراتب بیان کر دیئے ہیں اگرچہ اس قسم کے آداب حد بیان سے زیادہ ہیں اور حسب تقاضائے وقت اور موقع کے مختلف طور پر ہوتے ہیں الّا مرد عاقل اور اہل فضل پر جس نے قواعد اور اصول عمدہ یاد کئے ہوں یہ بات دشوار نہیں کہ ہر ایک امر کی شرائط اور دقایق کی رعایت اپنے محل اور موقع پر عمل میں لائے کلیات سے جزویات کا نکالنا اُس پر آسان ہوتا ہے اور خود عقل ایک حاکم عادل ہے ہر باب میں۔ واللہ اعلم بالصواب ٭

یہ فصل بعد تالیف کتاب کے لاحق کی گئی ہے

تیس برس بعد تالیف اس کتاب کے ۶۶۳ھ ہجری مقدس میں جو حضرت مخدوم ملک الامرا جلال الدولہ والدین مفخر جہاں عبدالعزیز نیشاپورا عزاللہ انصارہ ہے اللہ اجلالہٗ جو ایک امیر کبیر پادشاہ اور اکثر فنون اور فضائل میں یگانہ روزگار تھے اس ملک میں تشریف لائے اور اس کتاب کو ملاحظہ کیا بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ منجملہ اُن فضائل سے جو اس کتاب میں درج ہیں ذکر ایک بڑی فضیلت کا نہیں ہوا اور وہ رعایت رکھنی حق ماں باپ کی ہے کہ بعد عبادت رب کریم کے اُسکا بجا لانا انسان پر واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے قضیٰ ربک اَن لا تعبدوا الّا ایاہ وبالوالدین احساناً یعنے حکم کیا رب تمہارے نے کہ نہ عبادت کرو کسی کی مگر اُسی ذات واحد لاشریک کی اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ چاہیئے کہ ترغیب اِس فضیلت کے واسطے اور مذمت اُس رذیلت کے لئے جو مقابلہ اس فضیلت کے ہے ذکر کیا جائے اگرچہ مصنف اِس کتاب نے چند مقام پر ذکر اس بات کا بطریق اشارہ اور کنایہ کے کیا ہے مگر جیب صراحتاً ذکر کرنے کی فروگذاشت ہوئی تھی اس لئے چند سطریں اس باب میں فصل چوتھی مقالہ دوم کے ضمن میں کہ جس میں سیاست اور تدبیر اولاد کا ذکر ہے لکھکر لاحق کی گئی ہیں اور وہ یہ ہے۔ والدین کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے اور اُن کے حقوق کو واجب سمجھنے کے لئے جو طریقہ فرزندوں کو اختیار کرنا چاہیئے اگرچہ قرآن شریف میں ذکر اُس کا چند موقع پر مذکور ہے الّا اِس کتاب میں بھی از روے عقل کے پہلے مقالہ کے قسم دوم کی ساتویں فصل میں جو متضمن ہے اوپر بیان شرف عدالت کے دیگر فضائل پر اور تشریح اقسام اور احوال عدالت پر وہ ہم نے بیان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی ہے اُس سے معلوم ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا ذکر اور واجب ہونا شکر اور عبادت اُس کی کا بقدر طاقت بشری کے جیساکہ مقتضاے عدالت کا ہے بیان کیا گیا ہے کیونکہ بعد نعمتوں الٰہی کے کوئی نیکی اس نیکی کے برابر نہیں جو ماں باپ کی طرف سے فرزندوں کے حق میں ہوتی ہے کیونکہ اولاد وجود باپ کا پہلا سبب ہے فرزند کے وجود کے لئیے اور بعد اس کے سبب پرورش اور کمال کرنے اُس کے کا ہے تا اُن فوائد جسمانی سے جو باپ کی ذات سے متعلق ہیں کمالات جسمانی مثل نشوو نما اور کھانے پینے وغیرہ کے جو موجب بقا اور کمال جسم فرزند کا ہیں حاصل کرتا ہے اور نیز تدبیر نفسانی اُس کی سے کمالات نفسانی پر مثل آداب اور تمیز اور ہنر اور صناعات اور علوم اور طریق وتارہ جو موجب بقا اور کمال نفس فرزند کا ہیں فائز ہوتا ہے۔ اور باپ طرح طرح سختیوں اور محنتوں سے سامان دنیاوی جمع اور ذخیرہ کرکے اپنے مرنے کے بعد اُس کا قائم مقام ہونا پسند رکھتا ہے۔ اور ثانیاً ابتداے ایجاد اولا میں ماں مشارک باپ کی ہوتی ہے اس وجہ سے کہ اثر نطفہ کا جو باپ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے اُس کو قبول کرتی ہے اور محنت اور مشقت نو مہینے کے حمل کی اور درد و رنج ولادت کا جو اُس حالت میں لاحق ہوتا ہے کھینچتی ہے اور نیز بچہ کی غذا کے لئے جو باعث حیات اس کی کا ہے وجود ماں کا جملہ سببوں سے سبب قریب ہے اور پرورش جسمانی کے لئے جو چیز بچہ کے حق میں نافع ہو وہ اُس کے واسطے مہیا اور جو مضر ہو وہ اُس کے حال سے دفع کرتی ہے اور ایک مدت دراز تک ذمہ وار رہتی ہے اور کمال محبت سے اُس کی زندگی کو اپنی حیات پر مقدم سمجھتی ہے پس عدالت کا مقتضاے یہ ہے کہ بعد اداے کرنے حقوق الٰہی کے کوئی فضیلت زیادہ تر اداے کرنے حقوق والدین کے اور شکر گذاری اُن کی نعمتوں کے اور حاصل کرنے رضامندی اُن کی کے نہیں ہے اور ایک دلیل سے اداے کرنے حقوق الٰہی سے ادا کرنا حقوق والدین کا بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنی نعمتوں کے بدلہ لینے سے مستغنی اور بے پرواہے اور ماں باپ اِس بات کے محتاج ہیں تمام عمر امیدوار رہتے ہیں کہ اولاد ہماری خدمت اور حق گذاری کرے۔ اقرار وحدانیت اللہ تعالےٰ اور لزوم عبادت اُس کی کے ساتھ جو حکم احسان کرنیکا والدین کے ساتھ نافذ ہوا ہے سبب اُس کا یہی ہے اہل دین جو تحصیل اس مطلب کے واسطے ترغیب اور تحریص کرتے ہیں تو غرض اُن کی یہی ہے کہ اس فضیلت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو حاصل کریں۔ ماں باپ کے حقوق ادا کرنے میں تین چیزوں کی رعایت رکھنی چاہئیے۔ اوّل دلی محبت اور دوستی خالص اور رضا مند رکھنا اُن کو ازروے قول اور عمل کے مثل تعظیم اور فرمانبرداری اور خدمتگزاری اور تواضع اور نرم کلامی وغیرہ مثل اِس کے اُن امور میں جو رضا الٰہی کے مخالف نہوں یا کسی اَور خلل عظیم کو پیدا نہ کریں اگر کوئی چیز موجب پیدا کرنے خلل کا اِن خللوں سے ہو تو بطریق مصلحت کے ہو نہ ازراہ دشمنی اور نزاع کے۔ دوسرا حتی الامکان مدد اور معاونت کرنی ان کی امور دنیاوی میں قبل اِس کے کہ وہ درخواست مدد کی کریں مگر اس شرط سے کہ وہ مدد موجب پیدا کرنے کسی ایسے خلل کا نہو کہ جس سے احتراز واجب ہے۔ تیسرا ظاہر کرنا خیر خواہی ان کی کا دین و دنیا میں ازروے ظاہر اور باطن کے اور جو کچھ اُنھوں نے نصیحتیں اور ہدائتیں فرمائی ہوں اُن پر عمل کرنا ہم زندگی اُن کی میں اور ہم بعد وفات اُن کے۔ مقالہ تیسرے کی فصل دوم میں کہ فضیلت محبت کی اُس میں مذکور ہے بیان کیا جائے گا کہ ماں باپ کی محبت فرزندوں کی نسبت محبت طبعی ہے اور فرزندوں کی محبت ماں باپ کی طرف محبت ارادی ہے اسی واسطے شرع میں اولاد کو نسبت ماں باپ کے احسان کرنے کی زیادہ تر تاکید ہے بہ نسبت اُس حکم کے کہ والدین کو اولاد کی پرورش کرنے میں نافذ ہے۔ فرق درمیان حقوق ماں اور باپ کے تقریر مذکورہ بالا سے معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ باپ کا حق روحانی زیادہ تر ہے اسی سبب سے بچہ کو بعد حاصل ہونے تمیز کے باپ کے حال سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور حق ماں کا جسمانی زیادہ تر ہے اسی سبب سے سب سے پہلے ماں کو پہچانتا ہے اور اسی کے ساتھ محبت زیادہ رکھتا ہے اِس دلیل سے حقوق باپ کے فرمانبرداری کرنے اور تعریف اور ثنا اور دعا اور نیکنامی کرنے سے جو امور روحانی ہیں زیادہ ادا کرنے چاہئیں اور حقوق ماں کے دینے مال اور اسباب معاش اور احسان کرنے سے جو امور جسمانی ہیں بجا لانے چاہئیں۔ اِلّا نا فرمانی والدین کی کہ ایک رذیلت ہے مقابلہ اس فضیلت کے وہ بھی تین قسم پر ہے۔ اوّل ماں باپ کو تکلیف پہنچانی بہ سبب نا کرنے اُلفت اور محبت کے یا اپنے قول اور فعل سے ایذا دینا یا اُس چیز سے کہ جس میں حقارت اور ذلت اور استہزا اُن کی ہو۔ دوسرا بخل اور دریغ رکھنا دینے مال اور اسباب معاش میں یا بعد دینے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے عوض اور بدلہ کی خواہش کرنی یا اُن پر احسان جتانا یا جو کچھ دینا تلخ روئی اور گراں خاطری سے دینا تیسرا اُن کی اہانت کرنی از روے ظاہر یا باطن کے اُن کی زندگی میں یا بعد وفات اُن کے اور اُن کی نصائح اور وصیتوں کو ناچیز اور خوار سمجھنا *

خدمتگاروں اور غلاموں کی سیاست کا بیان

جاننا چاہیئے کہ خدمتگار اور غلام گھر میں بمنزلہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء بدن کے ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص کسی غیر کی خاطر کے لئے کسی ایسے کام کو انجام دے کہ جس کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا تو گویا وہ شخص قائم مقام ہاتھ اُس شخص غیر کے ہوا اور جو کوئی کسی کام میں سعی کرے کہ جس میں اپنے قدموں کو تکلیف دینی پڑتی تھی تو گویا اُس نے اِس کے قدموں کی تکلیف کو رفع کیا۔ اور جو کوئی اپنی آنکھوں سے کسی ایسی چیز کی حفاظت کرے کہ جس میں اپنی نظر کو خرچ کرنا پڑتا تھا تو گویا اُس نے آنکھوں کی تکلیف رفع کی۔ اگر اِس جماعت کا وجود نہ ہوتا تو راحت اور خوشی دور ہو جاتی اور نشست و برخاست متواتر اور ہر طرح کے چلنے پھرنے اور آنے جانے سے جو باعث تکان اور ماندگی بدنوں کا اور موجب بے وقری اور بےعزتی کا ہے سب کام اپنی ذات سے کرنے پڑتے پس چاہیئے کہ شکر گذاری ان کے وجود کی بخوبی بجا لائیں اور ان کو امانت الٰہی سمجھیں اور ہر طرح سے نرمی اور مدارا اور لطف اور دلاسا ان کے ساتھ رکھیں کیونکہ ان کو بھی ماندگی اور تکان اور دلتنگی عارض ہو جاتی ہے اور اپنی خواہشیں اور مطلب اور ارادے ان کی طبیعتوں میں بھی مرکوز ہوتے ہیں۔ پس انصاف اور عدالت کا طریق عمل میں لاکر ظلم اور بے انصافی سے پرہیز کرنی چاہیئے تا بجا آوری حکم الٰہی کی اور اُس کی نعمتوں کی شکر گذاری پائی جائے۔ طریقہ خدمتگار مقرر کرنے کا یہ ہے کہ بعد کوشش اور تجربہ تمام کے اگر اُس شخص کے حال سے کہ جس کو خدمتگار بنانا چاہتا ہے واقفیت میسر نہ ہو تو بمدد فراست اور کہیافہ کے اُس کا حال معلوم کرے جو شخص زشت رو اور بد صورت ہو اُس سے پرہیز کرنی واجب جانے غالباً اخلاق تابع صورت ظاہری کے ہوتے ہیں۔ اہل فارس میں مثل مشہور ہے کہ بدصورت کی سب چیزوں میں سے پھر صورت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی اُس کی نیک ہوتی ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ یعنے طلب کرو تم نیکی خوب صورتوں سے۔ بیمار آدمیوں سے مثل یک چشم اور لنگ اور اہل برص وغیرہ سے پرہیز کرنی چاہیئے۔ اہل تمیز اور تیز ہوش آدمی پر اعتماد کرنا احتیاط سے بعید ہے۔ کیونکہ غالباً مکر اور حیلہ گری ان دونوں خصلتوں کے ساتھ شامل ہوتی ہے۔ حیا اور عقل اگرچہ کم ہو اس کو اُس دلیری پر جو بیحیائی کے ساتھ ہو اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ اس باب میں سب خصلتوں سے حیا بہتر خصلت ہے۔ جب خدمتگار حاصل ہو جائے اُس کو اُس کام اور صناعت میں جس کی وہ صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو مشغول کرنا چاہیئے اور سامان اُس کا اُس کو مہیا کر دیں اور ایسا نہ کریں کہ کبھی کسی کام میں مصروف کر دیں اور کبھی کسی میں۔ بلکہ جس صناعت کی طرف طبع اُس کی مائل ہو اور آلات اُس کے پاس موجود ہوں اُسی صناعت میں مقرر رکھا جائے کیونکہ ہر ایک طبیعت کو ایک صناعت خاص کی طرف ایک طرح کی خصوصیت ہوتی ہے اگر اس قاعدہ سے تجاوز کریں تو اُس کی یہ مثال ہے کہ گھوڑوں کے ساتھ قلبہ رانی اور زمین شگافی کریں اور بیل کو جولان دینا اور بھگانا چاہیں۔ جب خدمتگار کسی کام سے انکار کرے تو اُس انکار سے اُس کو معزول کرنا نہیں چاہیئے کیونکہ یہ کام کم حوصلہ اور بے صبر لوگوں کا ہے اس لیئے کہ اگر معزول کریگا تو کوئی بہتر اُس سے ڈھونڈنا پڑے گا اُس کا بھی یہی حال ہوگا نتیجہ اس کا یہ ہے کہ خدمتگار کی خدمت کے منفعت سے محروم رہیگا۔ اور چاہیئے کہ یہ امر خدمتگار کے ذہن نشین کر دے کہ میرے مخدوم کو مفارقت اور جدائی میری کسی طرح پر منظور نہیں تاکہ یہ امر مروت اور کرم اور وفاداری میں بھی داخل ہوگا اور نیز خدمتگار خیرخواہی اور دل نہادی اور متابعت اور احتیاط عمل میں لائے گا۔ کیونکہ یہ سب فعل اُس حالت میں خدمتگار سے ظہور میں آتے ہیں کہ جب وہ اپنے آپ کو مخدوم کے مال اور دولت میں شریک سمجھے اور معزولی اور موقوفی سے بیغم ہو۔ جب وہ یہ تصور کرے کہ میرا مخدوم ضعیف رائے اور پست ہمت ہے ہر ایک قصور کے سبب مجکو برطرف کر دے گا تو وہ دل برداشتہ خدمت کرے گا اور رہایش اُس کی بطور مسافروں کے ہوگی سوچ سمجھکر کوئی کام نہیں کرے گا اور نہ طریقہ خیرخواہی کا عمل میں لائیگا بلکہ ہمت اپنی اس کام میں مصروف رکھیگا کہ حالت بیکاری اور معزولی کے لیے کچھ جمع اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذخیرہ کیا جائے - قاعدہ کلیہ خدمتگاروں کی خدمت کرنے کا یہ ہے کہ محبت کے سبب سے خدمت کریں نہ بلحاظ ضرورت اور خوف اور امید کے تا نیک آدمیوں کے طور پر خدمت کریں نہ بدکرداروں کی طرح - اور چاہئے کہ خدمتگاروں کے امور ناگزیر ہیں مثل غذا اور لباس وغیرہ کسی وجہ پر فروگذاشت نہ کرے بلکہ اس کو اپنی ذاتی ضروریات سے مقدم سمجھے اور جمیع امور ناگزیر ان کے سے امور خلل انداز کو دفع کرے اور اُن کے لئے اپنے آرام اور آسایش کرنے کے واسطے وقت مقرر کر دے - اور ایسا کرے کہ بجا لانا اُن خدمات کا کہ جو انپر مقرر ہیں خوشی اور نشاط سے کریں نہ دلتنگی اور سُستی سے اور خدمتگاروں کی اصلاح کے لئے ہر طرح کے مراتب ملحوظ رکھنے چاہئیں اور ہر طرح کی سیاست اور تادیب بموجب حیثیت جرم اور گناہوں کے عمل میں لانی چاہئے - طریق عفو اور بخشش کا بالکل بند نہ کرے جو کوئی بعد توبہ کے پھر وہی گناہ کرے اُس کو سزا دینی چاہئے اور اُس پر سختی کرنی چاہئے اور جب تک کہ اُس کے دل میں اثر حیا کا باقی ہے اور بے شرمی اور بے حیائی پر مستحکم نہیں ہوا تب تک اصلاح اُس کی سے ناامیدی نہیں ہوتی جب کسی ایسے گناہ صریح اور جرم سخت سے کہ جس کا ہونا نہایت بد ہو آلودہ ہو جائے اور تادیب اور تہذیب سے قابل اصلاح کے نہ ہو تو اُس کا جلدی دور کرنا نیک ہے ورنہ اُس کی ہمنشینی سے دوسرے خدمتگار بھی خراب ہو جائیں گے بدی اُس کی اوروں کی طبیعتوں میں بھی پھیل جائے گی - غلام بہ نسبت آزاد کے خدمت لینے کے واسطے بہتر ہے کیونکہ غلام اپنے صاحب کی فرمانبرداری اور اُس کے آداب کے قبول کرنے کے واسطے زیادہ تر راغب ہوتا ہے اور اپنی علیحدگی سے ناامید - اپنی ذات کی خدمت کے واسطے خدمتگاروں میں سے وہ شخص اختیار کرنا چاہئے جو کہ زیادہ تر عقلمند اور دانا اور شگفتہ اور باحیا اور با دیانت ہو اور تجارت کے کام کے واسطے جو شخص پرہیزگار اور کفایت اندیش اور کسب کرنے مال میں مہارت رکھتا ہو اور عمارت املاک کے واسطے جو شخص بڑا قوی اور زیادہ تر جلدی کرنے والا اور کارکن ہو - اور چارپایوں کے چرانے کے واسطے جو کوئی بڑا قوی دل اور بلند آواز اور کم خواب ہو اور غلام حسب اختلاف طبیعتوں کے تین قسم کے ہوتے ہیں - اول اصیل بالطبع دوم غلام بالطبع سوم بندہ شہوت پہلے قسم کو مثل اولاد کے رکھنا چاہئے اور نیک آداب کے حاصل کرنے کی رغبت دینی چاہئے دوسرے قسم کو مثل چارپایوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے خدمت استعمال کرنا چاہیئے اور اُن کو ریاضت کش رکھا جاوے - تیسرے قسم کو بقدر ضرورت اپنے مطلوب اور مرغوب پر بھی پہچانا چاہیئے اور اُنکو سیاست اور اہانت کے ساتھ خدمت بتلانی چاہیئے - تمام انسانوں سے اہل عرب فصاحت اور سخنگوئی اور دانائی میں امتیاز رکھتے ہیں اِلّا ظلم اور قوت شہوت سے متصف ہیں - اہل عجم عقل اور فہمید اور لطافت اور دانائی میں ممتاز ہیں مگر حیلہ گر اور اہل حرص ہوتے ہیں - اہل روم وفاداری اور امانت اور دوستی میں ممتاز ہیں اِلّا بُخل اور حرص سے نامزد ہیں - اہل ہند قوت حس اور دانائی اور فہم میں ممتاز ہیں اِلّا تکبر اور بدنیتی اور مکر اور تہمت لگانے میں مشہور ہیں - اس باب میں جملہ کلام یہ ہے جو بیان کی گئی - واللہ اعلم بالصواب

تیسرا مقالہ مدن کی سیاست کے بیان میں ہے اسمیں آٹھ فصلیں ہیں پہلی فصل میں بیان ہے سبب احتیاج خلقت کا تمدن کی طرف اور تشریح ہے ماہیت اور فضیلت اس علم کی

پہلے اِس سے ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہر ایک موجود کے واسطے ایک طرح کا کمال ہے - بعضے موجودات کا کمال اصل پیدایش میں اُن کے وجود کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور بعض کا کمال اُن کے وجود سے مابعد عارض ہوتا ہے - پہلا قسم اجرام سماوی ہیں دوسرا قسم مرکبات ارضی - جب موجود کا کمال بعد وجود اُس کے کے عارضی ہوتا ہے اُس کے واسطے نقصان سے کمال کی طرف حرکت کرنی ضروری ہوگی اور وہ حرکت بجز مددگاری اور اعانت کسی سبب کے جو بعضے اُن سببوں سے مکملات ہوتے ہیں اور بعضے معدات نہیں ہو سکتے - اِلّا مکملات مثل اُن صورتوں کے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے حکم سے نطفہ پر عارضی ہوتے ہیں جس کے ہونے سے نطفہ کی حیثیت چھوڑ کر کمال انسانی پر پُہنچتا ہے - اِلّا معدات مثل غذا وغیرہ کے ہیں جو بدن کے لئے مادہ ہیں اور جس کے سبب سے نشو ونما بقدر امکان ظہور میں آتا ہے - اصل میں مدد اور اعانت تین وجہ پر ہوتی ہے - اوّل وہ کہ اعانت کرنے والی چیز جزو اُس چیز کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بن جائے جو کہ اعانت کی محتاج ہے یہ اعانت مادہ کی ہے۔ دوسرا وہ کہ اعانت کرنیوالی چیز وسیلہ اور واسطہ ہو درمیان اُس چیز کے جو کہ اعانت کی محتاج ہے اور درمیان فعل اُس کے کے یہ اعانت آلہ کی ہے۔ تیسرا وہ کہ اعانت کرنے والے کا اپنی ذات میں ایک ایسا فعل ہے کہ وہ اُس چیز کے حق میں جو محتاج اعانت کی ہے ایک طرح کا کمال ہے یہ اعانت خدمت کی ہے۔ اِس کے دو قسم ہیں ایک وہ کہ بالذات اعانت کرے یعنے علت غائی فعل اُس کے کی اعانت کرنی ہے دوسرا وہ جو بالعرض اعانت کرے یعنے علت غائی اُس کے فعل کی اَور امر ہے اعانت تبعًا حاصل ہو جاتی ہے۔ اعانت مادہ کی یہ مثال ہے جیسا کہ نباتات حیوانات کے حق میں کہ جس سے وہ غذا حاصل کرتے ہیں اور اعانت آلہ کی مثال جیسا کہ پانی قوت جاذبہ کی اعانت کرتا ہے اعضاء کے لئے غذا پہنچانے کے واسطے۔ اعانت خدمت بالذات کی یہ مثال ہے جیسا کہ غلام اپنے صاحب کی خدمت کرے۔ اعانت خدمت بالعرض کی یہ مثال ہے جیسا کہ چرواہا اپنے مال مویشی کی خدمت کرتا ہے۔ حکیم ثانی ابوالفرقانی نے جو اِس مقالہ میں اکثر اُس کے قول نقل کئے گئے ہیں بیان کیا ہے کہ سانپ بالذات خدمتگار عناصروں کے ہیں کیونکہ حیوانات کے کاٹ کھانے سے کہ موجب شکستہ ہونے ترکیب بدنی کا ہے کچھ کسی طرح کا نفع نہیں۔ اور چارپایہ درندہ بالعرض خدمتگار ہیں جو غرض ان کی درندگی سے اپنا نفع ہے اور شکستہ ہونا ترکیب بدنی کا بالعرض لازم آتا ہے۔ اس مقدمہ کی تقریر کرنے کے بعد ہم بیان کرتے ہیں کہ عناصر اور نباتات اور حیوانات تینوں اعانت بنی نوع انسان کی کرتے ہیں ہم ازروئے مادہ اور ہم بطریق آلہ اور ہم بطور خدمت اور انسان اِن کی اعانت صرف بطریق خدمت بالعرض کے کرتا ہے کیونکہ انسان سب سے شریف زیادہ ہے اور یہ تینوں خسیس زیادہ ہیں اور خسیس چیز کو چاہئے کہ خدمت خسیس کی بھی کرے اور شریف کی بھی کرے اور اشرف کو لایق نہیں کہ خدمت کسی چیز کی کرے اِلّا جو کہ شرافت میں مثل اس کے ہو اور انسان اپنے نوع کی اعانت بطریق خدمت کے کرتا ہے نہ بطریق مادہ کے اور نہ بطریق آلہ کے اور حیثیت انسان ہونے سے کسی چیز کی اعانت بطریق مادہ کے نہیں کر سکتا کیونکہ اس حیثیت سے ایک جوہر مجرد ہے۔ جیسا کہ انسان عناصر اور مرکبات کی طرف محتاج ہے تاکہ وہ تینوں طرح پر اعانت اس کی کریں ویسا ہی اپنے نوع

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی طرف بھی محتاج ہے تا بطریق خدمت کے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اور حیوانات عناصر اور نباتات کی طرف مُحتاج ہیں اِلّا احتیاج ان کی اپنے نوع کی طرف مختلف طور پر ہے کیونکہ بعضے قسم حیوانات کے مثل حیوانات پیدایشی اور مثل اکثر حیوانات آبی کے جو تولد اور تناسل ہیں جمع ہونے نر اور مادہ کے محتاج نہیں بلا معاونت اور مدد ایک دوسرے کے رہ سکتے ہیں اِنکو جمع ہونے سے کچھ فائدہ نہیں ہے اور بعضے قسم کے حیوانات مثل اُن حیوانات کے جو اپنے نوع کی محافظت میں جفت ہونے کے محتاج ہیں بعد پرورش کرنے اپنے بچوں کے مدد اور اعانت اور جمعیت کے محتاج نہیں ہوتے پس جمع ہونا ان کا جُفت ہونے اور نشو و نما دینے بچوں کے موقع پر ضروری ہے بعد اُس کے ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور بعضے قسم حیوانات کے مثل شہد کی مکھیوں اور کیڑوں کے اور بعضے اقسام پرندوں کے محافظت جسم اور نوع کے لئے اعانت اور جمعیت کے محتاج ہوتے ہیں۔ اِلّا نباتات کو عناصر اور معدنیات کی طرف احتیاج ہوتی ہے از روے مادہ اور آلہ اور خدمت کے۔ احتیاج از روے مادہ کے ظاہر ہے اور از روے آلہ کے جیسا کہ محتاج ہونا تخم نباتات کا ایسی چیز کی طرف جو اُس کو پوشیدہ رکھے اور آفت سردی اور گرمی سے محفوظ رکھے تا زمین سے سرسبز ہو نکلے۔ اور از روے خدمت کے جیسا کہ اقسام نباتات اُن پہاڑوں کے محتاج ہیں جن میں چشمہ جاری ہوں۔ اور نباتات کو آپس میں ایک دوسرے کی طرف بھی واسطے حفظ نوع کے احتیاج ہوتا ہے مثل درخت خرما کے۔ جو مادہ بغیر نر کے بار ور نہیں ہوتا۔ اِلّا حفاظت جسم کے واسطے ایک دوسرے کے محتاج نہیں ہوتے مگر شاذ و نادر مثل درخت کدو کے کہ جب تک ہر ایک شاخ اُس کی کے نیچے کوئی چیز اُٹھانے والی اور سہارا دینے والی نہ ہو تو تلف ہو جاتا ہے ویسا ہی حال ہے درخت انگور وغیرہ کا۔ اور مرکّبات عنصروں کی طرف تینوں طرح سے محتاج ہیں یعنے از روے مادہ اور آلہ اور خدمت۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ چار چیزیں یعنے عناصر اور معدنیات اور نباتات اور حیوانات بعض ان میں سے اُن بعض کی خدمت کریں جو رتبہ میں اُن سے فروتر ہیں جیسا کہ تمثیل سانپ میں ہم نے بیان کیا ہے۔ اِلّا اس حیثیت سے وہ چیز خسیس تر ہوتی ہے۔ الغرض مطلب اِس تفصیل سے یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو جو تمام موجودات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عالم سے اشرف ہے دوسرے قسموں سے مدد لینے کی اور اپنے نوع کے مدد دینے اور لینے کی طرف احتیاج ہے بقائے شخص اور بقائے نوع کے واسطے دیگر انواع کی طرف محتاج ہونا اُس کا ظاہر ہے زیادہ تر تفصیل اس کی کی ضرورت نہیں۔ اِلّا بیان اس بات کا کہ انسان اپنے نوع کی طرف مدد کا محتاج ہے اسی طرح پر ہے کہ اگر ہر ایک شخص کو واسطے طیار کرنے غذا اور لباس اور مکان سکونت اور ہتھیاروں کے خود تنہا مشغول ہونا پڑتا تو پہلے سامان اور آلات نجّاری اور آہنگری کے حاصل کرتا اور پھر اُن کے ذریعہ سے آلات اور سامان زراعت اور کاٹنے اور پیسنے اور خمیر کرنے اور کپڑہ بننے وغیرہ کاموں اور صناعتوں کا طیار کرتا بعد طیار ہونے کے اِن کاموں میں مصروف ہوتا تو اس قدر مدت تک بغیر غذا کے زندگی اُس کی وفا نہ کرتی اور ان جملہ امور میں وقت اُس کا منقسم ہو کر ایک کے انجام دینے پر بھی قدرت نہ ہوتی۔ اِلّا جب ایک دوسرے کی اعانت کریں اور ہر ایک شخص ایک ایک کام کے انجام دینے میں اپنے مقدار گذارہ سے زیادہ تر قیام کرے اور جس قدر اپنے گذارہ سے زیادہ کیا ہے وہ دوسرے لوگوں کو دیکر اور اُن سے حاصل عمل اُن کے کا معاوضہ اُس کے میں از روے عدالت اور انصاف کے وصول کرے تو سامان معاش کا میسّر ہو جائے اور قیام وجود بقائے نوع جیسا کہ اب ہے ظہور میں آئے اور ان معنے ہی سے مراد ہے جو کہ حدیثوں میں مذکور ہے کہ جب حضرت آدم علٰی نبیّنا علیہ السلام دنیا میں آئے اور غذا طلب کی اُن کو ہزار کام کرنا پڑا تا روٹی پختہ ہوئی اور ایک کام علاوہ ہزار کام مذکورہ بالا کے یہ تھا کہ روٹی سرد کی اور پیچھے سے اُس کو تناول کیا۔ حکماء کی اِس عبارت سے بھی معنے پائے جاتے ہیں کہ ہزار آدمی کام کرنے والا چاہیے تا ایک لقمہ میسّر ہو۔ جب ہزار کارنی نوع انسان کا اوپر اعانت ایک دوسرے کی منحصر ہے اور اعانت تب ظہور میں آسکتی ہے کہ ایک دوسرے کے کاموں میں عدل اور مساوات سے قیام کریں پس مختلف ہونا صناعتوں کا جو اختلاف ارادوں سے وقوع میں آتا ہے موجب انتظام کا ہے کیونکہ اگر تمام آدمی ایک ہی صناعت پر اتفاق کرتے تو وہی حال لازم آتا جو پہلے بیان ہو چکا ہے اس سبب سے اللہ تعالے کی حکمت نے ہر ایک کے ارادہ اور خواہش کو مختلف کاموں اور صناعتوں کی طرف پیدا کیا تا ہر ایک علحدہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علیحدہ شغلوں میں رغبت کرے بعضے کام شریف ہیں اور بعضے خسیس اور ہر ایک پنے کام کے استعمال کرنے میں خوشدل اور رضا مند ہے اور ویسا ہی حالات ان کی دولتمندی اور تنگدستی اور دانائی اور کند ذہنی میں مختلف پیدا کئے کیونکہ اگر تمام آدمی دولتمند اور تونگر ہوتے تو ایک دوسرے کی خدمت نہ کرتے اور اگر سب درویش اور تنگدست ہوتے تو بھی کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا پہلی صورت میں بہ سبب بے احتیاجی کے اور دوسری صورت میں بباعث اس کے کہ کوئی عوض خدمت کے دینے پر قدرت نہ رکھتا۔ جب جملہ ہنر اور صناعتیں شرف اور خساست میں مختلف ہیں یعنے بعضی صناعتیں شریف ہیں اور بعضی خسیس۔ اگر تمام آدمی عقل اور تمیز میں مساوی ہوتے تو ایک ہی طرح کی صناعت اور ہنر اختیار کرتے اور دیگر اقسام صناعتوں کے متروک رہتے اور مطلوب حاصل نہ ہوتا یہی معنے ہیں اُس قول کے جو حکما نے کہا ہے لو تساوی الناس لہلکو جمیعاً یعنے اگر مساوی ہوتے آدمی تو البتہ ہلاک ہو جاتے سب۔ جب بعضے آدمی نیک تدبیر کرنے میں ممتاز ہیں اور بعضے زیادتی قوت میں اور بعضے دبدبہ اور شوکت میں اور بعضے کفایت اندیشی میں اور بعضے عقل اور تمیز سے بالکل خالی۔ دانشمندوں کے واسطے وہ لوگ مثل آلات اور ادوات کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر جملہ کام جو ظاہر انظر آتے ہیں بنائے گئے ہیں اور ہر ایک کا مصروف اور مشغول ہونا اپنے اپنے کاموں میں موجب قائمی اور انتظام جہان کا ہوا ہے جب قائم رہنا وجود بنی نوع انسان کا بغیر اعانت اور مددگاری ایک دوسرے کے محال ہوا اور اعانت بغیر جمع اور یکجا ہونے کے ناممکن ہے پس انسان جمع اور یکجا رہنے کے واسطے بالطبع محتاج ہوا اور اس قسم کے یکجا رہنے کو جس کی تشریح ہم نے بیان کی ہے تمدّن کہتے ہیں اور تمدّن مدینہ سے مشتق ہے اور مدنیہ مکان جمع ہونے اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو طرح طرح کے اہل ہنر اور حرفہ اور اہل صناعت ہوتے ہیں اور اعانت ایک دوسرے کی جو موجب درتمادہ کا ہو عمل میں لاتے ہیں اور جیسا کہ ہم نے حکمت منزلی میں بیان کیا ہے کہ مراد منزل اور گھر سے مکان سکونت کا نہیں ہے بلکہ بطور خاص جمع ہوتا اہل مسکن کا ہے اس مقام میں بھی مدنیہ سے محل سکونت اہل مدنیہ کا مراد نہیں ہے بلکہ ایک جمعیت اہل مدنیہ کی جو خاص طور پر ہو وہ مراد ہے۔ وہ جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قول حکما کا ہے کہ الانسان مدنی بالطبع یعنے انسان اُس اجتماع کی طرف جس کا نام تمدّن ہے بالطبع محتاج ہے اُس سے یہی معنے مراد ہیں۔ جبکہ آدمیوں کے ارادے اور خواہشیں مختلف طور پر ہیں اور توجہ اور سعی ہر ایک کی اپنے اپنے مطلبوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ مثلاً ایک شخص کا قصد واسطے حصول لذّت کنے ہے اور دوسرے کا ارادہ حاصل کرنے کسی منصب اور بزرگی کے لئے ہے پس اگر ان کو مطلق العنان اور باختیار خود چھوڑا جاوے تو اعانت کرنی ایک دوسرے کی ظہور میں نہیں آتی کیونکہ زبردست آدمی سب کو اپنا فرمانبردار کرلے گا اور اہل حرص جمیع نعمتوں کو خاص اپنے واسطے چاہے گا جب تنازع اور جھگڑا باہم برپا ہوا تو ایک دوسرے کے مارنے اور ہلاک کرنے میں مشغول ہوں گے پس ضرورتاً کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ پر جو لایق اُس کے ہو قانع ہوکر اپنے حق پر فائز ہوجائے اور ہاتھ ہر ایک کا ظلم اور تصرّف کرنے حق غیر سے کوتاہ ہو اور جو شخص جس شغل کا ذمہ وار ہے اُس کے ذریعہ سے اعانت کرنے میں مصروف ہوجائے اس تدبیر کا نام سیاست ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے مقالہ کی عدالت کے باب میں ذکر کیا ہے کہ سیاست کے لئے شریعت اور حاکم اور دینار کی احتیاج پڑتی ہے پس اگر یہ تدبیر واجبی طور پر موافق قاعدہ حکمت کے ظہور میں آوے اور اُس کمال پر جو بالقوہ انسانوں میں موجود ہے فائز کردے تو اس کو سیاست الٰہی کہتے ہیں ورنہ جس چیز کو یہ پیدا کرنے والی ہو اُس سے نسبت کی جاتی ہے حکیم ارسطاطالیس نے سیاست مفرد کے چار قسم کئے ہیں اوّل سیاست ملک دوم سیاست غلبہ۔ سوم سیاست کرامت۔ چہارم سیاست جماعت۔ اِلّا سیاست ملک تدبیر کرنی ہے ایک جماعت کی نسبت ایسی وجہ پر جو اُن کو فضائل حاصل ہوجائیں اس کو سیاست فضلا کہتے ہیں۔ اِلّا سیاست غلبہ کمینہ لوگوں کے امور میں تدبیر کرنی ہے اس کو سیاست خساست کہتے ہیں۔ اِلّا سیاست کرامت اُس جماعت کے امور میں تدبیر کرنی ہے جو اہل رتبہ اور منصب ہیں۔ اِلّا سیاست جماعت فرقہ ہائے مختلف کے حال میں بموجب قواعد اور احکام شریعت کے تدبیر کرنی ہے۔ اور سیاست ملک ان سب سیاستوں کو اپنے اپنے اہل سیاستوں پر تقسیم کر دیتی ہے اور ہر ایک سے اپنی اپنی سیاست خاص کی نسبت باز پرس اور مواخذہ کرتی ہے تا کمال ان کا قوہ سے فعل میں ظہور کرے پس یہ سیاست

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منجملہ سیاستوں کی سیاست ہوئی۔ اور سیاست ملک اور سیاست جماعت کا جو باہم تعلق ہے وہ اس طرح پر ہے کہ بعض لوگوں کی سیاست افعالوں سے تعلق رکھتی ہے مثل معاملات وغیرہ کاموں کے اور بعض لوگوں کی احکام عقلی سے متعلق ہے مثل تدبیر ملک اور انتظام اور ترتیب شہر کے۔ کوئی شخص لایق اس بات کے نہیں ہے۔ کہ بدون غلبہ عقل اور زیادتی تمیز کے ان دونوں قسموں سے کسی قسم کا متعہد اور ذمہ وار ہوسکے۔ کیونکہ مقدم اور شریف ہونا اس کا غیر پر اگر کسی خصوصیت کے ذریعہ سے نہ ہوگا تو موجب پیدا ہونے مخالفت اور تنازع کا ہے پس اوضاع کی تجویز کرنے کے واسطے کسی ایسے شخص کی طرف احتیاج پڑی جو الہام الٰہی سے ممتاز ہوتا سب لوگ اُس کی فرمانبرداری کریں اور اُس شخص کو متقدمین صاحب ناموس کہتے ہیں اور اوضاع اُس کے کو ناموس الٰہی اور محدث لوگ اُس کو شارع اور اوضاع اُس کے کو شریعت کہتے ہیں۔ اور حکیم افلاطون نے کتاب سیاست کے پانچویں مقالہ میں ان گروہ کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ ہم اصحاب القوی العظیمہ الفایقتہ یعنے وہ لوگ صاحب قوت بزرگ اور اہل فوقیت کے ہیں۔ اور ارسطا طالیس نے کہا ہے کہ ہم الذین عنایۃ اللہ بہم اکثر کہ وے وہ لوگ ہیں جن پر عنایت اللہ تعالے کی بہت ہے۔ اور احکام کی تجویز کرنے کے واسطے ایسے شخص کی ضرورت پڑی جو دوسروں کی نسبت سے مدد اور تائید الٰہی سے ممتاز ہوتا اُس کو منصب کمال کرنے لوگوں کا حاصل ہو جائے اس شخص کو متقدمین ملک علے الاطلاق کہتے ہیں اور احکام اُس کے کو صناعت ملک اور محدثین اُسکو امام اور فعل اُس کے کو امامت کہتے ہیں۔ اور افلاطون اُس کو مدبر عالم کہتا ہے اور ارسطا طالیس انسان مدنی یعنے وہ انسان کہ اُس کے وجود سے تمدن کی قائمی ہوتی ہے اور ایک جماعت کے محاورہ میں پہلے شخص کو ناطق کہتے ہیں اور دوسرے کو اساس۔ اور جاننا چاہئے کہ اس مقام میں ملک سے مراد وہ شخص نہیں ہے کہ جس کے پاس گھوڑے اور لشکر اور ملک ہو۔ بلکہ وہ شخص مراد ہے کہ فی الحقیقت استحقاق ملک ہونیکا رکھتا ہو اگرچہ ظاہرا کوئی آدمی اُس کی طرف التفات نہ کرے۔ اگر سوائے ایسے شخص کے کوئی اور اس منصب پر فائز ہو جائے گا تو ظلم اور بے انتظامی ملک میں پھیل جائے گی الغرض ہر زمانہ اور وقت میں اہل ناموس یعنے پیغمبر کی احتیاج نہیں ہوتی کیونکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک شریعت بہت زمانہ کے لوگوں کے واسطے کافی ہوتی ہے اِلّا ہر زمانہ میں مدبر یعنے بادشاہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اگر تدبیر منقطع اور موقوف ہو جائے تو بنی نوع انسان کا بقا اچھی طرح پر نہیں رہ سکتا۔ اور بادشاہ محافظت شریعت کی کرتا ہے اور اُس کے مراسم اور احکام کے بجا لانے کے واسطے لوگوں کو تکلیف اور ترغیب دیتا ہے اور حسب مصلحت وقت جزئیات شریعت میں تصرف کرنے کا اُس کو اختیار ہوتا ہے اِس بیان سے معلوم ہوا کہ حکمت مدنی جس پر یہ مقالہ مشتمل ہے وہ علم ہے کہ جس میں توجہ ہوتی ہے اُن قوانین کلّی کی طرف کہ موجب عام لوگوں کی مصلحت کا ہوں اس نظر سے کہ ایک دوسرے کی اعانت کے ذریعہ سے کمال حقیقی کی طرف متوجہ ہوں*

اور موضوع اِس علم کا وہ ہیئت جماعت کی ہے کہ جمع ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور محل صادر ہونے اِن کے افعال کا ہووے۔ اور اِس سبب سے کہ ہر اہل صناعت اور اہل حرفہ اپنے کام اور صناعت میں اُس جہت سے خیال کرتا ہے کہ جو متعلق اُس صناعت کے ہو نہ بلحاظ نیکی اور بدی کے مثلاً طبیب کو ہاتھ کے علاج کرنے میں یہ خیال ہوتا ہے کہ اُس کو وہ اعتدال حاصل ہو جائے جس کے سبب سے اپنے افعالوں پر قادر ہو اور اس بات کا لحاظ نہیں ہوتا کہ افعال اُس کے نیک ہوں یا بد اور صاحب صناعت کا خیال جمیع اہل صناعات کے افعال میں اس جہت سے ہوتا ہے کہ نیک ہوں یا بد پس یہ صناعت رئیس جملہ صناعات کی ہوئی۔ اور نسبت اس کی دیگر صناعات کے ساتھ مثل نسبت علم الٰہی کی ہے دیگر علوم کے ساتھ۔ جب بنی نوع انسان بقا اپنے وجود اور نوع کے لیئے ایک دوسرے کی طرف محتاج ہے اور کمال کو پہنچنا ان کا بغیر بقا کے محال ہے پس کمال کو پہنچنے کے واسطے ایک دوسرے کی طرف محتاج ہوئے جب یہ بات متحقق ہوئی تو کمال اور تمام ہونا ہر ایک شخص کا دیگر اشخاص پر موقوف ہوا پس انسان پر واجب ہے کہ اپنے نوع کے ساتھ ورتارہ اور اختلاط مددگاری کے طور پر رکھے ورنہ طریق عدالت سے منحرف سمجھا جائے گا اور اُس کو ظالم تصور کیا جائے گا۔ اس طریق پر ورتارہ اور اختلاط اُس وقت ہو سکتا ہے جب کیفیت اُس کی پر اور اُن وجوہات پر جو موجب انتظام کا یا باعث خرابی اور فساد کا ہوں بخوبی واقفیت حاصل کی ہو اور وہ علم کہ جس سے ہر ایک نوع کی تعریف معلوم ہو جائے حاصل کر لیا ہو اور وہ علم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حکمت مدنی ہے پس ہر ایک شخص پر اس علم کا حاصل کرنا ضروری ہوا تا فضیلت کے حاصل کرنے پر قادر ہو سکے۔ ورنہ اُس کا ورتارہ اور معاملہ ظلم سے خالی نہ ہوگا اور بموجب اپنے قدر اور منزلت کے باعث خرابی جہان کا ہوگا۔ اِس سبب سے شمولیت اِس علم کے منفعت کی معلوم ہوگئی۔ جیسا کہ طبیب جب صناعت میں ماہر ہو جاتا ہے تو محافظت صحت بدن انسان اور زائل کرنے مرضوں پر قادر ہو جاتا ہے ویسا ہی اہل اِس علم کا جب اپنی صناعت میں ماہر ہو جاتا ہے تو محافظت صحت مزاج عالم پر جس کو اعتدال حقیقی کہتے ہیں اور دور کرنے انحراف اُس کے پر قادر ہو جاتا ہے حقیقت میں وہ طبیب عالم کا ہو جاتا ہے۔ الغرض ثمرہ اس علم کا جہاں میں اشاعت نیکی کی ہے اور دور کرنا بدی کا موافق طاقت انسانی کے۔

جب ہم بیان کر چکے ہیں کہ موضوع اس علم کا ایک ہیئت جمع ہونے بہت آدمیوں کی ہے اور جمع ہونا آدمیوں کا از روئے عموم اور خصوص کے مختلف طور پر ہے۔ پس معنے جمع ہونے آدمیوں کے ہر طرح سے جو ہو معلوم کرنے چاہئیں اب میں بیان کرتا ہوں کہ پہلا قسم جمع ہونے آدمیوں کا جمع ہونے گھر کے آدمیوں کا ہے تشریح اُس کی بیان ہو چکی ہے دوسرا قسم جمع ہونا اہل محلہ کا ہے بعد اُس کے جمع ہونا اہل شہر کا بعد ازاں جمع ہونا بڑی بڑی قوموں اور بہت قسم کے آدمیوں کا بعد اُس کے جمع ہونا اہل جہان کا۔ جیسا کہ ہر شخص ایک جزو گھر کے لوگوں کی ہوتا ہے ویسا ہی گھر کے لوگ ایک جزو اہل محلہ کی ہوتے ہیں اور اہل محلہ ایک جزو شہر کے لوگوں کی اور شہر کے لوگ ایک جزو امت کی ہوتے ہیں اور امت ایک جزو جہان کی ہے۔ اور ہر جماعت کا ایک رئیس ہوتا ہے جیسا کہ گھر کے بیان میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ رئیس گھر کا تابع رئیس محلہ کے ہوتا ہے اور رئیس محلہ کا تابع رئیس شہر کے اور اسی طرح رئیس عالم تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وہ سب رئیسوں کا رئیس ہوتا ہے اور وہ بادشاہ مطلق ہوتا ہے اور نظر اُس کی جہان اور اجزاے جہان کے حال میں مثل نظر طبیب کے ہے بدن اور اجزاے بدن کے حال میں اور مثل نظر مالک گھر کے گھر اور اجزاے گھر کے حال میں۔ اور وہ دو آدمی کہ ایک صناعت اور ایک علم میں شراکت رکھتے ہوں اُن میں ریاست ثابت ہوتی ہے یعنے اُن دونوں میں سے جو شخص اُس صناعت میں کامل ہوگا وہ رئیس ہوگا۔ دوسرے آدمی کو اُس کی اطاعت کرنی چاہیے تا کمال کی طرف متوجہ ہو اور تمام آدمیوں کا انتہا اُس ایک شخص کی طرف ہوگا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ ازروے استحقاق سب کا مطاع اور پیشواے نوع انسان کا ہو یا ایسے بہت آدمیوں کی طرف جو بباعث اتفاق راے کے مثل اُس ایک آدمی کی ہوں۔ جیسا کہ رئیس جہان کا اجزائے جہان میں نگرانی رکھتا ہے اس سبب سے کہ اُس کو عام اجزاے کے ساتھ تعلق ہے ویسا ہی رئیس ہرجماعت کو اپنی جماعت کے حال میں ایسی وجہ پر کہ موجب صلاحیت ان کی کا ہو نظر ہوتی ہے اوّلاً عموماً اور ثانیاً خصوصاً ہر ایک جزو کے حال میں۔

تعلق اجتماعات کا ایک دوسرے کے ساتھ تین قسم پر ہوتا ہے اوّل وہ کہ ایک جماعت جزو دوسری جماعت کی ہو مثل گھر اور شہر کے۔ دوم وہ کہ ایک جماعت شامل اور حاوی دوسری جماعت کی ہو مثل امت اور شہر کے۔ سوم وہ کہ ایک جماعت خادم اور مددگار دوسری جماعت کی ہو مثل گاؤں اور شہر کے کیونکہ اجتماع اہل دیہات کا ناقص ہوتا ہے اس لیے کہ ہر ایک شخص بہت وجہ سے خدمت اجتماع اہل شہر کی کرتا ہے۔ ان تینوں قسموں کی اعانت اور مددگاری باہم گرازروے مادہ اور آلہ اور خدمت کے مثل اعانت دیگر انواع کے ہے جو باہم اُن کے ہو جیسا کہ پہلے اس سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب اہل جہان کا انتظام اس طریق پر بنایا گیا ہے پس جو لوگ احتیاط چھوڑ کر تنہائی اور جدائی کی طرف میل کرتے ہیں اِس فضیلت سے محروم رہتے ہیں کیونکہ اختیار کرنا وحشت اور گوشہ نشینی کا اور روے گردانی کرنی مددگاری اپنے ہمجنسوں سے باوجود احتیاج کے محض جور اور ظلم ہے بعضے لوگ اس جماعت سے اِس فعل کو فضیلت تصوّر کرتے ہیں مثل اُن لوگوں کے جو حجرہ اور پہاڑ کی غاروں میں تنہائی اختیار کرتے ہیں اور اس کا نام زہد اور ترک دنیا قرار دیتے ہیں اور جو لوگ دوسروں کی مدد اور دستگیری کے امیدوار ہو کر اپنی مدد ہی کو بالکل ترک کرتے ہیں اس کا نام توکل رکھتے ہیں اور جو لوگ سیر کے طریق پر شہر بشہر پھرتے ہیں کسی جگہ مقام اور اختلاط جو باعث الفت اور محبت کا ہو نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ ہم جہان کے حال سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور اس کو فضیلت جانتے ہیں۔ یہ لوگ دوسرے لوگوں کا رزق پیدا کیا ہوا کھاتے ہیں اور بدلہ اور عوض اُس کا ادا نہیں کرتے غذا ان کی کھاتے ہیں اور لباس ان کا پہنتے ہیں قیمت ادا نہیں کرتے اور جو مراتب باعث انتظام اور کمال نوع انسان کا ہے اُس سے روے گرداں ہیں۔ جب یہ سبب گوشہ نشینی اور وحشت کے جو رذائل اُن کی طبیعت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں بالقوہ موجود ہیں ظاہر نہیں ہوتے کوتہ اندیش لوگ اُن کو اہل فضیلت تصور کرتے ہیں یہ ظن اُن کا غلط ہے کیونکہ عفت اور پرہیزگاری اس کو نہیں کہتے کہ بالکل خواہش شکم اور شہوت اور مجامعت کو ترک کیا جائے بلکہ عفت وہ ہے کہ ہر ایک چیز کے حق اور انداز کو نگاہ رکھیں زیادتی اور کمی سے پرہیز کریں۔ اور عدالت اس کو نہیں کہتے کہ جن آدمیوں کو نہ دیکھیں اُن پر ظلم نہ کریں۔ بلکہ عدالت وہ ہے کہ ورتارہ اور معاملہ لوگوں کے ساتھ انصاف سے کریں۔ اور جبتک کوئی شخص آدمیوں سے اختلاط نہ رکھے گا سخاوت اُس سے کب ظاہر ہوگی۔ اور جب تک کسی خوفناک محل میں نہ پڑے گا شجاعت اُس کی کیونکر عمل میں آوے گی۔ اور جب تک صورت کسی مرغوب اور مطبوع کی نہ دیکھے اثر پرہیزگاری اُس کی کا کب ظاہر ہوتا ہے اگر غور کی نظر سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ اس قسم کے آدمی جمادات اور مُردوں سے مشابہت رکھتے ہیں نہ اہل فضل اور تمیز کے ساتھ۔ کیونکہ اہل فضل اور تمیز اُن امور سے جو اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے بنائے ہیں انحراف نہیں کرتے اور اپنے طریقہ اور عادت میں حتے الامکان حکمت الٰہی کی پیروی کرتے ہیں اور اس امر میں اُسی سے توفیق چاہتے ہیں انہ خیر موفق و معین ۔

دوسری فصل میں فضیلت محبت اور اقسام اُس کے کا بیان ہے کہ پیوند اور رابطہ اجتماعات کا محبت کے ذریعے سے ہوتا ہے

جب انسان ایک دوسرے کی طرف محتاج ہے اور کمال ہر ایک کا دوسروں کے وجود پر منحصر ہے اور طلب کرنا مدد کا ضروری ہے کیونکہ کوئی شخص تنہا کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ جیساکہ بیان کیا گیا ہے پس ایسی تالیف کی احتیاج پڑی کہ جس کے ذریعہ سے تمام آدمی ایک دوسرے کی مدد کرنے میں مثل اعضا ایک بدن کے ہوجائیں جب انسان کو بالطبع متوجہ کمال کی طرف پیدا کیا گیا ہے پس بالطبع محتاج اس تالیف کا ہوا اور اشتیاق تالیف کو محبت کہتے ہیں اور پہلے اس سے ہم نے اس بات کا اشارہ کیا ہے کہ محبت عدالت سے افضل ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ عدالت موجب اتحاد صناعی کا ہے اور محبت موجب اتحاد طبعی کا اور امر صناعی امر طبعی کی نسبت سے مثل پوست اور چھلکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے ہے اور صناعت پس روے اور اقتدا ے کرنیوالی طبیعت کی ہے پس
معلوم ہوا کہ احتیاج عدالت کے جملہ فضایل انسانی سے کامل تر ہے محافظت
انتظام نوع کے واسطے بہ سبب فقدان اور نا ہونے محبت کے ہے کیونکہ اگر محبت
لوگوں میں موجود ہوتی تو انصاف دینے اور انصاف چاہنے کی حاجت نہ پڑتی
اور ازروے لغوی معنوں کے انصاف نصف سے مشتق ہے یعنے انصاف
کرنے والا متنازع فیہ چیز کو متخاصمین کے حق میں نصف نصف تقسیم کردے
اور نصف کرنا لوازمات کثرت سے ہے اور محبت موجبات اتحاد سے ہے پس
ان وجوہات سے فضیلت محبت کی عدالت پر معلوم ہوگئی - بعض حکماے
متقدمین نے تعریف اور تعظیم محبت میں بڑا مبالغہ بیان کیا ہے کہ تمام موجودات
کا قیام محبت کے باعث سے ہے اور کوئی موجود محبت سے خالی نہیں ہوسکتا
جیسا کہ وجود اور وحدت سے کوئی موجود خالی نہیں ہے - مگر محبت کے بہت درجے
ہیں اور بہ سبب اختلاف مدارج اُس کے کے موجودات بھی مدارج - کمال اور
نقصان میں مختلف طور پر ہوتے ہیں - اور جیسا کہ محبت موجب قوام اور کمال
کا ہے ویسا ہی غلبہ موجب فساد اور نقصان کا ہے اور سرایت کرنی اُس کی
موجودات میں موافق نقصان ہر قسم کے لوگوں کے ہوسکتی ہے - اس قوم کو
اصحاب محبت اور غلبہ کا کہتے ہیں حکماے دیگر نے اگرچہ اس مذہب کی تشریح
نہیں کی اِلّا فضیلت محبت کے وہ مقر اور قائل ہیں اور اسبات کی اُنھوں نے
تشریح کی ہے کہ جملہ موجودات میں عشق نے سرایت کی ہوئی ہے - جب اصلی معنے
محبت کے طلب کرنا اتحاد کا ہے اُس چیز کے ساتھ کہ جس کا اتحاد طالب کے تصور
میں کمال ہو اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ کمال اور شرف ہر موجود کا موافق اُس
وحدت کے ہے کہ جو اُس پر عطا ہوئی ہے پس محبت کرنی طلب کرنا شرف اور فضیلت
اور کمال کا ہوا جس شخص میں یہ طلب زیادہ تر ہے شوق اُس کا کمال کی طرف
زیادہ ہے اور کمال پر پہنچنا اُس کا اُس پر آسان - متاخرین کے نزدیک محبت اور
اور ضد محبت کو اُس مقام میں استعمال کرتے ہیں کہ جہاں قوت نطق کا دخل ہو
پس عنصر جو اپنے مرکزوں کی طرف میل کرتے ہیں اور دوسری طرفوں سے بھاگتے
ہیں اور مرکبات کی میلان جو ایک دوسرے کی طرف بہ سبب اُس ہمجنسیت کے
ہوتی ہے کہ جو اصل پیدایش اُن کی میں موافق نسبتوں معین اور محدود کے مثل
نسبت عددی اور تالیفی کے موجود ہو اور اُس سبب سے عجیب عجیب فعل اُن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے پیدا ہوتے ہیں اِن سب کو خواص اور اسرار طبایع کہتے ہیں جیسا کہ لوہا مقناطیس کی طرف مائل ہے اور مخالف اِس کے جن میں نفرت ہے مثل سنگ باغض الخل کے جو سرکہ سے متنفر ہے اس کو محبت اور دشمنی نہیں کہتے بلکہ میل اور ہرب کہتے ہیں اور موافقت وغیر موافقت حیوانات غیر ناطقہ کی جو باہم اُن کے ہو وہ بھی اِس قبیل سے خارج ہے اُس کو الفت اور نفرت کہتے ہیں۔ اور محبت کے قسم انسانوں میں دو طرح پر ہیں ایک طبعی دوسرا ارادی۔ اِلّا محبت طبعی مثل محبت ماں کی بیٹے کے ساتھ کیونکہ اگر محبت طبعی اُس کی طبیعت میں موجود نہ ہوتی تو بیٹے کی پرورش نہ کرتی اور بقا نوع کا نہوتا۔ اِلّا محبت ارادی چار طرح پر ہوتی ہے اوّل وہ کہ جلدی وقوع میں آئے اور جلد زائل ہو جائے دوسرا وہ کہ دیر سے ظہور پکڑے اور جلدی زائل ہو جائے تیسرا وہ کہ جلدی ظہور پکڑے اور دیر سے زائل ہو چوتھا وہ کہ دیر سے ظہور پکڑے اور دیر سے زائل ہو۔ جب ہر قسم کے آدمیوں کی توجہ اپنے مطالب کی طرف مغرو طریق پر تین قسموں پر منقسم ہے۔ اوّل لذت دوّم نفع سوم نیکی اور ان تینوں کے مرکب ہونے سے قسم چوتھا پیدا ہو جاتا ہے اور یہ مطالب موجب محبت اُن لوگوں کا ہوتے ہیں کہ کمال شخصی یا نوعی کے حاصل کرنے کے واسطے معاون اور مددگار ہوں اور مراد اُس نوع سے نوع انسان کا ہے پس ہر ایک اِن سببوں سے موجب ایک قسم محبت کا ہے منجملہ اقسام محبت ارادی کے۔ اِلّا لذت موجب اُس محبت کا ہو سکتی ہے کہ جلدی ظہور پکڑے اور جلدی زائل ہو جائے کیونکہ لذت باوجود اس کے کہ عام ہے مگر جلدی متغیر اور زائل ہو جاتی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور وصف پائداری اور زائل ہوجانے کے سبب سے مُسبّب میں سرایت کر جاتی ہے۔ اِلّا نفع سبب اُس محبت کا ہوتا ہے کہ دیر سے ظہور پکڑے اور جلدی زائل ہو جائے کیونکہ نفع رسانی باوجود عزیز الوجود ہونے کے جلدی متغیر ہو جاتی ہے۔ اِلّا نیکی موجب اُس محبت کا ہوتی ہے کہ جلدی ظہور پکڑے اور دیر سے زائل ہو جلدی ظہور پکڑنا اُس کا بہ سبب اُس ہمجنسیت ذاتی کے ہے کہ درمیان اہل خیر کے ہو اور دیر سے زائل ہونا اُس کا بباعث اُس اتحاد حقیقی کے ہوتا ہے جو اصل حقیقت خیر کو لازم ہے اور یہ لازم مانع زائل ہونے محبت کا ہے۔ اِلّا ان تینوں سببوں سے جو مرکب ہو وہ سبب اُس محبت کا ہوتا ہے کہ دیر سے ظہور پکڑے اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیر سے زائل ہو کیونکہ جمع ہونا دونوں سببوں کا یعنے نفع اور خیر کا اِن دونوں حالات کے وجود کا تقاضاے کرتا ہے۔ اور محبت صداقت سے عام ہے کیونکہ محبت ایک بڑی جماعت میں ہو سکتی ہے اور صداقت اس قدر عام نہیں اور مودّت کا درجہ قریب صداقت کے ہے اور عشق جو افراط محبت کا ہے مودّت کی نسبت سے زیادہ تر خاص ہے کیونکہ سوائے درمیان دو آدمیوں کے نہیں ہوتا۔ اور سبب عشق کا یا افراط طلب لذّت کی ہے یا افراط طلب نیکی کی اور نفع کو نہ ازروے مفرد ہونے کے اور نہ ازروئے مرکّب ہونے کے عشق کے پیدا کرنے میں دخل نہیں ہے پس عشق دو قسم پر ہے ایک بد جو افراط طلب لذّت سے پیدا ہو دوسرا نیک جو افراط طلب نیکی سے پیدا ہو اور بہ سبب مشابہ ہونے اِن دونوں قسموں کے لوگوں میں نیک اور بد ہونے عشق کا اختلاف ہے۔ اور سبب صداقت کا نوجوانوں میں یا اُن لوگوں میں جو مثل نوجوانوں کے مزاج رکھتے ہیں طلب لذت کی ہوتی ہے اور اسی سبب سے ان کے درمیان صداقت اور جدائی متواتر واقع ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک تھوڑی مدت میں چند دفعہ دوست ہو جاتے ہیں اور پھر اُن میں نفاق پڑ جاتا ہے اگر اتفاقاً کہیں ان کی صداقت دیر پا ہو جائے تو بباعث بقائے لذت کے وثوق اور محکمی ہوتی ہے جب لذت زائل ہو جاتی ہے فوراً وہ صداقت بھی دور ہو جاتی ہے۔ اور بوڑھے آدمی یا جو لوگ مثل اُن کے اپنی طبیعت رکھتے ہیں اُن کی صداقت کا باعث طلب کرنا نفع کا ہوتا ہے اور جس قدر نفع دیر پاء ہو۔ اُسی قدر صداقت ان کی دیر پار ہوتی ہے جب امید نفع کی منقطع ہو جائے صداقت بھی زائل ہو جاتی ہے۔ اِلّا سبب اہل خیر کی صداقت کا جب خیر محض ہے تو بہر صورت پائدار اور قائم رہتی ہے اہل خیر کی دوستی تغیر اور زوال سے محفوظ ہوتی ہے۔ جب انسان عناصر متضادہ سے مرکّب ہے اور رغبت ہر ایک طبیعت کی مخالف رغبت دوسرے شخص کی ہے پس وہ لذت جو موافق ایک طبیعت کے ہوگی۔ دوسری طبیعت کی رغبت سے مخالف ہوگی اِسی سبب سے کوئی لذّت لذتوں میں سے خالص اور خالی اُن تکلیفات سے نہیں ہے جو تکلیفیں عدم موجودگی دیگر اقسام لذتوں میں ہوتی ہیں۔ جب انسانوں میں ایک جوہر بسیط الٰہی ایسا موجود ہے کہ اُس کو اور کسی چیز کے ساتھ ہمجنسیّت نہیں اُس کے واسطے ایک قسم لذت کا ایسا ہو سکتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کہ کسی دوسری لذت کے ساتھ اُس کی مشابہت نہ ہو اور وہ محبت جو موجب اُن لذات کا ہو وہ نہایت افراط کے درجہ پر ہوتی ہے جنون اور دیوانگی سے تشبیہ رکھتی ہے اُس کو عشق تام اور محبت الٰہی کہتے ہیں بعضے عابد زاہد لوگ اِس محبت کا دعوے کرتے ہیں۔حکیم اول نے اسباب میں اُز قیطس سے اس طرح پر نقل کیا ہے کہ مختلف چیزوں کو باہمدگر مشابہت اور الفت تمام نہیں ہوسکتی اِلّا جو چیزیں باہم مشابہت اور مشاکلت رکھتی ہیں وہ آپس میں مشتاق اور مسرور ہوتی ہیں تشریح اِن کلمات کی اِس طرح پر بیان کی ہے کہ جب جواہر بسیط متشاکل اور ایک دوسرے کی طرف مشتاق اور الفت کرنے والے ہوتے ہیں تو ان کے درمیان اتحاد حقیقی حاصل ہو جاتا ہے اور مغائرت زائل ہو جاتی ہے کیونکہ مغائرت لازم مادہ کی ہے اور مادیات میں اس قسم کی الفت نہیں ہوسکتی اگر ان میں شوق ایسا پیدا ہو کہ جس سے کسی طرح کا میلان الفت کی طرف پایا جاے۔ تو ملاقات ان کی اُس چیز کے ظاہری سطح اور اطراف کی طرف ہوتی ہے نہ ذات اور حقیقت اُس چیز کی طرف اور یہ ملاقات اتصال کے درجہ کو نہیں پہنچتی پس موجب جدائی کا ہو جاتی ہے۔جب وہ جوہر جو انسان کی طبع میں امانتاً رکھا گیا ہے طبیعت کی کدورات سے پاک ہو جاتا ہے اور شہوات اور مدارج دنیاوی کی محبت اُس سے دور ہو جاتی ہے تو اُس کو اپنے ہمجنس کی طرف شوق صادق پیدا ہو کر دریافت اور معرفت جناب الٰہی کی طرف کہ چشمہ نیکیوں کا وہی ذات ہے مشغول ہو جاتا ہے اور انوار اُس بارگاہ کے اُس پر فائز ہوتے ہیں پس اُس کو وہ لذت حاصل ہوتی ہے کہ جس کی کسی لذت کے ساتھ تشبیہ نہیں دیجاتی اور درجہ اتحاد مذکورۃ الصدر پر فائز ہو جاتا ہے۔اور استعمال کرنے طبیعت بدنی یا ترک کرنے اُس کے سے اُس کے افعالوں میں کچھ زیادہ تر فرق اور تفاوت نہیں ہوتا اِلّا اس قدر کہ بعد مفارقت کلی کے اُس رتبہ عالی کے قبول کرنے کے واسطے استعداد زیادہ تر ہو جاتی ہے کیونکہ صفائی کامل سوائے مفارقت حیات فانی کے نہیں ہو سکتی۔منجملہ فضائل محبت اہل خیر کے جو باہم ان کے ہو ایک یہ فضیلت ہے کہ نہ اُس میں نقصان واقع ہوتا ہے اور نہ چغلی اُس میں اثر رکھتی ہے اور نہ دلتنگی کو وہاں دخل ہے اور نہ فخر کو گنجائش ہے۔ اِلّا وہ محبت جو بغرض نفع یا لذت کے ہو ہم شریروں کے ساتھ اور ہم نیک لوگوں کے ساتھ ہوسکتی ہے لیکن جلدی زائل اور متغیر ہو جاتی ہے۔کیونکہ نافع اور لذیذ چیز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بالغرض مطلوب ہوتی ہے نہ بالذات۔ اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ یکجا جمع ہونا لوگوں کا کسی نئے مکان میں موجب محبت کا اُن کے درمیان ہوجاتا ہے مثل کشتی اور سفر وغیرہ کے اس کا باعث وہ اُنس اور الفت ہے جو انسان کی طبع میں متمکن ہے اور آدمیوں کو انسان اسی انس کے سبب سے کہتے ہیں جیساکہ علم ادب میں یہ امر مقرر اور محقق ہے۔ اور جس شخص نے یہ کہا ہے کہ تسمیت انسانًا لانہٗ ناسٍ یعنے نام رکھا گیا ہے تمہارا انسان اس لیئے کہ تم بھول جانے والے ہو۔ تو اُس کو یہ گمان ہوا ہے کہ انسان نسیان سے مشتق ہے اور یہ گمان اُس کا خطا اور غلط ہے جب اُنس طبعی خاصہ آدمیوں کا ہے اور کمال ہر چیز کا اپنی خاصیت کے ظاہر کرنے میں ہوتا ہے چنانچہ چند جگہ پر اس کا بیان کیا گیا ہے پس کمال نوع انسان کا بھی اپنی خاصیت کے اظہار کرنے پر اپنے ہمجنسوں کے ساتھ منحصر ہے کیونکہ یہ خاصیت خود مبداء اُس محبت کا ہے جو باعث تمدن اور تالیف کا ہو باوصف اِس کے کہ حکمت حقیقی اِس خاصیت کے شرف کو ثابت کرنے والی ہے شریعت اور نیک آداب بھی اِس کی طرف ترغیب وتحریص کرتے ہیں اِسی سبب سے عبادتوں اور ضیافتوں میں جمع ہونے لوگوں کے واسطے تحریص کی ہے کیونکہ لوگوں کے جمع ہونے میں وہ اُنس اور محبت قوہ سے فعل میں ظہور کرتی ہے ممکن ہے کہ شریعت اسلام میں نماز با جماعت کو تنہا نماز پڑھنے پر اسی سبب سے فضیلت اور شرف ہو کہ جب ہر روز پانچ دفعہ ایک مکان میں آدمی جمع ہوں گے باہم اُن کی الفت ہو جائے گی عبادت اور دیگر معاملات میں مشترک ہونا اُن کا اُس الفت کو زیادہ تر محکم کرے گا اور امکان ہے کہ انس کے درجہ سے محبت کے مرتبہ کو پہنچ جائے۔ مصداق اس بات کا یہ امر ہے کہ جب اس قسم کی عبادت اُن اہل محلہ پر کہ جن کا جمع ہونا ہر روز پانچ دفعہ ایک مسجد میں مشکل نہیں تھا مقرر کیئے گئے تو اہل شہر کو کہ جن کا جمع ہونا اُن کے ساتھ مشکل تھا اس فضیلت سے محروم رکھنا غیر مناسب معلوم ہوا اس لیئے ایک اور عبادت مقرر ہوئی کہ ہفتہ بھر میں ایک دفعہ تمام محلوں کے آدمی ایک ایسی مسجد میں جہاں کہ سب کی گنجائش ہو سکے جمع ہوں تو جیساکہ اہل محلہ کو اس فضیلت اجتماع میں اشتراک تھا ویسا ہی اہل شہر کو بھی اس میں اشتراک ہو جائے۔ جب دیہاتی لوگوں کا آپس میں اور اہل شہر کے ساتھ ہر ہفتہ میں جمع ہونا باعث حرج اُن کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کاموں کا تھا تو ایک ایسی عبادت مقرر کی گئی کہ ہر سال میں دو دفعہ تمام لوگ اہل شہر اور اہل دیہات جمع ہوں اور مکان اُن کے واسطے ایک جنگل کہ جس میں سب کی گنجائش ہو قرار دیا گیا کیونکہ تعمیر کرنا ایسے مکان کا جو تمام قوموں کے واسطے کافی ہو اور سال بھر میں دو دفعہ اُس سے نفع حاصل کریں موجب حرج کا ہے - جب ایسے مکان فراخ میں تمام لوگ حاضر ہوں اور ایک دوسرے کو دیکھیں اور اُنس اور الفت کو تازہ کریں تو رغبت ان کی ایک دوسرے کی محبت اور الفت کی طرف زیادہ ہو جائے گی - بعد اس کے تمام جہان کے لوگوں کو عموماً عمر بھر میں ایک دفعہ ایک مکان کے جمع ہونے کی تکلیف دی گئی اور مدت عمر سے کوئی ایسا وقت معین کہ باعث رنج اور تکلیف کا ہو مقرر نہیں کیا گیا تا آسان طور پر دور دور شہروں کے لوگ جمع ہوں اور اُس سعادت سے کہ اہل شہر اور اہل محلہ کو حاصل ہے بہرہ یاب ہوں اور اُس اُنس طبعی سے کہ اِن کی سرشت میں موجود ہے آپس میں مدد کریں ایسے مکان کا مقرر کرنا اُس جگہ پر کہ جہاں صاحب شریعت کا مقام ہو بہتر اور لائق ہے کیونکہ دیکھنا آثار اُن کے کا اور قیام کرنا شعائر اور مناسک اُن کے پر لوگوں کے دلوں میں باعث عزت اور تعظیم شریعت کا ہے اور دعا مانگنے والوں کے حق میں موجب جلدی قبول ہونے دعا کا ہے - الغرض ان عبادات کے تصور اور جمع کرنے لوگوں سے غرض اہل شرع کی حاصل کرنا اِس فضیلت محبت کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ارکان اور احکام عبادت کے مصلحت کے طریق پر مقرر کرنے باعث جمع ہونے دونوں سعادتوں کا ہے - پھر محبت کی بات ہم شروع کرتے ہیں کہ سوائے محبت الٰہی کے جب موجبات محبتہائے مذکورہ بالا درمیان ارباب محبت کے مشترک ہوں تو ممکن ہے کہ دونوں طرف سے ایک ہی وقت میں محبت ظہور پکڑے اور ایک ہی وقت میں زائل ہو جائے مثلاً وہ لذت کہ عورت اور شوہر کے درمیان مشترک ہے اور موجب محبت ان کی کا ہے ممکن ہے کہ دونوں جانب سے ایک دوسرے کی طرف محبت ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک طرف سے محبت منقطع ہو جائے اور دوسری طرف سے قائم رہے کیونکہ لذت جلدی متغیر ہو جاتی ہے اور ایک طرف کا متغیر ہونا دوسری طرف کے متغیر ہونے کو لازم نہیں کرتا اور ویسا ہی گھر کے نیک امور میں جب وہ منافع کو عورت اور شوہر کے درمیان مشترک ہوں جب یہ دونوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُن میں مددگار اور معاون ہوں گے تو سبب اشتراک محبت کا ہوگا اگر ان دونوں میں سے ایک اپنے کام میں سُستی کرے گا مثلاً عورت شوہر سے امیدوار نیکی اور مروت کی ہوتی ہے اور شوہر عورت سے حفاظت کا متوقع ہوتا ہے اگر ایک ان میں سے اپنے کام میں مقصّر ہو تو محبت میں فرق آجاتا ہے شکوہ اور شکایت پیدا ہوکر روز بروز مخالفت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اِس حدتک کہ علاقہ منقطع ہوجاتا ہے یا سب زائل ہوجاتا ہے یا کچھ تھوڑی مدت شکوہ شکایت میں گذرتی ہے۔ دیگر اقسام محبت میں بھی ویسا ہی اعتبار کرنا چاہیئے۔ اِلّا وہ اقسام محبت کے جن کے موجبات مختلف ہوں مثل اُس محبت کے جو سبب اُس کا ایک طرف سے لذّت ہو اور دوسری طرف سے منفعت جیساکہ درمیان گانے والے اور سُننے والے کے محبت ہوتی ہے کیونکہ گانے والا سُننے والے کو بغرض منفعت دوست رکھتا ہے اور سُننے والا گانے والے کو لذت کے سبب سے۔ عاشق اور معشوق کے درمیان بھی اِسی قسم کی محبت ہوتی ہے کیونکہ عاشق معشوق سے لذّت کی امید رکھتا ہے اور معشوق اُس سے منفعت کی امید رکھتا ہے اِس محبت میں شکایت اور فریاد بہت ہوتی ہے بلکہ کسی قسم محبت میں اس قدر عتاب اور شکایت پیدا نہیں ہوتی جیساکہ اِس قسم میں ہوتی ہے اور سبب اِس کا یہ ہے کہ لذّت کا طالب اپنے مطلوب کو جلدی حاصل کرنا چاہتا ہے اور منفعت کا طالب اُس شخص کے حصول مطلب میں دیر اور تاخیر کرتا ہے اُن میں طریقہ اعتدال کا رہنا شاید کہ تقدیر آلہی سے کہیں شاذ و نادر ہوتا ہوگا اِس سبب سے ہمیشہ عاشق لوگ گلہ گزار اور فریاد کناں رہتے ہیں اور فی الحقیقت ظالم بھی یہی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ بخوبی اور بتمام لذّت نظر اور وصل سے نفع اُٹھانا جلدی سے چاہتے ہیں اور ادائے کرنے عوض اور بدلہ اُس کے میں دیر کرتے ہیں یا بالکل ادائے نہیں کرتے اِس قسم کی محبت کو محبت لوامتہ کہتے ہیں یعنے مقرون بملامت اور اقسام اِس محبت کے صرف ایک ایسی نظیر میں محدود نہیں لیکن انجام اور مآل تمام قسموں کا یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور وہ محبت کہ درمیان بادشاہ اور رعیت اور حاکم و محکوم اور دولتمند اور فقیر کے درمیان ہوتی ہے اُس میں بھی شکایت اور ملامت واقع ہوتی ہے اِس سبب سے کہ ہرایک اپنے صاحب سے امیدوار اُس چیز کا ہوتا ہے کہ اکثر اوقات وہ چیز موجود نہیں ہوتی اور ناموجود ہونا اُس کا باوجود امید اور انتظار امیدوار کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

موجب خرابی نیت کا ہو جاتا ہے اور خراب ہونے نیت سے دیر وقوع میں آتی ہے اور واقع ہونا دیر کا باعث ملامت کا ہے شرط عدالت کے ملحوظ رکھنے سے یہ فساد دور ہو جاتے ہیں۔ ویسا ہی غلام اپنے صاحب سے اندازہ استحقاق سے زیادہ توقع رکھتے ہیں اور صاحب ان کی نسبت شکایت قصور خدمت کی کرتے ہیں تا ملامت کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں جب تک موافق استحقاق کے رضامندی جو لازم عدالت کا ہے حاصل نہ ہو جائے انتظام اس قسم عدالت کا نہیں ہوتا اور سختی عام ہونے اس کے کی اندازہ بیان سے زیادہ تر ہے۔ الّا جب نیک آدمیوں کی محبت میں لذت اور منفعت کی غرض نہیں ہوتی بلکہ باعث اُس کا مناسبت جوہر کی ہے اور مطلب ان کا خیر محض اور طلب کرنا فضیلت کا ہوتا ہے تو اس لئے مخالفت اور نزاع سے بالکل پاک ہوتی ہے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرنی اور معاملات میں طریقہ عدالت کا ملحوظ رکھنا جو موجب اتحاد کا ہے طبعاً حاصل ہو جاتا ہے تعریف صدّیق میں جو کچھ حکماء کا معقولہ ہے اُس کے یہی معنے ہیں کہ صدّیق تمہارا وہ شخص ہے کہ حقیقت میں وجود اُس کا تمہارا وجود ہو اور از روئے جسم کے علیحدہ ہو۔ کمیاب ہونا اس قسم دوستی کا اور معدوم ہونا اُس کا عام لوگوں میں اور نہ یقین ہونا نوجوان کی دوستی پر اسی باعث سے ہوا ہے کیونکہ جو شخص نیکی پر واقفیت نہیں رکھتا تو وہ صحت مطلب سے غافل ہوتا ہے محبت اُس کی بباعث توقع لذت یا منفعت کے ہو سکتی ہے اور بادشاہ لوگ اظہار صداقت کا اس سبب سے کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو صاحب فضیلت اور بخشش کا جانتے ہیں اس لئے صداقت ان کی کامل نہیں ہوتی طریق عدالت سے منحرف ہوتی ہے۔ اور جب باپ بیٹے کو اس سبب سے دوست رکھتا ہے کہ اپنا حق اُسپر زیادہ تر سمجھتا ہے ایک وجہ سے محبت اُس کی اِس محبت کے ساتھ ملتی ہے اور ایک وجہ سے محبت اُس کی بیٹے کی نسبت محبت ذاتی ہوتی ہے اُسی کے ساتھ خصوصیّت رکھتی ہے اور وہ اس طرح پر ہے کہ وہ بیٹے کو حقیقت میں ہمنفس اپنا جانتا ہے اور ایسا تصور کرتا ہے کہ وہ بیٹے کا وجود ایک وہ نسخہ ہے کہ طبیعت نے اُس کی صورت سے اُس کو بنایا ہے اور اُس کی ذات سے ایک شکل نے بیٹے کی ذات میں انتقال کیا ہے فی الحقیقت یہ تصور بجا اور درست ہے کیونکہ حکمت آلہی نے اپنی قدرت کاملہ سے باپ کے وجود کو بیٹے کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیدائش کا موجب بنایا ہے اور سبب ثانی ایجاد اُس کی کا کیا ہے اسی سبب سے باپ جو کمال اپنی ذات کے واسطے چاہتا ہے بیٹے کے لئے چاہتا ہے اور اس بات پر ہمت اپنی مصروف رکھتا ہے۔کہ جو نیک امر اُس سے رہ گیا ہو بیٹے کو حاصل ہو۔اگر اُس کو کہا جائے۔کہ بیٹا تمہارا تم سے زیادہ تر فضیلت رکھتا ہے۔تو یہ کلمہ اُس کو سخت معلوم نہیں ہوتا۔اگر کسی غیر شخص کو اُس پر فضیلت دی جاوے تو وہ اُس کو سخت اور ناگوار سمجھتا ہے۔جیسا اُس کسی کو جو ترقی کمال میں مصروف ہے۔اگر یہ کہا جائے۔کہ اب تم نسبت سابقہ سے زیادہ تر کامل ہو تو اُس کو یہ امر سخت معلوم نہیں ہوتا بلکہ اُس کو یہ کلمہ خوش معلوم ہوتا ہے پس یہی حال ہے باپ کا بیٹے کے ساتھ۔دوسرا سبب زیادتی محبت باپ کا یہ ہے کہ اپنے آپ کو بیٹے کے وجود کا سبب تصور کرتا ہے اور ابتداے پیدائش اُس کی سے خوش رہا ہے۔اور پرورش اور نشوونما کرنے سے محبت اُس کی زیادہ ہوکر محکم اور راسخ ہوگئی ہے۔اور اُس کو وسیلہ اپنی امیدوں اور خوشیوں کا تصور کرتا ہے اور اُس کے وجود سے اپنی صورت کا بقا بعد فوت ہونے کے سمجھتا ہے۔اگرچہ یہ معانی عوام کے نزدیک ایسے خالص نہیں ہوتے۔کہ ان کو بیان کرسکیں الّا دل اُن کے اُن معانی پر ایک طرح کا علم رکھتے ہیں جیسا کہ کوئی شخص کسی شکل اور صورت کو پس پردہ معائنہ کرے۔اور بیٹے کی محبت باپ کی نسبت سے کم ہوتی ہے۔کیونکہ اُس کا وجود معلول اور مسبّب ہے یعنے بطفیل وجود باپ کے پیدا ہوا ہے اور اُس نے اپنے وجود اور اپنے مسبّب کے وجود پر بعد ایک مدت کے اطلاع پائی ہے اور جب تک اپنے باپ کو زندہ نہ پائے اور ایک زمانہ اُس کے منافع سے کامیاب نہ ہو اور محبت اُس کی حاصل نہ کرے اور بخوبی دریافت اور تمیز سے محفوظ نہ ہو۔تب تک تعظیم اُس کی نہیں کرتا۔اسی سبب سے فرزندوں کو اپنے ماں باپ کی نسبت احسان کرنے کے واسطے حکم تاکیدی کیا گیا ہے اور والدین کو اولاد کی نسبت احسان کرنے کے واسطے تاکید نہیں ہے۔ الّا بھائیوں کی محبت باہمدگر اس باعث سے ہے۔کہ وہ اپنی پیدائش کے سبب میں مشترک ہیں۔چاہئے کہ بادشاہ کی محبت رعایا کی نسبت مثل باپ کی محبت کے ہو اور رعایا کی محبت بادشاہ کی طرف مثل محبت بیٹے کے ہو اور محبت رعایا کی باہمدگر مثل محبت برادروں کے ہو۔تا شرائط انتظام ان کے درمیان بخوبی قائم رہیں اور مراد ان نسبتوں سے یہ ہے۔کہ بادشاہ رعیت کے ساتھ شفقت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور مہربانی اور ذمہ داری اور نگہبانی اور پرورش اور طلب نکوئی اور دفع کرنے تکالیف
اور حاصل کرنے نیکیوں اور رفع کرنے برائیوں میں ایسا سلوک کرے جیسا کہ
باپ مشفق بیٹوں کی نسبت کرتا ہے اور رعایا بادشاہ کی فرمانبرداری اور نصیحت
اور تعظیم وتکریم میں مثل عقلمند بیٹوں کے ارادت اور عقیدت رکھے اور باہمدگر
اکرام اور احسان کرنے میں ہر ایک شخص مثل برادران موافق کے۔ بموجب اُس
استحقاق اور لیاقت کے کہ حسب مصلحت وقت مناسب حال ہو۔ انصاف کے
رو سے ہر ایک کے حق اور حصہ کی نگہبانی عمل میں لاسے تاکہ انتظام اور
ثبات ظہور میں آسے۔ ورنہ اگر زیادتی اور کمی وقوع میں آئے گی اور عدل وانصاف
دور ہوجائے گا۔ تو فساد پیدا ہوکر ریاست ملکی ریاست تغلبی بن جائے گی اور
محبت دشمنی سے اور موافقت مخالفت سے اور اتفاق نفاق سے مبدل
ہوجاے گا اور ہر ایک شخص اپنی بہتری کا طالب ہوجائے گا۔ اگرچہ اُسمیں
ضرر اور نقصان غیر کا ہو۔ تاکہ صداقت باطل ہوکر حرج ومرج جو ضد انتظام
کی ہے واقع ہوجائے گی+ وہ محبت کہ تغیر اور تبدل اور کدورتوں سے پاک اور
صاف ہے محبت مخلوق کی ہے۔ خالق کی نسبت اور یہ محبت سواے عالم ربانی
کے اور کسی کے دلمیں نہیں ہوتی اگر سواے عالم ربانی کے کوئی اور شخص
اس بات کا دعوے کرے سراسر باطل اور دروغ ہے۔ کیونکہ وجود محبت کا واقفیت
اور معرفت پر موقوف ہے۔ پس جو شخص خالق کی معرفت نہیں رکھتا اور اُسکو
انواع نعمتیں اور احسان آلہی پر جو متواتر نفس اور بدن پر فائز ہوتے ہیں
واقفیت نہیں ہے۔ اُس کے دلمیں محبت کیونکر ہوسکتی ہے؟ ہاں یہ ہوسکتا ہے
کہ اپنے وہم اور خیال میں ایک بُت کی صورت قرار دیکر اُس کو معبود اور خالق
اپنا تصور کریں پس اُس کی عبادت اور محبت میں مشغول ہوں اور اس کو
محض توحید اور خالص ایمان سمجھیں۔ پناہ اور امان بخشے اللہ تعالے اس
خیال سے۔ وما یومن اکثرہم باللہ والا ہم مشرکون۔ یعنے نہیں ایمان لاتے اکثر
یہ لوگ مگر یہ لوگ مشرک ہیں+ دعوے کرنے والے اس محبت کے بُہت ہیں
اور اہل تحقیق بُہت کم۔ بلکہ کم سے کم۔ بندگی اور تعظیم اس حقیقی محبت سے مفارقت
نہیں کرتی۔ وقلیل من عبادی الشکور یعنے کم ہیں میرے بندوں سے شکر
کرنے والے+

محبت والدین کی اس محبت سے فروتر ہے۔ کوئی قسم محبت کا ان دونوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسموں محبت کے مرتبہ کو نہیں پُہنچتا۔اِلّا محبت معلم کی طالب علم کی نسبت کیونکہ یہ محبت اُن دونوں قسم محبّت مذکورہ بالا کے وسط کے مرتبہ پر ہے اور سبب اس کا یہ ہے۔کہ پہلا قسم محبت کا اگرچہ شرف اور بزرگی میں اعلےٰ درجہ پر ہے کیونکہ محبوب سبب ہے وجود کا اور اُن نعمتوں کا۔جو تابع وجود کے ہیں۔ اور دوسرا قسم محبت کا قسم پہلے سے مناسبت رکھتا ہے۔کیونکہ باپ سبب ظاہری اور علت قریبہ ہے۔ اِلّا معلم لوگ جو آراستگی اور تربیت نفسوں کے واسطے۔مثل باپ کے ہیں پرورش جسم کے لئے ✣ پس اس اعتبار سے کہ کامل کرنے والے وجود کے اور بقا دینے والے ذات کے ہیں۔سبب اوّل یعنے ذات آلٰہی کی پیروی کرتے ہیں اور اس اعتبار سے۔کہ پرورش ان کی اصل وجود پر ایک فرع ہے۔باپ کے وجود سے مشابہت رکھتے ہیں۔پس محبت ان کی پہلی قسم محبت یعنے محبت آلٰہی سے کم ہوئی اور دوسری قسم محبت سے زیادہ ہوئی کیونکہ تربیت اِن کی اصل وجود پر لاحق ہوئی ہے۔ وہ باپ کی تربیت سے شریف تر ہے۔ فی الحقیقت معلم پرورش اور ترتیب کرنے والا جسم اور روح کا ہے اور مرتبہ اُس کا بزرگی میں مرتبہ خالق حقیقی سے کمتر ہے اور مرتبہ باپ سے فائق ہے ✣ سلطان سکندر سے کسی نے پوچھا۔کہ اپنے باپ کو تم زیادہ تر دوست رکھتے ہو

یا اُستاد کو۔بادشاہ نے کہا۔کہ اُستاد کو۔لان ابی کان سبباً لحیاتی الفانیہ ومعلمی کان

سبباً لحیاتی الباقیہ یعنے تحقیق باپ میرا سبب ہے واسطے حیات فانی کے اور اُستاد میرا سبب ہے واسطے حیات دائمی کے ✣ پس جسقدر روح کی فضیلت جسم پر ہے اُسی قدر حق معلم کا باپ کے حق سے زیادہ ہے۔چاہیئے کہ اُستاد کی محبت اور تعظیم میں بہ نسبت محبت باپ کے بھی رعایت اور نسبت ملحوظ رکھی جائے۔ محبت اُستاد کی۔جو شاگرد کی نسبت نیک امور میں ہو شریف تر ہے۔ اُس محبت سے جو باپ کو بیٹے کی نسبت ہو۔اس دلیل سے۔کہ تربیت اُستاد کی فضیلت کامل اور حکمت خالص سے ہوتی ہے اور نسبت اُستاد کی باپ کے ساتھ مثل نسبت نفس کے ہے۔جسم کے ساتھ ✣ جبتک مدارج محبت کے عادل شخص کے ذہن میں متصور نہ ہوں۔شرائط عدل پر قیام نہیں کر سکتا۔کیونکہ جو محبّت ذات آلٰہی سے رکھنی واجب ہے۔کسی غیر کو اُس میں شریک کرنا عین شرک ہے اور رئیس کی تعظیم مثل باپ کے اور بادشاہ کی تکریم مثل صدیق کے اور ماں باپ و دیگر اقربا کی محبت مثل بیٹوں کے عمل میں لانی عین جہالت اور بے عقلی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے اور یہ رلا ملا اور مخلوط کرنا موجب اضطراب اور فساد اور ملامت اور شکایت کا ہے۔ جب ہر ایک شخص کا حصہ محبت کا پورا بجا لائے۔ تو الفت دوستوں اور اہل درتارہ کی واجبی طور پر اور ادا کرنا حق ہر ایک مستحق کا ظہور میں آئیگا صداقت میں خیانت کرنی زر کی خیانت سے بدتر ہے۔ حکیم اول نے اس باب میں کہا ہے کہ محبت غیر خالص مثل کھوٹے درم اور دینار کے جلدی دور ہو جاتی ہے۔ پس عقلمند کو چاہئے۔ کہ ہر باب میں نیت نیک رکھے اور ہر ایک مرتبہ کی حد اور اندازہ کو ملحوظ رکھے۔ پس صدیقوں کو مثل اپنی ذات کے تصور کرکے اپنی نیکیوں میں شریک سمجھے اور واقف اور آشنا لوگوں کو بمنزلہ دوستوں کے رکھے اور حتے الامکان اِس بات میں کوشش کرے۔ کہ وہ لوگ درجہ واقفیت سے رتبہ صداقت کو پہنچیں۔ تا نیک خصلت اپنے نفس میں اور رئیسوں اور عیال اور قریبیوں اور صدیقوں میں محفوظ رہے۔ شریر آدمی اِس خصلت سے نفرت کرتا ہے اور رغبت سستی اور بیہودہ باتوں کی اُس پر غالب ہے اور نیک اور بد کے تمیز کرنے سے غافل ہے۔ جو چیز نیک نہ ہو اُس کو نیک جانتا ہے اور وہ خیالات بد جو اُس کے ذہن میں متمکن ہیں وہ باعث احتراز اُس کے کا ہیں خبرداری نفس اپنے سے۔ کیونکہ بدی وہ چیز ہے۔ کہ جس سے بالطبع احتراز کیا جاتا ہے۔ جب اُس کو اپنے نفس سے احتراز ہو۔ تو جو چیز ہمجنس نفس کے ہے اُس سے بھی احتراز نہ ہوگا۔ پس ہمیشہ اُس چیز کا طالب ہوگا جو اُس کو اپنے حال کی خبرداری سے ہٹا رکھے اور جو چیزیں مثل بازی اور سامان لذاید عرضی کے جو اُس کو بیخود کردیں اُن کی طرف حرص کرتا ہے۔ کیونکہ خالی اور فارغ ہونے اُس کے سے یہ بات لازم آتی ہے۔ کہ اپنے آپ سے باخبر ہو۔ اِلّا جب اس طرف متوجہ ہو تو صورت ایذا کی دیکھتا ہے اور اُن دوستوں سے محبت رکھتا ہے۔ جو اُس کو اپنی ہستی سے بیخبر رکھیں اور اُن چیزوں میں لذت تصور کرتا ہے۔ جو بیخود کردیں اُن چیزوں کے مصروف رہنے میں اپنی عمر کو فنا کرنا سعادت سمجھتا ہے کیونکہ وہ اضطراب اور بیقراری جو اُس کے نفس میں کشمکش قوائے متضادہ ناریاضت یافتہ سے مثل ردی خواہشوں اور طلب جاہ کے بلا استحقاق کے پیدا ہوتی ہے اور وہ مرضیں جو ان کششوں سے لازم آتی ہیں مثل غم اور غصہ اور خوف وغیرہ کے۔ یہ سب اُس کو بیخبر رکھتی ہیں۔ سبب اس کا یہ ہے کہ جمع ہونا ضدوں کا ایک وقت میں نہیں ہو سکتا اور ایک سے دوسری طرف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انتقال کرنا جو اضطراب عبارت اس سے ہے موجب تکلیف کا ہے اور ہمنشینی اور صحبت ایسے دوستوں کی اور کثرت مصروفیت لہو و بازی کی اُس کو اپنے حال کی خبرداری سے ہٹا دیتی ہے۔اِس قدر فرصت نہیں ملتی۔کہ کسی وقت ان کششوں کی تکلیف سے خلاصی ہو۔اس لیئے اُس زوال اور وبال سے جو عاقبت اور انجام کو لاحق ہوتا ہے غافل رہتا ہے۔پس اُسی حال پر خوش ہو کر اُس کو سعادت جانتا ہے۔ایسا آدمی حقیقت میں اپنی ذات کا دوست نہیں ہوتا ورنہ اپنے نفس کی مفارقت نہ چاہتا۔بلکہ اور کسی کا دوست بھی نہیں ہوتا کیونکہ غیر کی محبت بعد محبت اپنی ذات کے ہے۔جب وہ کسی کا دوست نہ ہوا تو کوئی اُس کا بھی دوست نہ ہوا۔کوئی شخص اُس کی خیر خواہی نہیں کرے گا اس حد تک۔کہ نفس اُس کا بھی نیک خواہ نہوگا۔انجام اس حالت کا نہایت حسرت اور افسوس ہے۔الّا مرد نیک اور فاضل جو اپنی ذات سے کامیاب اور مسرور ہوتا ہے وہ اپنی ذات کو ضرور دوست رکھتا ہے اور غیر آدمی بھی اُسکو دوست رکھتے ہیں۔کیونکہ شریف اور عمدہ چیز محبوب ہوتی ہے۔جب وہ شخص اپنی ذات کو دوست رکھے اور صداقت اور مواصلت اُس کی اختیار کرے پس وہ اپنی ذات کا صدیق ہوا اور غیر لوگ بھی اُس کے صدیق ہوں گے۔یہ خصلت مستلزم احسان اور مروت کرنے کی ہے غیر لوگوں کے ساتھ ہم از روے قصد کے اور ہم بغیر قصد کے موجب اس کا یہ ہے۔کہ افعال اُس کے بذاتہ لذیذ اور محبوب ہوتے ہیں اور جو چیز لذیذ اور محبوب ہوتی ہے اُس کو ہر ایک شخص کرتا ہے۔پس اس سبب سے مرید اور تابع اُس کے بہت لوگ ہو جاتے ہیں اور اور احسان اُس کا تمام لوگوں پر شامل ہوتا ہے اور یہ احسان زوال اور فنا سے محفوظ ہو کر ہمیشہ زیادہ ہوتا رہتا ہے۔برخلاف اُس احسان کے جو عارضی ہو اور باعث اُس کا کوئی حالت غیر معتاد ہو۔جو اُس حالت کے زوال سے انقطاع احسان کا ہو جائے اور منقطع ہونا احسان کا ملامت اور شکایت پیدا کرتا ہے۔اِس سبب سے عارضی احسان کرنے والے کو چاہیئے۔کہ اُس پر ہمیشگی اور مداومت کرے۔کیونکہ اکثر صناعتیں ایسی ہیں کہ پہلے دشوار معلوم نہیں ہوتیں اور ہمیشگی کرنی اُنپر دشوار ہوتی ہے + اور وہ محبت جو اس قسم کے احسان پر عارض ہو اُس کو لوامہ کہتے ہیں۔الّا وہ محبت کہ درمیان محسن اور محسن الیہ کے ہو وہ متفاوت ہوتی ہے۔یعنے محبت محسن کی محسن الیہ کے ساتھ بہ نسبت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محبت محسن الیہ کے محسن کے ساتھ زیادہ تر ہوتی ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حکیم اول کا مقولہ ہے کہ قرض دینے والے اور احسان کرنے والے کی توجہ ہوتی ہے اوپر حال قرض لینے والے اور احسان قبول کرنے والے کے اور اُس کی سلامتی چاہتا ہے اور شاید قرض دینے والا قرض لینے والے کی سلامتی محبت کے تقاضے سے نہ چاہتا ہو بلکہ اپنے قرض واپس لینے کے واسطے چاہتا ہو۔ یعنے سلامتی اور بقا اور دولتمندی اور خیرخواہی اُس کی اس نظر سے چاہتا ہو کہ اپنے حق پر فائز ہو جائے۔ الاّ قرض لینے والے کو قرض دینے والے کے حال پر یہ توجہ نہیں ہوتی اور اس قسم کی دُعا اُس کے حق میں نہیں کرتا۔ الاّ احسان کرنے والا احسان قبول کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ اگرچہ اُس سے کسی طرح کی منفعت کی اُمید نہ ہو۔ سبب اِس کا یہ ہے کہ جو شخص کوئی کام نیک کرتا ہے اپنی کی ہوئی چیز کو دوست رکھتا ہے۔ اگر وہ چیز قائم رہے تو محبت اُس کی نہایت کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ الاّ احسان قبول کرنے والے کی محبت احسان کی طرف ہوتی ہے۔ نہ محسن کے ساتھ۔ پس محسن محبوب اُس کا بالعرض ہوا۔ اور وہ محبت کہ احسان کے ذریعہ سے حاصل کریں اور ایک مدت دراز اُس کی درستگی میں صرف ہو۔ وہ بھی مثل اُس مال کے متصور ہوتی ہے کہ نہایت سختی اور مشقت سے اُس کو حاصل کیا ہو۔ یعنے جیسا کہ کوئی شخص نہایت سختی اور مصیبت سفر دور دراز سے مال حاصل کرے تو اُس کے خرچ کرنے میں صرفہ اور بخل کرتا ہے۔ برخلاف اُس شخص کے جو بآسانی اُس کو مال حاصل ہو جائے۔ مثل وارثوں کے۔ ویسا ہے جو شخص رنج اور سختی سے محبت پیدا کرتا ہے اُس کو اُس محبت کا قدر ہوتا ہے اور زوال اُس کے سے خائف ہوتا ہے۔ بہ نسبت اُس شخص کے کہ جس کو اس کے حاصل کرنے میں زیادہ تر کوشش کرنے کی حاجت نہ پڑی ہو۔ اسی سبب سے ماں بیٹے کو باپ کی نسبت سے زیادہ تر دوست رکھتی ہے اور اُس کی جانب شفقت اور محبت بہت ہوتی ہے کیونکہ تربیت اور پرورش اُس کی زیادہ تر رنج اور مشقت سے کی ہوئی ہوتی ہے اور شاعر اپنے شعر کو زیادہ تر دوست رکھتا ہے۔ غیروں کے شعروں سے اپنے شعر کا لطف اُس کو زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ ویسا ہی جس کاریگر نے اپنی صنعت کو زیادہ تر رنج اور مشقت سے بنایا ہو۔ اور یہ امر واضح ہے کہ سختی منفعل کی مثل سختی فاعل

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے نہیں ہوتی اور لینا منفعل ہے اور بخشنے والا فاعل ہیں ان دلائل سے
معلوم ہوا کہ محسن کی محبت محسن الیہ کی محبت سے زیادہ تر ہوتی ہے
کبھی محسن بطریق حریت[1] کے احسان کرتا ہے اور کبھی بمد نظر نیکنامی کے
اور کبھی ریا سے کرتا ہے * سب قسموں سے افضل یہ ہے۔ کہ بطریق حریت کے کرے
کیونکہ نیکنامی اور تعریف ہمیشہ کی اور محبت عام لوگوں کی خود طبعاً حاصل
ہوجاتی ہے۔ اگرچہ وہ بالذات مقصود نہو * اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ جو شخص
اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے وہ چاہتا ہے۔ کہ اُس شخص کے حال پر جو اس
کے نفس کو دوست رکھتا ہے احسان کرے پس ہر ایک شخص اپنے نفس
پر احسان کرنا چاہتا ہے * جب موجبات دوستی کے نیکی ہے یا لذت یا نفع
جو شخص اِن قسموں میں فرق نہ کرسکے اور اس بات پر واقف نہ ہو کہ ان
میں سے کون سی بہتر اور افضل ہے؟ وہ نہیں جانتا۔ کہ اپنے نفس پر کیونکر
احسان کرنا چاہئے۔ اِسی سبب سے بعضے آدمی لذت کو اختیار کرتے ہیں اور
بعضے منفعت کو اور بعضے بزرگی اور منصب کو کیونکہ وہ لوگ نیکی کی خصلت سے
آگاہ نہیں ہوتے خطا کرتے ہیں۔ جو شخص نیکی کی لذت سے خبردار ہوتا
ہے وہ لذات خارجی ناپائدار پر راضی نہیں ہوتا۔ بلکہ جو لذت سب لذتوں سے
بلند اور عظیم ہے اُس کو اختیار کرتا ہے اور وہ لذت نفس ناطقہ کی ہے
اہل اِس خصلت کا پیرو افعال الٰہی کا ہوتا ہے اور لذات حقیقی سے بہرہ یاب
ہوتا ہے۔ دوستوں اور غیر دوستوں کو مروت کرنے سے نفع پہنچاتا ہے اور غلبۂ
جوانمردی کے باعث اس بات پر قادر ہوتا ہے۔ کہ اپنے ہمقوموں پر غالب
ہو۔ جب گفتگو ہماری محبت کے باب میں ہے اور محبت حکمت اور خیر کی
بھی اس باب میں داخل ہے اُس کا بیان کرنا بھی لازم ہے * ہم بیان کرتے
ہیں کہ حکمت کی محبت اور مشغول ہونا امور عقلی کی طرف اور استعمال کرنا
فکر اور رائے کا یہ سب باتیں جزو الٰہی۔ یعنے نفس ناطقہ جو انسان کی ذات
میں موجود ہے اُس سے تعلق رکھتی ہیں اور جو آفتیں دیگر اقسام محبت پر
عارض ہوتی ہیں۔ اُن سے محفوظ۔ نہ چغلی کی اُس میں گنجایش اور نہ کوئی
شریر آدمی اس میں دخل دے سکتا ہے کیونکہ سبب اس کا خیر محض ہے

[1] حریت کے یہ معنی ہیں۔ کہ احسان کرنے کو ایک عمدہ فضیلت تصور کرکے عمل میں لائے۔ اس
میں کوئی امر مثل ریا اور نیکنامی وغیرہ کے مد نظر نہ ہو *

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور خیر محض مادہ سے اور مادہ کی شرارت سے پاک ہے۔ جب تک بنی نوع انسان فضائل اور اخلاق انسانی کو استعمال میں لاتا ہے۔ اس خیر کی ماہیت اور حقیقت اُس پر واضح نہیں ہوتی۔ اور سعادت آلہی سے محروم رہتا ہے۔ اِلّا اس قدر فائدہ ہے۔ کہ اس فضیلت یعنے خیر محض کے حاصل کرنے کے واسطے اُن فضائل کی احتیاج ہوتی ہے۔ جب بعد حصول اُن فضائل کے فضیلت آلہی یعنے خیر محض کی طرف مشغول ہوتا ہے۔ تو اُس وقت نفس الامر میں اپنی ذات کی طرف مصروفیت متصور ہوتی ہے۔ مُجاہدہ اور رنج طبیعت سے اور مجاہدہ نفس اور قوائے نفسانی سے فارغ ہوکر پاک لوگوں کی ارواح اور مقرب فرشتوں سے اختلاط حاصل کرتا ہے۔ تا جس وقت وجود فانی سے وجود باقی کی طرف انتقال کرتا ہے نعمتہائے ابدی اور سرور دائمی پر فائز ہوجاتا ہے ✤ حکیم ارسطاطالیس کا بیان ہے۔ کہ سعادت تام خالص اُن کو حاصل ہوتی ہیں۔ جو مقرب بارگاہ آلہی کے ہوں اور یہ لایق نہیں۔ کہ فضائل انسانی کو ہم فرشتوں کی طرف نسبت کریں کیونکہ فرشتے ایک دوسرے کے ساتھ کسی طرح کا معاملہ نہیں کرتے اور ایک دوسرے کے پاس امانت نہیں رکھتے اور تجارت کی اُن کو حاجت نہیں تا عدالت کے محتاج ہوں اور کسی چیز سے اُن کو خوف نہیں۔ تا شجاعت اُن کے نزدیک پسندیدہ ہو اور خرچ کرنے کی اُن کو حاجت نہیں تا سخاوت کرنے کی ضرورت پڑے اور خواہشات طبعی میں وہ مبتلا نہیں تا عفّت کے محتاج ہوں اور عناصر اربعہ سے وہ مرکّب نہیں۔ تا غذا کی اُن کو حاجت پڑے پس یہ نیک پیدائش منجملہ تمام مخلوقات الٰہی کے فضائل انسانی سے مستغنی ہیں اور ذات باریتعالے کی ایسی باتوں میں فرشتوں سے بھی زیادہ تر پاک اور بلند ہے۔ بلکہ وصف کرنی ذات باریتعالی کی کسی ایسی چیز بسیط کے ساتھ کہ امور عقلی اور اقسام خیرات اُس سے متشابہ ہوں تشبیہ بعید ہے ✤ لائق اور حق الامر کہ جس میں کسی طرح کی کچھ نیکی نہیں یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو کوئی دوست نہیں رکھتا۔ اِلّا وہ سعید اور نیک آدمی۔ کہ سعادت اور خیر حقیقی پر واقف ہو اور حتے الامکان اُس ذات پاک کا قُرب حاصل کرے اور رضا اُس کی چاہے اور افعال اُس کے کی پیروی کرے تا مورد رحمت اور رضا اور قرب کا ہو اور استحقاق تام محبت کا حاصل کرے ✤ بعد اس کے حکیم موصوف نے ایک ایسا لفظ بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے طریق میں بیان کرنا اُس کا جائز نہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ جس کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے اُس کے امور کی ذمہ واری کرتا ہے جیسا کہ دوست ذمہ واری دوستوں کے کاموں کی کرتے ہیں اور اُن کے ساتھ احسان کرتے ہیں۔ اسی واسطے حکیم کے واسطے عجیب عجیب لذّات اور فرحتیں حاصل ہوتی ہیں جو شخص اصل حقیقت حکمت پر فائز ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ لذّت تمام لذّتوں سے اعلےٰ اور افضل ہے۔ پس ان لذّتوں کی طرف التفات نہیں کرتا اور کسی حالت پر جو ماسوائے حکمت کے ہو توجہ نہیں ہوتی۔ جب ایسا ہوا تو پس وہ حکیم کہ جس کی حکمت تمام حکمتوں سے اعلےٰ اور افضل ہے وہ ذات اللہ تعالےٰ کی ہے اور حقیقت میں اُس کو دوست نہیں رکھتا۔ اِلّا جو شخص اُس کے بندوں سے حکیم سعید ہو۔ کیونکہ ہر ایک چیز اپنی شبیہ کو دوست رکھتی ہے اسی سبب سے یہ سعادت کُل سعادتوں سے بلند تر ہے۔ یہ سعادت انسانی نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ قسم سعادت کا حیات طبعی اور قوائے نفسانی سے پاک اور بلند ہے اور اس سے نہایت بعید اور دور ہے۔ وہ ایک بخشش الٰہی ہے۔ اُس شخص کو عطا ہوتی ہے جو برگزیدہ بارگاہ الٰہی کا ہو۔ بعد اُس کے اُس کو عطا ہوتی ہے جو معرفت الٰہی کی طلب میں کوشش کرے اور تمام عمر اپنی اُس کے شوق میں اور برداشت کرنے رنج اور مشقّت میں صرف کرے۔ کیونکہ جو شخص ہمیشہ محنت کشی نہ کریگا بازی کیطرف مائل اور مشتاق ہوگا۔ کیونکہ بازی راحت سے مشابہ ہے اور راحت نہ کمال سعادت کا ہے اور نہ سبب حصول سعادت کا ہے۔ اور راحت بدنی کی طرف وہ شخص مائل ہوتا ہے کہ صورت انسانی اور سیرت چار پایوں کی رکھتا ہو۔ مثل غلاموں۔ اور لڑکوں کے یہ لوگ سعادت سے موصوف نہیں ہوسکتے اور مرد عاقل اور فاضل اپنی ہمّت عمدہ۔ اور افضل امور میں مصروف رکھتا ہے اور یہ بھی حکیم اوّل کا مقولہ ہے کہ لائق نہیں کہ انسان کی ہمت امور متعلقہ انسانی میں صرف ہو اگرچہ وہ انسان ہے اور نہ حیوانات مردہ کی ہمّت پر راضی ہو جائے اگرچہ انجام اُس کا مرگ ہے بلکہ مناسب ہے کہ ہمہ تن متوجہ اس بات کی طرف ہو کہ حیات ابدی حاصل کرے۔ کیونکہ اگرچہ آدمی جسم کے رو سے خورد ہے اِلّا حکمت اور عقل کے سبب بزرگ اور شریف ہے اور جملہ مخلوقات سے عقل کی بزرگی زیادہ تر ہے۔ کیونکہ وہ ایک جوہر شریف حکم الٰہی سے تمام چیزوں پہ غالب ہے اگرچہ بنی نوع انسان جبتک اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیا میں ہے رفاہ اور آرام ظاہری کی طرف محتاج ہے مگر جملہ ہمت اپنی اسی طرف مصروف نہیں کرنی چاہئے اور جمعیت اور فراہمی دولت دنیاوی میں کوشش بلیغ عمل میں نہ لائے۔ کیونکہ دولت دنیاوی انسان کو کمال پر نہیں پہنچاتی بہت لوگ حالت درویشی میں افعال کریمانہ عمل میں لاتے ہیں اسی باعث سے یہ قول حکماء نے کہا ہے کہ وہ لوگ سعید ہوتے ہیں کہ جن کو سامان ظاہری سے اوسط درجہ کا نصیبہ حاصل ہو اور اُن کی ذات سے جو افعال صادر ہوں حسب تقضاے فضیلت کے ہوں اگرچہ سرمایہ ان کا کم ہو۔ یہ جملہ کلام حکیم اول کی ہے۔ بعد اس کے اُس نے بیان کیا ہے کہ صرف فضیلتوں کا جاننا کافی نہیں ہوتا بلکہ عمل اور استعمال کرنا اُن کا کافی ہے۔ بعضے آدمی فضائل اور نیک امور کی طرف راغب ہوتے ہیں اور نصیحتوں کو قبول کرتے ہیں ایسے آدمی بہت کم ہیں کہ صرف نیکی اور شرافت طبیعت کے سبب بدی اور شرارت سے پرہیز کریں اور بعضے بدی اور شرارت سے بسبب خوف عذاب اور ملامت کے پرہیز کرتے ہیں اور اُن کو دوزخ میں عذاب عاقبت کا خوف ہوتا ہے اسی سبب سے بعضے آدمی بالطبع نیک ہوتے ہیں اور بعضے شریعت کے خوف سے نیک ہوتے ہیں۔ شریعت کی تعلیم اس قسم کے آدمیوں کے واسطے مثل پانی کے ہے اُس شخص کے لئے کہ جس کے حلق میں لقمہ بند ہو جاتے اگر شریعت سے ادب قبول نہ کریں تو وہ مثل اُس شخص کے ہیں کہ جس کے حلق میں پانی بند ہو کر ہلاک ہو جائے ان کی اصلاح کے لئے کوئی حیلہ کارآمد نہیں ہوتا پس نیک بالطبع اور فاضل آدمی اللہ تعالے کا محبّ ہوتا ہے ہماری تدبیر اور اختیار سے کام اُس کے درست نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالے اُس کے کاموں کی تدبیر اور درستی فرماتا ہے۔ ان مقدمات سے معلوم ہوا کہ نیک اور سعید آدمی تین قسم پر ہوتے ہیں اوّل وہ شخص کہ ابتداے پیدایش میں اثر نجابت اور شرافت اُس میں ظاہر ہو حیا اور کرم اُس کی طبع میں موجود ہو جائے اور عمدہ تربیت سے خصوصیت رکھتا ہو اور نیک آدمیوں کی صحبت اور ہمنشینی کی طرف راغب اور بدکرداروں کی صحبت سے محترز ہو۔ دوسرا وہ شخص کہ ابتدائے پیدایش میں یہ وصف نہ رکھتا ہو بلکہ اس وصف کو سعی اور کوشش سے پیدا کیا ہو۔ جب آدمیوں میں اختلاف دیکھے تو راستی پر ہمیشگی کرے تا حکیموں کے مرتبہ پر فائز ہو جائے یعنے علم اُسکا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صحیح اور عمل اُس کا نیک ہو جائے اور یہ مرتبہ علم فلسفہ کے حاصل کرنے اور تعصب کے چھوڑنے سے حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جس کو اکراہ اور جبر کے ساتھ بذریعہ سیاست شرعی یا تعلیم علم حکمت کے اس طرف متوجہ کریں۔ اور یہ بات واضح ہے کہ اس مقام پر ان تینوں قسموں سے قسم دوسرا مطلوب ہے۔ کیونکہ اصلی پیدایش میں نیک اور سعید ہونا یا اکراہ اور جبر کے ساتھ اُس کی نیکی پر لانا یہ کوشش اور جہد طالب پر منحصر نہیں بلکہ یہ امور خارجی ہیں اور سعادت تام حقیقی کوشش کرنے والے کو حاصل ہوتی ہے اور محبّ الٰہی ہوتا ہے اور شقی و بدبخت ہلاک ہونے والا ضد اس کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ؛

تیسری فصل آدمیوں کے اجتماعات کے اقسام بیان کرنے میں اور تشریح احوال مدن کی

اِس سبب سے کہ ہر مرکّب کے واسطے ایک طرح خاصیت اور حکم اور شکل ایسی ہوتی ہے کہ جس کے سبب سے وہ دوسری چیزوں سے ممتاز اور مختص ہوتا ہے اور اجزائے اُس مرکب کو اُس خاصیت میں مشارکت نہیں ہوتی آدمیوں کے اجتماع کے واسطے بھی ازروے یکجا جمع ہونے کے ایک طرح کی صورت اور خاصیت ہے برخلاف اُس خاصیت کے کہ اُن میں سے ہر شخص میں موجود ہو جب افعال ارادی انسانوں کے دو قسم پر منقسم ہیں ایک نیک دوسرا بد پس اجتماعات آدمیوں کے بھی ان دونو قسموں پر منقسم ہوئے۔ پہلا قسم نیکی کے سبب سے ہے اور دوسرا بدی سے۔ پہلے قسم کو مدینہ فاضلہ کہتے ہیں اور دوسرے قسم کو مدینہ غیر فاضلہ اور مدینہ فاضلہ ایک قسم سے زیادہ نہیں ہوتا کیونکہ راستی میں کثرت نہیں اور نیکی کا طریق ایک سے زیادہ نہیں ہوتا۔ الّا مدینہ غیر فاضلہ کی تین قسم ہیں اول وہ کہ اجزائے مدینہ یعنے اشخاص انسانی استعمال قوت عقلی سے خالی ہوں اور سبب جمع ہونے اور تمدّن اُن کے کا بروے تابعداری کسی قوت کے ہو سوائے قوت عقلی کے۔ اُس کو مدینہ جاہلہ کہتے ہیں۔ دوسرا قسم وہ ہے کہ اشخاص انسانی استعمال قوت عقلی سے خالی نہوں مگر قواے دیگر قوت عقلی پر غالب ہوں اس کو مدینہ فاسقہ کہتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ تیسرا قسم وہ ہے کہ بباعث نقصان عقلی کے اپنے تصور اور خیال میں ایک طرح کا قانون وضع کرلیں اور اُس کا نام فضیلت مقرر کرکے اُس پر بناء مدینہ کی قائم کریں اس کو مدینہ ضالہ کہتے ہیں اور ہر ایک کی ان تینوں قسم مدینوں سے بیشمار اور لا انتہا شاخیں ہیں کیونکہ جھوٹ اور برائی کی کوئی حد اور نہایت نہیں۔ اور مدینہ فاضلہ میں بھی مدینہ غیر فاضلہ اُن موجبات سے جو بعد اس کے ہم بیان کرینگے پیدا ہوجاتا ہے۔ اُس کو نو آئنت کہتے ہیں غرض ان مدینوں سے پہچاننا مدینہ فاضلہ کا ہے تا دوسرے قسموں کو اس مرتبہ پہنچایا جائے۔ اِلّا مدینہ فاضلہ اُن لوگوں کے جمع ہونے کو کہتے ہیں کہ جن کی ہمتیں حاصل کرنے نیکیوں اور دور کرنے بدیوں پر مصروف ہوں اور البتہ اُن لوگوں کے درمیان دو باتوں میں اشتراک ہوتا ہے ایک رائیوں میں اور دوسرا فعلوں میں اِلّا اتفاق ان کا رائیوں میں اسی طرح پر ہوتا ہے کہ ان کا اعتقاد خلقت کے مبداء اور معاد میں اور جو حالات کہ مبداء اور معاد کے درمیان ہیں مطابق راستی کے ہوتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی رائے کے موافق ہوتا ہے۔ اِلّا فعلوں میں اتفاق اس طرح پر ہوتا ہے کہ کمال حاصل کرنے کے واسطے سب ایک طریق پر ہوتے ہیں اور جو افعال اِن سے صادر ہوتے ہیں وہ بالکل حکمت سے آراستہ اور تہذیب اور راستی سے پیراستہ اور قوانین عدالت اور شرائط سیاست پر مُتضمّن ہوتے ہیں تا آدمیوں کے اختلاف اور متغیر ہونے حالات سے علّت غائی اُس جماعت کے فعلوں کی ایک ہی ہو اور فکر اور خیال ہر ایک کا ایک دوسرے کے موافق ہو۔ جاننا چاہئے کہ قوّت تمیز اور ادراک تمام آدمیوں میں یکساں پیدا نہیں کی گئی اس میں اس قدر اختلاف ہے کہ ایک وہ اعلےٰ درجہ ہے کہ جس کے مافوق کوئی درجہ متصوّر نہیں اور ایک ایسا پائین مرتبہ ہے کہ اُسنے فروتر درجہ چارپایوں کا ہے اور یہ اختلاف ایک گونہ سبب انتظام کا ہے جیسا کہ بیان ہوچکا ہے جب قوّت تمیز کی یکساں نہ ہوئی تو ادراک سب جماعت کا مبداء اور منتہی کو کہ بہ نسبت دیگر مدرکات کے نہایت بُعد اور دوری پر واقع ہیں ایک طریق پر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ لوگ کہ جو عقل کامل اور طبع سلیم اور عادت نیک سے موصوف ہیں اور تائید الٰہی اور فضل رّبانی نے اُن کو ہدایت بخشی ہوئی ہے اور ایسے لوگ شمار میں بہت کم ہیں یہ لوگ معرفت مبداء اور معاد میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوراس بات کی حقیقت کے دریافت کرنے ہیں کہ ظہور مخلوقات کا مبدأ اول کی طرف سے ہے اور انتہا سب کا بھی اُسی کی طرف ہے موافق حق اور راستی کے جیسا کہ ان لوگوں کی طاقت اور قوت ہی پہنچے ہوئی ہوتی ہیں جبکہ نفس انسانی کے تابع کئے قوتیں ایسی ہیں کہ جن کے ذریعہ سے امور جسمانی اور روحانی کو انسان ادراک کرتا ہے مثل وہم اور فکر اور خیال اور حس کے اور ان میں ازروے صفائی اور کدورت کے فرق ہوتا ہے جیسا کہ علم حکمت میں مذکور ہے اور کوئی قوت ان قوتوں سے کسی وقت میں کیا خواب اور کیا بیداری میں بیکار اور فارغ نہیں ہوتی اور دریافت کرنا مبداء اور معاد کا خاص جوہر نفس شریفہ سے تعلق رکھتا ہے کسی قوت کو قوتوں سے اس باب میں نفس کے ساتھ دخل اور شراکت نہیں پس اُس وقت میں کہ ذات پاک اُس جماعت مذکورہ بالا کی مشاہدہ مبداء اور معاد اور امور متعلقہ اُس کے میں مشغول ہوتی ہے تو ضرور یہ قوتیں جو تابع نفس کے ہیں تصور کرنے ایسی صورتوں اور مثالوں میں جو مناسب اُس حال کے ہوں مصروف ہوتی ہیں چونکہ وہ ذات مقدس کہ جس کا پہچاننا صرف نفس انسانی پر منحصر ہے اس امر سے بہت منزہ اور بلند ہے کہ جسمانی قوتوں میں منقوش اور متصور ہو کیونکہ قوائے جسمانی سوائے مثل اور خیالات اور صورتوں کے اور ادراک نہیں کرسکتیں پس وہ مثالیں بھی جسمانیات کے قسم سے ہوتی ہیں الا اُن میں سے نہایت شریف اور لطیف تر اور ہر ایک قوت میں موافق رتبہ اور درجہ اُس کے کے ازروے قُرب اور بُعد نفس کے شرافت اور لطافت صورتوں کی منحصر ہے الا قوت عقلی نے یقین کامل کے ساتھ اس بات کا حکم کیا ہے کہ وہ ذات مقدس ان صورتوں سے پاک اور منزہ ہے یہ جماعت بڑی افضل اور اجل حکیموں کی ہوتی ہے۔ اور وہ لوگ جو جماعت مذکورہ سے رتبہ میں کم ہیں معرفت عقلی سے بالکل عاجز رہتے ہیں نہایت کا درجہ ادراک ان کی کا قوت وہم کے ذریعہ سے اُسی طرح کا تصور کرنا ہے جیسا کہ حکماء کے وہموں میں وہ موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس بات کو واجب جانتے ہیں کہ وہ ذات مقدس اس قسم کے تصورات سے منزہ ہے پس جب اس جماعت کو اصل حقیقت معرفت کی طرف کچھ دخل نہیں ہے تو اُن کو اس بات کی اجازت حاصل ہے کہ احکام اس صورت کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوپر مبداء اور معاد کے جاری کریں الّا اس طور پر کہ مبداء اور معاد یعنے اُس ذات مقدّس کو احکام اُس صورت سے جو ان کے خیال میں متمثّل ہے اور مرتبہ میں صورت وہمی کے مرتبہ سے اور جسمانیات سے قریب زیادہ ہے منزّہ اور پاک سمجھیں اور اس بات کو لازم جانیں کہ اُس ذات پاک کو صورت وہمی سے کچھ تشبیہ نہیں ہے باوجود اس کے اس بات کے مقر ہوتے ہیں کہ معرفت پہلے قسم کی جماعت کے لوگوں کی ہماری معرفت سے زیادہ تر کامل ہے اس جماعت کو اہل ایمان کہتے ہیں۔ جو لوگ رتبہ میں ان سے بھی کم ہیں اور تصوّرات وہمی پر اُن کو قدرت نہیں وہ صرف خیالی صورتوں پر قناعت کر کے مبداء اور معاد کو جسمانی مثالوں اور صورتوں کی طرح خیال کرتے ہیں الّا اس بات کو واجب جانتے ہیں کہ جو اوضاع اور اطوار جسمانی چیزوں کے ہوتے ہیں اُن سے وہ ذات پاک بالکل بری ہے۔ اور دونو پہلے قسم کی جماعت کے لوگوں کی معرفت کے مقر ہوتے ہیں اس جماعت کو اہل تسلیم کہتے ہیں۔ اور جو لوگ کوتہ نظر ان سے بھی رتبہ میں کم ہیں جو مثالیں کہ اُس ذات پاک سے بہت بعید اور دور ہیں اُن پر کفایت کرتے ہیں اور جسمانی مثالوں پر کاربند ہوتے ہیں یہ ضعیف لوگ ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ اگر اسی طرح مرتبوں کا خیال کرتے جائیں تو نوبت صورت پرستوں تک پہنچ جائے۔ الغرض یہ سب اختلافات بسبب مختلف ہونے استعدادوں کے ہوتے ہیں مثال اس کی اس طرح پر ہے کہ ایک شخص ایک چیز کی اصلی حقیقت اور ماہیت پر واقف ہے اور دوسرا صرف صورت پر اور تیسرا اُس صورت کے عکس پر کہ جو آئینہ یا پانی میں نظر آئے اور چوتھا اُس کی تصویر پر جو کسی نقاش نے اُسی طرح کھینچی ہو علیٰ ہذا القیاس۔ جب نہایت کا درجہ رسائی اور قدرت کسی شخص کا کسی ایک مرتبہ تک ان مراتب سے پہنچکر ٹھہر جائے اور آگے ترقی نہ کر سکے تو اُس شخص کو مقصّر نہ جاننا چاہیے بلکہ توجہ اُس کی کمال کی طرف ہے اور ہمّت اُس کی معرفت الٰہی میں مصروف ہے اور اہل شرع یعنے پیغمبر کل جماعتوں کی تکمیل کے واسطے مددگار ہیں موافق اس قول کے کہ کلمو الناس علیٰ قدر عقولہم یعنے کلام کرو تم لوگوں کے ساتھ موافق عقل اُن کی کے۔ ہر شخص کی تکمیل موافق اُن کی استعداد کے کر سکتے ہیں طاقت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کی اُس اندازے سے جو اصل پیدایش میں دی گئی ہے یا عادت سے
حاصل کی ہے زیادہ نہیں ہوتی۔ پس کلام اُن کی کبھی محکم[۱] ہوتی ہے
اور کبھی متشابہ[۲]۔ اور توحید کے باب میں کبھی صرف بے مثل ہونا بیان
کرتے ہیں اور کبھی محض مشابہت۔ اور ویسا ہی حالات معاد کے بیان کرتے
ہیں تا ہر ایک فرقہ اپنے حق پر پہنچ جاوے اور اپنا حظ اُٹھائے اور ویسا ہی
حکیم کبھی قیاسات برہانی[۳] استعمال میں لاتا ہے اور کبھی قناعیات[۴] پر قناعت
کرتا ہے اور کبھی شعر اور خیالبندی پر عمل کرتا ہے تا ہر ایک کو موافق اُس
کی استعداد اور لیاقت کے فائدہ پہنچ جاوے اگرچہ ہر قوم ازروے اعتقاد کے
متوجہ کمال کی طرف ہوتی ہے۔ اِلّا ظاہر وضع اور طریق میں اختلاف ہوتا ہے
پس جب تک کہ فاضل اوّل کی جو مدبّر مدینہ فضلاء کا ہے پیروی کریں ان
کے درمیان تعصّب اور عناد نہیں ہوتا اگرچہ ازروے ملّت اور مذہب کے
مختلف نظر آتے ہیں بلکہ اختلاف ملّت اور مذہب کا ان میں جو بسبب مختلف
ہونے رسوم خیالات اور مثالیں اور عادات کے پیدا ہوا ہے اور علت غائی تمام
کی ایک ہی ہے بمنزلہ اختلاف اقسام طعام اور لباس کے ہے کہ جنس اور
رنگ طعام اور لباس کا مختلف ہوتا ہے اور علت غائی تمام کی وہ ایک ہی
قسم کی منفعت ہے۔ رئیس مدینہ کا جو پیشواے ان کا ہے اور بڑا بادشاہ اور
رئیسوں کا رئیس ہونا اُس کے حق میں ثابت ہے ہر ایک فرقہ کو اپنے اپنے
محل اور درجہ پر رکھتا ہے اور افسری اور خدمتگذاری کے مراتب ان کے
درمیان مقرر کرتا ہے چنانچہ ہر ایک قوم ایک قوم کی نسبت درجہ ماتحت میں
ہوتی ہے اور ایک کی نسبت مرتبہ اعلےٰ میں تا ایک ایسی قوم تک نوبت پہنچ جاتی
ہے کہ اُس کے واسطے کوئی پایہ ریاست کا نہیں ہوتا محض خدمتگار ہوتے ہیں اس مدینہ کے
لوگ اختلاف مرتبوں میں مثل موجودات جہان کے ہوتے ہیں اور ہر ایک بمنزلہ ایک مرتبہ کے
مراتب موجودات میں سے ہوتا ہے جو درمیان علت اولےٰ اور معلول اخیر کے واقع ہوا ہو اور
یہ پیروی ہے طریق الٰہی کی جو محض حکمت ہے۔ اِلّا اگر پیروی مدبّر مدینہ سے روگردانی کریں
تو ان میں قوت غضبی قوّت ناطقہ پر غلبہ کرنا چاہتی ہے تا تعصب اور عناد اور مخالفت
مذہب کی ان کے درمیان پیدا ہو جاتی ہے جب رئیس کو اپنے میں سے مفقود جانتے ہیں تو

[۱] محکم اُس قسم کے کلام الٰہی کو کہتے ہیں کہ جس کے معنے واضح ہوں اور اُس میں کسی قسم کا اشتباہ نہو ۱۲
[۲] متشابہ اُس قسم کے کلام الٰہی کو کہتے ہیں کہ جسکے معنے واضح نہیں ہوتے جبتک کہ شارع خود بیان نہ کرے ۱۲ [۳] قیاسات برہانی وہ دلایل ہیں کہ قضایا یقینی سے بنائی جائیں ۱۲ [۴] قناعیات وہ دلایل ہیں جو قضایا ظنی سے بنائی جائیں ۱۲

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر ایک ریاست کے دعوے پر قائم ہو جاتا ہے اور ہر صورت اور شکل کو ان موہوم اور خیالی صورتوں سے جو اُن کے ذہن میں مقرر ہوتی ہیں ایک بُت قرار دیا جاتا ہے اور ایک قوم کو اپنی متابعت میں لے آتے ہیں تا مخالفت اور تنازعہ پیدا ہو جاتا ہے - اور اکثر تحقیقات اور دریافت سے معلوم ہوا ہے کہ سبب پیدا ہونے اکثر مذاہب اہل باطل کا مذاہب اہل حق سے ہوا ہے ورنہ باطل نفس الامر میں کچھ چیز اور شے نہیں ہے اور مدینہ فاضلہ کے لوگ اگرچہ اطراف عالم میں مختلف ہوتے ہیں الّا حقیقت میں متفق ہیں کیونکہ ان کے دل باہم راست باز اور ہر ایک دوسرے کی محبت سے آراستہ ہوتے ہیں الفت اور دوستی میں مثل ایک شخص کے ہوتے ہیں جیساکہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے المسلمون ید واحدۃ علے من سواہم والمؤمن کنفس واحدۃ یعنے مسلمان شفیق اور غالب ہیں دوسروں پر اور مومن لوگ مثل ایک ذات کی ہیں اور بادشاہ ان کے جو جہاں کے مدبّر ہیں اوضاع شریعت اور امور مصلحت معاش میں بطور ملائمت اور مناسب وقت کے تصرّف کرتے ہیں الّا اوضاع شریعت میں کچھ تھوڑا سا تصرّف جزوی اور امور مصلحت معاش میں تصرّف کلی ایسے سبب سے دین اور ملک کا باہم تعلق ہے جیساکہ بادشاہ عجم اور حکیم فرس اردشیر بابکان کا مقولہ ہے - الدین والملک توأمان لا یتم احدہما الا بالآخر یعنے دین اور ملک دونو توام ہیں نہیں کمال کو پہنچتا کوئی ان دونو میں سے الّا دوسرے کے سبب سے کیونکہ دین اصل بنیاد ہے اور ملک رکن اُس کا جیساکہ بنیاد بغیر رکنوں کے بیفائدہ اور رکن بغیر بنیاد کے خراب ہوتے ہیں ویسا ہی دین بغیر ملک کے کچھ نفع نہیں دیتا اور ملک بغیر دین کے واہیات ہے - اگرچہ یہ قوم یعنے سلاطین اور مدبّر مدینہ فاضلہ کے شمار میں بہت ہوں خواہ ایک زمانہ میں خواہ کئی زمانوں میں الّا حقیقت میں مثل ایک شخص کے ہوتے ہیں کیونکہ توجہ ان کی ایک مطلب کے واسطے ہی ہوتی ہے اور وہ نہایت کا مرتبہ سعادت کا ہے اور طلب ان کی ایک ہی مطلوب کی طرف ہوتی ہے جو وہ معاد حقیقی ہے پس جو تصرّف مدبّر حال مدبّر سابق کے احکام میں کریگا از روے مصلحت کے وہ مخالفت اُس کے نہیں ہوتا بلکہ اُس کے قانون کی تکمیل ہے - بالفرض اگر یہ مدبّر حال مدبّر سابق کے زمانہ میں حاضر ہوتا تو وہی قانون جاری رکھتا اور اگر وہ مدبّر سابق اس وقت میں حاضر ہوتا تو بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تصرف عمل میں لاتا کیونکہ طریق عقل کا ایک ہی ہے اس کلام کا مصداق شاید مقولہ حضرت عیسی علےٰ نبینا علیہ السلام کا ہے جو فرمایا ہے انھوں نے ماجیئت لانطل التوریۃ بل جیئت لاکملہا یعنے نہیں آیا میں واسطے اس بات کے کہ باطل کروں میں توریت کو بلکہ آیا ہوں میں واسطے اس بات کے کہ کامل کروں میں اس کو ۔ تصرف اور اختلاف اور عناد اُس جماعت میں واقع ہوتا ہے جو صورت پرست ہو اور اصل حقیقت کو نہ دیکھے - مدینہ فاضلہ کے رُکن پانچ قسم کے ہوتے ہیں اول وہ جماعت جو مدّبر مدینہ کی ہو یہ لوگ اہل فضائل اور حکمائے کامل ہوتے ہیں کہ قوت عقل اور رائے صائب کے سبب بڑے بڑے امروں میں دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں اور پیشہ ان کا جاننا اصل حقیقت موجودات کا ہے- ان کو افاضل کہتے ہیں- دوسری وہ جماعت ہے کہ عام اور کم رتبہ والے لوگوں کو کمال اضافی کے مراتب پر پُہنچا دیتی ہے اور عام لوگ اہل مدینہ کو اُس امر کی طرف جو فرقہ اوّل کے اعتقاد میں ہے ترغیب اور تحریص کرتے ہیں تا جو شخص استعداد رکھتا ہو اُن کے وعظ اور نصیحت کرنے سے اپنے درجہ سے ترقی کرے. علم کلام اور فقہ اور خطابت و بلاغت اور شعر اور کتابت ان کا پیشہ ہے ان لوگوں کو ذوی الالسنہ کہتے ہیں- تیسری وہ جماعت ہے کہ عدالت کے ضوابط اور قوانین انصاف مدینہ کے لوگوں میں جاری رکھتی ہے اور لین دین کے معاملات میں انصاف برتتی ہے اور لوگوں کو مساوات اور اعتدال کے طریق کی طرف ترغیب دیتی ہے علم حساب اور ہندسہ اور طب اور نجوم پیشہ ان کا ہے ان کو مقدّران کہتے ہیں- چوتھی وہ جماعت ہے کہ واسطے حفاظت لوگوں کے گھروں اور اہل شہر کے نامزد ہوتی ہے اور مزاحمت مدن غیر فاضلہ کے لوگوں کو ان کے حال سے منع کرتی ہے اور معرکہ جنگ اور لڑائیوں میں شجاعت عمل میں لاتی ہے ان کو مجاہدان کہتے ہیں- پانچویں وہ جماعت ہے کہ سامان رزق اور روزی اِن سب قسموں کے آدمیوں کے لئے مرتب کرتی ہے خواہ لین دین اور تجارت اور حرفہ کے ذریعہ سے خواہ جمع کرنے معاملہ ارضی اور دیگر وجوہات سے ان لوگوں کو مالیان کہتے ہیں- اس مدینہ میں ریاست عظمےٰ کا چار طرح پر حال ہوتا ہے اول یہ کہ بادشاہ علے الاطلاق یعنے جو کہ ہر طرح سے مالک ہو ان کے درمیان حاضر ہووے علامت اس کی چار چیزوں کا جمع ہونا ہے اول حکمت جو سب مطلبوں کی علت غائی ہے- دوسرا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دریافت اور ادراک کلی جو غایات پر پہنچا دیوے تیسرا تیزی ذہن کہ منجملہ شرائط تکمیل سے ہے۔ چوتھا قوت جہاد اور جنگ کی کہ دفع اور منع دشمنوں کا اس سے متصور ہے ریاست کے باب میں اس کو ریاست حکمت کی کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ بادشاہ علے الاطلاق ان میں حاضر نہو اور یہ چار خصلتیں ایک شخص کے وجود میں جمع نہوں۔ اِلّا چار آدمیوں میں حاصل ہوں اور یہ چار آدمی باہم متفق ہوکر مثل ایک شخص کے تدبیر مدینہ میں قیام کریں اس کو ریاست افاضل کہتے ہیں۔ سوم وہ کہ یہ دونو ریاستیں موجود نہ ہوں۔ اِلّا ایک رئیس ایسا موجود ہو کہ زمانہ سلف کے رئیسوں کے طور وطریق پر جو اوصاف مذکورۃ الصدر سے وہ موصوف ہوچکے ہوں واقف ہووے اور ہر ایک طریقہ کو تیزی عقل سے اپنے وقت اور موقع پر استعمال کرسکتا ہو اور انتخاب کرنے ان امور پر کہ آیا یہ طریق موافق قاعدہ سلف کے ہے اور یہ نہیں ہے قادر ہووے اور وصف تیزی حکم اور خوش کرنے رعایا اور قوت جنگ سے موصوف ہو اس کی ریاست کو ریاست سنت کہتے ہیں۔ چہارم وہ کہ یہ جملہ اوصاف ایک شخص میں موجود نہ ہوں بہت آدمیوں میں پائی جائیں اور وہ باتفاق ہمدگر مدینہ کی تدبیر میں قیام کریں اس کو ریاست اصحاب سنت کہتے ہیں۔ اِلّا وہ ریاستیں کہ ماتحت ریاست عظمٰے کے ہیں جملہ صناعات اور افعال میں اُن کا اعتبار کرنا چاہیئے اور انتہا سب رئیسوں کا ریاست میں رئیس اعظم کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس ریاست کے مستحق ہونے کے تین سبب ہیں۔ اوّل وہ کہ فعل ایک شخص کا علّت غائی دوسرے شخص کے فعل کی ہو۔ پس وہ شخص اس شخص پر رئیس ہوگا مثلاً گھوڑے کا سوار رئیس ہوگا اوپر گاے کے سوار کے اور اُس شخص پر جو زین اور لگام ڈالنے پر نوکر ہے دوسرا وہ کہ دونو فعلوں کی ایک علّت غائی ہو۔ اِلّا ایک شخص کو اپنی عقل کے ذریعہ سے اوپر تصور کرنے علّت غائی کے قدرت ہوتی ہے اور اُس کو انداز اور مقدار مقرر کرنے کا ادراک حاصل ہوتا ہے اور دوسرے شخص کو یہ طاقت نہیں ہوتی۔ اِلّا جب قواعد اُس صناعت کے پہلے شخص سے وہ آموختہ کرلیتا ہے تو پھر اُس صناعت پر قادر ہوجاتا ہے مثل مہندس اور معمار کے۔ پس پہلا شخص رئیس ہوگا دوسرے شخص پر۔ اس قسم میں اختلاف مرتبوں کا بہت ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر صنعت کے واضع اور موجد میں اور اُس شخص میں جو اُس صنعت میں کچھ تھوڑا سا دخل رکھتا ہو بہت فرق ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سب سے فروتر اور ادنے مرتبہ اُس شخص کا ہوتا ہے جس کو بالکل قدرت اپنی تمیز سے کام کرنے کی نہ ہو الّا جب اہل صناعت سے نصیحتیں اور ہدائیتیں اس باب میں یاد کرکے آہستہ آہستہ اُن نصیحتوں کی پیروی کرے تو اُس کام کو انجام دیتا ہے ایسا شخص محض خدمتگذار ہی ہوتا ہے جو کسی طرح کی اس کو ریاست حاصل نہیں ہے + تیسرا وہ کہ دونو فعلوں کی توجہ ایک ہی علت غائی کی طرف ہو جو وہ علت غائی ایک تیسرا فعل ہے۔ الّا دونو میں سے ایک زیادہ ترشریف ہے اور اُس علت غائی کے واسطے زیادہ ترمفید ہے مثل لگام ساز اور چرم ساز کے گھوڑے کی سواری کے واسطے۔ عدالت کا مقتضاے یہ ہے کہ ہر ایک اپنے مرتبہ پر رہے اُس سے تجاوز نہ کرے۔ اور چاہیئے کہ ایک شخص کو بہت طرح کی صناعتوں میں مشغول نہ کریں بلحاظ تین باتوں کے اوّل یہ کہ طبیعتوں کے واسطے خاصیتیں ہوتی ہیں۔ ہر طبیعت ہر صناعت میں مشغول نہیں ہو سکتی دوسرا یہ کہ جو شخص ایک صناعت جانتا ہو اُس کو اُس صناعت کے احکام میں بعد ایک مدت دراز کے غور کرنے اور زیادہ ہمّت صرف کرنے سے حظ اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جب وہ غور اور ہمّت بہت صناعتوں کی طرف منقسم ہو جائے گی تو تمام میں خلل واقع ہو جائے گا اور کمال کے مرتبہ سے رہ جائیگا تیسرا یہ کہ بعض صناعات کے واسطے خاص ایک وقت مقرر ہوتا ہے اُس وقت کے فوت ہونے سے اُس صناعت کا استعمال میں لانا بھی نہیں ہوتا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک وقت میں دو صناعتوں کا بالاشتراک اتفاق پڑجاتا ہے ایک کی طرف مصروف ہونے سے دوسرے سے باز رہنا پڑتا ہے۔ جب ایک شخص دو تین صناعتیں جانتا ہو اُس کو اُن میں سے اشرف اور افضل صناعت کی طرف مشغول کرنا اور دوسریوں کی جانب سے منع کرنا بہتر ہے تا جب ہر ایک اُس کام کی طرف کہ جس کے ساتھ اُس کی مناسبت زیادہ ہے مشغول ہو گا تو باہمگر مدد کرنی ظہور میں آوے گی اور نیکیاں زیادہ ہوں گی بُرائی کم۔ مدینہ فاضلہ میں ایسے شخص بھی ہوتے ہیں کہ بالکل فضیلت سے خالی ہوں اُن کا وجود مثل آلات اور ادوات کے ہوتا ہے اور جب فاضل لوگوں کی تدبیر کے ماتحت ہو جاتے ہیں اگر تکمیل اُن کی ممکن ہوتی ہے تو کمال کو پہنچ جاتے ہیں ورنہ مثل حیوانات کے ریاضت کش ہو جاتے ہیں مگر مدن غیر فاضلہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ جاہلہ ہوگا یا فاسقہ یا ضالہ۔ اور مدن جاہلہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے مفرد قسم چھ ہیں پہلے قسم کو اجتماع ضروری کہتے ہیں. دوسرے کو اجتماع نذالت تیسرے کو اجتماع خست چوتھے کو اجتماع کرامت پانچویں کو اجتماع تغلبی چھٹے کو اجتماع حریت + الا مدینہ ضروری اُس جماعت کے جمع ہونے کو کہتے ہیں کہ جس کی غرض واسطے حاصل کرنے اُن امور ضروری کے جن کو قائم رکھنے بدن انسان میں دخل ہے مثل رزق اور لباس کے ایک دوسرے کو مدد کرنے کی ہو اور طریق حاصل کرنے اُس کے کے بہت ہیں بعضے نیک اور بعضے بد مثل کاشتکاری اور چرواہی اور شکار اور چوری وغیرہ کے یا بطریق مکر اور فریب کے یا بطریق زبردستی اور دشمنی کے ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی مدینہ میں سب طرح کے اہل حرفہ جمع ہوں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مدینہ میں خاص ایک ہی طرح کے اہل حرفہ ہوویں مثل کاشتکاری وغیرہ۔ افضل ان مدینوں کے لوگوں کا جو ان کے نزدیک بمنزلہ رئیس اور سردار کے ہو وہ شخص ہوتا ہے جو حاصل کرنے ضروریات کے لیے تدبیر اور حیلہ بہتر کر سکے اور حیلہ گری میں اُن لوگوں کو اپنی ضروریات پر کامیاب کرنے میں سب پر فوق رکھتا ہو یا وہ شخص جو اُن کو رزق زیادہ تر بخشے + الا مدینہ نذالت جمع ہونا اُس جماعت کا ہے جو حاصل کرنے دولت اور حشمت اور وافر جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے اقسام ضروریات مثل غلہ اور چاندی اور سونا وغیرہ کے باب میں ایک دوسرے کو مدد کریں اور غرض ان کی جمع کرنے اُس چیز سے جو مقدار حاجت سے زیادہ ہے سوائے جمعیت دولت کے اَور کوئی امر نہیں ہوتا اور خرچ کرنا مال کا سوائے اُن ضروریات کے کہ جن پر قیام اور سلامتی بدن کی منحصر ہے اَور کسی طرح کے موقع پر جائز نہیں رکھتے اور حاصل کرنا مال کا بہت طرح کے کسبوں اور پیشوں سے کرتے ہیں یا جو طریق کہ اُس مدینہ میں مروج ہو اور رئیس ان کا وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کی تدبیر واسطے حاصل کرنے مال اور نگاہداشت اُس کی کے کامل اور بہتر ہو اور اس معاملہ میں ان لوگوں کو ہدایت کرنے میں زیادہ تر قدرت رکھتا ہو اور اس جماعت کے مال حاصل کرنے کے طریق یا ارادے ہو سکتے ہیں مثل تجارت اور اُجرت وغیرہ کے یا غیر ارادے مثل چرواہی ۔ کاشتکاری۔ شکار اور چوری کے + الا مدینہ خست جمع ہونا اُس جماعت کا ہے کہ لذات محسوسات مثل اقسام کھانے اور پینے اور شہوت رانی اور لہو و بازی سے حظ اُٹھانے کے باب میں ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوسرے کو مدد کریں اور غرض ان کی اس سے طلب لذت ہے نہ قیام بدن کا۔ اس مدینہ کو مدن جاہلیہ نیک اور خوش قسمت اور محل حسد کا جانتے ہیں کیونکہ اہل اس مدینہ کی غرض بعد حاصل ہونے ضروریات اور جمعیت دولت کے ظہور میں آتی ہے اور سب سے زیادہ تر نیک اور خوش قسمت اُن کے درمیان وہ شخص ہوتا ہے کہ سامان لہو وبازی پر زیادہ تر قدرت رکھتا ہو اور سب سے زیادہ اسباب لذات کے موجود رکھتا ہو اور رئیس انکا وہ شخص ہوتا ہے کہ ان اطوار کے ساتھ اُن لوگوں کو حاصل کرنے اُن مطلبوں کے واسطے اچھی طرح مددگاری کر سکے مدن الّا مدینہ کرامت جمع ہونا اُس جماعت کا ہے جو بزرگی اور بڑائی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کریں خواہ وہ بزرگی قولی[له] ہو خواہ فعلی[له] اور وہ بزرگیاں خواہ دیگر اہل مدن سے حاصل کریں خواہ اپنے مدینہ کے لوگوں سے اور معاوضہ مساوی پر حاصل کریں خواہ بطور فاضلہ کے اور حاصل کرنا بزرگی معاوضہ پر اسی طرح سے ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو قرض کے طور پر بخشش کریں مثلاً ایک شخص نے ایک وقت میں کسی شخص پر ایک طرح کا احسان کیا اس مراد سے کہ وہ شخص بھی اُس قسم کا احسان یا اور کسی طرح کی مُروّت کسی موقع پر اس کے حال پر کرے۔ اور بزرگی بطور فاضلہ کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص دوسرے پر احسان کرے تا وہ دوسرا شخص دو چنداں اُس سے اُسپر مُروّت کرے اور یہ بموجب اُس استحقاق کے ہوتا ہے کہ جو اقرار باہم مقرر کیا ہوا ہو۔ اور لیاقت اس بزرگی کی ان لوگوں کے نزدیک چار سببوں سے حاصل ہوتی ہے یا جمعیت دولت اور یا مدد وہی اسباب لہو یا ہونا قدرت کا زیادہ مقدار ضروری سے بلا تکلیف اور رنج کے مثل اُس شخص کے جو ایک جماعت کا مخدوم ہے اور مصارف مایحتاج کا سامان سب طرح سے اُس کے پاس مہیا اور موجود ہے یا وہ شخص ان تینوں امروں میں لوگوں کو نفع رساں ہے جیسا کہ کوئی شخص ان تینوں امروں سے ایک امر کا کسی پر احسان کرے۔ نزدیک اکثر اہل مدن جاہلیہ کے استحقاق اور لیاقت بزرگی کے لئے اور دو سبب بھی ہیں ایک غلبہ اور دوسرا حسب غلبہ اس طرح پر ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایک کام میں یا بہت کاموں میں اپنی ذاتی طاقت سے یا مددگاروں کے ذریعہ سے بباعث افراط قوّت کے یا بسبب کثرت آدمیوں کے اپنے ہمسروں پر غالب آیا ہو اور اسباب میں شہرت پیدا کرکے اُن لوگوں کے

له بزرگی قولی مثل وصول لقب وخطاب کے له فعلی مثل حصول کسی منصب اور عہدہ کے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نزدیک بڑی ناموری حاصل کی ہو۔ اس حد تک کہ سب سے بڑا نامور اُس کو جانتے ہیں کہ جس کو کوئی شخص ایذاء نہ پہنچا سکے اور وہ جس کو چاہے ایذا پہنچا سکے۔ اِلّا حسب وہ ہے کہ جس کے باپ دادا دولتمندی اور خرچ ضروریات یا نفع رسانی یا شجاعت اور یا ناچیز سمجھنے موت کے سبب لوگوں پر غالب ہو چکے ہوں۔ اور معاملہ بزرگی معاوضہ مساوی کا مشابہ بمعاملات اہل بازار کے ہے رئیس اس مدینہ کا وہ ہوتا ہے جو تمام اہل مدینہ سے لیاقت بزرگیوں کی زیادہ تر رکھے اگر حسب و نسب کا اعتبار کریں حسب اُس کی سب کی حسبوں سے اچھی ہو اگر خاص ذات کا رئیس خیال کریں تو تونگری اور دولتمندی میں وہ سب سے زیادہ ہو اگر نفع رسانی کا اعتبار کریں تو سب رئیسوں سے بہتر وہ رئیس ہوتا ہے کہ اپنے پاس سے یا اپنے حسن تدبیر سے لوگوں کو دولت اور حشمت پر اچھی طرح کامیاب کر سکے اور محافظت مال اور دولت کی اِن پر بخوبی کر سکے بشرطیکہ غرض اُس کی ناموری کی ہو نہ جمعیت مال کی اور یا لوگوں کو لذّات پر جلدی اور زیادہ پہنچا سکے اور حالانکہ وہ خود طالب ناموری کا ہو نہ طالب لذت کا۔ طالب ناموری کا وہ ہوتا ہے کہ جس کی خواہش یہ ہو کہ مدح اور بزرگی اور تعظیم اُس کی ازروے قول اور فعل کے مشہور ہو اور لوگ اُس کی زندگی میں اور بعد ممات کے نیکی سے یاد کریں۔ ایسا رئیس اکثر اوقات دولت کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ اہل مدینہ کو نفع رسانی بغیر دولت کے ممکن نہیں ہے اور جس قدر افعال رئیس کے بڑے ہوں گے احتیاج اُس کی مال کی طرف زیادہ ہوگی کیونکہ اُس کے خیال میں یہ امر متمکّن ہے کہ میرا خرچ کرنا اور بخشنا ازروے کرم اور حریت کے ہے۔ نہ بغرض نام۔ اور وہ مال جو خرچ کرتا ہے یا اپنی قوم سے خراج کے طور پر لیتا ہے یا زبردستی کے طور سے لیتا ہے اُن لوگوں سے جو مخالف اُن کے ہیں ازروے راے اور فعلوں کے یا اُن کی طرف سے دل میں کچھ کینہ ہے اُن پر قہر کرتا ہے اور اُن کا مال بیت المال میں جمع کرتا ہے بعدازاں صرف میں لاتا ہے تا اُس سے ناموری اور مشہوری حاصل کرے اور اُس ناموری کے ذریعہ سے مالک اُن کا بن جاوے اور اُس کی اولاد کو بعد اُس کے لایق ریاست کے لوگ تصوّر کریں اور ملک بعد اپنے بیٹوں کو دیوے اور ہو سکتا ہے کہ اپنی ذات کو جمعیت اُس دولت اور مال سے خاص کرے کہ جس کا نفع دوسروں کو نہ پہنچے تا اُس مال کو لوگ سبب استحقاق بزرگی اُس کی کا سمجھیں اور یہ بھی ہوتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کہ اپنے ہمسروں دیگر بادشاہوں کو بطریق معاوضہ یا بطریق سود کے دیتا ہے تاکہ ہر قسم کی بزرگیوں کو بخوبی حاصل کرے اور ایسا شخص اپنے آپ کو ایسی زینت اور حشمت سے آراستہ رکھتا ہے کہ جس سے بزرگی اور زینت اور جلالت اُس کی ظاہر ہو مثل عمدہ لباس اور سامان فرش اور خدمتگاروں اور گھوڑوں کے تاکہ وقر اُس کا زیادہ تر ہووے اور اپنے دروازوں پر دربان مقرر کرکے لوگوں کو اپنے پاس آنے سے باز رکھتا ہے تاکہ ہیبت اور رعب اُس کا زیادہ ہوجائے جب ریاست اُس سے ثابت ہوکر لوگوں کی عادت میں یہ بات متمکن ہوجائے کہ بادشاہ اور رئیس ہمارے اس قسم کے ہوتے ہیں تو لوگوں کو مختلف مرتبوں پر مقرر کردیتا ہے اور ہر ایک پر ایک قسم کی بخشش اور انعام کہ جس کے وہ لایق ہو مثل عطائے زر یا خطاب یا لباس یا گھوڑا یا کوئی اور چیز عمل میں لاتا ہے تاکہ تعظیم حکم اُس کے کی ظہور میں آوے اور سب سے مقرب اُس کے پاس وہ شخص ہوتا ہے جو اُس کی بزرگی میں اُس کو زیادہ مدد کرے اَور طالب نعمتوں کے اس ذریعہ سے قرب اُس کا چاہتے ہیں تاکہ رتبہ اُن کا زیادہ ہوجائے۔ اور اس مدینہ کے لوگ دیگر مدینہ کے لوگوں کو مدن جاہلیہ میں شمار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل فضیلت جانتے ہیں اور سب سے زیادہ مشابہ مدن جاہلیہ میں سے مدینہ فاضلہ کے ساتھ یہ مدینہ ہے خصوصاً کہ ریاست کے مرتبوں کو اوپر قلت اور کثرت نفع کے مقدر سمجھیں جب اس قسم کے مدینہ میں بزرگی اور عظمت افراط کے مرتبہ کو پہنچ جاوے تو مدینہ جبّاران کا ہوجاتا ہے اور نزدیک ہوتا ہے کہ مدینہ تغلّب کی طرف رجوع کرے۔ الّا مدینہ تغلّب کا جمع ہونا اُس جماعت کا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد اس سبب سے کریں کہ اُن کو دوسروں پر غلبہ ہووے اور یہ مددگاری ایک دوسرے کی اُس وقت کرتے ہیں کہ جب تمام جماعت محبت غلبہ میں مشترک ہووے۔ اگرچہ ان میں ازروے قلّت اور کثرت کے فرق ہو اور علّت غائی غلبہ کی بہت قسم پر ہوتی ہے بعضے شخص واسطے خون کرنے کے غلبہ چاہتے ہیں اور بعضے واسطے حاصل کرنے مال کے اور بعض کی یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگوں کو مغلوب کرکے ہم اپنے غلام اور بندے بنالیں اختلاف اس مدینہ کے لوگوں کا بموجب زیادتی اور کمی اس محبت کے ہوتا ہے اور جمع ہونا ان کا واسطے حاصل کرنے غلبہ کے خونریزی میں یا مال حاصل کرنے میں یا خدم اور پرستار بنانے میں ہوتا ہے تاغیر آدمیوں سے زبردستی کے طور پر چھین لیں اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان لوگوں کو لذّت بیچ قہر کرنے اور ذلیل کرنے غیر کے حاصل ہوتی ہے اسواسطے
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو اپنے مطلوب پر بغیر اس بات کے کہ کسی پر قہر کریں
کامیاب ہو جاتے ہیں تو اُس مطلوب کی طرف اُن کو التفات نہیں ہوتا اور
اس سے درگذر کرتے ہیں اور ان لوگوں سے بعضے ایسے ہوتے ہیں جو مکر اور فریب
کے طریق پر لوگوں پر قہر کرنا دوست رکھتے ہیں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ
مکری اور ظاہرا دشمنی کرنے کو دوست رکھتے ہیں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ
یہ دونوں طریق استعمال میں لاتے ہیں اور ایسا بہت اتفاق پڑتا ہے کہ جو لوگ
غلبہ اپنے واسطے خونریزی کرنے اور مال لوٹنے کے قہر کے طریق سے چاہتے ہیں
جب کسی سوئے ہوئے آدمی کے سر پر پہنچ جاویں تو اُس کے خون اور مال
کے متعرض نہیں ہوتے بلکہ اوّل اُس کو بیدار کرتے ہیں اُن کو یہ گمان ہے کہ
قتل کرنا اُس حالت میں جو اُس کو قدرت مقابلہ کرنے کی ہو بہتر ہوتا ہے اس
قسم کا قہر ان کی طبیعتوں میں زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے اور اس جماعت کے
لوگوں کی طبیعت عموماً قہر کی طرف مائل ہوتی ہے اِلّا اپنے مدینہ کے لوگوں پر قہر
نہیں کرتے کیونکہ اپنے مدینہ کے لوگوں کی طرف ایک دوسرا اپنے بقا اور غلبہ کے
واسطے محتاج مدد کا ہوتا ہے رئیس اس جماعت کا وہ شخص ہوتا ہے کہ جس
کی تدبیر واسطے قتل اور مکر اور دغا بازی کے باب میں سب سے اچھی ہو اور
دشمنوں کے دور کرنے کے واسطے بہتر تدبیر کر سکے خصلت اس جماعت کی دشمنی
کرنی تمام لوگوں کے ساتھ ہے طور اور طریقہ اور روش ان کے اس طرح پہ ہوتے
ہیں کہ جب اُس روش پر چلے تو غلبہ کو نزدیک پہنچ جاتے ہیں اور فخر ان کا کثرت
غلبہ پر منحصر ہے اور اچھا لائق فخر کرنے کے اُس شخص کو جانتے ہیں جو بہت
دفعہ غالب ہوا ہو آلات غلبہ کے یا نفسانی ہوتے ہیں مثل تدبیر کرنے کے یا
جسمانی مثل قوت کے یا دونوں سے خارج مثل ہتیاروں کے اور اس جماعت کے
اخلاق ظلم اور سخت دلی اور غصہ اور تکبر اور دشمنی اور کثرت حرص کے کھانے
پینے اور جماع پر اور طلب کرنا ان سب باتوں کا از راہ قہر اور قتل اور ذلیل کرنا
غیروں کا ہوا کرتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ سب جماعت کو اس مدینہ کے
لوگوں میں سے اس خصلت میں شراکت ہو اور ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ مغلوب
لوگ بھی اُن کے ساتھ اسی مدینہ میں بود و باش رکھیں اور اہل غلبہ مرتبوں
میں باہم مساوی ہوں گے یا مختلف اور اختلاف ان کا یا بسبب کمی بیشی تو نہتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غلبہ کے یا بباعث قُرب اور بُعد کے بہ نسبت اپنے رئیس کے ہوگا یا بسبب قوت جسمی اور قوت رائے اور ضعف رائے کے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدینہ میں قاہر ایک شخص ہو اور باقی لوگ بمنزلہ آلات اُس کے ہوں کہ قہر کرتے ہیں اگرچہ بالطبع اُن کا ارادہ نہو الّا جب اُن کی معاش متعلق اُس قاہر کے ہوتی ہے تو لابُد اُس کی مدد کرنی پڑتی ہے تو یہ لوگ اُس قاہر کے لیئے بمنزلہ اعضاء اور کتّوں کے ہوتے ہیں بہ نسبت مرد شکاری کے اور باقی لوگ اہل مدینہ میں سے مثل خدمتگزاروں کے ہوتے ہیں جو خدمت اُس کی کرتے ہیں اور تجارت وزراعت میں مشغول ہوتے ہیں باوجود اس کے مالک اپنے نفس کے نہیں ہوتے اور لذت ان کے رئیس کی غیر شخص کے ذلیل کرنے میں ہوتی ہے پس مدینہ تغلب کا تین طرح پر ہوتا ہے پہلا قسم وہ ہے کہ تمام لوگ اُس مدینہ کے تغلب چاہیں دوسرا وہ ہے کہ بعض لوگ اُن میں سے تغلب چاہیں تیسرا وہ کہ ایک شخص تنہا جو رئیس ان کا ہو وہ تغلب چاہے اور جو لوگ واسطے حاصل کرنے ضروریات یا اموال یا لذات یا بزرگی اور بڑائی کے تغلب کرنا چاہتے ہیں نفس الامر میں اُن کا رجوع اُن مدینوں کے لوگوں کی طرف ہوتا ہے جن کو ہم بیان کرچکے ہیں اور بعض حکماء نے اُن کو مدینہ تغلبی میں شمار کیا ہے اور یہ جماعت بھی اسی طرح تین قسم پر ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدینہ کے لوگوں کی غرض مرکب ہو غلبہ سے اور ایک چیز سے منجملہ ان مطلوبات کے اور اس اعتبار سے متغلب لوگ تین قسم پر منقسم ہوتے ہیں۔ اول وہ کہ لذت اُن کی صرف قہر کرنے میں ہو اور خسیس چیزوں پر غلبہ کرنا چاہتے ہیں اور اکثر اوقات جب اُن پر قادر ہو جاتے ہیں تو اُس چیز کو ترک کر دیتے ہیں جیساکہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے بعض لوگوں کی عادت تھی۔ دوسرا وہ کہ حصول لذت کے لیئے قہر استعمال میں لاتے ہیں۔ اگر بغیر قہر کرنے کے مطلوب حاصل کرلیں تو اُس جگہ قہر استعمال میں نہیں لاتے تیسرا وہ کہ نفع کے لیئے قہر کرتے ہیں اگر وہ نفع بغیر قہر کرنے کے کسی شخص کی بخشش یا کسی اور وجہ سے حاصل ہو جائے تو پھر قہر نہیں کرتے اور یہ لوگ اپنے آپ کو عالی ہمت شمار کرتے ہیں اور مرد جانتے ہیں اور پہلی جماعت کے لوگ مقدار ضروری پر کفایت کرتے ہیں اور عام لوگ اسیران کی مدح کرتے ہیں اور تعظیم بجا لاتے ہیں۔ اور جو لوگ طالب ناموری اور بزرگی کے ہیں وہ بھی حاصل کرنے ناموری کے ارتکاب قہر اور غلبہ کرتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اس اعتبار سے اُن کو جبّار کہا جاتا ہے کیونکہ جبّار طالب ناموسی کا ہوتا ہے
از روے قہر اور غلبہ کے جیسا کہ حالت اہل مدینۂ لذّت اور مدینۂ یسار سے ہے کہ
جاہل لوگ اُن کو نیک بخت جانیں اور دیگر مدینوں کے لوگوں سے افضل سمجھیں
ویسا ہی مدینہ تغلّب کے لوگوں کو یہ امر مد نظر ہوتا ہے کہ لوگ اُن کو عالی ہمت
سمجھیں اور مدح ان کی کریں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان تینوں مدینوں کے
لوگ متکبر ہو جائیں اور دوسروں کی اہانت کریں اور لاف زنی اور افتخار اور
عُجب اور طلب مدح پر اقدام کریں اور اپنے واسطے عمدہ عمدہ لقب مقرر کرتے
ہیں اور اپنے آپ کو پسندیدہ اور ظریف سمجھتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بیوقوف
اور خراب جانتے ہیں اور تمام خلقت کو بہ نسبت اپنے احمق تصوّر کرتے ہیں جب
تکبّر اور رعونت ان کے دماغ میں متمکّن ہو جاتی ہے تو زُمرہ جبّاران میں داخل
ہو جاتے ہیں اور اکثر اوقات محبّت بزرگی اور ناموری کا تحصیل اور طلب ناموسی
سے حاصل کرنا مال کا غرض رکھتا ہے اور غیر کی تعظیم بنظر حصول زر اُس سے یا غیر
اُس کے سے عمل میں لاتا ہے اور اطاعت اور فرمانبرداری اہل مدینہ کی بھی
مال کے طمع سے چاہتا ہے اور شاید مال کی طمع واسطے لذّت اور لہو و بازی کے
کرتا ہے کہ جب عزت زیادہ ہو جاوے گی تو اچھا مال حاصل ہوگا اور مال کے ذریعے
حصول لذّات کا آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے پس اس سبب سے طالب عزت کا
طالب لذّت کا ہو جاتا ہے اور جب اُس کو فوقیت اور ریاست حاصل ہو جاتی ہے۔
اُس کے وسیلہ سے بندگی دولت کی حاصل کرتا ہے تاکہ اس دولت سے اقسام کھانے
پینے اور شہوت رانی کے جو دوسرے لوگوں کی نسبت سے مقدار اور لطافت میں
زیادہ ہوں حاصل کرے الغرض وجوہات مرکّب ہونے ان مطلبوں کی
ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہیں جب مفردات پر واقفیت حاصل ہو جاوے
تو جاننا مرکّبات کا آسان ہو جاتا ہے۔ الا مدینہ حرّیت کا کہ جس کو مدینہ جماعت
کا کہتے ہیں جمع ہونا اُس جماعت کا ہے جو ہر فرد اُس جماعت کا مطلق العنان
اور مخلّے بالطبع ہوتا جو کچھ چاہے کرے اور اُس مدینہ کے لوگ درجہ میں برابر
ہوتے ہیں ایک کو اوپر دوسرے کے کچھ زیادہ فضیلت مقصود نہیں ہوتی
اور سب اہل اس مدینہ کے نیک ہوتے ہیں کسی کو ان میں سے فوق نہیں
ہوتا الّا جو کوئی نیکی میں زیادہ ہو اور اس مدینہ میں اختلاف ہمّت اور ارادے
مختلف اور خواہشیں علیحدہ علیحدہ پیدا ہوتی ہیں جو اندازہ بیان اور شمار سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زیادہ ہیں اور اس مدینہ کے لوگوں کی بہت جماعتیں ہو جاتی ہیں بعضے باہم
موافق اور بعضے مخالف اور جو کچھ کہ دیگر مدینوں کے حال میں ہم بیان کرچکے
ہیں۔ کیونکہ شریف اور خسیس اس مدینہ کی جماعتوں میں موجود ہوتے ہیں اور
ہر ایک جماعت کا ایک رئیس ہوتا ہے اور عام لوگ اس مدینہ کے رئیسوں پر
غالب ہوتے ہیں کیونکہ رئیسوں کو وہ کرنا پڑتا ہے جو عام لوگوں کی خواہش ہو
اگر غور سے دیکھا جاوے تو ان میں نہ کوئی رئیس ہوتا ہے نہ تابعدار الّا سب
سے نیک ان کے نزدیک وہ شخص ہوتا ہے جو جماعت کی نیکی میں کوشش
کرے اور اُن کو مطلق العنان چھوڑ دے اور دشمنوں سے نگہداشت اُنکی رکھے
اور اپنی خواہش ذاتی کے لئے مقدار ضروری پر کفایت کرے اور افضل اور لایق
تعظیم اور تکریم کے ان میں سے وہ شخص ہوتا ہے جو ان اوصاف سے موصوف
ہو اگرچہ رئیسوں کو یہ لوگ اپنے ساتھ مساوی جانتے ہیں الّا جب اُس میں
کوئی چیز از قسم لذّات موافق اپنی خواہشوں کے دیکھتے ہیں تو یہ بمقابلہ اُس
کے اُس کو مال دیتے ہیں اور اکثر اوقات ایسے مدینوں میں وہ رئیس ہوتے
ہیں کہ جن کے وجود سے اہل مدینہ کو کچھ فائدہ نہ ہو اہل مدینہ ان کو بھی مال
اور انعام دیتے ہیں بہ سبب لحاظ اُس بزرگی کے جو اُن کی طرف سے اہل
مدینہ کے خیال میں متمکّن ہے وہ بزرگی ذاتی ہو یا بباعث لحاظ اُس سیاست
نیک کے جو اُن کو ورثہ کے طور پہنچی ہو اور نگہداشت اُس حق کی اہل مدینہ کو
تعظیم اُن کی پر بالطبع قائم رکھتی ہے۔ کل غرضیں مدن جاہلیت کی جو ہم بیان
کرچکے ہیں اس مدینہ میں اچھی طرح سے حاصل ہو سکتی ہیں اور جمیع مدن
جاہلیہ سے یہ مدینہ عجب اور تکبر میں زیادہ تر ہے مثل اُس جامہ رنگین
کے کہ بہت طرح کی تصویروں اور مختلف رنگوں سے آراستہ ہو۔ اور سب
آدمی وہاں پر سکونت کرنے کو دوست رکھتے ہیں کیونکہ ہر ایک اپنی ہوس
اور مراد پر پہنچ سکتا ہے اس سبب سے خلقت گروہ در گروہ اُس مدینہ کی
طرف رجوع کرکے تھوڑی مدت میں ایک انبوہ کثیر ہو جاتی ہے توالد اور
تناسل بہت ہو جاتا ہے اور اولاد پیدائش اور تربیت میں مختلف ہوتی ہے
پس ایک مدینہ میں بہت مدینے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اُن کا ایک دوسرے
سے فرق نہیں ہو سکتا اور بعض کے اجزا بعض دیگر میں داخل ہو جاتے
ہیں اور ہر ایک جزو غیر محل پر واقع ہوتی ہے اور اس مدینہ میں مسافر اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مقیم میں کچھ فرق نہیں ہوتا جب ایک مدت گذر جاتی ہے تو اہل فضل اور حکیم اور شاعر اور خطیب اور ہر ایک قسم کے کامل آدمی اس قدر جمع وافر ہو جاتے ہیں کہ اگر اُن کو منتخب کیا جاوے تو مدینہ فاضلہ کے اجزا بن سکتے ہیں ویسا ہی شریر اور بد لوگ وہاں جمع ہو جاتے ہیں اور کوئی مدینہ مدن جاہلیہ میں سے اس مدینہ سے بڑا نہیں ہوتا خیر اور شر اس کا نہایت کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے اور جس قدر یہ مدینہ آبادی میں زیادہ تر ہوتا ہے اسی قدر خیر اور شر اُس کا زیادہ تر ہوتا ہے اور مدن جاہلیہ کی ریاست اوپر تمام مدینوں کے ہوتی ہے اور وہ شمار میں چھ ہیں۔ اُن چھ چیزوں کی طرف منسوب جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ضرورت یا یسار یا لذت یا کرامت یا غلبہ یا حریت۔ جب رئیس ان منافعوں پر کامیاب ہو جاتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی ریاست ان ریاستوں سے مال کے صرف کرنے سے خرید لیتا ہے خصوصاً ریاست مدینہ احرار کی کہ وہاں کسی کو اوپر کسی کے ترجیح اور غلبہ نہیں ہوتا پس رئیس کو بسبب فضیلت کے یا بمعاوضہ مال کے یا بباعث اُس منفعت کے جو اس سے حاصل کریں ریاست دیتے ہیں۔ اور رئیس فاضل احرار کے مدینہ میں ریاست نہیں کر سکتا اگر کرے تو خارج ہو جاتا ہے یا قتل ہو جاتا ہے یا جلدی اُس کی ریاست میں خلل اور اضطراب واقع ہو جاتا ہے اور تنازع کرنے والے اُس کے بہت ہوتے ہیں ویسا ہی دیگر مدینوں میں رئیس فاضل کے عزت اور تمکین نہیں کرتے اور پیدا کرنا مدینہ فاضلہ اور ریاست افاضل کا مدن ضروری اور مدن جماعت سے زیادہ تر آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ دیگر مدن سے کریں اور زیادہ تر قریب الامکان ہے اور غلبہ ضرورت اور یسار اور لذت کرامت کے ساتھ مشترک ہو جاتا ہے اور اُن مدینوں یعنے مدن مرکبہ کے لوگوں کے دِل سخت اور سیاہ اور بدخوئی اور ظلم اور موت کو حقیر جاننے کے وصف سے موصوف ہوتے ہیں اور بدن ان کے قوت اور زور اور حملہ اور ہتیار بندی میں مضبوط ہوتے ہیں اور مدینہ لذت کے لوگوں کی حرص اور خواہش ہمیشہ زیادتی پر رہتی ہے اور نرمی طبع اور ضعف رائے سے نامزد ہوتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس خصلت کے غلبہ سے قوت غضبی ان کی ایسی تباہ ہو جائے کہ کچھ اثر اُس کا ان کے وجود میں باقی نہ رہے اور اس مدینہ لذت میں قوت ناطقہ خادم قوت غضبی کی ہوتی ہے اور قوت غضبی خادم قوت شہوی کی برعکس اصل کے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ شہوت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور غضب ملکہ نفس ناطقہ سے خدمت لیتے ہیں جیساکہ عرب اور ترکستان کے لوگ جو جنگلوں میں بود و باش رکھتے ہیں اُن میں شہوات اور عورتوں کا عشق بہت ہوتا ہے اور عورتیں ان کی اُنپر غالب ہوتی ہیں اور باوجود اِس کے لوگوں کی خونریزی اور تعصب اور عناد کرتے ہیں تمام اقسام مدن جاہلیہ کے یہ ہیں۔ الاّ مدن فاسقہ اعتقاد اس مدینہ کے لوگوں کا موافق اعتقاد مدینہ فاضلہ کے لوگوں کے ہوتا ہے اور افعالوں میں اُن کے مخالف ہوتے ہیں نیکیوں کو جانتے ہیں مگر اُن پر عمل نہیں کرتے حرص و ہوا کے سبب افعال جاہلیہ کی طرف مائل ہوتے ہیں ان لوگوں کے مدینہ بھی شمار میں برابر مدن جاہلیہ کے ہوتے ہیں از سرنو بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ الا مدن ضالہ وہ ہوتا ہے کہ کسی سعادت کو مثل سعادت حقیقی کے خیال کیا ہوا ہو اور مبداء اور معاد کو مخالف حق اور نفس الامر کے ذہن نشین کرلیا ہو اور وہ افعال اور رائیں کہ جن کے ذریعہ سے اہل نیکی اور سعادت ابدی پر فائز ہو سکیں اختیار کرلیں ان کے شمار کی کوئی حد نہیں یہ شخص مدن جاہلیہ کی تعداد جانتا ہو اور اُن کے قوانین کو بخوبی سمجھتا ہو اُس کو جاننا افعال اور احوال اور احکام ان کے کا بہت آسان ہوتا ہے الاّ فروعات جو مدن فاضلہ میں پیدا ہوئے ہیں مثل جو ور[1] کے درمیان گیہوں کے اور خار کے درمیان کشت زار کے پانچ قسم پر ہوتی ہیں۔ اول مرائیاں یعنے ریاکار لوگ اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ فاضل لوگوں کے افعال ان سے صادر ہوتے ہیں مگر بغرض لذت یا امید جاہ کے نہ بارادہ سعادت کے دوسرا محرفان اور یہ وہ جماعت ہوتی ہے کہ جو غرض مدن جاہلیہ کے لوگوں کی ہوتی ہے اُس کی طرف مائل ہوتے ہیں جب قواعد مدن فاضلہ کے لوگوں کے اُس طرف کے مائل ہونے سے مانع ہیں تو وہ لوگ اپنے مطلبوں اور خواہشوں کے موافق تعبیر اور تفسیر اُس کی کرلیتے ہیں تا اپنے مطلوب کو پہنچ جائیں تیسرا باغیاں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ فاضل لوگوں کے ملک پر راضی نہیں ہوتے ملک تغلبی کی طرف میل کرتے ہیں پس جو فعل رئیس کا کہ موافق طبع عوام لوگوں کے نہ ہو اُس کو ذریعہ اغواء کا بناکر رئیس کی اطاعت سے لوگوں کو منحرف کرلیتے ہیں چوتھا مارقان یعنے گمراہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ تغییر اور انحراف قوانین کا نہیں کرتے مگر بہ سبب سوء فہمی اپنی کے اور فاضل لوگوں کی غرض پر

[1] جو ور بروزن کوثر ایک قسم کی گھاس ہے جو گیہوں کے کھیت میں اکثر ہوتی ہے ۱۲

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation C

واقف نہیں ہوتے اُس کو ایک غیر معنے پر گمان کرتے ہیں حق اور راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں اور ممکن ہے کہ یہ انحراف بزرگی اور ہدایت کے قریب قریب ہو عیب گیری اور عناد سے پاک ہو ان کے راستی پر آجانے کے لئے اُمیدوار رہنا چاہیئے - پانچواں مغالطان یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کا تصوّر کامل نہیں ہوتا جب اصل حقیقتوں پر واقف نہیں ہوتے تو بلحاظ حفظ بزرگی اپنی کے اپنے جہل پر مقر نہیں ہو سکتے اور ایسی باتیں دروغ جو سچ سے مشابہ ہوں بیان کرتے ہیں اور اُس کو فضیلت علائی کے طور پر عام لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور آپ حیران ہوتے ہیں - اگرچہ شمار فروعات کا اس سے زیادہ ہو سکتا ہے الّا بیان کرنا اُن امور کا جو حد امکان میں داخل ہوں موجب طوالت کلام کا ہے یہ بیان اقسام اجتماعات مدنی کا ہے بعد اس کے جزویات احکام تمدن میں ہم کلام کریں گے اور جناب الٰہی سے مدد چاہیں گے انہ خیر موفق و معین ؏

چوتھی فصل ملک کی سیاست اور بادشاہوں کے آداب بیان کرنے میں

جب ہم بیان کرنے اقسام جماعتوں اور اُس ریاست سے جو بمقابلہ ہر ایک جماعت کے ہو فارغ ہوئے تو بہتر یہ ہے کہ حال برتاؤ ہر ایک فرقہ اور جزو کا جو خلقت کے درمیان ہے ہم بیان کریں اور پہلے ہم خصلت بادشاہوں کا حال بیان کرتے ہیں کہ سیاست بادشاہ کی کہ جملہ ریاستوں کی ریاست ہے دو قسم پر ہوتی ہے اور ہر ایک قسم کے لیے ایک غرض اور ایک لازم ہوا کرتا ہے - اقسام سیاستوں کے - پہلی سیاست کا نام سیاست فاضلہ ہے جس کو امامت کہتے ہیں اور غرض اُس سے تکمیل خلقت کی ہے اور لازم اُس کا حاصل کرنا سعادت کا - دوسری سیاست ناقصہ ہے جس کو تغلّب کہتے ہیں غرض اُس سے غلام بنانا خلقت کا ہوتا ہے اور لازم اُس کا حاصل کرنا شقاوت کا - اہل سیاست قسم اوّل طریقہ عدالت کا اختیار کرتا ہے اور رعایا کو مثل دوستوں کی رکھتا ہے اور شہر کو عام نیکیوں سے آباد اور پُر کر دیتا ہے اور اپنی خواہشوں پر غالب ہوتا ہے اہل سیاست قسم دوم طریقہ ظلم کا اختیار کرتا ہے اور رعیت کو مثل غلاموں اور بندوں کے رکھتا ہے اور شہر کو عام شرارتوں سے پُر کر دیتا ہے اور اپنی خواہشوں کا مغلوب ہوتا ہے - عام نیکیاں امن و آرام اور ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوسرے کے ساتھ دوستی کرنی اور عدل اور پرہیزگاری اور تلطف اور وفاداری وغیرہ امور مثل اس کے ہیں۔ عام شرارتیں خوف اور بیقراری اور تنازعہ اور ظلم اور حرص اور سخت گیری اور بیوفائی اور خیانت اور مسخراپن اور چغلی اور مثل اس کے دیگر امور ہیں اور لوگوں کی ان دونوں حالات میں بادشاہوں کی طرف نظر ہوتی ہے اور ان کی خصلت کی پیروی کرتے ہیں اور اسی سبب سے اہل سلطنت کا مقولہ ہے کہ النّاس علےٰ دین ملوکھم والناس بزمانھم اشبہ منھم بآبائھم۔ یعنے لوگ اپنے بادشاہوں کے دین اور طریقہ پر ہوتے ہیں اور لوگ اپنے وقت میں زمانہ کے لوگوں سے زیادہ تر مشابہت رکھتے ہیں بہ نسبت مشابہت کے اپنے باپ دادا سے۔ ایک بادشاہ کا مقولہ ہے کہ نحن الزمان من رفعناہ ارتفع ومن وضعنا اتضع۔ یعنے میں زمانہ ہوں جس شخص کو میں بلند کرتا ہوں بلند ہو جاتا ہے اور جس کو میں نیچے ڈالتا ہوں نیچے گرتا ہے۔ طالب ملک کے واسطے چاہیئے کہ سات خصلتیں رکھتا ہو اول کسی اچھے باپ کا بیٹا ہو کیونکہ حسب کا اچھا ہونا موجب رجوع ہونے لوگوں کا اور واقع ہونے ہیبت کا اُن کے دلوں پر ہوتا ہے دوسرا بلندی ہمت اور یہ وصف بعد تہذیب قوائے نفسانی اور تعدیل قوت غضب اور دور کرنے خواہشوں کے سبب سے حاصل ہوتی ہے تیسرا مضبوطی رائے اور یہ وصف باریکی نظر اور تیزی فکر اور کثرت بحث اور فکر صحیح اور تجربہ اور اہل سلطنت کے حال پر نگاہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے چوتھا عزم کامل کہ جس کو عزم الرّجال اور عزم الملوک کہتے ہیں اور یہ ایک فضیلت ہے کہ مرکب ہونے رائے صحیح اور ثبات کامل طبعی سے حاصل ہوتی ہے اور حاصل کرنا کسی فضیلت کا یا پرہیز کسی رذیلت سے بغیر اس فضیلت کے حاصل نہیں ہوتا حصول نیکیوں کے واسطے یہ فضیلت اصل اور بنیاد ہے اور سب خلقت سے بادشاہ لوگ زیادہ تر اس فضیلت کے محتاج ہیں ایسا ذکر کرتے ہیں کہ خلیفہ ہارون رشید کو مٹی کھانے کی عادت ہو کر ضعف اس کی مزاج پر طاری ہو گیا اس عادت کے دور کرنے کے واسطے اطبائے وقت کے ساتھ مشورہ کیا طبیبوں نے جمع ہو کر بہت طرح کے معالجات سے اس مرض کا علاج کیا کچھ فائدہ ظہور میں نہ آیا ایک روز بادشاہ کے حضور میں اطبّاء تدبیر علاج کی کر رہے تھے کتابیں اور دوائیں منگوانے کے واسطے اشارے ہو رہے تھے اسی اثنا میں ایک وزیر نے آن کر کہا کہ یا امیر المؤمنین فاین عزمتہ من عزمات الملوک۔ یعنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اے امیر مومنین کے پس کہاں جاتا رہا بادشاہوں والا عزم - بادشاہ نے طبیبوں
سے کہا کہ میرے علاج کرنے کی اب کچھ ضرورت نہیں - بعد اس کے مجھ سے پچ
یہ عادت وقوع میں نہ آئے گی - پانچواں صبر کرنا سختیوں پر اور ہمیشہ طالب اور
کوشش میں قائم اور مضبوط رہنا بغیر سستی اور ماندگی کے کیونکہ صبر سب مطلبوں
کے حاصل کرنے کے لئے مفتاح ہے چھٹا دولت اور مال تاکہ از راہ طمع کے لوگوں
کے مال میں دست اندازی نہ کرے ساتواں مددگاران نیک - ان جملہ خصلتوں
سے اچھے باپ کا بیٹا ہونا ضروری نہیں ہے اگرچہ اس بات کی تاثیر بڑی ہے - اور
دولت و مددگاران نیک چار خصلتوں یعنے علو ہمتی اور رائے اور عزم اور
صبر کے وسیلہ سے حاصل ہوسکتے ہیں اور جاننا چاہئے کہ فتح دو شخص کو حاصل ہوتی
ہے اوّل طالب دین کو دوسرا طالب بدلہ اور کینہ کو اور جس شخص کو منازعہ
سے سوائے ان دونوں چیزوں کے اور غرض ہو وہ اکثر احوال مغلوب رہتا
ہے ان دونوں سے ایک نیک ہے اور وہ طالب دین سچے کا ہے اور دوسرا
مذموم ہے اور در حقیقت مستحق سلطنت کا وہ شخص ہوتا ہے کہ جہان کے
علاج پر بیماری کی حالت میں قدرت رکھتا ہو اور حالت صحت میں اُس کی
حفظ صحت پر قیام کرسکے کیونکہ بادشاہ جہان کا طبیب ہوتا ہے اور مرض
دو چیزوں سے پیدا ہوتا ہے ایک ملک تغلبی دوسرا تجارب ہرجی الا ملک تغلبی
بذاتہ قبیح ہوتا ہے اور فساد والی طبیعتوں کو نیک معلوم ہوتا ہے
الا تجارت ہرجی بذاتہ لوگوں کو رنج دینے والا ہوتا ہے اور شریر لوگوں
کو لذیذ معلوم ہوتا ہے اور تغلب اگرچہ مشابہ ملک کے ہوتا ہے
الا حقیقت میں ضد ملک کی ہوتا ہے - جو شخص امور ملکی کا منتظم ہو یہ
امر بخوبی ذہن نشین اُس کے ہونا چاہئے کہ مبادی اور اصول حصول دولت کے
اتفاق رائے ایک جماعت سے پیدا ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ
مددگاری اور ظاہر داری میں مثل اعضا ایک شخص کے ہوں پس اگر وہ
اتفاق نیک ہو تو دولت حق حاصل ہوتی ہے ورنہ دولت باطل اور سبب
اس بات کا کہ دولت اتفاق سے حاصل ہوتی ہے یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے
لئے اشخاص انسانی سے قوت محدود ہے جب بہت جمع ہو جائینگے تو ضرور
ان کی قوتیں دو چند قوت ہر ایک شخص کی ہوں گی جب وہ اشخاص الفت
اور اتحاد میں مثل ایک شخص کے ہوں تو گویا جہان میں ایک ایسا شخص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیدا ہوا متصور ہوگا جس کی قوت وہ ہوگی جو اُن جملہ اشخاص کی قوت ہے۔ جیسا کہ ایک آدمی بہت آدمیوں کے ساتھ برابری نہیں کرسکتا ویسا ہی بہت آدمی جن کی رائیں اور ارادے مختلف ہوں وہ بھی غلبہ نہیں کرسکتے کیونکہ یہ لوگ بمنزلہ ایک ایک شخص کے ہوتے ہیں جو واسطے کشتی کرنے کے اُس شخص کے ساتھ جو قوت اُس کی بہ نسبت قوت ایک ایک شخص کے اُن لوگوں سے دوچند ہو مستعد ہوں تو ضرور سب مغلوب ہو جائینگے مگر اُس حالت میں کہ اُن لوگوں میں بھی کچھ صورت ایسے انتظام اور الفت کی ہو کہ جس سے قوت اُن لوگوں کی اس قوم کی قوت کے ساتھ برابری کرسکے جب کوئی جماعت غالب ہو جائے اگر اُن کے چال وچلن کا انتظام ہوگا اور عدالت کے طریق پر چلیں گے تو اُن کی دولت مدت تک قائم رہیگی ورنہ جلدی اُس کا زوال ہو جائے گا کیونکہ مختلف ہونا ارادے اور خواہشوں کا یا معدوم ہونا اُس چیز کا جو باعث اتحاد کا ہو موجب زوال کا ہوتا ہے۔ اور اکثر دولتیں جب تک کہ اُن لوگوں سے یعنے اہل دولتوں کے درمیان اتفاق اور عزم قائم رہتا ہے زیادتی اور ترقی پر ہوتی ہیں اور موجب عدم ترقی اور تنزل دولت کا راغب ہونا لوگوں کا ہے اپنی خواہشوں میں مثل طمع مال اور طلب جاہ کے کیونکہ قوت اور دبدبہ ان دونوں قسموں کے زیادہ جمع اور فراہم کرنے کا باعث ہوتا ہے جب اُنپر فائز ہو جاتے ہیں تو ضعیف العقل لوگ اُسی طرف راغب ہو جاتے ہیں اور ہم نشینی کے سبب ان کی خصلت دوسروں میں اثر کرجاتی ہے تا پہلی عادت اور خصلت چھوڑ کر آرام طلبی اور نعمت جوئی اور عیش وعشرت میں مشغول ہو جاتے ہیں اور آلات جنگ کے چھوڑ دیتے ہیں اور وہ ملکہ جنگ کا جو معرکوں میں حاصل کیا ہوا ہوتا ہے فراموش کردیتے ہیں اور اپنی ہمتوں کو راحت اور آسایش اور فارغ نشینی میں مصروف رکھتے ہیں پس اگر اس حالت میں کوئی دشمن زبردست قصد ان کا کرے تو بیخ کنی جماعت کی اُس پر آسان ہوتی ہے ورنہ خود کثرت مال اور جاہ کی ان کو متکبر اور مغرور کردیتی ہے تا آپس میں مخالفت اور منازعت برپا کرکے ایک دوسرے پر قہر اور جبر کرتے ہیں جیسا کہ ابتدائے ظہور دولت میں جو کوئی ان کے ساتھ جنگ اور لڑائی کے واسطے قائم ہوگا وہ مغلوب ہو جائے گا ویسا ہی حالت تنزل اور انحطاط میں جس کے ساتھ جنگ اور لڑائی کو پر مستعد اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آمادہ ہوں گے یہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور حفظ دولت کی تدبیر دو چیزوں
سے ہوتی ہے ایک دوستوں سے الفت دوسرا دشمنوں سے مخالفت۔ حکماء کی
تواریخوں میں لکھا ہے کہ جب سکندر نے دارا کے ملک پر غلبہ کیا اور اہل عجم
کے پاس سامان اور فوج جنگی اور ہتھیار وغیرہ بہت دیکھے تو اُس کو یقین ہوا کہ
جب میں یہاں سے کوچ کروں گا تو جلدی یہ لوگ دارا کے انتقام اور بدلہ لینے
کے واسطے آمادہ ہو جائینگے اور ملک روم کا بھی اسی شورش میں ہاتھ سے
جاتا رہے گا اور اُن کی بیخ کنی بھی کرنی انصاف اور عدل سے بعید تھی
اس فکر میں حیران ہوا اور حکیم ارسطا طالیس سے مشورہ کیا حکیم نے فرمایا کہ
ان کی رایوں کو متفرق کردو تاکہ ان کا معاملہ آپس میں پڑ جائے تمہیں ان
سے فراغت ہوگی سکندر نے ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ ملکوں کی حکومت
پر مامور کر دیا اُس زمانہ سے تا اردشیر بابک کے زمانہ تک اہل عجم کو باہم ایسی
گفتگو کرنے کا کہ جس میں بدلا لینے کی طرف مشغول ہوں اتفاق نہ پڑا۔
بادشاہ پر واجب ہوتا ہے کہ رعیت کے حال پر نظر کرے قوانین عدالت کی
محافظت پر توجہ کامل کرے کیونکہ سلطنت کا قیام عدالت سے ہوتا ہے پہلی
شرط عدالت کی یہ ہے کہ جملہ خلقت کو ایک دوسرے کے ساتھ برابر رکھے کیونکہ
جیساکہ مزاجین معتدل چار عنصروں کی برابری سے حاصل ہوتی ہیں ویسا
ہی اجتماعات معتدلہ چار قسموں کے برابر رکھنے سے صورت پذیر ہوتے ہیں۔
اوّل اہل قلم مثل ارباب علوم اور تواریخ اور فقہ اور قاضی اور اہل کتابت اور
حساب اور ہندسہ اور نجوم اور اطبّاء اور شعراء کے کہ قیام دین اور دنیا
کا ان کے وجود سے ہوتا ہے اور یہ لوگ مثل پانی کے ہیں طبیعتوں میں دوسرا
اہل شمشیر مثل مقاتلان اور مردان جنگی اور غازیوں اور سرحد کی نگاہداشت
کرنے والوں اور محافظوں اور بہادروں اور مددگاران ملک اور نگاہ بانان
دولت کے کہ جن کے وجود پر انتظام جہان کا منحصر ہے اور یہ لوگ مثل آگ
کے ہیں طبیعتوں میں۔ تیسرا اہل معاملات مثل اہل تجارت کے کہ اسباب
اور متاع ایک ولایت کا دوسری ولایت کو لے جاتے ہیں اور اہل حرفہ اور
کاریگروں کے کہ جن کی معاونت اور مددگاری کے بدون معیشت بنی نوع
انسان کی محال ہے یہ لوگ مثل ہوا کی ہیں طبیعتوں میں چوتھا اہل زراعت مثل
کاشتکاروں اور زمینداروں اور غلبہ رانی کرنے والوں کے جو تمام لوگوں کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روزی مرتب کرتے ہیں اور لوگوں کی زندگی بغیر ان کی مدد کے محال ہے اور یہ
لوگ مثل مٹی کے ہیں طبیعتوں میں۔ جیسا کہ ایک عنصر اگر دیگر عناصر پر غالب
ہو جائے تو مزاج حد اعتدال سے منحرف ہو جاتی ہے اور فانی ہونا جسم کا لازم
آتا ہے۔ ویسا ہی اگر ایک قسم ان میں سے تینوں قسموں پر غالب ہو جائے
تو امور جماعت کے حد اعتدال سے منحرف ہو جاتے ہیں اور بنی انسان میں
فساد لازم آتا ہے اس باب میں حکماء کا مقولہ ہے کہ۔ فضیلۃ الفلاحین
ہو التعاون بالاعمال و فضیلۃ التجار ہو التعاون بالاموال و فضیلۃ الملوک
ہو التعاون بالاراء السیاسۃ و فضیلۃ الالہیین ہو التعاون بالحکم الحقیقیۃ ثم ہم
جمیعا یتعاونون علی عمارت المدن بالخیرات و الفضائل۔ ترجمہ اس کا فضیلت
کاشتکاروں کی ایک دوسرے کے ساتھ مدد کرنی ہے کاموں میں اور فضیلت
اہل تجارت کی ایک دوسرے کے ساتھ مدد کرنی ہے مال میں اور فضیلت
بادشاہوں کی ایک دوسرے کے ساتھ مدد کرنی ہے رایوں میں اور فضیلت
حکماء کی ایک دوسرے کے ساتھ مدد کرنی ہے بیچ بیان کرنے حقیقت اشیاء
کے۔ پس یہ تمام لوگ باہم ایک دوسرے کو مدد کریں واسطے آبادی شہر کے
از روے نیکیوں اور فضیلتوں کے + دوسری شرط عدالت میں وہ ہے کہ
شہر کے لوگوں کے افعال اور احوال میں نظر کرے اور ہر ایک کا مرتبہ بموجب
استحقاق اور قابلیت اُس کی کے مقرر کرے۔ اور آدمی پانچ قسم پر ہوتے ہیں
اوّل وہ لوگ جو بالطبع نیک ہوں اور نیکی ان کی دوسروں کو پہنچے یہ لوگ سب
پیدائش سے برگزیدہ ہیں اور ایک ایک فرد ان کا مثل بادشاہ کی ہے۔ پس
چاہیے کہ سب سے مقرب بادشاہ کے حضور میں یہ لوگ ہوویں اور ان کی
تعظیم اور تکریم اور توقیر اور عزت میں کسی طرح کی فرو گذاشت نہ کرنی چاہیے ان
لوگوں کو بانی خلقت پر رئیس جاننا چاہیے۔ دوسرے وہ لوگ جو بالطبع نیک ہوں
اور نیکی ان کی دوسروں کو نہ پہنچے ان لوگوں کو بھی باعزت رکھنا چاہیے اور
اپنے کاموں میں ان کو اختیار دینا چاہیے۔ تیسرے وہ لوگ کہ نہ بالطبع نیک ہوں
اور نہ شریر ان لوگوں کو بے غم رکھنا چاہیے اور نیکی کی طرف ترغیب دینی چاہیے
تا بموجب قابلیت کے کمال پر فائز ہوں چوتھے وہ لوگ جو شریر ہوں اور اُن کا
شر دوسروں کو نہ پہنچے۔ ان لوگوں کی اہانت اور تحقیر کرنی چاہیے اور نصیحت
اور ملامت اور ترغیب اور خوف دہی سے اُن کو خوفناک کرنا چاہیے تا اگر اپنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عادت کو چھوڑ کر نیکی کی طرف میل کریں تو بہتر ورنہ ذلت اور خواری میں رہیں گے پانچویں وہ لوگ جو بالطبع شریر ہوں اور شرارت ان کی دوسروں کو پہنچے یہ لوگ تمام مخلوقات سے خسیس اور رذالہ ہوتے ہیں خصلت ان کی ضد خصلت بادشاہ کی ہوتی ہے قسم اوّل اور اس قسم کے درمیان منافات ذاتی ہے اس قسم کے لوگوں کے بھی بہت درجے ہیں ایک وہ جماعت کہ جن کی اصلاح کی اُمید ہوتی ہے تادیب اور زجر سے اُن کی اصلاح کرنی چاہیئے ورنہ شرارت سے منع کرنا چاہیئے اور ایک وہ جماعت کہ جن کی اصلاح کی امید نہیں ہوتی اگر ان کا شر عام نہ ہو تو اُن کے ساتھ مدارا رکھنا چاہیئے اگر ان کا شر عام ہو تو دفع کرنا شر کا واجب ہے اور دفع کرنے شر کے بہت طریق ہیں اوّل نظربند کرنا اور نظربند کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ہمنشینی اور مُلاقات شہر کے لوگوں سے موقوف کی جاوے دوسرا قید کرنا۔ اور قید کرنے کے یہ معنے ہیں کہ اُس کے افعال اور تصرّفات بدنی کو روکا جاوے۔ تیسرا نفی اور وہ منع کرنا ہے شہر کی آمد و رفت سے اگر شرارت اُس کی نہایت کے درجہ پر ہو کہ جیسے خلقت کی فنا اور ہلاکت کا اندیشہ ہو اُس کی سزا میں حکیموں کا اختلاف ہے آیا قتل کرنا اُس کا جائز ہے یا نہیں ظاہرا حکما کی رائیں اس پر متفق ہیں کہ اُس کا کوئی عضو کاٹا جاوے جو اُس کی شرارت کا آلہ ہو مثل ہاتھ یا پاؤں یا زبان کے یا اُس کے حواسوں میں سے کسی حس کو باطل کیا جاوے اور اُس کو قتل نہ کیا جاوے کیونکہ جس بنا میں اللہ تعالےٰ جلّشانہ نے ہزارہا حکمتیں ظاہر کی ہوئی ہوں اُس کو ایسی وجہ پر خراب کرنا کہ جس کا بدلہ اور اصلاح نہ ہو سکے عقل سے بعید ہے یہ سب سزائیں جو ہم نے بیان کی ہیں اُس شرط پر ہیں کہ اُس کی ذات سے شرارت بالفعل ظاہر ہو۔ الّا اگر اُس کی شرارت بالقوۃ ہو تو سوا حبس اور قید کے اَور کسی طرح کی تکلیف اُس کو نہیں دینی چاہیئے کیونکہ قاعدہ کلّیہ اس باب میں یہ ہے کہ مصلحت عام کو پہلے مدنظر رکھنا چاہیئے اور بعد ازاں مصلحت خاص کو مانند طبیب کے جو اوّل ایک عضو خاص کا علاج حسب مصلحت مزاج جمیع عضووں کے کرتا ہے اگر ایسا معلوم کرتا ہے کہ اُس عضو فاسد کے وجود سے دوسرے عضووں کے مزاج میں بھی فساد پیدا ہو جائے گا تو اُس عضو کے قطع کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اُس کی طرف کچھ خیال نہیں کرتا اگر اس خلل کا اندیشہ نہ ہو تو بدرجہ غایت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمت اور کوشش اُس عضو کی اصلاح پر مصروف کرتا ہے بادشاہ کی نظر بھی اصلاح ہر شخص کے لئے اسی طریق پر ہوتی ہے- تیسری شرط عدالت میں وہ ہے کہ جب انتظام اور تدبیر برابر کرنے اقسام اور تعدیل مراتب سے فارغ ہوجائے تو ان کے درمیان خیرات مشترک کی تقسیم کرنے میں برابری ملحوظ رکھے استحقاق اور قابلیت کا بھی اعتبار رکھنا چاہیے اور خیرات مشترک مال اور جاہ اور سلامتی کے سبھوں کو کہتے ہیں کیونکہ ہر ایک شخص کے لئے خیرات مذکور سے ایک حصہ ہے اُس میں کمی اور زیادتی کرنی ظلم میں داخل ہے الاکمی کرنی خاص اُس شخص پر ظلم ہے اور زیادتی کرنی شہر کے لوگوں پر ظلم ہے اور ہوسکتا ہے کہ کمی کرنی بھی شہر کے لوگوں پر ظلم ہو- جب قسمت خیرات سے فارغ ہوجائے تو اُن خیرات کی اُن لوگوں پر حفاظت کرے اور وہ اسی طرح پر ہوتی ہے کہ ایسی فروگذاشت نہ کرے کہ کوئی چیز ان خیرات سے کسی کے قبضہ میں سے خارج کردیں ایسے طریق پر کہ موجب اُس کے ضرر یا شہر کے ضرر کا ہو اگر اُس کے قبضہ سے باہر ہوجائے تو عوض اُس کا اُس کو پہنچا دیں اور زایل ہونا حق کا حقداران کے ہاتھ سے یا ارادہ سے ہوتا ہے مثل بیع اور قرض اور ہبہ کے یا بلا ارادہ ہوتا ہے مثل زبردستی چھین لینے اور چوری کے اور ہر ایک کے واسطے شرائط مقرر ہیں- الغرض مناسب یہ ہے کہ بدلا اُس کو ملجائے اُسی قسم خیرات سے یا کسی اَور نوع سے تا خیرات محفوظ رہیں اور چاہیے کہ ایسے طریق پر اُس کو بدلہ اور عوضہ پہنچادیں کہ شہر کے حق میں نافع ہو یا غیر مضر ہو- کیونکہ جو شخص اپنا حق اس طرح پر لیوے جیسے شہر کو ضرر پہنچے تو وہ ظالم ہوتا ہے اور ظلم کو بدی اور عذاب سے رفع کرنا چاہیے- اور چاہیے کہ عذاب اور سزا موافق اندازہ جرم کے مقرر ہو کیونکہ اگر سزا اندازہ جرم سے زیادہ ہوگی تو مجرم پر ظلم ہے اور اگر کم ہوگی تو شہر پر ظلم ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ زیادہ سزا دینی بھی شہر پر ظلم ہوتا ہے- اور اس باب میں حکیموں کا اختلاف ہے کہ جو ظلم ایک شخص پر ہو وہ شہر پر بھی ظلم ہوتا ہے یا نہیں جو حکماء اس بات کے قایل ہیں کہ ایک شخص پر ظلم کرنا وہ شہر پر ظلم کرنا ہے اُن کے نزدیک اُس مظلوم کے عفو کرنے سے ظالم سزا سے بری نہیں ہوتا اور جو حکماء اِس بات کے قایل ہیں کہ ایک شخص پر ظلم کرنا شہر پر ظلم نہیں ہوتا اُنکے نزدیک شخص مظلوم کے عفو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنے سے ظالم سزا سے بری ہو جاتا ہے جب قوانین عدالت سے فارغ ہو جائے
رعایا کے حال پر احسان کرے کہ عدل کے بعد کوئی فضیلت ملکی امور میں
احسان سے زیادہ اور فائق نہیں اور اصل احسان کرنے کے باب میں یہ
ہے کہ جو خیرات اور نیکیاں ممکن ہوں مقدار واجب سے زیادہ
اُنپر بموجب استحقاق کے پہنچائے۔ چاہیئے کہ ہیبت کے ساتھ ہو۔ کیونکہ
دبدبہ بادشاہ کا ہیبت کے سبب ہوتا ہے اور دل نہادی لوگوں کے احسان سے
پیدا کرتی ہے جو ہیبت کے بعد استعمال میں لاوے اور احسان کرنا بغیر ہیبت
کے موجب دلیری اور جرات ماتحت لوگوں کا ہے اور اسنے اُن کو حرص اور طمع
زیادہ لاحق ہو جاتی ہے جب حرص اور طمع زیادہ لاحق ہوئے تو پھر اگر تمام
مُلک ایک شخص کو دیدے تو بھی اُس سے راضی نہیں ہوتا۔ اور چاہیئے
کہ رعایا کو قوانین عدالت اور فضیلت حکمت کے لازم پکڑنے کے واسطے تکلیف
اور ترغیب دے کیونکہ جیسا بقا اور قوام بدن کا طبیعت کے ساتھ اور قوام
نفس کا عقل کے ساتھ ہوتا ہے ویسا ہی قوام شہروں کا بادشاہ کے ساتھ
اور قوام بادشاہ کا سیاست کے ساتھ اور قوام سیاست کا حکمت کے ساتھ ہوتا
ہے جب حکمت شہر میں شائع ہو جائے گی اور شریعت الٰہی کی پیروی ہوگی
تو انتظام بخوبی حاصل ہوگا اور کمال کی طرف توجہ ہوگی۔ الّا اگر حکمت نہوگی
تو شریعت میں خلل واقع ہو جائے گا جب شریعت میں خلل ہوا تو رونق
مُلک کی جاتی رہیگی اور فتنہ پیدا ہو جائے گا اور مُروّت کی رسوم کہنہ اور
خراب ہو جائیگی اور نعمت نحوست سے مبدّل ہو جائے گی اور چاہیئے کہ اہل
حاجات کو اپنے سے منع نہ کرے اور غیبت و چغلی کرنے والے لوگوں کی بات
بغیر صداقت گواہوں کے نہ مانے اور دروازہ امید اور خوف کا خلقت کے حال
پر مسدود نہ کرے اور ظالموں کے دور کرنے اور رستوں کے امن اور نگاہداشت
حدود ملکی اور نگہبانوں اور شجاع لوگوں کے اکرام اور انعام میں قصور نہ کرے
صحبت اور ہمنشینی اہل فضیلت اور رائے کے ساتھ رکھے اور اُن لذتوں کی
طرف جو خاص اُس کی ذات سے تعلّق اُن کا ہے التفات نہ کرے جاہ اور
تغلبات کا طلب کرنا استحقاق کے رو سے نہ کرے اور اپنے فکر کو امور مُلکی
کی تدبیر کرنے سے ایک لحظہ معطل نہ کرے کیونکہ بادشاہوں کے فکر کی قوت
حفاظت مُلک کے واسطے بڑے لشکروں کی قوت سے زیادہ تر ہوتی ہے جہل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور بے خبری ابتدا کاموں میں موجب خرابی انجام کا ہوتا ہے۔ اگر لذتوں کی طرف مشغول ہو جاوے اور ان امور میں غفلت کرے تو شہر کے انتظام میں خلل اور سستی واقع ہو جاتی ہے اور اطوار بدل جاتے ہیں اور ہر ایک اپنی اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے میں صاحب اختیار ہو جاتا ہے اور موجبات خرابی کے ممد ہو جاتے ہیں تا سعادت شقاوت سے اور الفت دشمنی سے اور اتحاد دوری سے اور انتظام ہرج سے مبتدل ہو جاتا ہے اور شریعت الٰہی میں خلل واقع ہوتا ہے پھر از سر نو احتیاج تدبیر کرنے اور طلب کرنے امام حق اور بادشاہ عادل کی پڑتی ہے اور اس زمانہ کے لوگ نیکیوں کے حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں یہ جملہ امور ایک شخص کی سوء تدبیر سے وقوع میں آتے ہیں الغرض یہ خیال کرنا نہیں چاہیئے کہ جب جملہ امور ملک کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے تو عیش اور آرام میں زیادہ معروف ہونا چاہیئے یہ خیال جملہ خیالات بادشاہوں میں سے بہت فاسد اور تباہ ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ وقت لہو اور آرام کا بلکہ وقت امور ضروری کا مثل کھانا کھانے اور خواب کرنے اور اپنے عیال و اطفال کے ساتھ نشست و برخاست کا کم کردیں اور وقت کام کرنے اور فکر اور تدبیر کرنے کا زیادہ کردیں اور چاہیئے کہ اپنے راز کو پوشیدہ رکھے تا اپنی رائے کے بدلنے پر قدرت حاصل رہے اور خوف شکستگی ارادہ سے بیغم اور محفوظ رہے اور اگر دشمن بھی خبردار ہو جائے تو احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ تدبیر اُس کی کو دفع کریں طریقہ محافظت رائے کا باوجود احتیاط طلب صلاح کے لوگوں سے یہ ہے کہ مردمان دانشمند اور اہل ہمت اور ارباب عقل و عزت و تدبیر کے ساتھ مشورہ کریں کہ یہ لوگ افشاء راز نہیں کرتے اور ضعیف العقل لوگوں کے ساتھ مثل عورتوں اور لڑکوں کے ہرگز راز کی بات کہنی نہیں چاہیئے۔ جب ایک رائے مصمم ہو جائے تو جو افعال ضد اُس رائے کی ہوں اُن کو اُن افعال کے ساتھ کہ جو اُس رائے مصمم کے موافق ہوں ملا کر ظہور میں لائے اور اس سے پرہیز کرے کہ صرف اُسی رائے مصمم کے افعال عمل میں لائے یا جو افعال کہ ضد اُس رائے کی ہیں صرف وہی ظہور میں لائے کہ دونوں طرح کے فعل محل ظن اور طریق ظاہر ہونے راز کا ہیں اور چاہیئے کہ ہمیشہ مخبر اور جاسوس پوشیدہ اور مخفی حالات کی خبریں لانے کے واسطے خصوصاً دشمنوں کے احوال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دریافت کرنے کے لئے مقرر رہیں اور دشمنوں کے فعلوں سے اُن کی رائے
معلوم کرے۔ کیونکہ سب سے بڑا ہتھیار دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اُن کی
تدبیروں پر واقفیت حاصل کرنی ہے اور ذی رتبہ لوگوں کی رائے معلوم کرنے
کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے احوال اور افعال کی طرف یعنے شروع عزم اور طیاری
ساز و سامان اور متفرق لوگوں کو جمع کرنا اور جمع شدہ کو متفرق کرنا اور بند
کرنا اُن چیزوں کا جن کا اجرائے ہمیشہ سے ہو مثلاً غیر حاضروں کو حاضر کرنا اور
حاضروں کو غائب کرنا اور خبروں کی جستجو اور ہر ایک امر کی تلاش
میں نہایت مبالغہ کرنا اور مختلف باتوں کے سُننے کی طرف متوجہ ہونا احتیاط
اور بیداری عادت مقررہ سے زیادہ کرنے اور دیگر تغیر امور میں نظر کرے اور
محل آنے اور وارد ہونے سے اور جو امور کہ پنہانی دوستوں سے اور اہل حرم
اور خواصوں سے معلوم ہوں اور جو امور اُن لڑکوں اور غلاموں اور خدمت
گذاروں سے جو کم عقل اور کم تمیز ہوں افواہاً سُنے جائیں ان سب باتوں سے
اصلی راز معلوم ہو سکتا ہے اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کثرت سے
گفتگو کرے کیونکہ ہر ایک شخص کا دوست ہوتا ہے جس سے اُس کی اُلفت ہوتی
ہے اور اپنے دل اور راز کی بات اُس سے کہتا ہے جب کثرت سے گفتگو ہوتی
ہے تو اصلی رازوں پر دلیل پیدا ہو جاتی ہے۔ اور چاہیے کہ جب تک بہت
دلایل ثابت نہ ہو جائیں اور متواتر ثبوت اُسکا نہ ہو تو تبتک ایک طرف پر یقین
کرنا نہیں چاہیے۔ الغرض کہ اس قسم کی باتیں بادشاہوں اور بزرگوں کی رائے
معلوم کرنے کے واسطے کارآمد ہیں اور اُس کے جاننے میں بہت فوائد ہیں
ہم ضرورت کے وقت اُس کے استعمال کرنے کے لئے اور ہم احتیاط کے موقع
پر اُس سے احتراز کرنے کے واسطے۔ اور چاہیے کہ دشمنوں سے مدارا اور
استمالت سے اُن کے ساتھ موافقت پیدا کرنے کے باب میں نہایت کے
درجہ پر کوشش کرے اور جہانتک ممکن ہو ایسا کرے کہ باہم جنگ اور قتل
کی نوبت نہ پہنچے اگر پہنچے تو دو حال سے خالی نہیں ہوگا یہ شخص ابتداءً
بانی جنگ کا ہوگا یا دشمن کو دفع کرنے والا ہوگا اگر خود ابتداءً بانی ہے تو اول
چاہیے کہ غرض اُس کی سوائے خیر محض اور طلب دین کے کوئی اَور امر نہ
غلبہ اور فوق کو مدنظر نہ رکھے بعد اس کے حزم اور احتیاط کی شرائط عمل
میں لائے۔ جبتک فتح کی امید قوی نہ ہو تب تک لڑائی پر پیش قدمی نکرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

اور اُس لشکر کے ساتھ کہ جو متفق الکلمہ نہو ہرگز لڑائی میں نہ جائے کیونکہ دو دشمنوں کے درمیان جانا مخاطرہ عظیم رکھتا ہے اور جہاں تک ہوسکے بادشاہ بذات خود لڑائی نہ کرے کیونکہ اگر شکست ہوگی تو اُس کا تدارک نہیں ہوسکے گا اور اگر فتح ہوئی تو جو نقصان عزت اور ہیبت اور رونق وشان بادشاہ کی ذات میں واقع ہوگا اُس کا بدلہ نہیں ہوسکے گا اور لشکر کی تدبیر کے واسطے اُس شخص کو مقرر کرنا چاہیئے کہ جو تین وصفوں سے موصوف ہو اول یہ کہ شجاع اور قوی دل ہو اور اس صفت سے نہایت مشہور ہوکر بڑی ناموری حاصل کی ہو دوم یہ کہ رائے اور تدبیر اُس کی بُہت مستحسن اور شائستہ ہو اور کسی طرح کے حیلہ اور فریب استعمال میں لاسکتا ہو۔ سوم یہ کہ بُہت دفعہ لڑائیوں کے معرکہ دیکھے ہوں اسباب میں خوب تجربہ حاصل کیا ہو۔ اور جب تک کہ تدبیر اور حیلہ سے دشمنوں کی بیخ کنی اور پراگندہ کرنا میسر ہوسکے تو لڑائی کرنی بعید از احتیاط ہے اور شیر بابک کا مقولہ ہے کہ جہاں تازیانہ کام دے سکے وہاں عصا کو استعمال میں نہیں لانا چاہئے اور جہاں گرز کارآمد ہو وہاں تلوار کو کام میں نہ لائے سب تدبیروں سے گذر کر پھر جنگ پر ارتکاب کرنا جائز ہے کہ آخر الدوا الکی یعنے اخیر کا علاج داغ دینا ہے اور دشمنوں میں تفرقہ ڈالنے کے واسطے بُہت قسموں کے حیلہ اور فریب اور جھوٹے خط استعمال میں لانے معیوب نہیں ہیں اِلّا دغابازی اور خلاف عہد کسی حال میں جائز نہیں اور سب سے بہتر شرط جنگ کی ہوشیاری اور بیدار رہنا اور جاسوسوں اور نگہبانوں کو مقرر کرنا ہے اور جنگ میں تجار لوگوں کے رنج کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور جب تک کہ بُہت نفع کی اُمید نہو لوگوں کے آلات واسباب پر دست اندازی کرنی نہیں چاہیئے اور لڑائی کی جگہ پر لحاظ کیا جائے اپنے لشکر کے واسطے ایسی جگہ تجویز کرنی چاہیئے کہ لایق حفاظت اور صلاحیت کے ہو بجز وقت ضرورت کے قلعہ اور خندق کی پناہ نہلے کیونکہ ان چیزوں کا استعمال باعث غلبہ دشمن کا ہوتا ہے۔ اور جو شخص لڑائیوں میں دلیری اور شجاعت سے مشہور اور ممتاز ہو اُس پر بُہت انعام اور بخشش اور اُس کی تعریف و توصیف کرنی چاہیئے اور ثبات اور صبر استعمال میں لانا چاہیئے زود خشمی اور تہور سے پرہیز کرے اور دشمن ضعیف کو حقیر جاننا اور تیاری و فراہمی اسباب و سامان کی بخوبی نہ کرنی ہوشیاری سے بعید ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یعنے بہت کم جماعت والے لوگ غالب ہوئے ہیں بڑی جماعت والے لوگوں پر حکم اللہ تعالےٰ سے جب فتح حاصل کرے تو تدبیر ترک نہ کرے اور احتیاط اور حزم میں کسی طرح کی فروگذاشت نہ کرے اور اگر کسی شخص کو زندہ گرفتار کر سکے تو حتے الامکان قتل نہ کرے کیونکہ قید رکھنے میں بہت منفعتیں ہیں مثل غلام بنانے اور اپنے قیدیوں سے معاوضہ کرنے اور مال حاصل کرنے اور اُس پر احسان کرنے کے۔ قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے اور بعد فتح حاصل کرنے کے ہرگز کسی کو قتل نہ کرے اور عداوت اور تعصب کو استعمال میں نہ لائے کیونکہ بعد فتح حاصل کرنے کے دشمن لوگ مثل رعایا اور غلاموں کے ہو جاتے ہیں حکمار کی تواریخ میں مذکور ہے کہ ارسطا طالیس کو خبر پہنچی کہ سلطان سکندر نے ایک شہر کے فتح کرنے کے بعد اہل شہر کے قتل کرنے سے ہاتھ نہ اُٹھایا ارسطا طالیس نے اُس کی طرف خط عتاب کا لکھا اور اُس میں یہ لکھا کہ اگر فتح کرنے سے پہلے اپنے دشمنوں کے قتل کرنے میں تم معذور تھے تو بعد فتح کے تم کیا سند اور عذر اپنے ماتحت لوگوں کے قتل کرنے کے لئے رکھتے ہو۔ اور استعمال کرنا عفو کا بادشاہوں کے لئے بہت نیک ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے کیونکہ عفو کرنا بعد حصول قدرت انتقام کے بہت نیک ہے اور فے الواقع عفو کے باب میں کسی شخص نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

سالزم نفسی الصفح عن کل مذنب	وان کثرت منہ علیّ جرائم
قریب ہے کہ میں لازم پکڑوں گا عفو کو ہر گناہ گار سے	اگرچہ زیادہ ہوں اُس کی طرف سے میرے پر جرم
وما الناس الّا واحد من ثلثۃ	شریف و مشرف و مثل مقاوم
اور نہیں ہیں لوگ مگر ایک قسم تین قسموں میں سے	اعلے اور ادنے اور مساوی
فاما الذی فوقی فاعرف قدرہ	واتبع فیہ والحق لازم
مگر وہ کہ زیادہ ہے مجھسے پس پہچانتا ہوں میں قدر اُسکا	پس متابعت کرتا ہوں میں بیچ اُسکے حق کے اور حق ملازم ہونیوالا ہے
واما الذی دونی فان قال صنت	عن اجابتہ عزتی وان لام لایم
اما وہ شخص کہ مجھسے کم رتبہ ہے اگر مجکو کچھ کہے تو محفوظ رکھتا ہوں نہیں	قبول کرنیسے اپنی عزت کو اگرچہ ملامت کرے ملامت کنندہ
واما الذی مثلی فان زال او ہفا	تفضلت ان الفضل بالحق حاکم
اما جو شخص مثل میری ہو پس اگر اُسکا پاؤں لغزش کرے تو دستگیری کروں میں	اور نیکی کروں میں البتہ نیکی کرنی حاکم حق کی ہے

اما اگر لڑائی میں یہ شخص دشمن کو اپنے حال سے دفع کرتا ہے اور مقابلہ کرنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

کی قوت رکھتا ہے تو اس باب میں کوشش کرنی چاہیے کہ کسی طرح کمین یا شبخون کے طور پر دشمنوں پر وارد ہو کیونکہ اکثر اہل شہر کہ جن کے ساتھ لڑائی اور جنگ کا اتفاق اُن کے شہروں میں پڑا ہے مغلوب ہو گئے ہیں اگر تاب مقابلہ کی نہیں رکھتا تو قلعہ اور خندقوں کی تدبیریں بخوبی احتیاط عمل میں لائے اور صلح کرنے کے واسطے صَرف کرنا مال کا اور بہت طرح کے حیلہ اور مکر استعمال میں لانے چاہئیں۔ بادشاہوں کی سیاست کے باب میں یہ جملہ گفتگو ہے ؂

پانچویں فصل خدمتگذاروں کی سیاست اور تابع داران بادشاہوں کے آداب بیان کرنے میں ہے

بادشاہوں اور رئیسوں کے ساتھ عام لوگوں کو برتاؤ اِس صورت پر رکھنا چاہیے کہ ان کی نصیحت اور خیر خواہی میں زبان اور دل سے قصور نہ کریں اور ان کے اوصاف اور خوبیوں کے افشاء کرنے اور عیب پوشی میں بدرجہ غایت سعی کریں۔ اور جو حقوق اُن کے اُنپر مقرر ہوں مثل خراج وغیرہ کی اُن کو خوشی اور کشادہ پیشانی سے ادا کریں ہرگز دل تنگی اور اکراہ اس میں نہ کریں اور اُن کے احکام کی فرمانبرداری پر حتی الوسع قائم رہیں اور اُن کی ہیبت اور حشمت کی نگاہداشت میں بہت کوشش عمل میں لائیں مصیبت اور حادثہ کے وقت جان اور مال و گھر بار کے صَرف کرنے سے بہ نظر محافظت دین اور عیال و اطفال اور شہر کے دریغ نہ کریں اور جو لوگ بادشاہوں کی خدمت پر مقرر نہ ہوں اُن کو چاہیے کہ قرب اُن کا نہ چاہیں کیونکہ بادشاہ کی صحبت مشابہ اِس کے ہے کہ کوئی آگ میں داخل ہو جائے یا کسی درندہ کے ساتھ گستاخی کرنی شروع کرے اور جس شخص نے بادشاہوں کے قُرب کا امتحان کیا ہوا ہو اُسپر اپنی زندگی کی لذّت اور خوشی منغص ہو جاتی ہے اور جو شخص ان کی خدمت پر مشغول ہو اُس کو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ جس خدمت پر وہ مامور ہو اُسی خدمت کو ہمیشہ بجا لائے اور جس خدمت کا ذمہ وار ہو اُسی پر ہمیشگی کرے اور اس امر میں سعی رکھے کہ جب مخدوم اُس کو طلب کرے حاضر پائے اور ہمیشہ حاضر رہنے سے بھی جو موجب ملال خاطر کا ہوتا ہے پرہیز کرے کیونکہ کثرت اژدحام لوگوں سے ملالت ہو جاتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے جب رئیسوں کے پاس اکثر انبوہ لوگوں کی ہوتی ہے تو اُن کو جلدی ملال پیدا ہوجاتا ہے اور چاہیئے کہ جو کام مخدوم سے صادر ہو اُس کی مدح کرے اور راستی سے اُس کام کی وصف کرے - جب تامل اور غور سے دیکھا جائے تو کوئی کام دنیا میں ایسا نہیں ہے کہ دو حال سے خالی ہو ایک نیک اور دوسرا بد پس وجہ نیک کو اختیار کرکے اُس کا حوالہ اپنے مخدوم کی طرف کرے اور حاضر و غایب اُس کے نیک فعلوں کا بہت ذکر کرے - اگر مخدوم کے کاموں کی تدبیر اس کی تفویض ہو مثلاً یہ شخص وزیر یا مشیر یا معلم اُس کا ہو اور اُس کے کاموں کی صلاحیت اسپر واجب ہو تو اُس کو جاننا چاہیئے کہ بادشاہ اور رئیس لوگ مثل اُس سیل دریا کے ہوتے ہیں جو پہاڑ کی بلندی سے نیچے کو آتا ہو جو شخص اُس کو ایک دفع ایک طرف سے دوسری طرف لے جانا چاہے تو خود ہلاک ہو جائے گا اگر اوّل نرمی اور مدارا سے ایک طرف اُس کے خاک و خاشاک سے بلند کرکے دوسری طرف لے جانا چاہے تو بآسانی لے جا سکتا ہے اسی طرح مخدوم کی رائے جو متضمن فساد کے ہو اُس کے بدلنے کے واسطے نرمی اور تدبیر عمل میں لانی چاہیئے اور حکومت کے طور پر اپنے مخدوم کو کسی کام کی تحریص نہیں کرنی چاہیئے بلکہ برخلاف رائے اُس کی کے جو وجہ مصلحت کی ہو اُسپر ظاہر کرے اور اس کام کی خرابی انجام پر اُس کو آگاہ کرے اور بتدریج خلوت اور الفت کے موقعوں میں اہل سلف کی حکایات اور نظیریں بیان کرکے اُس رائے کی قباحت اُس کے ذہن نشین کرے اور چاہیئے کہ مخدوم کے راز پوشیدہ رکھنے میں بہت کوشش کرے احتیاط کا طریق اس باب میں یہ ہے کہ حتے الوسع حالات ظاہری اُس کے پوشیدہ رکھے تا جب اس قسم کی باتوں کے پوشیدہ رکھنے کا ملکہ ہو جائے گا تو اسرار کی باتوں کا پوشیدہ رکھنا اُس پر آسان ہو جائے گا اور مخدوم کو بھی جب یہ حال اُس کا معلوم ہوگا تو راز کے آشکارا کرنے کی تہمت کبھی اُس پر عاید نہ ہوگی - کیونکہ ظاہری حالات سے راز پوشیدہ اکثر ظاہر ہو جاتے ہیں اور اُس وقت میں روسا کو اُن لوگوں کی نسبت جو اُس راز میں محل اعتماد کا ہوں ظن بد پیدا ہو جاتا ہے اور راز کے آشکارا ہونے کا یہ سبب ہے کہ جہان کے کام ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ ہیں بعض کاموں سے بعض دیگر کی طرف سراغ حاصل ہو سکتا ہے اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

جاننا چاہیے کہ بادشاہوں اور رئیسوں کے لیے ایک ہمت ہوتی ہے
کہ جس کے سبب سے وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں اور وہ ایسی
ہمتیں ہیں کہ جس کے سبب تمام خلقت سے خدمت اور بندگی کرانی چاہیے
ہیں اور اپنی ذات کو ہر کام میں جو کرتے ہیں سچا جانتے ہیں سبب اس
خصلت کا یہ ہے کہ لوگ اُن کی مدح اور تعریف کیا کرتے ہیں اور علے سبیل تواتر
ان کے افعال اور رائیں کے استحسان اور راستی بیان کرتے رہتے ہیں چاہیے
کہ کسی طرح کسی کام میں کسی جرم کو اپنے مخدوم کی طرف منسوب نہ کرے
اگرچہ مخدوم کے ساتھ اس کی نہایت بے تکلفی ہو اگر کوئی چیز مخدوم کی
طرف سے اُس کو قبیح معلوم ہو تو زبان پر نہ لائے اگر سہو سے لائے تو اُسپر
اقرار نہ کرے اگرچہ مخدوم تک وہ بات پہنچ جاوے کیونکہ اقرار اور خبر میں
بہت فرق ہے اور جب درمیان اُس کے اور مخدوم اُس کے کے ایسا امر واقع
ہو جاوے کہ قباحت اُس کی ان دونوں میں سے ایک کے نام عاید ہوتی
ہے ایسا حیلہ کرے کہ اُس قباحت کو اپنی طرف عاید کرے اور اپنے مخدوم
کو اُس سے بری رکھے جب وہ بری ہو جاوے تو ایسا حیلہ کرے کہ شبہہ اُس
کا پھر مخدوم کی طرف سے دور ہو جاوے اور جو چیزیں مخدوم کے نزدیک مرغوب
اور مکروہ ہوں اُن سب کو خیال کرکے مرغوب چیز مخدوم کے واسطے اختیار کرے
اگرچہ مکروہ چیز اس کے واسطے باقی رہے اور اس بات کو بخوبی اپنے ذہن نشین
کرے کہ بندگی کے باب میں کوئی چیز با منفعت زیادہ اپنے حظ نفس کے
ترک کرنے سے نہیں ہے جب یہ بات اپنے ذہن نشین کرے گا تو جو معاملات
اس کے اور مخدوم اس کے کے درمیان واقع ہوں اور اپنا حظ اُن میں معلوم
کرے تو اپنے حظ کو ترک کردے اور اس سے اجتناب کرے مخدوم کا ذمہ خالص
کردے تا ثمرہ نیکی کا بھی اس کے نصیب ہو کیونکہ اگر پہلے اپنے حظ اٹھانے
میں مشغول ہو جاتے تو فساد اور خلل پیدا ہوگا اور ترک کرنا کام کا بہتر ہے
بہ نسبت اس کے کہ اُس میں فساد پیدا ہو اور رئیسوں سے منافع حاصل
کرنے کے واسطے بہت نرمی عمل میں لانی چاہیے اور ہرگز الحاح اور عاجزی
سے مانگنا نہ چاہیے حرص اور طمع نہ کرے بلکہ قناعت کی عادت پکڑے کیونکہ
خود دنیا اُس شخص کی طرف رجوع کرتی ہے کہ جو اُس سے روگردانی کرے اور
اُس شخص سے روگردانی کرتی ہے جو اُس کی طرف مائل اور حریص ہو اور اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

امر میں کوشش کرنی چاہیئے کہ رئیسوں اور مخدوموں سے اسباب منافع کے طلب کرے تو ذات منافع کی مثلاً کشادہ دستی اُن امور ہیں جو موجب حصول منافع اور فوائد کا ہوں تا سوال بھی نہ کرنا پڑے اور فواید بھی بہت حاصل ہو جائیں حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ مخدوم کی طفیل نفع اُٹھائے نہ ذات مخدوم سے کیونکہ جو شخص رئیسوں سے نفع چاہتا ہے اُس سے وہ ناراض ہو جاتے ہیں اور جو کوئی اُن کی طفیل نفع حاصل کرے اُس کو عزیز جانتے ہیں اور اپنی ذات کو مخدوم کی آنکھوں میں ایسا ارادتمند دکھلائے کہ مخدوم کے اشارہ سے تمام مال اور اسباب اپنا خرچ کردیوے گا کیونکہ اگر ایسا کرے گا تو اُس کو اُس کے مال کی طرف طمع نہوگی - اگر مناقشہ اور غدر عمل میں لائے تو حرص اُس کی تیز ہو جائے گی کہ الممنوع محروص علیہ والمبذول مملول - یعنے جس چیز سے منع کیا جائے اُس پر حرص زیادہ ہوتی ہے - اور جس چیز کو دیا جائے اُس سے بیزاری حاصل ہوتی ہے - اور اس امر میں کوشش کرے کہ جاہ اور مال سے جو چیز حاصل کرے اُس سے مخدوم کی زینت اور شان چاہیئے نہ اپنی ذات کی زینت کیونکہ یہ طریقہ داخل وفاداری اور مروّت کے ہے اور اُس چیز کے لینے سے پرہیز کرے کہ جس سے امتیاز اور خصوصیت مخدوم کی ہو یا دیگر رئیسان کے لایق ہو جو مثل اُس کے مخدوم کے ہوں ورنہ اُس چیز کو محل زوال اور اپنی ذات کو معرض بلا کی بیں ڈالنے والا ہوگا اور کسی چیزیں جو مخدوم کی طرف سے حاصل ہو استغنا ظاہر کرنا نہیں چاہیئے اگرچہ وہ چیز حقیر ہو بھرحال اُن چیزوں میں جو مخدوم کی طرف سے حاصل ہوں قناعت اور رضا کا طریق اختیار کرنا چاہیئے اگر مخدوم غصہ اور عتاب اُس کے حال پر کرے تو ہرگز اُس کی شکایت نہ کرے اور دل میں کینہ اور عداوت کو دخل نہ دے اور جُرم کو اپنے ذمہ لگاوے اور بعد اس کے اس امر میں جہد اور کوشش کرے کہ اُس کے غصہ کو جس طرح ہو سکے رفع کرے اگر کسی حاکم ظالم اور بدخود کے پنجے میں مُبتلا ہو جائے تو اُس کو جاننا چاہیئے کہ وہ دونوں مصیبتوں میں گرفتار ہے اول یہ کہ حاکم سے موافقت کرے اور رعیت کے ساتھ ظلم سے پیش آوے اس میں بربادی دین اور مروت کی متصور ہے دوم یہ کہ رعیت سے موافقت کرے اور حاکم کو ناراض رکھے اسمیں اُس کے مال وجان کی بربادی ہے ان دو مصیبتوں سے خلاصی ان دو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

چیزوں سے ہوسکتی ہے مرگ یا مفارقت کُلّی حاکم بدخو کے ساتھ بھی سوائے وفاداری کے اَور کوئی طریق برتاؤ کا نہیں ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ اُسے مفارقت اور نجات بخشے ابن المقفع کے آداب میں لکھا ہے کہ اگر بادشاہ تمکو برادر بنائے تم اُس کو خداوند اپنا جانو اگر قُرب تمہارا زیادہ کرے تم اُس کی تعظیم زیادہ کرو جب اُس کے نزدیک تمہارا مرتبہ بلند ہو جائے تو تملق لفظی مثل اُس کے کہ متواتر عاجزی اور ہر بات میں دُعا کرنی استعمال میں نہ لائے کہ یہ علامت وحشت اور بیگانگی کی ہے مگر مجلس اور دربار میں کہ وہاں اس باب میں فروگذاشت نہیں کرنی چاہئے اور مخدوم کے ساتھ یہ تقریر نہ کرے کہ میرا آپ پر حق ہے یا حق خدمت سابقہ کا رکھتا ہوں بلکہ از سرِ نو خیرخواہی اور فرمانبرداری کرنے سے حقوق سابقہ کو اُس کے نزدیک تازہ کرے جیسا کہ اخیر کی خدمت پہلی خدمت کو زندہ کرے کیونکہ بادشاہ اُس حق کو کہ اول سے آخیر تک برابر ظہور میں نہ آئے فراموش کر دیتے ہیں اور تمام آدمیوں کے حال سے رحم منقطع کرتے ہیں کوئی کام وزارت سے زیادہ سخت نہیں ہے کیونکہ اس رتبہ عالیہ کی ہوس بہت لوگوں کو ہوتی ہے اور بڑے بڑے ارکین سلطنت کو اُس کا حسد ہوتا ہے جو اُس کے ساتھ گھروں اور مکانوں میں شرکت اور مشارکت رکھتے ہیں اور ہمیشہ اس منصب کے طامع لوگ دام لگا کر منتظر اور متوقع فرصت کے ہوتے ہیں وزیر کے حق میں کوئی امر نیک مثل مستقیم الطبع اور صحیح المزاج ہونے کے نہیں ہے ہم ظاہر اور ہم باطن میں اور چاہئے کہ اگر کسی حاسد اور دشمن کے مکر اور چغلی پر اطلاع پائے تو حسب ظاہر ایسا دکھائے کہ اس کو اس امر سے کچھ اندیشہ نہیں ہے اور مخدوم کے سامنے غصہ اور کینہ ان کی طرف سے ظاہر نہ کرے کہ اس امر میں ان کی بات تصدیق ہو جاتی ہے اگر اُن کے ساتھ سوال و جواب اور مناظرہ و تکرار کا موقع آجائے تو حلم اور وقار اور دلیل سے جواب دے کہ ہمیشہ غلبہ حلیم کے واسطے ہوتا ہے اور نیز ابن المقفع کے آداب میں سے منقول ہے کہ بادشاہوں کے خادموں کی یہ شرائط ہیں کہ جو امر اپنی طبع کو مکروہ معلوم ہوں اُنپر نفس کو مرتاض کرنا اور موافقت کرنی بادشاہوں کے ساتھ اُن امور میں جو اپنی رائے کے مخالف ہوں اور تعمیل امور کی اُن کی مرضی کے موافق کرنی اور راز کو پوشیدہ رکھنا اور جن چیزوں پر تم کو واقف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنا نہ چاہیں اُن میں بحث نہ کرنی اور ہر طرح سے اُن کی رضامندی حاصل کرنے میں کوشش کرنی اور اُن کے قول کی تصدیق اور رائے کی تحسین کرنی اور نیکیوں کو مشہور اور عیبوں کو پوشیدہ کرنا اور جس چیز کو وہ نزدیک کرنا چاہیں اُس کو نزدیک کرنا اور جس کو دور رکھنا چاہیں اُس کو دور کرنا اور تخفیف کرنا اپنی تکلیف کا اُن پر اور اُن کی تکلیف کو اپنے پر گوارا کرنا اور اُن کی فرمانبرداری میں کوشش کرنے کی عادت ٹھہرانا اور جس شخص کو بادشاہ کی خدمت سے گنجایش علیحدگی کی ہو اُس کو چاہیے کہ خدمت کی حرص نہ کرے کیونکہ بادشاہ کی ذات حائل اور مانع ہوتی ہے درمیان آدمیوں کے اور لذت دُنیا اور عمل عاقبت کے اگر خدمت پر مقرر ہو جاوے تو چاہیے کہ اُن کی خفگی اور دشنام دہی کو خفگی اور دشنام نہ جانے اور اُن کی سختی کو سختی نہ تصور کرے کیونکہ اگر سختی جانے گا تو غرور عزت کا اُن کی زبان کو آدمیوں کی ہتک عزت کے لئے بدون سابقہ کسی غصہ کے زیادہ کشادہ کر دے گا پس اسی مقدار ان کے ساتھ مدارا کرنا چاہیے اور اس سے اندیشہ اور خوف نہ کرے اور جس شخص پر خفگی مخدوم کی ہو اور متہم ہو اُس سے اجتناب کرے اور ایک مجلس میں اُس کے ساتھ نہ بیٹھے اور اُس کی تعریف اور عذرخواہی نہ کرے جبتک کہ مخدوم کا غصہ اُس کی نسبت سے فرو نہو جائے اور جبکہ اُس کی مہربانی کی اُمید ہو اُسوقت کسی طریق مناسب پر اُس کی طرف سے عذرخواہی کرے تا مہربان ہو جاوے - نیز آداب ابن المقفع سے منقول ہے کہ جب مالک تمہارے ساتھ بات کرے ہمہ تن متوجہ ہو کر اُس کو سُننا چاہیے کسی دوسری چیز کی طرف نظر اور خیال ہرگز نہ کرے اور بادشاہ کی مجلس میں پوشیدہ کوئی بات نہ کریں کیونکہ جس کے روبرو دو آدمی پوشیدہ باتیں کریں اُن کو اُن کی طرف سے دل میں کینہ ہو جاتا ہے بادشاہ کی حضور میں زیادہ تر اس کا لحاظ رکھنا چاہیے - جب کسی سے سوال کرے تم جواب نہ دو کہ اس میں تمہاری بھی سُبکی ہے اور سائل اور مسئول کی بھی خفت ہے باوجود اس کے اگر سائل کہے کہ ہم سے نہیں پوچھتے تو تم کیا جواب دوگے؟ اگر کسی ایسی جماعت سے استفسار کرے کہ تم بھی اُس جماعت میں داخل ہو تو تم جواب دینے میں سبقت نہ کرو کیونکہ دوسرے لوگ تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور تمہاری بات پر عیب پکڑیں گے اور تمہاری خطا پر رحم نہیں کرینگے بلکہ جواب میں تاخیر کرنی چاہیے تا دوسرے لوگ جواب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

دیں اور عیب و ہنر ہر بات کا تم کو معلوم ہو پس اُس موقع پر اگر تم جواب بہتر جانتے ہو تو کہنا چاہیے اگر بادشاہ تم کو عزیز رکھے تو بادشاہ کے قریبی اور خادمان قدیمی پر تقدم اور پیشروی کرنی چاہیے یہ امر کمینوں کے اخلاق میں سے ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ ہر ایک انسان کو خواہ بادشاہ ہو خواہ مفلس ایک نہ ایک شخص سے مناسبت طبعی ہوتی ہے اگرچہ وہ شخص رتبہ میں کم ہو تو بھی اُس کے ساتھ الفت اور اُنس اختیار کرتا ہے اگرچہ حسب ظاہر اُس سے دور ہو سبب اِس کا جانبین سے پیوند اور ارتباط روحوں کا ہے اور کیونکہ تم بے اندیشہ ہو سکتے ہو اس امر سے کہ جس شخص پر تم فوق اور تقدم اپنا چاہتے ہو اگر اُس شخص کا در باطن مخدوم کے ساتھ ارتباط اور وسیلہ ہو اور اُس حق کو وہ ضایع نہ کر سکے پس دونوں تمھاری دفع کے واسطے آمادہ ہو جائیں اگر بادشاہ کسی امر میں رائے اپنی ظاہر کرے اور تمھاری رائے اُس کے برخلاف ہو تو تم بادشاہ کی رائے کی موافقت کرو اور فروتنی عمل میں لاؤ اور جانو کہ حقیقت میں بادشاہ وہ ہے نہ تم پس بہتر ہے کہ تم اُس کے ارادہ کی متابعت کرو نہ یہ کہ اُس سے موافقت اور اطاعت کرانی چاہو موافق اپنی رائے اور خواہش کے کلام کرنی چاہیے جملہ کلام اِس باب میں یہ ہے واللہ اعلم بالصواب

چھٹی فصل صداقت یعنے دوستی کی فضیلت کے بیان میں اور اُن کے ساتھ برتاؤ کی کیفیت

جب انسان مدنی بالطبع ہے اور کمال ہونا سعادت اُس کی کا اُس کے دوستوں اور دیگر ابنائے جنس پر منحصر ہے اور جس کا کمال غیر پر منحصر ہو تنہا کامل نہیں ہو سکتا پس کامل اور سعید وہ شخص ہوتا ہے کہ دوستوں کے حاصل کرنے کے واسطے نہایت کوشش مبذول عطا کرے اور جو نعمتیں اُس کو نصیب ہیں اُن میں دوستوں کو شامل کرے جو چیز تنہا حاصل نہیں کر سکتا ان کی مددگاری سے حاصل کرے اور اپنی مدت حیات میں ان کے وجود سے فائدہ اور لذت اُٹھائے یعنے فائدہ حقیقی اور لذت الٰہی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں نہ لذت حیوانی اور فائدہ جسمانی۔ لیکن ایسے دوست بہت کمیاب اور ارباب لذت حیوانی اور فائدہ جسمانی کے کثیر الوجود ہیں ان کے ساتھ برتاؤ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مختصر رکھنا بہتر ہے کیونکہ یہ گروہ بمنزلہ نمک اور مصالحہ کے ہیں اگرچہ طعام
میں ان کی احتیاج ہوتی ہے الّا قائم مقام غذا کے نہیں ہو سکتے - مگر دوست
حقیقی شمار میں بہت نہیں ہو سکتے کیونکہ شریف چیز کمیاب ہوتی ہے اور جو
چیز کمیاب ہو وہ عزیز الوجود اور ذیقدر ہوتی ہے اور جب محبت اُس کی افراط
کے درجہ کو پہنچے اور اکثر افراط محبت کا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں سوائے
درمیان دو شخصوں کے نہیں ہوتا پس دوست حقیقی شمار میں بہت نہوئے
الّا وہ حسن سلوک اور خوش خلقی جو دوست حقیقی کے ساتھ از روئے استحقاق
کے کرنی پڑتی ہے وہ بہت غیر مستحقوں کے ساتھ بھی بنظر طلب فضیلت
استعمال میں لانی چاہیے کیونکہ نیک اور اہل فضیلت آدمی اپنے اہل تعارف کے
ساتھ دوستوں کے برتاؤ عمل میں لاتا ہے اور ہر ایک سے درخواست دوستی
حقیقی کی کرتا ہے - اور ارسطاطالیس کا قول ہے کہ ہر حال میں انسان دوست
کا محتاج ہے الّا حالت رفاہ میں بسبب احتیاج ملاقات اور مدد کرنے کے اُنکے
حال پر اور سختی کی حالت میں بباعث احتیاج اُن کی مدد اور غمخواری کے اور
فی الحقیقت بادشاہان عظیم الشان کو احتیاج اُن لوگوں کی طرف جو مستحق تربیت
اور نکوکاری کے ہیں ایسی ہے جیسا کہ مساکین کو احسان کرنے والوں کی
طرف احتیاج ہے خواہش اور طلب فضیلت دوستی کی جو انسانوں کی طبایع
میں پیدا کی گئی ہے وہ انسان کو برانگیختہ کرتی ہے اس بات پر کہ معاملات میں
ایک دوسرے کے ساتھ مشارکت کریں اور باہم دگر حسن سلوک رکھیں اور سامان
لہو و بازی اور شکار کرنے اور ریاضت کرنے اور دعوتوں کے موقعہ میں باہم یکجا
رہیں اس مقام تک حکیم کی کلام ہے - اور حکیم انبقراطیس کا مقولہ ہے کہ مجھکو
تعجب ہے اُن لوگوں کے حال سے کہ اپنی اولاد کو بادشاہوں کی تواریخ اور اُنکے
وقایع اور ذکر لڑائیوں اور معرکوں کے اور حالات بدلہ لینے کے ایک دوسرے
سے سکھلاتے ہیں اور یہ اُن کے دل میں نہیں آتا کہ الفت اور محبت کی باتیں
اور دوستی حاصل کرنے کے حالات اور جو چیزیں لوازم محبت اور فضیلت میں
سے مثل عام نیکیوں کے اور وہ محبت اور الفت کہ جس کے بدون معیشت
ناممکن اور زندگی محال ہے اولاد کو سکھلانے بہتر ہیں کیونکہ اگر تمام دنیا اور
نعمتیں دنیا کی کسی شخص کو حاصل ہوں اور یہ ایک خصلت اُس میں نہو تو
زندگانی اُسپر وبال ہوتی ہے بلکہ زندگی اُس کی ناممکن ہے اگر کوئی شخص محبت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

اور دوستی کو ناچیز اور خوار سمجھے حقیقت میں وہ خود ناچیز اور خوار ہے اگر وہ گمان کرے کہ حاصل کرنا اس کا آسان ہے تو یہ گمان اُس کا خطا ہے کیونکہ حاصل کرنا ایسے دوستوں کا جو عند الامتحان صادق اور نیک ہوں نہایت مشکل ہو سکتا ہے اور میرا یہ اعتقاد ہے کہ دوستی کی قدر اور محبت کی بزرگی جمیع خزاین اور دفاین دنیا اور ذخایر بادشاہی اور اُن نفیس چیزوں سے کہ جس کی طرف اہل دنیا کی رغبت ہے از قسم جواہرات بری اور بحری اور دیگر اسباب منافع مثل زراعت اور عمارت اور دیگر متاع وغیرہ سے زیادہ تر ہے اور یہ جملہ نعمتیں بمقابلہ فضیلت دوستی کے کم وزن ہیں کیونکہ کوئی چیز اُن میں سے اُس حالت میں کہ مصیبت مفارقت معشوق کی وارد ہو نافع نہیں ہوتی دنیا اور جو نعمتیں دنیاوی ہیں مثل ایسے دوست کے جو کسی موقع پر وہ مدد کرے یا تکمیل کسی سعادت دینی اور دنیاوی میں معاونت عمل میں لائے نہیں ہیں خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس نعمت سے کامیاب ہے اگرچہ ملک دنیا سے خالی ہو اس سے زیادہ تر خوش قسمت وہ ہے کہ باوصف ملک داری کے ایسی سعادت سے کامیاب ہو کیونکہ جو شخص امور رعیت کا انتظام اور اِن کے احوال کی دریافت اور کلیات اور جزویات امورِ ملک کی طرف اچھی طرح سے نظر رکھنی چاہئے گا اُس کو دو کان اور دو آنکھیں اور ایک دل اور ایک زبان کفایت نہیں کرینگی جب بہت کان اور آنکھیں اور دل اور زبانیں اُس کی ملکیت میں ہو جاینگی جو شمار میں بہت ہوں گی اور حقیقت میں ایک ہی ہونگی تو اطراف ملک کی اُس کے لئے نزدیک نظر آئیں گی اور بغیر محنت اور مشقت کے بھید اور پوشیدہ باتوں پر مطلع رہے گا اور غیب کو حاضر دیکھے گا یہ فضیلت بجز دوست صادق کے اور کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے اور ایسی نعمت کی توقع کیونکر انسان کرسکتا ہے اِلّا رفیق شفیق کے ذریعہ سے ۔ اس مقام تک حکیم کی کلام ہے ۔ جب اس نعمت عظیم اور فضیلت کامل کی تعریف بیان ہو چکی اب اس کے حاصل کرنے کی کیفیت بیان کرنی چاہئے اور بعد اسکے طریقہ حفاظت اس کی کا ظاہر کیا جائے گا تاکہ اس فضیلت کا طالب مثل اُس شخص کے نہو ۔ جو ایک بکری فربہ چاہتا تھا آخر آماسیدہ بکری پر فریفتہ ہو گیا جیسا کہ ایک شاعر نے بیان کیا ہے

اعیذها نظرات منک صادقة	الاتحسب الشحم فیمن شحمه ورم
پناہ چاہتا ہوں میں اُن نظروں سے جو تمہاری طرف سے ہیں صحیح اور راست	اس سے کہ تم آماس اور ورم کو فربہی جانو ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خصوصاً وہ لوگ جو حیوانات سے ازراہ تکلف اور حیلہ سازی اور فضیلت نمائی کی ریا کے طور پر امتیاز رکھتے ہیں مثلاً مال خرچ کرتے ہیں بخل کے ساتھ اس غرض سے کہ سخاوت سے موصوف ہوں اور خوفناک مقام پر اقدام کرتے ہیں بیدلی کے ساتھ شجاعت سے مشہور ہوں اور دیگر حیوانات اپنے اخلاق میں ریا نہیں کرتے اس سے دور ہوتے ہیں - اس فضیلت کے طالب کی مثال باوجود نہ ہونے تمیز کے مثل اُس شخص کے ہے کہ جس کو نباتات کی مزاج اور تاثیر پر واقفیت نہو اور اکثر اقسام نباتات سے اُس کی نظریں متشابہ ہوں پس وہ کسی چیز کے کھانے پر بتصوّر اس کے کہ وہ شیریں ہوگی اقدام کرے اور تلخ پائے اور کسی قسم نباتات کو غذا تصوّر کرکے استعمال کرے اور حالانکہ وہ زہر ہو الاّ جب دوست کے حاصل کرنے کی کیفیت پر واقف ہو جائیگا تو پھر خطرناک چیز کا مُرتکب نہوگا اور مکر اور فریب کرنے والے لوگوں کی دوستی میں جو اپنے آپ کو فاضل اور نکوکار دکھلاتے ہیں اور جب کوئی اُن کے دام فریب میں مُبتلا ہو جاتا ہے تو درندوں کی طرح اُس کو اپنا شکار اور طُعمہ بنا لیتے ہیں نہ پڑے گا اس مطلوب کے حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ حکیم انسقرلیس کا مقولہ ہے کہ جب کسی شخص کے ساتھ دوستی پیدا کرنی چاہیں تو پہلے حال اُس کا تفحص کرنا چاہیے کہ لڑکپن میں اُس کی تربیت کس طرح پر ہوئی ہے اور اپنے والدین اور خویش و اقربا کے ساتھ کس طرح اُس نے برتاؤ رکھا ہے اگر اس کو ان باتوں میں شائستہ پائیں تو اس سے صلاحیت محبت کی اُمید رکھیں ورنہ اُس سے پرہیز واجب ہے کہ جس شخص نے اپنے وجود کی محافظت نہ کی ہو اور نافرمانی ماں باپ سے نامزد ہو وہ دوستی کے حقوق کو ملحوظ نہیں رکھے گا بعد اس کے دریافت حال اُس کے کا اس امر میں کرنا چاہیے کہ آیا دوستان سابق کے ساتھ معاملہ اور برتاؤ اُس کا کس طرح پر رہا ہے اور اُس کو پہلے امتحان کے ساتھ ملایا جائے پس اُس کا حال اس باب میں تحقیق کیا جائے کہ نعمتوں کی شکر گذاری اور کفران میں کیا حال ہے اور غرض شکرگذاری سے یہ نہیں کہ بدلہ ادا کیا جائے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تنگ دستی بدلہ ادا کرنے سے عاجز کردیتی ہے الاّ شکر گذار آدمی اپنی نیت کو ادائے بدلہ سے اور زبان کو ذکر خیر سے معطل کرنا جائز نہیں سکتا اور اہل کفر ذکر خیر کے مشہور کرنے میں جو ہر ایک اس بات پر قادر ہے سُستی کرتا ہے اور جو احسان اُس کے حق میں کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جائے اُس کو غنیمت جانتا ہے اور حق اپنا تصوّر کرتا ہے اور نفس الامر میں
دور کرنے نعمتوں کے واسطے کوئی آفت مثل کفران نعمت کے نہیں ہے اور
اس کے سبب میں غور کرنی چاہیئے کہ بدبخت لوگوں کے اوصاف میں سے
کوئی وصف زیادہ تر خراب اور زبون کفران نعمت سے نہیں ہے اور خود کفر
زبان عرب میں اسی سے مشتق ہے اور نیک بختوں کی صفات میں سے
کوئی وصف مثل شکر گذاری کے نہیں ہے اور موجب افزونی نعمتوں کا
ہے اور قائم رہنا نعمتوں کا شکر پر منحصر ہے جو شخص کسی کے ساتھ ارتباط
مواخات اور دوستی کا پیدا کرنا چاہے اُس کو پہلے اس خصلت کے دریافت
اور تحقیق کرنے سے چارہ نہیں ہے تا اُس ناشکر گذاری کی دوستی میں کہ
اپنے برادروں کی نعمتیں اور رئیسوں کے انعام کو حقیر جانتا ہے مبتلا نہو جائے
بعد اس کے دریافت کرے کہ لذّات اور شہوات کی طرف وہ کیسا راغب
ہے کیونکہ بہت راغب ہونا ان باتوں کی طرف موجب سُستی کا ہوتا ہے
رعایت حقوق برادران سے اور نیز حال طمع اور حرص اُس کی کا زر اور مال
کی طرف بخوبی دریافت کرے کہ بہت لوگ اہل معاملہ حسب ظاہر ایک
دوسرے کے ساتھ محبّت رکھتے ہیں اور باہم تحایف کے لینے دینے میں غفلت
نہیں کرتے جب ان کا معاملہ زر اور سیم کے باب میں پڑ جاتا ہے تو شازعہ
درمیان ان کے واقع ہوتا ہے اور کتّوں کی طرح باہم شور و شغب
کر کے باآواز بلند اور کمینوں کے کلمات اور خسیس لوگوں کے الفاظ سے جھگڑا
اور گفتگو کرتے ہیں اور عداوت کا ذخیرہ جمع کر لیتے ہیں بعد اس کے اس
امر کی طرف نظر کرنی چاہیئے کہ عزّت اور ریاست کی محبّت اس کے دلمیں
کیسی ہے کیونکہ جو شخص طالب غلبہ اور جاہ کا ہوتا ہے وہ دوستی کے معاملہ
میں انصاف ملحوظ نہیں رکھتا اور لین دین کے معاملات میں مساوات پر
راضی نہیں ہوتا بلکہ تکبر اور بلند پروازی اُس کی دوستوں کے حقیر جاننے اور
اور اُن کے ساتھ اپنی بندگی ظاہر کرنے پر آمادہ کرتی ہے محبت اور مودّت
اس خصلت کے ساتھ کمال کو نہیں پہنچتی آخرالامر دشمنی اور کینہ باہم پیدا
ہو جاتا ہے بعد اس کے دریافت کرے کہ حال اُس کا راگ و رنگ اور اقسام
لہو و بازی اور خوش طبعی اور مسخراپن اور خندہ بازی کے سُننے میں کس طرح
پر ہے کیونکہ ان باتوں میں افراط کرنا دوستوں کی مددگاری اور غمخواری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے انسان کو ہٹا رکھتا ہے اور دوستوں کے حال پر احسان سے بدلہ
کرنا اور اُن کی حق گذاری کی مشقت اُٹھانی اور اُن کے ساتھ امور
مشقت میں شریک ہونا ان سب باتوں سے وہ گریزاں ہوتا ہے
پس جب ان امتحانوں میں پورا ہو اور جو رذیلتیں ہم نے بیان کی
ہیں اُن سب سے پاک ہو اُس کو دوست فاضل جاننا چاہئے اُس کی
محافظت اور اُس کے ساتھ دوستی پیدا کرنے کے باب میں کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے کہ لا فخر الا بالصدیق الفاضل یعنے
نہیں فخر مگر ساتھ دوست فاضل کے ایک حکیم کا مقولہ ہے انی لا عجب
ممن یخزن ولہ صدیق فاضل یعنے تحقیق میں البتہ تعجب کرتا ہوں اُس شخص
سے جو غمناک ہوتا ہے وہ اور حالانکہ اُس کے واسطے دوست فاضل ہے۔ ایک
دوست حقیقی اگر ملجائے اُسی پر کفایت کرنی بہتر ہے کہ چیز کامل کمیاب اور عزیز
ہوتی ہے اور نیز بُہت دوستوں کے وجود سے ضرورت اداے حقوق مختلفہ کی لاحق
ہوجاتی ہے اور بعضے حالات میں ضرورتاً بعض حقوق اداے کرنے سے پہلو تہی
کرنی پڑجاتی ہے کیونکہ بُہت دفعہ ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ حالات مختلف اور
متضادہ پیش آتے ہیں مثلاً ایک دوست کی خاطر سے اُس کی شادی کے سبب
خوشی کرنی چاہئے اور دوسرے دوست کی موافقت کے لئے اُس کے غم پر
غمناک ہونا چاہئے یا ایک کے لحاظ سے کہیں جلدی جانا ضروری ہے اور
دوسرے کی خاطر سے ٹھہرنا لابد ہے ایسے موقعوں میں سواے حیرانی اور
فروگذاشت ایک طرف کے دونوں طرفوں سے اَور کچھ نہیں ہوسکتا اور چاہئے
کہ نہایت درجہ کی حرص طلب فضایل اور پاک ہونے دوستوں کے باب میں
چھوٹے چھوٹے عیبوں سے عمل میں نہ لاوے اگر اس طرح پر کرے گا تو کسی کو
عیبوں سے پاک نہیں پاوے گا اور نتیجہ اُس کا تنہائی اور وحشت ہو گی
فضیلت دوستی سے محروم رہے گا بلکہ واجب یہ ہے خفیف عیبوں سے کہ جس
سے انسان پاک نہیں ہوسکتا چشم پوشی کرے اور اپنے عیبوں کی طرف خیال
کرے تا مثل اُس کی دوسروں سے تحمل کرسکے گا۔ جیسا کہ فرمودہ جناب پیغمبر
صاحب صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے طوبی لمن شغلہ عیبہ من عیوب الناس
خوشی ہے واسطے اُس شخص کے کہ جس کو اُس کے عیبوں نے ہٹا رکھا ہے
لوگوں کی عیب گیری سے اور چاہئے کہ اُس شخص کی کوشش ہے کہ سب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Foundation Chennai and eGangotri

ساتھ پہلے دوستی یا وہ اختلاط جو لوازم دوستی سے ہے ہو چکا ہو پرہیز کرے اور قول شاعر کا ملحوظ رکھے ۔ **اشعار**

عدوک من صدیقک مستفاد	فلا تستکثرن من الصحاب
دشمن تمہارے دوستوں تمہارے ہی سے نکل آتے ہیں	پس نہ چاہیئے کہ بہت آدمیوں کو دوست بنا کر اپنی صحبت میں رکھے تو
فان الداء اکثر ما تراہ ۔	یکون من الطعام او الشراب
پس تحقیق اکثر مرضیں دیکھتا ہے تو ۔	پیدا ہو جاتی ہیں اقسام کھانے اور پینے سے

واجب یہ ہے کہ جب دوست حاصل ہو جائے تو اُس کے حال پر رعایت اور تفقد کرنے میں کوشش کرے اور اُس کے کسی حق میں اگرچہ تھوڑا ہو ہرگز فروگذاشت نہ کرے اور جو کام اُس کو پیش آئیں اُن میں کوشش کرے اور زمانہ کی مصیبتوں کے وقت اُس کا مددگار ہو اور فراخی عیش کے وقت کشادہ پیشانی اور خوش خُلقی سے پیش آئے اور اُس کی مُلاقات اور دیدار سے آثار خوشی اور راحت کے اپنے چہرہ اور افعال سے ظاہر کرے اور اُس کمال خوشی پر جو دل میں رکھتا ہے قناعت نہ کرے کہ دلی معاملات پر سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو اطلاع نہیں ۔ انکان ودک فی الطویۃ کامناً ۔ فاطلب صدیقاً عالماً بالغیب (اگر ہے دوستی تمہارے دل میں پوشیدہ پس طلب کرو تم وہ دوست جو غیب پر علم رکھتا ہو) تا ہر روز اور ہر لحظہ استحکام اُس کا صحبت میں اطمینان نفس اُس کے کا حاضر و غائب زیادہ ہو اور جب وہ دوست خوشی اور راحت اپنی دیدار سے اُس شخص کے اطوار پر مشاہدہ کرے گا تو اُس کی دوستی پر یقین کرنے والا ہوگا کیونکہ اصلی خوشی دوستوں کی مُلاقات کے وقت پوشیدہ نہیں رہتی اور دریافت کرنا عارضی خوشی کا اپنے موقع پر اُس کی ہیئت سے مشکل نہیں ہے اور یہ ہی خصلت اُن لوگوں کے ساتھ کہ جن کے کاموں میں دوست کی دل بستگی معلوم ہو مثل دوستان اور اولاد اور تابعداران اور خادمان کے عمل میں لانی چاہیئے اُس کی اور اُن لوگوں کی صفت اور ثناء کرنے میں بغیر تملق اور تکلف کے جو موجب پیدا ہونے عداوت کا ہے حاضر و غیب بہت کوشش کرے اور حفاظت اس امر کی آمیزش تملق اور کدورت نفاق سے بسبب اختیار کرنے صدق کے ہوتی ہے ازروے قول اور فعل کے کیونکہ صدق کے طریق سے منحرف ہونا ازروے ظاہر کے تملق ہوتا ہے اور ازروے معنے کے نفاق اور یہ دونوں ناپسندیدہ اور مذموم ہیں اور چاہیئے کہ اس طریق کو ہمیشہ کے لئے اپنی عادت کرلے اس میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سستی اور تغافل جایز نرکھے کیونکہ اس خصلت کو لازم پکڑنا موجب محبت خالص اور اعتبار کامل کا ہوتا ہے اور اس کی طفیل مسافروں اور اُن لوگوں کے ساتھ کہ جن کے ساتھ سابقہ تعارف نہیں ہے محبت حاصل ہو جاتی ہے جیساکہ کبوتر کسی مکان میں آشیانہ اپنا بنائے اور اُس کے ساتھ الفت پکڑے اور اُسکے گھر اور گرد گھر کے طواف کرے تو اپنے ہمجنسوں کو وہاں جمع کرلیتا ہے ویساہی انسان جب کسی کے خُلق پر واقف ہو جاتا ہے اور اُس کی دوستی کی طرف راغب اور الفت اُس کی سے خوش اور محظوظ ہوتا ہے تو دوسرے لوگوں کو جو مثل اس کی ہیں اس طرف دلالت کرتا ہے بلکہ حیوان ناطق حسن وصف اور اظہار صفت اور ثنا اور مشہور کرنے نیکیوں میں بہ نسبت حیوان غیر ناطق کے بڑی قدرت رکھتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ جیسا دوستوں کو اپنے ساتھ خوشی اور راحت میں شریک کرنا اور اجتناب کرنا اس امر سے کہ تنہا نعمتیں دنیاوی سے حظ اُٹھائے واجب ہے ویساہی ان کے ساتھ حالت غم اور اندوہ میں شریک ہونا زیادہ تر واجب ہے یہ حق ادا کرنا لوگوں کے نزدیک بڑی قدر رکھتا ہے جیساکہ اہل سلف کا مقولہ ہے دعوے الاخاء علے الرخا کثیر تا بل فی الشدا ید یعرف الاخوان ۔ (دعوے برادری اور لاف محبت کا حالت عیش میں بہت ہوتا ہے بلکہ سختیوں میں پہچانے جاتے ہیں دوست) جب ایسا ہوا تو وقت مصیبتوں اور سختیوں اور تغیر حالات کے جو دوستوں کے حال پر لاحق ہو اُن کے ساتھ دلاسا اور غمخواری اور کوشش ذاتی اور خرچ کرنے مال کا اور اظہار تفقد اور دلنهادی کا عادت مقررہ سے زیادہ عمل میں لانا واجب ہے۔ اس میں اس بات کا منتظر رہنا نہ چاہیئے کہ وہ صراحتاً یا اشارتاً اس باب میں سوال کریں بلکہ ازروے فراست اور دانائی کے اُن کے دلی ارادوں پر مطلع ہو کر حاجت روائی اُن کی میں قبل از سوال نہایت کوشش مبذول رکھنی چاہیئے غم اور اندوہ میں شریک ہونا چاہیئے تا شاید کہ بعض مشقت اُن کی کو کفایت کرے رفاقت اور شرکت کے سبب غم سے تخفیف اور تسلی حاصل ہو اور اگر یہ کسی مرتبہ بزرگی اور سرداری پر پہنچ جاوے اپنے یاروں اور دوستوں کو بھی بخوبی اُس سے کامیاب کرے بدون اس بات کے کہ اپنے نفس کو اُس مرتبہ میں غالب سمجھے یا اپنا احسان جتائے اگر کسی موقع پر کسی دوست سے بیگانگت اور نقصان معلوم کرے تو اُس کے ساتھ اختلاط اور محبت کرنے میں زیادتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تر کوشش کرے کیونکہ اگر وہ بھی بسبب غیرت یا تکبر یا بخوف ذلت یا ارتکاب بد خُلقی کے توقف کرے تو رشتہ دوستی کا منقطع ہو جائے گا اور دوستی کی بُنیاد میں خلل واقع ہوگا باوجود اِس کے دوستی کے بالکل دور ہونے کا اندیشہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے ایسی شرم اور خجالت اِس کو لاحق ہو کہ جس کے سبب مفارقت اور قطع کرے دوستی کی طرف رغبت کریں نیک تدبیر اس باب میں یہ ہے کہ بہت جلد اس کا تدارک کریں اور جو امر موجب کدورت اور بیگانگت کا ہو بصفائی دل اصل اصل ظاہر کردیں کہ سچ میں برکت ہے اگر دوست مجرم پایا جائے تو عتاب لطف آمیز کرے کہ العتاب حیات المودت و فی العتاب حیات بین اقوام (عتاب زندگی دوستی کی ہے اور عتاب میں زندگی ہے درمیان قوموں کے) پس اثر کدورت کا بالکل اپنے اور دوست کے دل سے زایل کرے اور چاہیئے کہ ہمیشہ دوست کی رعایت کرنے کو صرف بقائے محبت کا ہی باعث تصور نہ کرے بلکہ اُس کو تمام امور میں مفید اور کار آمد سمجھنا چاہیئے مثلاً اگر کوئی سواری کی چیز یا لباس یا گھر وغیرہ چیزوں کی خبر گیری میں سُستی کریں اور علے التواتر ہر ایک کی رعایت نہ رکھیں تو اُن چیزوں کی خرابی اور نقصان کا اندیشہ ہے پس جب صورت درودیوار کی بغیر خبر گیری کے خراب ہو جاتی ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ اُس کسی کے حال پر کہ جس سے سب نیکیوں کی اُمید ہے ظلم کرنا اور روگردانی اُس شخص کی طرف سے کہ جس سے شادی اور غم میں شریک ہونے کی اُمید ہے کیا نتیجہ بد پیدا کرے گا یعنے وہ ضرر اور نقصان کہ پہلے قسم کے خلل سے متوقع ہے وہ صرف ایک قسم کی منفعت کے دور ہونے پر مبنی ہے اور وہ ضرر جو دوستوں پر ظلم کرنے اور اُن کی دوستی کے قطع ہونے سے متوقع ہے اُس میں بہت طرح کے نقصان ہیں کیونکہ اگر وہ دشمن ہو جائیں اور منافع اُن کی مضرتوں سے مبدّل ہو جائیں تو اُن کی دشمنی سے نہایت کے درجہ کا اندیشہ ہے اور علاوہ اس کے منقطع ہونا اُمید کا اُس چیز سے کہ جس کا بدلہ نہیں ہے لازم آتا ہے ہمیشہ رعایت دوستوں کی لازم پکڑنے کے سبب خرابی عاقبت سے نجات ہو سکتی ہے اس فضیلت سے کامیاب ہونا چاہیئے۔ اور مِرا یعنے جنگ اور خود ثنائی اگرچہ ہر ایک کے ساتھ ممنوع ہے الّا دوستوں کے ساتھ اس کا استعمال کرنا بہت مذموم اور ممنوع ہے کیونکہ مِرا سے زوال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوستی کا ہو جاتا ہے سبب اس کا یہ ہے کہ مزاح موجب واقع ہونے اختلاف کا ہے اور اختلاف موجب منافرت اور باعث جملہ شرارتوں کا ہے اور طلب کرنا الفت اور دوستی کا خود اصل ہیں واسطے پرہیز منافرت کے ہے اور بہت دفعہ ایسا ہوا کرتا ہے کہ کوئی شخص دوستوں کے ساتھ مزاح کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مزاح موجب تیزی ذہن اور ذکاوت طبع کا ہے پس اُن محفلوں میں جہاں رئیس اور اہل بصیرت جمع ہوں خصومت اور عداوت کی باتیں دوستوں سے شروع کرکے طریق ادب سے تجاوز کرتا ہے جاہل اور عام لوگوں کے الفاظ زبان سے نکالتا ہے تا حاضرین کو اُن کی کُند ذہنی اور زنگ معلوم ہو جائے اور خلوت کے موقع پر اس قسم کی باتیں نہیں کرتا بلکہ اُس موقع پر یہ باتیں کرتا ہے کہ جہاں اُن کو حاضر جوابی اور یادداشت معانی کا موقع کم ملے اس سفاہت برملا سے مطلب اُس کا یہ ہے کہ شرم کے باعث اُن کے کاموں میں خرابی واقع ہو اور درحقیقت یہ شخص اہل بغاوت اور ظالموں سے ہوتا ہے کیونکہ جب ظالم لوگ وفور دولت اور نعمت کے سبب نافرمان ہو جاتے ہیں تو ایک دوسرے کو حقیر اور خوار جانتے ہیں اور اُن کی باہم مروت میں طعن کرتے ہیں اور عیب جوئی اُن کی کو نیک تصور کرتے ہیں تا ان کے درمیان عداوت پیدا ہو کر ایک دوسری کی نعمت دور کرنے میں سعی کرتے ہیں نوبت خونریزی اور طرح طرح کی شرارتوں تک پہنچ جاتی ہے یہ جملہ امور مزاح کے لوازمات میں سے ہیں - اور جو علم اور ادب اس کو حاصل ہے یا کسی حرفت اور صناعت میں ماہر ہے اُس کے سکھلانے میں دوستوں کے ساتھ بخل نہ کرے بلکہ ایسا کرے کہ اُس کو اس باب میں یہ نہ کہہ سکیں کہ علم اور ہنر کے باب میں اُس کو تنہا ماہر ہونے کی محبت ہے کیونکہ دوستوں کے ساتھ دنیا کے مال و متاع میں جو ناپایدار اور سریع الزوال ہیں دریغ کرنا قبیح ہے پس کیونکر اُن نعمتوں میں جائز ہوگا جو خرچ کرنے سے زیادہ ہوتی ہیں - اور نہ خرچ کرنے سے اُن میں نقصان واقع ہوتا ہے اور زوال و مزاحمت غیر سے بالکل محفوظ اور ایک کا بہت حظ اُٹھانا موجب کمی اور نقصان دوسرے کا نہو - اور اس قدر معلوم کرنا چاہیئے کہ علم میں بخل کرنا یا بسبب کمی سرمایہ کے ہوتا ہے یا اس خیال سے کہ جاہلوں کے نزدیک فوق اور بزرگی معلوم ہو یا اس خوف سے کہ سرمایہ مستحصل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں نقصان واقع ہوجائے گا یا از روئے حسد کے اور یہ سب قسم قبیح اور مذموم ہیں اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے علم کے بخل کرنے پر قناعت نہیں کرتے دوسرے لوگوں کے بخل پر بھی تبخل کرتے ہیں اور اُن کو تعلیم اور اشاعت کرنے میں ملامت اور سرزنش کرتے ہیں اور اس گروہ سے بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کسی فاضل کی کتاب تصنیف کی ہوئی ان کے ہاتھ آجاے تو کسی کو نہیں دکھاتے یوں ہی برباد اور کہنہ کر دیتے ہیں یہ خلق منافی محبت کا ہے اور دوستوں کی امیدوں کے منقطع ہونے کا باعث ہے۔ اور اس امر سے پرہیز کرنی چاہیئے کہ کوئی شخص اس کے مصاحبوں یا تابعداروں سے کسی باب میں کسی طرح کا ذکر نا پسندیدہ بہ نسبت امور اُس کے دوست کے نہ کر سکے خصوصاً اُس کی ذات کی نسبت یا ذکر کرنا عیب اُس چیز کا کہ جس کا علاقہ اور پیوند اُس کے دوست کے ساتھ ہو کسی کو اس باب میں اجازت نہونی چاہیئے خصوصاً اس کے ذاتی عیب کے لئے بلکہ چاہیئے کہ کسی آفریدہ کو اس کے متعلقان اور علاقہ داروں سے اس امر کے ارتکاب پر جرأت نہو نہ ازراہ قصد اور نہ ازراہ خوش طبعی نہ صراحتاً نہ کنایتاً کیونکہ احتمال ذکر ناپسندیدہ اُس کسی کا ہوسکتا ہے کہ جس کی دل اور آنکھ تم ہو اور اُس کے پیچھے تم خلیفہ اور قایم مقام اُس کے ہو بلکہ تم اُسی کا وجود ہو کیونکہ اگر ان باتوں سے کچھ وہ سُن لے تو اس میں شک نہیں کرے گا کہ وہ باتیں تمہاری منشا سے ہوئی ہیں یا اُس میں تمہاری رضا ہے پس تم سے وہ نفرت کرے گا اور دوستی سے دشمنی ہو جاے گی جب دوست میں کوئی عیب دیکھے تو اُس کے ساتھ ایسی موافقت مناسب اور لطیف کرنی چاہئے کہ جس کے ضمن میں دوست کے لئے ہدایت اور تنبیہ ہو کیونکہ طبیب اُستاد اور حاذق اُس مرض کا علاج تدبیر غذا سے کرتا ہے کہ جس کے علاج میں طبیب غیر ماہر قطع کرنے عضو پر ارتکاب کرتا ہے اور اس موافقت سے یہ مراد نہیں ہے کہ اُس کے عیب سے چشم پوشی کرے اور اُس کو پوشیدہ رکھے بلکہ یہ امر دوستی میں محض خیانت ہے اور فروگذاشت کرنی ہے اُس چیز میں کہ جس کا ضرر دونوں کو لاحق ہو اور دوستوں کو اُن کے معائب پر آگاہ کرنا اولاً کسی غیر کی طرف سے مثال یا حکایت بیان کرنے کے طور پر بہتر ہے اگر یہ تدبیر نافع نہو تو کسی اشارت اور رمز کے طریق سے کسی بات کی ضمن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں اشارہ کرنا چاہئے اگر صراحتاً کہنے کی ضرورت پڑے تو خلوت کے موقعہ میں بعد اظہار اور تقریر اُن کلمات کے جو مقتضائے مضبوطی دوستی کے ہوں اور دل کی اطمینان اور خوشی اور شفقت زیادہ ہو کہنا چاہئے اور ضرور اس بات کو دیگر دوستوں اور ہمنشینوں سے پوشیدہ رکھنا چاہئے اجنبی اور دشمن سے تو بطریق اولےٰ اخفا واجب ہے کہ دوست کا حق اس سے زیادہ ہے کہ اُس کو محل مذمت اور بدگوئی دشمنوں اور مخالفوں کا بنایا جاوے اور دوستی کے باب میں غیبت گویاں کی مداخلت سے بہت احتراز کرنا چاہئے ان کی بات کو سُننا نہیں چاہئے کیونکہ شریر لوگ ناصح لوگوں کے لباس میں ہو کر نیک لوگوں میں دخل پا جاتے ہیں اور خوش طبعی کی باتوں کے موقعہ پر ایک دوست کی بات دوسرے کے پاس دروغ اور نفاق آمیز نقل کرتے ہیں اور اُس کو طرز ناپسندیدہ سے ظاہر کرتے ہیں تا اگر زیادہ گنجایش دلیری کی پائیں تو بناوٹ اور ساختہ اور دروغ باتوں سے اس کی نظر میں اُس شخص کی صورت قبیح دکھلائیں تا دوستی ان کی دُشمنی سے مبدّل کریں۔ متقدمین نے چغلی ساز آدمی کو اُس شخص سے تشبیہ دی ہے کہ جو ناخونوں سے دیوار محکم کی بنیاد کو تراشے اور ہر جگہ انگشت ڈالے کہ جب نہایت تفحص اور تلاش سے کوئی رخنہ پائے تو اُس کو فراخ کرکے بنیاد دیوار کو خراب کردے تا وہ منہدم ہو جائے اور اس باب میں بہت حکائیتیں اور مثالیں بیان کی ہیں کہ منجملہ اُس کے ایک حکایت شیر اور بیل کی کتاب کلیلہ دمنہ میں مذکور ہے اور غرض ان حکایات کے بنانے سے یہ ہے کہ جب کوئی درندہ قوی روباہ ضعیف کے فریب اور دھوکہ دہی سے کسی بڑے حیوان کو ہلاک کرے یا کوئی بادشاہ قاہر کسی چغلساز کی مداخلت سے جو اپنے آپ کو ناصحوں کے لباس میں ظاہر کرے وزیروں کے حق میں کہ جن کے وجود پر تمام مُلک کا قیام اور مدار ہوتا ہے نیت فاسد کرے تا بعد اس کے اُنھوں نے جو کمال عزت اور دخل اور تصرف اولاد سے بھی زیادہ ترحاصل کیا ہوا ہے وہ سب کینہ اور عداوت سے مبدل ہو جائے اور اُن کے قتل اور عذاب دینے پر وہ آمادہ ہو جائے اور مناسب ہے کہ اُن دوستوں کے باب میں کہ ایک مدت سے اُن کو اختیار کیا ہوا ہو اور اُن کی دوستی کو مصیبت کے وقت کے لئے ذخیرہ بنایا ہوا ہو اور روح کی طرح دلوں میں اُنھوں نے جگہ پائی ہو اُن کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چغلی سے اندیشہ رکھے یہ اشعار اس باب میں نہایت عمدہ ہیں *

اعزہ قد کنت رنت بحبہم
بہت عزیز کہ تحقیق پاتا تھا میں جنا محبت اُن کی کی
کنت المفدی بینہم ولدیہم
اور تھی جان میری انپر فدا اور ان کے پاس
فسعی الاعادی بالنمایم بیننا
پس کوشش کی دشمنوں نے چغلی کرنے میں درمیان ہمارے

وکذالک کلہم بحبتی رالو
اور ویسا ہی وہ سب میری محبت کی جزا پاتے تھے
بحیات راسی کانت الایمان
اور زندگی سر میرے تک عہد و پیمان تھی *
حتی تفرقنا فبنت وبانو
تاکہ جُدائی ڈالی درمیان ہماری پس دور ہو میں اُنسے اور دور ہوئے وے

محافظت محبت کے باب میں جسپر بناء تمدن کی منحصر ہے احتیاط کرنی جملہ ضروریات سے ہے تا اُس میں نقصان واقع نہو اور اتحاد کے معنے دور نہو جاویں کیونکہ اکثر فضیلیتیں خلقی کہ جن کو ہم بیان کر چکے ہیں وہ بھی محافظت انتظام الفت پر کہ جسکے بغیر بنی نوع انسان کا وجود قایم نہیں رہ سکتا منحصر ہیں مثلاً عدالت کی طرف احتیاج واسطے صفائی اور صحت معاملات کے ہے تا رذیلت ظلم سے محفوظ رہیں اور عفت کی احتیاج واسطے بند کرنے شہوات بدنی کے ہے تا گناہ عظیم میں مبتلا نہو اور شجاعت کی احتیاج خوفناک امور کے دفع کرنے کے لئے ہے تا سلامتی شامل حال رہے اور بعض فضیلتوں کے اظہار کے لئے امور خارجی کی حاجت پڑتی ہے مثل احتیاج حاصل کرنے مال کے شرافت طبع اور سخاوت عدالت کے اظہار کے لئے ہے تا نیک آدمیوں کے فعل پر قیام کر سکے اور لوگونکو نیک بدلہ اور جزاے پسندیدہ دینے پر قادر ہو اور جس قدر اظہار ان فضیلتوں کے لئے احتیاج زیادہ ہوگی ویسا ہی سامان خارجی کی احتیاج زیادہ ہوگی اور حاصل کرنا سامان کا بغیر مددگاران نیک اور یاران مخلص کے مشکل ہے اور تحصیل الفت میں قصور کرنا موجب قصور تحصیل سعادت کا ہے اسی سبب سے بزرگوں کا مقولہ ہے کہ کوئی رذیلت دین و دنیا میں بدتر سُستی اور بیکاری سے نہیں ہے کیونکہ یہ امور مانع ہیں تحصیل فضایل اور حسنات سے اور انسان کو لباس انسانیت سے خارج کر دیتے ہیں اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جملہ مخلوقات میں سے فضیلت سے محروم وہ لوگ ہیں کہ تمدن اور تالف سے علیحدہ رہتے ہیں تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ہیں پس محبت اور دوستی کی فضیلت سب فضیلتوں سے زیادہ تر ہے اور حفاظت اُس کی سب کاموں پر مقدم اور اہم اس باب کی طول بیانی سے غرض یہی تھی کیونکہ یہ باب اس مقالہ کے جملہ ابواب سے ازروے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معانی کے اشرف ہے واللہ اعلم بالصواب ٭

ساتویں فصل بیچ بیان کرنے کیفیت برتاؤ کے ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ

انسان کو چاہئے کہ اپنے حال کو جمیع اقسام خلقت کے ساتھ نسبت کرے کیونکہ نسبت اُس کی ہر ایک قسم کے ساتھ تین وجہ سے خالی نہ ہوگی یا اُس قسم سے بلند مرتبہ ہوگا یا برابر یا کمتر اگر بلند مرتبہ ہے تو اُس مرتبہ کی حفاظت کرنی چاہئے تا اُس میں نقصان واقع نہو اگر برابر ہے تو اُس مرتبہ سے ترقی حاصل کرنے کے لئے سعی کرے اگر کمتر ہے تو برابری کا مرتبہ حاصل کرنے کے واسطے جہد کرے اور برتاؤ کا حال بھی بموجب اختلاف مراتب کے مختلف ہے الّا بلند مرتبہ والوں کے ساتھ برتاؤ کرنا پانچویں فصل میں سے جو ہم بیان کر چکے ہیں معلوم ہوگا الّا برابر مرتبہ والوں کے ساتھ برتاؤ تین قسمو نپر منقسم ہے اوّل دوستوں کے ساتھ دوسرا دشمنوں کے ساتھ تیسرا اُن لوگوں کے ساتھ کہ جو نہ دوست ہوں اور نہ دشمن اور دوست دو قسم کے ہوتے ہیں حقیقی اور غیر حقیقی طریق برتاؤ حقیقی دوستان کا بیان ہو چکا ہے اور دوستان غیر حقیقی کے ساتھ جو حقیقی دوستان سے مشابہ ہوتے ہیں اور تکلّف اور تملق سے خالی نہیں ہوتے اس طرح برتاؤ کرنا چاہئے کہ حتی الوسع اُن کے حق میں نیکی اور احسان کرے دلنہادی اور مدارا اور صبر و دیگر معاملات میں بحسب ظاہر کچھ فروگذاشت نہ کرے راز اور عیب اپنا اُن سے پوشیدہ رکھے اور ویسا ہی خاص خاص باتیں اور حالات اور منافع کے سبب اور انداز اپنے کاروبار کا مخفی رکھنا چاہئے اور کسی قصور پہ اُن کو مواخذہ نہ کرے ادائے حقوق میں اگر سُستی کریں تو عتاب نہ کرے اور انتقام پر آمادہ نہ ہوتا ان کی صلاحیت اور اُس شخص کی جو ایلچی کے طور پر درمیان ہے متوقع ہو اور ممکن ہے کہ بعض اُن میں سے ایک مدت کے بعد نہایت دوست حقیقی اور مخلص صافی ہو جائیں اور چاہئے کہ بموجب اپنے مقدور کے ان کے ساتھ دلاسا اور مدارا کرے اور اُن کے قریبی اور متعلقان پر تفقد کرنا لازم جانے اُن کی حاجت روائی اور اُن کی مُلاقات سے خوشی ظاہر کرنے پر خواہ دل سے خواہ تکلف کے طور پر قیام کرے اور ضرورت کے وقت اُن کی دستگیری کرے الغرض کہ ہر طرح کا لطف اور خُلق اور حسن اقرار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عمل میں لائے تا ہر ایک کو اس کی دوستی کی طرف رغبت زیادہ ہو اور جس وقت ان لوگوں کے مرتبہ میں تفاوت ظہور میں آئے اور کسی بلند مرتبہ اور منصب پر فائز ہو جائیں تو اُن کی دوستی کا شوق زیادہ نہیں کرنا چاہئے اور انداز مقررہ سے زیادہ مصاحبت اور ہمنشینی اختیار نہ کرے - اِلّا دشمن دو قسم کے ہوتے ہیں نزدیک اور دور اور ہر ایک ان میں سے پھر دو قسم پر منقسم ہیں ظاہرا اور مخفی اور اہل حقد یعنے اہل کینہ - دشمنان ظاہری میں داخل ہیں اور اہل حسد دشمنان مخفی سے شمار کئے جاتے ہیں دشمن نزدیک سے زیادہ تر پرہیز کرنی چاہئے بسبب واقف ہونے اُس کے کے راز اور مخفی باتوں پر اور کھانے پینے وغیرہ امور میں اُن سے پرہیز کرنی واجب ہے قاعدہ کلی دشمنوں کی سیاست کے لئے یہ ہے کہ اگر حلم اور تحمل اور لطف اور مدارا سے ان کو دوست بنا سکیں اور بنیاد کینہ اور عداوت کی ان کے دلوں سے دور کی جائے تو سب سے زیادہ یہ تدبیر بہتر ہے کہ عمل میں لائی جائے ورنہ جہاں تک مروت ریائی اور نیکی ظاہری سے ایک دوسرے کو دیکھیں تو اسی بات کو قایم رکھنا چاہئے کسی طرح پر ظاہرا دشمنی جائز نہیں ہے کیونکہ شرارت کو نیکی سے دفع کرنا نیک ہے اور شرارت سے شرارت کو دفع کرنا بد ہے اور دشمنوں کی سفاہت اور کمینہ اطوار کا اندیشہ کرنا نہیں چاہئے چشم پوشی اور تحمل و مدارا عمل میں لانا چاہئے دشمنی اور عناد کو ایک مدت مدید تک ہرگز قایم رکھنا نہ چاہئے کیونکہ اظہار عداوت کا موجب دور ہونے نعمتوں اور دولت کا اور باعث ہمیشہ رہنے غم اور فکر اور تضیعہ مال اور عزت اور تحمل ظلم و خواری اور خونریزی کا اور بہت قسموں کی شرارتوں کا سبب ہے اور جس قدر زمانہ عمر کا اس قسم کی تدبیروں اور فکروں میں صرف ہوگا ہم دنیا میں موجب تضیعہ اور ملال کا اور ہم دین میں باعث شقاوت اور زیاں کاری کا ہے - موجبات دشمنی ارادی کی پانچ چیزیں ہیں - تنازعہ ملک - تنازعہ مرتبہ - تنازعہ اشیاء مرغوب - اور اقدام کرنا اُن خواہشوں پر جو موجب ہتک عزت اور پردہ دری کا ہوں - اور اختلاف رائیوں میں طریق احتیاط اور پرہیز کا ہر ایک قسم سے یہ ہے کہ اُس قسم کے سبب سے پرہیز کی جائے اور چاہئے کہ دشمنوں کے احوال کی تفحص اور جست و جو رکھے اور اُن کی خبریں حاصل کرنے میں بدرجہ نہایت سعی کرے تا اُن کے مکر اور فریب پر واقف ہو جائے اور اسی قسم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فریب عمل میں لاکر اُن کے منصوبوں کے توڑنے پر فتح پاوے اور
دشمنوں کی شکایت رئیسوں اور دیگر لوگوں کے کانوں میں بیان
کرنی چاہیے تا اُن کی واہیات گفتگو کو قبول نہ کریں اور جو فریب
وہ منصوبہ باندھیں وہ رواج نہ پکڑے اُن کے قول اور فعل کو تہمت
جانیں اور چاہیے کہ دشمنوں کے عیب بخوبی معلوم کرے اور اُن کے
جزو کل پر واقف ہو جاوے اور اپنے دل میں اُن کو قرار دیکر مخفی
رکھنے میں شرایط احتیاط کی عمل میں لاوے کیونکہ مشہور ہونا دشمن کے
عیبوں کا موجب اس امر کا ہوتا ہے کہ پھر اُس کو اُن کے سُننے سے
انفعال نہیں ہوتی وہ باتیں داخل عادت ہو جاتی ہیں اگر اُن
عیبوں کو اپنے وقت پر ظاہر کرے تو اُس موقع پر اُن کو شکستگی لاحق
ہوتی ہے اگر بعض عیبوں پر قبل از شہرت اُس کو آگاہ کر دے تا اُس کو
معلوم ہو جاوے کہ میرے عیبوں پر واقف ہو گئے ہیں تو بھی شکستہ
دل اور ضعیف الرائے ہو جاوے گا شائد کہ اس باب میں بڑی شرط
اختیار کرنا صدق اور راستی کا ہے کیونکہ جھوٹی بات موجب غلبہ
دشمن کا ہوتی ہے اور چاہیے کہ ہر ایک قسم کی خور و خصلت دشمن
پر واقفیت حاصل کرے تا ہر ایک اُس کے امر کو اُس کے مقابل
کے امر سے دفع کرے اور ویسا ہی اُن باتوں پر واقف ہونا چاہیے
کہ جن سے اُن کو ملال اور دل تنگی حاصل ہو کیونکہ اس میں حاصل
ہونا فتح کا متصور ہے اور سب سے بہتر تدبیر اس باب میں یہ
ہے کہ جملہ دشمنوں اور مخالفوں پر اپنی بزرگی اور پیش قدمی پیدا کرے
جو فضیلتیں دونوں کے درمیان مشترک ہیں اُن میں سبقت حاصل
کرے تا اُس کی ذات کا کمال اور دشمنوں کی سُستی ظہور میں آوے
اور دشمنوں کے ساتھ دوستی جتانی اور اُن کے دوستوں کے ساتھ موافقت
اور اختلاط رکھنا داخل احتیاط اور دانائی کے ہے کیونکہ اُن کی مخفی باتوں
اور اُن امور پر کہ جن سے اُن کو شکست اور لغزش واقع ہووے بآسانی
اطلاع حاصل ہو جاتی ہے دشنام اور لعنت اور اُن کے ہتک عزت کے کلمات
زبان پر لانے نہایت بد اور بعید از عقل ہیں کیونکہ اس قسم کے افعال اُن کی جان و
مال کو کچھ مضرت نہیں پہنچا سکتے اور کہنے والے کے حق میں اسکا ضرر فی الحال موجود ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اخبار عام بک ایجنسی لاہور

اس ایجنسی میں فروخت کے لئے وہ کتابیں رکھی جاتی ہیں اور رکھی جاوینگی جو اپنے اپنے خیال و مفید ہونگی بالفعل مندرجہ ذیل کتب اس ایجنسی میں فروخت کیلئے رکھی گئی ہیں ٭

گوہر المصادر - قواعد فارسی کی عمدہ کتاب جسمیں علاوہ مصدر معنے حاصل مصدر مضارع وغیرہ کے بیان اوصاف مصدر بیان ان الفاظ کا جو تلفظ میں یکساں اور معنی وغیرہ میں مختلف اور بیان معانی حروف تہجی اور انکی تبدیل وغیرہ درج ہے ٭ قیمت ۸ / ٭

نتائج معاصی و نتائج حقیقی عام لوگوں کے ... نہایت سلیس عبارت میں بطرز منشی محمد ... اب آزاد دین عیسوی کی کتاب نظم قیمت ۲ / ... محصول ٭

... خسرتی اوّل و دوم کرشن لیلا

قیمت ا / ٭

... منتظر و شہر آشوب منتظر کلام پسندیدہ ... صاحب متخلص بہ منتظر چند غزلیات جدیدہ ... دیوان اول کے حسب فرمائش احباب ... ہیں قیمت ۴ / ٭

... خواب جسمیں مختلف قسم کی خوابوں کا ذکر ... نسبت عام ڈاکٹروں کی رائے درج ... قیمت ۱۴ / - بلا محصول ٭

... سے فارسی جسمیں مختلف رشتہ داروں کو ... خط لکھنے کے کئی کئی نمونہ دئیے ... قیمت ۳ / بلا محصول ٭

سیر و سیاحت یعنے سفرنامہ پنڈت گوپی ناتھ

یہ وہ سفرنامہ نہیں ہے جو جنتری میں یا اخبار عام میں چھپا تھا بلکہ یہ وہ ہے کہ جو آجتک نہیں چھپا اور لاہور کشمیری نیشنل کلب کی خاطر لکھا گیا تھا ٭ قیمت ۴ / علاوہ محصول ٭

دھرم رکھشا - شری پنڈت شردھا رام جی مہاراج سرگواسی کی تصنیف اردو زبان میں اردو خوانوں کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہ ہوگی کیا بلحاظ عبارت اور کیا بلحاظ خیالات نادر کتاب ہے اب دوبارہ بہت عمدگی اور صفائی سے چھپی ہے پہلی کا پیاں سب فروخت ہو گئیں ٭ قیمت ۸ / ٭

دیوان دلی رام - فارسی زبان میں فقیر مزاج صاحبان کے لئے قابل دید ٭

مجموعہ سوالات سترہ سالہ امتحان تحصیلداری و نائب تحصیلداری و منصفی پنجاب

امتحان قانونی میں جو مشکلات امیدواروں کو پیش آتی ہیں وہ مخفی اور پوشیدہ نہیں اُن کے فائدے کے لیئے لالہ لچھپت رائے صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اور توجہ احباب سے سوالات ہائے ماضیہ ۱۷ سالہ جمع کئے پہلے ارادہ تھا کہ ان سوالات کے جواب بھی ان کے محاذ میں درج کئے جاویں مگر متواتر تغیر و تبدیل و ترمیم و تنسیخ قوانین نے ایسا کرنے سے روکا عموماً اور بھی مناسب سمجھا گیا کہ صرف سوالات ہی کو طبع کیا جاوے اُمیدواران خود بمطابق قوانین رائج الوقت اُن کا جواب تحریر کر کے مستفید ہوں گے ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اخبارعام

پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں روزانہ اور ہفتہ وار شایع ہوتا ہے

تجارتی اشتہارات ۔ سرکاری اشتہارات عدالتوں کے نوٹس وغیرہ کیلئے

اول درجہ کا مفید ذریعہ

شرح قیمت روزانہ اخبارعام

موٹے کاغذ ڈمی پر سالانہ معہ محصول عہ

" " " بلا " لعہ

ساوے کاغذ پر " معہ " عہ

" " " بلا " سہ

شرح قیمت ہفتہ وار اخبارعام

سالانہ معہ محصول عہ ششماہی معہ محصول [illegible]

" بلا " عہ " بلا " سہ

سہ ماہی معہ محصول عہ چہارماہی " " ۱۲

ماہوار " عہ ماہوار " " ۱۲

اخبارعام اکیس سال سے جاری ہے بہت مدت گذری ہفتہ میں ایکبار چھپتا تھا ۔ پھر دو دفعہ چھپنے لگا پھر بہت عرصہ تک ہفتہ میں تین بار چھپتا رہا اور اب اپنے قدردانوں کی عنایت سے روزانہ چھپتا ہے ۔ اُن اصحاب کی خاطر جو اخبارعام کی خریداری تو پسند کرتے ہیں لیکن نہ ہفتہ وار معہ سالانہ پر خرید سکتے ہیں اور نہ عہ پر روزانہ خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں ۔ مہتمان نے بڑی سوچ کے بعد یہ بھی قاعدہ بنا رکھا ہے کہ جس کی مرضی ہو روزانہ اخبارعام کا ایک نمبر ۔ دو نمبر تین نمبر [illegible] بس خریدے یعنی دو روپیہ ۔ چار روپیہ ۔ یا چھ روپیہ سالانہ قیمت پر اخبارعام کے خریدار بن سکیں قیمت معہ محصول ڈاک ہے ۔ اور جو لوگ لاہور میں رہتے ہیں وہ ایک روپیہ ۔ دو روپیہ تین روپیہ سالانہ پر بھی اسی طرح خریدار بن سکتے ہیں ۔ لیکن یہ ایک پختہ [illegible] ہے کہ ۔

نئے خریداران کو درخواست کے ساتھ قیمت روانہ کرنی ہوگی

اخبارعام میں اشتہار چھپوانے کے لئے اُجرت کا تصفیہ مینیجر کارخانہ اخبار [illegible] دریافت کرنے پر معلوم ہوگا ۔

ہر ایک نامی شہر میں اخبارعام کی فروخت اور اشتہارات حاصل کرنے [illegible] ایجنٹوں کی ضرورت ہے کمیشن کا فیصلہ بذریعہ تحریر ہو سکتا ہے ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کمینہ لوگوں کے ساتھ مشابہت پیدا کی اور ہم دشمنوں کے واسطے زباندرازی
اور تسلط کی قوت دی۔ ایسا ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابومسلم
مرزوری کے پاس نصر سیار کے حق میں ہتک عزت اور شکایت کی
باتیں کرنی اس خیال سے شروع کیں کہ حضرت ابومسلم خوش ہوں گے
اور پسند کریں گے حضرت ابومسلم نے منغص خاطر ہوکر اُس کو ملامت کی
اور فرمایا کہ اگر کسی غرض کے سبب ان کو میں ہلاک کروں تو بارے زبانی
ان کی ہتک عزت کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جب دشمنوں کو کوئی ایسی آفت
پہنچے کہ اُسکی اپنی ذات بھی بے اندیشہ نہیں ہے یعنے اُس قسم کی آفت کے
وارد ہونے کا خوف ہے تو ہرگز شماتت اور خوشی کرنی نہیں چاہیئے اور اظہار
فرحت کا بالکل نامناسب ہے کہ یہ علامت بیوقوفی اور بے تمیزی کی ہے اور
در اصل یہ شماتت اپنے نفس کے ساتھ ہے۔ اگر دشمن اس کی پناہ میں آجاوے
اور اِس کے گھر کو جائے امن مقرر کرے یا کسی ایسے امر میں جو مقتضی وفا
اور امانت کا ہو اسپر اعتماد کرے تو اُس کے ساتھ دغا اور مکر اور خیانت
عمل میں نہ لائے مروت اور احسان کرے۔ ایسا عمل میں لانا چاہئے کہ ملامت
اور مذمت دشمن کی طرف عاید ہو اور وفائے عہد اور نیک سیرتی اس کی تمام
لوگوں پر واضح ہو۔ اور دشمنوں کے ضرر دور کرنے کے لئے تین تدبیریں ہیں
اگر ہوسکے تو اول خاص اُن کی ذات کی اصلاح کرے ورنہ جو شخص بطور
ایلچی کے درمیان ہو اُس کی اصلاح دوم اُن کے اختلاط سے پرہیز کرے یعنے
اُن کی ہمسائگت سے دوری اختیار کرے یا دور دراز سفر کرلے سوم
انکی بیخ کنی کرے یہ سب تدبیروں سے اخیر کی تدبیر ہے جب چھ شرطیں موجود
ہوں تو یہ تدبیر عمل میں لانی چاہیئے۔ اوّل یہ کہ دشمن بذات شریر ہو اور اصلاح
اُس کی کسی طرح پر نہ ہوسکے۔ دوم یہ کہ کسی طرح پر سوائے قہر کرنے کے
اُس کے ضرر سے خلاصی متصور نہو۔ سوم وہ کہ یہ اندیشہ ہو کہ اگر اُس نے
فتح پائی تو اُس کے ساتھ زیادہ تر سختی اور برائی بہ نسبت اُس کے کہ اس نے
اُس کے حق میں کی ہے عمل میں لائے گا۔ چہارم یہ کہ اُس کی کوشش
اور سعی واسطے دور کرنے اپنی نعمتوں کے دیکھے۔ پنجم یہ کہ اُسپر قہر کرنے سے
بدنامی خیانت اور مکر اور دغابازی کی اسپر عائد نہو۔ ششم یہ کہ دنیا اور آخرت
میں اُس امر کی بدانجامی کا اندیشہ نہو باوجود ان باتوں کے اگر کسی دوسرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دشمن کے ہاتھ سے اُسپر قہر کرے تو بہتر ہے فرصت اور موقع تلاش کرنا باوصف قدرت کے لوازم احتیاط اور حزم سے ہے - اِلّا حاسد آدمی کو اپنی نعمتوں کے اظہار اور فضیلتوں کے دکھلانے اور دیگر ایسی چیزوں سے کہ جن سے اُن کو غصہ اور ایذا پہنچے دلتنگ اور سوختہ جان رکھنا چاہئے اور اُس کے مکر سے پرہیز کرے اور اسباب میں کوشش کرے کہ لوگ اُس کی خصلت سے واقف ہو جائیں - اِلّا جو لوگ کہ نہ دوست ہوں اور نہ دشمن اُن کے ساتھ برتاؤ بھی مختلف طور پر ہے ہر ایک کے ساتھ بموجب استحقاق اُس کے کے برتاؤ رکھنا قرین مصلحت ہے مثلاً نصیحت کرنے والے لوگوں کے حق میں کہ نصیحت کرنے سے قوم پر احسان کرتے ہیں نیکی کرے اور اُنکے ساتھ اختلاط رکھے اور اُن کی باتوں پر عمل کرے اور اُن کی ملاقات اور دیدار سے خوشی ظاہر کرے اِلّا ہر ایک شخص کی بات قبول کرنے میں جلدی نہ کرے اور ہر ایک شخص کی ظاہری باتوں پر مغرور نہو جاوے بلکہ غور کرے تا ہر ایک شخص کی غرض پر واقف ہو جاوے حق اور باطل میں تمیز کرے بعد اُس کے جو مناسب ہو عمل میں لاوے - اور نیکو کاروں کے لئے کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے کہ لوگوں کے درمیان صلاحیت قایم رکھنے میں مشغول ہوتے ہیں صفت اور ثنا کرے اور اُن کے حق میں تعظیم اور انعام عمل میں لاوے اور اُن کی طرح نیک بختی پیدا کرے کیونکہ اُن کا مذہب تمام خلقت کے نزدیک پسندیدہ اور محمود ہے - اور کمینہ لوگوں کے ساتھ علم استعمال میں لاوے اور اُن کی کمینہ باتوں کی طرف التفات اور اندیشہ نہ کرے تا اُس کی ایذا سے وہ روگرداں رہیں اگر اُن کی بدگوئی اور کمینگی میں مبتلا ہو جاوے تو اس بات کو حقیر جانے رنج اور الم نہ کرے اُن کے مکافات اور بدلہ کی طرف مصروف نہو بلکہ تحمل اور سکوت سے اصلاح حال یا اُن کی اختلاط سے مفارقت اور ترک عمل میں لاوے اور جہاں تک ہو سکے ایسے لوگوں کی ہمنشینی اختیار نہ کرے اور اُنکے ساتھ جدل اور انتقام کشی کو عمل میں لانا امر اندیشہ ناک تصور کرے اور متکبر لوگوں کی تواضع نہ کرے بلکہ اُن کے ساتھ تکبری سے پیش آوے تا اُس سے وہ متالم اور ممنوع ہوں کہ التکبر مع المتکبر صدقۃ (یعنے متکبر لوگوں کے ساتھ کبر انا راستی ہے) کیونکہ ان لوگوں کے ساتھ تواضع کرنی موجب حقارت اور ذلت کا ہے اور اپنے اطوار پر وہ پختہ اور متیقن ہو جاتے اور ایسا تصور کرتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ تمام لوگوں پر ہماری خدمت اور بندگی کرنی واجب ہے جب اس پندار
کی ضد معلوم کریں گے تو جانینگے کہ ہمارا قصور ہے اور ممکن ہے کہ خصلت
تواضع اور نیکی کی پکڑیں۔ اور اہل فضایل کے ساتھ اختلاط کرے اور اُن سے
فائدہ حاصل کرے اور اُن کے حق میں معاونت اور مددگری غنیمت جانے اُس
جماعت میں داخل ہونے کے لئے کوشش کرے اور ہمسایہ بد اور اقربا مخالف کے
ساتھ صبر کرے مدارا اور نیکی عمل میں آئے اور یقین سے اس بات کو جانے
کہ بدبخت اور لئیم الطبع اپنے بنہیر بہت صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور کریم الطبع
اپنے نفس پر ایسے طریق اور طور پر جیسا کہ مقتضائے عقل اور دانائی اور احتیاط
کا ہے ہر ایک کے ساتھ برتاؤ رکھے عوام النّاس اور خویش و اقربا کی اصلاح
میں حتے الامکان کوشش کرے۔ زیردست اور ماتحت لوگ بھی بہت قسم
پر ہوتے ہیں شاگردوں کو نیک حال پر رکھنا چاہئے اُن کی طبیعتوں اور
خصلتوں کی طرف غور کرے اگر لایق اور مستعد تحصیل علوم کے ہوں اور
نیک خصلت سے متصف ہوں تو تحصیل علم سے اُن کو منع نہ کرے اور
اس بات کا اُنپر احسان یا کسی طرح کی مشقت نہ ڈالے۔ اُن کی تکلیف کے دفع
کرنے میں کوشش کرے اور جو شاگردوں میں سے طبع فاسد رکھتے ہوں اور
حرص و طمع کی جہت سے پڑھنا شروع کریں۔ تو اُن کے اخلاق کی تہذیب
فرمانی چاہئے اور ان عیبوں پر اُن کو متنبہ اور آگاہ کیا چاہئے اور موافق استعداد
کے اُن کی تبدیل کرے اور اُس علم کو جو ذریعہ حصول اُن کے مطالب فاسد
کا ہو اُن سے دور رکھے۔ اور کند ذہن شاگردوں کو جو چیز اُن کے لایق فہم
اور ادراک کے ہو اور مفید ہو اُس کے حاصل کرنے کے لئے ترغیب دی جائے
اُن کی عمر ضایع کرنے سے اجتناب کرے۔ اور سوال کرنے والے لوگوں کو اگر
وہ نہایت لجاجت اور الحاح سے سوال کریں تو الحاح سے منع کرے اور
اُس کے سوال پورا کرنے میں توقف کرے اِلّا اُس صورت میں کہ وہ اپنے
سوال میں سچا ہو تو پھر توقف نہ کرے۔ درمیان محتاج اور طامع کے فرق
کرے طامع کو طمع سے منع کرے اور اس کا سوال پورا نہ کرے شاید کہ
یہ امر باعث اصلاح اُس کی کا ہو اور محتاجوں پر بخشش کرے اور اُن کے
ساتھ دلاسا رکھے اور اُن کو معاش میں مدد دے بشرطیکہ اُس کے ذاتی
مصارف ما یحتاج اور عیال داری کے ضروری امور میں خلل واقع نہو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ضعیف لوگوں کی دستگیری کرے اور انپر رحم فرماوے اور مظلوموں کی مدد کرے اور جملہ نیکی کے کاموں میں نیت پاک اور درست رکھے اور اللہ تعالیٰ کی جناب پاک کے ساتھ کہ چشمہ نیکیوں اور بزرگیوں کا وہی ذات پاک اور بلند ہے ان باتوں میں مشابہت پیدا کرے +

آٹھویں فصل میں وصایا اور نصیحتیں حکیم افلاطون کا بیان ہے اور یہ تمام امور میں مفید اور کارآمد ہیں

جب ہم مسائل حکمت عملی کے بیان کرنے سے جیسا کہ ابتدائے کتاب میں ذکر اس کا ہو چکا تھا فارغ ہوئے اور ہم نے اُس کے مسائل بخوبی بیان کرنے اور اہل اس ہنر کی باتیں نقل کرنے میں بہت کوشش کی تو ہم نے چاہا کہ خاتمہ کتاب کا ایک ایسی فصل کلمات حکیم افلاطون پر مبنی کیا جائے کہ جس سے عام خلقت کو نفع پہنچے اور یہ وہ وصیت ہے کہ اپنے شاگرد ارسطاطالیس کو اس نے فرمائی تھی کہتا ہے۔ اپنے خدا کو پہچان اور حق اُس کا نگاہ رکھ اور ہمیشہ علم کے پڑھنے اور پڑھانے میں مشغول ہو اور تحصیل علم پر توجہ مقدم رکھ اہل علم کا امتحان کثرت علم سے نہ کر بلکہ اُن کے حال کا اعتبار گناہوں اور شرارتوں کے پرہیز کرنے سے کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی جناب پاک سے اس چیز کی درخواست نہ کر کہ جس کا نفع تم سے منقطع ہو جائے۔ اور اس بات پر یقین کر کہ تمام بخششیں اللہ تعالیٰ کی جناب پاک سے حاصل ہیں اُس کی جناب پاک سے نعمتیں باقی رہنے والی اور وہ فائدے جو تم سے مفارقت نہ کر سکیں درخواست کر۔ ہمیشہ ہوشیار رہو کہ موجبات بلیوں کے بہت ہیں۔ اور جو چیزیں لایق کرنے کی نہیں ہیں اُن کی خواہش نہ کر۔ اور جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے انتقام ازروے غضب اور عتاب کے نہیں لیتا بلکہ بنظر تادیب کے اور اصلاح کے لیتا ہے۔ صرف شائستگی زندگی کی آرزو نہ کر جب تک کہ شائستگی موت کی بھی اس کے ساتھ نہ ملائی جائے۔ زندگی اور مرگ کو نیک تصور نہ کر الّا اُس حالت میں کہ ذریعہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حاصل کرنے نیکیوں کا ہو۔ آرام اور آسایش پر اقدام نہ کر تا بعد اس کے کہ
اپنے نفس کا حساب تین چیزوں میں پہلے کر لیا ہو۔ اول یہ کہ تامل کرنا
چاہئیے کہ اس دن میں تم سے کچھ خطا واقع ہوا ہے یا نہیں دوسرے
یہ فکر کرنا چاہئے کہ کوئی نیکی حاصل کی ہے یا نہیں تیسرا یہ غور کی جاوے
کہ کوئی امر بباعث غفلت اور قصور کے تم سے فوت ہوا ہے یا نہیں۔
یاد کرو اصل میں تم کیا تھے اور بعد مرنے کے کیا ہو جاؤگے کسی شخص
کو تکلیف اور ایذا مت دے کہ جہان کے کام ناپائدار اور متغیر ہونے
والے ہیں بدبخت وہ شخص ہے کہ عاقبت کی یاد سے غافل ہو ذلت سے
باز نہ آوے اُن چیزوں پر تکبر نہ کرنا چاہئیے جو کہ تمھاری ذات سے خارج
ہیں اور مستحق لوگوں کے حال پر نیکی کرنے میں انتظار سوال کا نہ کر بلکہ
قبل از سوال کے اُن کی مطلب براری کر اُس شخص کو حکیم شمار نہ کر کہ
جہاں کی لذتوں میں سے کسی لذت پر خوش ہووے یا اس عالم کی
مصیبت پر اضطراب کرے اور غمناک ہووے۔ موت کو ہمیشہ یاد کر اور
جو لوگ مر گئے ہیں اُن کی طرف دیکھ آدمیوں کی خساست بہت بیفائدہ
گفتگو کرنے سے معلوم کر اور جو چیز اُس سے سوال نہ کریں اُس کے جواب
دینے سے پہچان اور جاننا چاہئے کہ جو شخص کسی غیر کے حق میں شرارت
اور بدی کا اندیشہ کرے تو اُس کی ذات نے بدی قبول کی اور مذہب اس
کا مشتمل شرارت پر ہوا پہلے بہت دفع دل میں سوچ لے پھر زبان پر لا اور
پھر اُسپر عمل کر کہ حالات جہان کے متغیر ہونے والے ہیں تمام لوگوں کا دوست
ہو زود خشم نہو کہ غصہ عادت تمھاری ہو جائے گا۔ اور جو شخص آج تمھارا محتاج ہے
اُسکی مطلب براری کل پر نہ ڈال کہ تمکو کیا معلوم ہے کہ کل کیا ہو جائیگا۔ اب جو شخص
کسی مصیبت میں گرفتار ہو اُسپر مدد کر الا وہ شخص کہ اپنی بدعملی کی سزا میں گرفتار ہو جائے
جبتک متخاصمین کی بات تمھاری سمجھ میں نہ آوے اُنکے مقدمہ سے حکم کرنے میں دلیری نہ کر
صرف باتوں سے حکیم نہونا چاہئے بلکہ قول اور عمل سے ہونا چاہئیے کیونکہ حکمت قولی دنیا میں ہی
رہتی ہے اور حکمت عملی عاقبت کام آتی ہے۔ اگر کسی نیک کام میں تم رنج اور تکلیف اٹھاؤگے
تو رنج نہیں رہیگا اور نیک کام باقی رہیگا اور اگر فعل بد سے تم لذت پاؤگے تو لذت نہیں
رہیگی فعل بد باقی رہیگا۔ اُس دن کو یاد کر جو تم کو پکاریں گے اور تم آلہ استماع اور کلام کرنے
سے محروم ہوگے نہ سنوگے نہ کلام کر سکوگے اور نہ یاد کر سکوگے۔ اور یقین کرکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جانو کہ اُس مکان میں جاؤ گے کہ جہاں نہ دوست کو شناخت کرو گے اور نہ دشمن کو پس یہاں کسی کو ناقص اور ناکارہ تصور نہ کر اصل بات کی طرف دیکھ کہ تم وہاں پہنچو گے کہ جہاں صاحب اور غلام مساوی ہوں گے پس یہاں تکبر نہ کر اور ہمیشہ زاد راہ مہیا رکھ کہ تم کو کیا معلوم ہے کہ کب جہان سے کوچ ہوگا۔ اور جاننا چاہیئے کہ نعمتوں الٰہی سے کوئی چیز حکمت سے بہتر نہیں اور حکیم وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کا فکر اور قول اور عمل برابر یکساں ہوں۔ بدلا نیکی کے ساتھ کر اور بدی سے پرہیز کر۔ ہر حال میں اپنے کام کو یاد اور حفظ کر اور سمجھ اور اپنے حال کی دریافت رکھ اس جہان کے بڑے عجائبوں میں سے کسی کام کے لیئے دلتنگ نہ ہو۔ کسی وقت میں سُستی اور کاہلی نہ کر اور نیکیوں سے تجاوز کرنا روا نہ رکھ اور کسی فعل بد کو تحصیل نیکی کے لیئے سرمایہ نہ کر اور افضل امر سے بلحاظ کسی خوشی ناپائدار کے ہٹنا نہیں چاہیئے کیونکہ یہ خوشی دائمی سے ہٹنا ہے۔ حکمت کا دوست ہو اور حکیموں کی بات سُن دُنیا کی ہوس اپنی ذات سے دور کر۔ آداب پسندیدہ سے پرہیز نہ کر۔ کسی کام میں قبل از وقت اُس کام کے مصروف نہ ہو۔ جب تم کسی کام میں مصروف ہوو تو از روے دانائی اور بصیرت کے مشغول ہونا چاہیئے۔ دولتمندی پر غرور اور تکبر نہ کر۔ مصیبتوں کے سبب سے تنگی اور خواری کو اپنے پر دارو نہ کر۔ دوست کے ساتھ ایسا معاملہ کر کہ حاکم کی احتیاج نہ پڑے۔ اور دشمن کے ساتھ ایسا معاملہ کر کہ حاکم کے نزدیک تم کو فتح ہو۔ اور کسی کے ساتھ کمینہ پن نہ کر۔ ہر ایک کے ساتھ تواضع عمل میں لاؤ۔ اور کسی متواضع کو حقیر سمجھنا نہیں چاہیئے اور جس چیز کو تم خود نہ کر سکو اپنے بھائی کو اُس کے لیئے ملامت نہ کر۔ اور باطل چیز پر خوش نہ ہو۔ اور بخت پر اعتماد نہ کر۔ نیک فعل سے پشیمان نہ ہو۔ کسی کے ساتھ تمسخر نہ کر ہمیشہ خصلت عدل اور نیکیوں کی لازم پکڑنے اور قایم رکھنے پر مداومت کرنا تم نیک بخت ہو جاؤ۔ انشاء اللہ تعالے جلشانہ۔ یہ ہیں حکیم افلاطون کی نصیحتیں کہ جن پر ہم نے ختم کرنا کتاب کا چاہا بعد اس کے ہم قطع سخن کا کرتے ہیں خدا تعالے اپنے فضل و کرم سے سب کو توفیق نیکیوں کی تحصیل کی بخشے اور اُن امور کی طلب پر حریص کرے کہ جن سے اُس کی رضا حاصل ہو ۞

انہ لطیف المجیب والیہ المرجع والانیب

الحمد للہ علی نعمایہ واحسانہ وافضالہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Database

Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri